جاء الحق وزہق الباطل

کتاب مسمیٰ

حقیقۃ المذہب

تصنیف و تالیف

محمد عبد السلام خان از خاندان نواب نجیب الدولہ

سب جج پنشن یافتہ اودھ

سنہ ۱۹۱۱ عیسوی

مطبوعہ مطبع ریاست رامپور

بار اول ۱۵۰ جلد

فہرست مضامین

حصہ اوّل تاریخ مذہب

تمہید

مذہب پر مضمون نگاری کی نہ مجھے قابلیت تھی نہ میری معلومات اسقدر تھی کہ مین قلم اُٹھاتا۔ مگر یورپ نے جب صدی گذشتہ مین مذاہب دُنیا کی کتابین فراہم کر کے ترجمے کرنے شروع کئے۔ اور مذہب کو علم کے سانچے مین ٹھوسنا شروع کیا تو پہلے بسم اللہ بت پرستی سے کی۔ اور اُسکو ابجد مذہب قرار دیا۔ اُسوقت سے میرا خیال اِدہر رجوع ہوا۔ اور اس ابجد پر مدتون غور کرتا رہا اور اِسکی معلومات حاصل کرتا رہا اور یہ دیکھکر تعجب ہوتا تھا کہ ہر بڑی قوم کے پُرانے اور موجودہ مذہبون مین خداپرستی اور بت پرستی بالاستقلال دونون ایک ہی وقت مین جاری اور ساری ہین۔ پھر بت پرستی کیسے ابجد ہوسکتی ہے۔ اور حقیقت کی جستجو کی تو معلوم ہوا کہ اعتقاد بت پرستی جُہلا کے توہمات سے پیدا ہوا ہے۔ پھر خداپرستی کی تلاش اور تحقیقات کی تو اُسکا شیوع محض رہنما کی ہدایت پر پایا۔ اور قوم نے اُسکو سچا باور کر کے اُسکی ہدایتون کو قبول کیا۔ اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ اِسی خداپرست قوم مین ایک مدت کے بعد بتون کا بھی اعتقاد پیدا ہوگیا۔ خدا۔ اور بت۔ دونون ایک وقت مین پجنے لگے مینے دیکھا کہ سرسید کا خیال اِدہر رجوع ہوا ہے کہ اِس زمانہ مین علوم کی بےانتہا ترقی ہوگئی ہے۔ اور مذہبی اعتقادات متزلزل ہوتے جاتے ہین۔ جسطرح عباسیہ کے زمانہ مین علم کلام ایجاد کر کے مذہب اسلام کو مضبوط کیا تھا اِسی طرح اسوقت مین

یم کی ہے کہ مذہب شخصی ایجاد ہے یا جماعتی - اگر آپ اُسکو شخصی ایجاد
ر دین تو بھی غلط ہے - اور جماعتی ایجاد قرار دین تو بھی غلط ہے - کیونکہ
ا مذہب خدا کی طرف سے دیا گیا ہے - اور جب اِسکو ثابت کرنے بیٹھیئے گا
اُن تمام اُمور سے بحث کرنی پڑے گی جنکا مینے اُوپر ذکر کیا ہے -
ب دفعہ آپ نے قائم کی ہے - کہ بت پرستی کیا شئے ہے - اور خدا پرستی
ا ہے - مگر جب آپ کعبہ کی طرف سجدہ کرنا اور حضرت ابراہیمؑ کی اولاد کا
ب پتھر کو کھڑا کر کے اُس طرف عبادت کرنا اور اُسپر نظر چڑھانا بت پرستی سے
ح کرنا چاہینگے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ کیا مشکلات پیش آتی ہین - اور بہت
تین ہین جنکو مین کہانتک لکھون - آپ لکھتے ہین کہ مین کوئی نظام یا منصوبہ
ر کے لکھنا نہین چاہتا ہون بلکہ زیادہ تر اصل واقعات ظاہر کر کے اُنسے
باط کرنا چاہتا ہون - جناب من یہ ہی کام سب سے زیادہ مشکل ہے -
موقت آپ اصل واقعات ثابت کرینگے تو آپکو اُن تمام باتون سے جو اصل
قعات مین شامل ہوگئی ہین بہت لمبی بحث کرنی پڑے گی -
ض کہ جو کام آپ چاہتے ہین وہ ایسا مشکل ہے کہ اُس سے زیادہ مشکل و
م نہین - خدا آپ کی مدد کرے اور آپ کی ہمت قایم رکھے -
رحال عربی یا فارسی مین کوئی کتاب آپکو نہین ملنے کی جو اس باب مین
د دے - مگر انگریزی مین بہت سی کتابین ہین جو اس باب مین آپ کو مدد
ے سکتی ہین - مجکو تو انگریزی کتابون کے نام معلوم نہین ہین - لیکن شاہجہانپور
ن جو کانفرنس ہوگی اُس مین سید محمود اور مولوی مہدیعلی صاحب دونو

نئے فلسفہ کی ضرورت ہے۔ پرانا اب بیکار ہوگیا ہے۔ مینے سرسید سے امداد چاہی۔ چونکہ وہ خود اِس فکر مین تھے اِس لئے پوری رہبری نکرسکے حقیقت مین سرسید کے جواب نے مجھے اِس ارادہ مین مستقل رکھا اور میری ہمت باندہی۔ اِس لئے وہ تحریر اِس موقع پر بجنسہ درج کیجاتی ہے

نقل خط

جناب نواب صاحب مخدوم مکرم من نواب عبد السلام خانصاحب

آپکا عنایت نامہ مورخہ ۸ دسمبر پہنچا۔ ممنون عنایت ہوا۔ آپ نے ایسا مشکل کام اختیار کیا ہے۔ جسکی مشکلات کا بیان نہین ہوسکتا۔ ایک طرف تو آپ کے ہان یعنی مسلمانون کی کتابین تفسیر و حدیث وغیرہ کتب مذہبی مین جو آماجگاہِ اعتراضات مخالفین ہوگئی ہین جسکی جوابدہی اور حمایت نہایت مشکل بلکہ ناممکن ہے دوسری طرف عیسائیون کے اعتراضات ہین جو مشکلات سے خالی نہین ہین اور بحمایتِ کتب سابق جو اسلام پر لکھے گئے ہین اُنکی جوابدہی غیر ممکن ہے۔ کوئی کتاب عربی یا فارسی مین آپکو ایسی نہین ملنے کی جسمین تقلید کو چھوڑکر خالص اسلام کے اُوپر بحث کی ہو۔ علاوہ اُنکے ایک تیسرے شخص ہین یعنی ملحد جو تمام مذہبون کی جڑ کاٹتے ہین۔ آپ نے جو فہرست لکھی ہے اُسمین بہت سی دفعات ایسی ہین کہ جب تک تمام و کمال بحثین نہ لیجا ہین اُن پر کوئی مضمون نہین لکھا جاتا۔ مثلاً آپ نے ایک دفعہ

یہ مینے مذہب اور تہذیب کی بحث مین دکھایا ہے - میری یہ رائے ہے
کہ عام طور سے مذہب کی حقیقت اور اصلیت پہلے ثابت کیجائے - پھر معیار
صداقت مذہب قائم کیا جائے - اور بعدازان مذہب اور تہذیب کا فرق
ثابت کیا جائے - اِن اُمور کی تحقیقات مین بہت سے مسئلے زیر بحث ہونگے
اور مذہب کی حقیقت کھلجائیگی - یہی میرا اصل مدعا اس کتاب کی ترتیب سے ہے
اِس کتاب مین تکرار مضمون اکثر پائی جائیگی - اسکا اصلی سبب یہ ہی کہ جسقدر
ایک مضمون کے حصے زیادہ کئے جاتے ہین اُن مین جب جداگانہ بحث
کسی حصہ پر ہوگی تو اصل مضمون کا کسی نہ کسی طرح اعادہ ہوگا - اور دوسرے
حصے کے مضمون بھی کچھ نہ کچھ پھر آجائینگے - اگر میری صحت اچھی ہوتی تو مین
اس تکرار مضمون مین کچھ کمی کرسکتا مجھے یہ بھی اُمید نہ تھی کہ یہ مضمون ایسی صورت
مین آجائیگا - کہ مین ملک کے سامنے پیش کرسکون - خدا کا شکر ہی کہ اِسکی
ترتیب مین میری ہمت بندھی -

مینے اِس کتاب کو چار حصون پر تقسیم کیا ہے -

اوّل - تاریخ مذہب -

دوم - نوعیت و مدارج مذہب -

سوم - طریقہ نشو و نمار مذہب -

چہارم - اسباب فضیلت و صداقت مذہب -

اور نام اسکا **حقیقۃ المذھب** رکھا -

محمد عبدالسلام خان - ۱۸ اگست سنہ ۱۹۰۱ع

تشریف لائین گے اور بہت سی کتابون کے نام آپ کو بتائین گے جو
اس قسم کے مضامین سے متعلق ہین - اور اُن کتابون کا منگانا اور پڑھنا
آپکو نہایت ضرور ہے - والسلام - ۱۱ر دسمبر ۱۸۹۵ء
سید احمد

تاہم اِسی محقق کے دیگر متفرق مضامین سے مجھے بہت کچھ مدد ملی - جنکا
تذکرہ اپنے اپنے موقع پر اِس کتاب مین آئیگا -
مینے اِس کتاب مین چند نئے اُمور پر بحث کی ہے - یہ بحث مکمل نہین ہے
تاہم لایق توجہ محققین و علما کے ہے -
مینے صرف یہ خاکہ بتایا ہے اِس سے آئندہ بحث مباحثہ ہو کر بہت سے
امور منکشف ہونگے جنسے مذہب کی صداقت کی معیار ظاہر ہوگی - مینے
مختلف مذاہب کی تاریخین و واقعات کا انتخاب نمبر (۳) مین درج کیا ہے
مگر اُس موقع پر نہ اُنپر بحث کی نہ نتیجہ نکالا ہے - اول تو مجھے فرصت نہین
ملی علاوہ اِسکے یہ ذخیرہ دوسرون کے آیندہ غور کرنے کے لئے یکجا
کر دیا ہے -
میری صحت نہایت خراب ہی - مین اپنے خیال کے موافق اِس ہیولہ
کی تکمیل نکر سکا جو کچھ کہا تھا اُسکی بہزار مشکل ایک صورت قائم کی ہے -
کیا بعید ہے کہ اِس طریقے سے آیندہ کامیابی ہو -
میرا خیال یہ ہے کہ جس روش پر کہ اہل مذہب چل رہے ہین کہ مذہب
اور علوم کی تطبیق دیکر اُسکو مضبوط کیا جائے - یہ تباہی مذہب کا باعث ہوگی

۷۸۶

حصہ اول

نمبرا

مذہب اور تہذیب کا وجود کب سے ہے

انسانی معاشرت دو شئے سے بنی ہے مذہب اور تہذیب۔ دونوں کے باہم تقدیم اور تاخیر قرار دینا ناممکن ہے

مسٹر لینگ تہذیب کی بابت یہہ لکھتا ہے۔

بابل کا تاریخی زمانہ بعض مستند مورخ چھہ ہزار برس قبل حضرت عیسیٰ کے قرار دیتے ہیں صحیح تاریخی نوشتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ چھہ ہزار برس اور غالباً سات ہزار برس حال کے زمانہ سے تہذیب کا پتہ چلتا ہے اور وہ تہذیب آگے سے اور قدیم معلوم ہوتی ہے۔

علم نجوم کی بابت یہ مورخ لکھتا ہے۔

بابل کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ ادنہوں نے علم نجوم میں بہت ترقی کی تہی ایک کتاب علم نجوم اور ہیئیت کی عہد سارگت اول کی ملی ہے۔ یہہ کتاب شاہی کتب خانہ کے لئے تصنیف کی گئی تہی۔ زمانہ تصنیف تین ہزار آٹھ سو برس قبل حضرت عیسیٰ کے ہے اس امر کا ثبوت کافی ہے کہ سات ہزار برس سے فنون تعمیر و انجنیری و آبپاشی
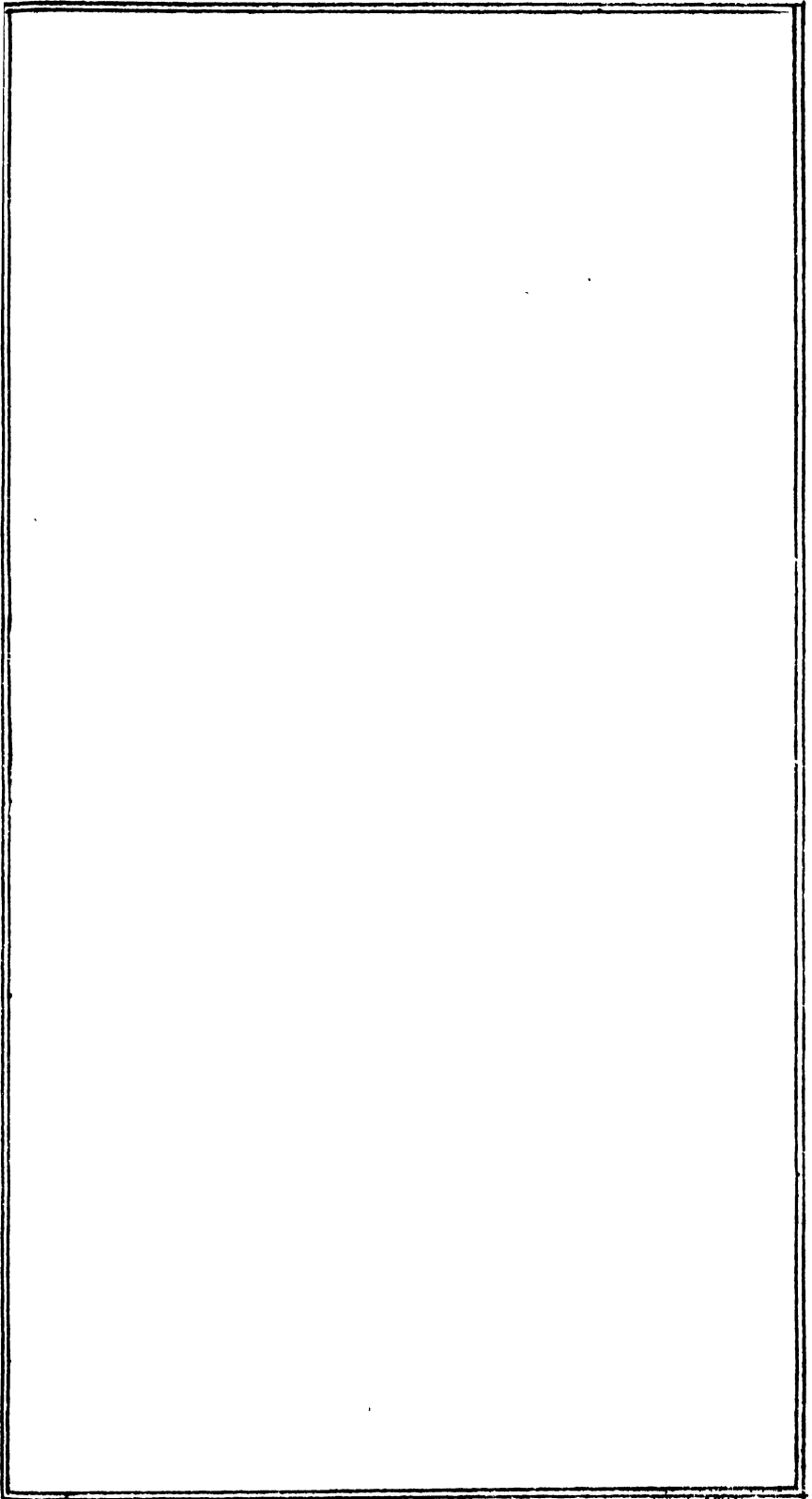
آٹھہ ہزار برس سے ثابت ہی۔ (صفحہ ۳۸۱ تاریخ اسمتہ)

یہود اور نصاری خلقت آدم کو سات ہزار برس کا زمانہ قرار دیتے ہین اور اول انسان سے مذہب کا وجود ثابت کرتے ہین۔ اگرچہ بابتہ تاریخ خلقت آدم اول مابین اہلِ مذہب اور اہلِ علم کے اختلاف ہے مگر مذہب کا وجود دونوں کی رائے سے سات ہزار برس سے بالاتفاق ثابت ہے اور مجوس کے مذہب کا لحاظ کیا جائے تو اوسکا وجود آٹھہ ہزار برس سے ثابت ہوتا ہے۔

تہذیب اور مذہب۔ دونوں کا تاریخی زمانہ آٹھہ سات ہزار برس کا ثابت ہوتا ہے اور اس سے یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ انسان کی تمدنی حالت سے مذہب کا وجود ہے۔ جب سے انسان نے اپنی حالت کی درستی کی اوسی وقت سے مذہب بہی قایم ہوا۔ تمدنی حالت کا بقاء اور قیام حکومت سے ہوا یعنی جب تمدنی حالت قایم ہوئی اوسکے بعد ضرورتاً حکومت قایم کی گئی مگر تہذیب اور تمدن مین ایسا بدیہی امتیاز نہین ہے کہ کسی کو لازمی طریقہ سے مقدم کیا جائے البتہ ایک چیز ایسی ہے جو ابتداءً قیام تمدن کا باعث ہوئی اور وہ حکومت سے پہلے ہے یعنی اخلاق۔ اور وہی پہلا حاکم تمدن کا متصور ہوتا ہے۔ اوسکے بعد یا اوسکی مددگار حکومت ہوئی۔

اخلاق جماعت کے یکجا کرنے کا پہلا آلہ ہے۔ اور یہی مذہب کا بڑا جزو ہے۔ جب عمدہ اخلاق کے انسان پیدا ہوے اوسکے بعد تمدنی سامان پیدا ہونی شروع ہوئے اخلاق کے نیک وبد کی امتیاز مذہب سے ہوئی اور مذہب نے اوسپر اپنی صداقت کی مہر لگائی اوسوقت حکومت کو استحکام ہوا ہے۔ اسلئے مذہب کو تمدن پر ترجیح ہی۔

اور زراعت مصر مین جاری تھے۔

نجوم بھی پرانی تہذیب کا ایک جزو ہے۔ اوسکا وجود زمانہ حال سے قریب سات ہزار برس پہلے سے ثابت ہے۔ اور اس مورخ کے قول کی بموجب تین ہزار آٹھہ سو برس قبل حضرت عیسیٰؑ کے بمقام سرگلہ ایک ہیکل نیر اعظم کی ملی ہو اس سے کواکب پرستی کا زمانہ قریب چھہ ہزار برس کے پایا جاتا ہے۔ یہ مورخ بالآخر سات ہزار برس کا زمانہ تہذیب قرار دیتا ہے۔

مذہب کی قدامت کے متعلق اس مورخ کی یہ رائے ہے۔

قدیم نوشتون سے مصری مذہب بہت قدیم معلوم ہوتا ہے اور بہت بڑا وسیع علم ادب مذہبی طریقہ کا ظاہر ہوتا ہے۔ ایک کتاب موتی کی ملی ہے جسمین نماز میت اور قیامت کا ذکر ہے۔ ایک حصہ اس کتاب کا عہد مینس بادشاہ سے قبل کا ہے۔ (مینس ۵۰۰۰ برس قبل حضرت عیسی سے تھا۔ صفحہ ۱۰۔

بہت سے مشہور شہر اور معبد گاہ مصر کے عہد بادشاہ مینس سی قبل کے دریافت ہوئے ہین

ایک دوسرا محقق میکس میولر اپنے لکچر مین مذہب کی بابت یہ تحریر کرتا ہی۔ مذہب ایک نئی ایجاد نہین ہے۔ اگرچہ وہ اسقدر قدیم نہین ہی جسقدر دنیا ہی مگر وہ اسقدر ضرور ہی کہ جسقدر ہم دنیا کا حال تاریخی جانتے ہین۔ نتیجہ اس رائے کا یہ ہے کہ جہانتک تاریخی حالات دنیا کے دریافت ہوے ہین اوسی وقت سی مذہب کا وجود ہے۔

اور مذہب مجوس یعنی مذہب اہل ایران کا وجود یونانی مورخونکے اقوال سی

ہی خیالات کسی نہ کسی طرح کی دنیا مین بالعموم پائے جاتے ہین - بالعموم مذہبی
یالات کا پایا جانا اور اون خیالات کی ترقی اور نشو نما ہونا اس امر کو ظاہر کرتا ہے
، اونکی جڑ گہری ہے سطحی نہین ہے - جبکہ مذہبی خیالات بالمرہ عادتًا تمام مخلوق مین
ے جاتے ہین اور کبہی کبہی اون اقوام مین پیدا ہو جاتے ہین جن مین یہہ خیالات
ہین ہین تو اسکو انسان کی خواہش نفسانی قرار دینا واجب ہے اور ہمکو عقلًا اس سی
شم پوشی نہ کرنا چاہیئے -

ان رایون سے یہ ہی نتیجہ نکلتا ہے کہ مذہب انسان مین عام طور سے پایا جاتا ہے
ر کوئی متنفس ان خیالات سے خالی نہین - اور مذہبی خیالات داخل طبیعت
نسان ہین - یہ گمان نہین ہو سکتا کہ یہ خیالات مصنوعی پیرون کی ایجاد ہین +
چونکہ تمام دنیا کی اقوام مین مختلف ڈہنگ سے پائے جاتے ہین تو پیرون کی
مصنوعی ایجاد یہ کبہی خیال نہین ہو سکتے - یہ بہی قیاس نہین ہو سکتا کہ یہہ خیالات
تقلیدی ایک قوم سے دوسری قوم مین منتقل ہوتے رہے ہین تقلید خیالی امور
ین جب تک نتیجہ اوسکا مترتب نہو قیاس نہین ہو سکتی - اگر کسی نتیجہ سے یہ
تقلید ہوئی ہے تو مذہب کے وجود یا اصلیت مین فرق نہین آسکتا -

بحث ماسبق اور حال سے دو امر ثابت ہوے - ایک یہ کہ مذہب کا
وجود اوسوقت سے ثابت ہے جب سے انسان کا تاریخی حال معلوم ہوتا ہے -
دوسرے یہہ کہ تمام دنیا کی اقوام مین اوسوقت سے ابتک برابر یہ جاری
ہے - اور محققین علم الانسان کی یہہ رائے ہے کہ مذہب جزو انسان اور
اوسکی فطرت ہے -

نمبر ۲
آیا مذہب دنیا کی تمام اقوام وحشی اور مہذب مین پایا جاتا ہی

دنیا کے چار براعظم ہین۔ ایشیا[1]۔ یورپ[2]۔ افریقہ[3]۔ امریکہ[4]۔ اور باقی جزائر ہین۔ انہین جسقدر اقوام آباد ہین بلحاظ تہذیب کے اونکے تین درجہ ہین۔

(۱) مہذب۔

(۲) نیم مہذب۔

(۳) وحشی۔

ان تینون درجات مین مذہب ہے۔ مہذب اور نیم مہذب کا تو بدیہی ثبوت اون کے مذہبی عقائد اور کتابون سے ملتا ہے جیساکہ مضمون آیندہ سے ظاہر ہوگا۔ اور وحشی اقوام کے مذاہب کی بابت یورپ مین محققین کی رائے یہہ ہے۔

میکس میولر اپنے لکچر مذہب مین لکھتے ہین۔

"عام خیال یہ تھا کہ مذہب وحشی اقوام مین نہین ہے۔ مگر مشنریون کی تحقیقات" سے یہ ثابت ہوا کہ ضرور انمین مذہب ہے۔ اور ہم دعوی سے یہہ کہتے ہین کہ جہانتک تحقیقات ہوئی یہ ثابت ہوا کہ دنیا مین کوئی قوم ایسی نہین ہے جس مین مذہب نہو۔ مذہب انسان کا جزو لاینفک ہے

اسپنسر ایک بڑا نامی فلسفی ہے اوسکی رائے یہہ ہے۔

ترتیب ثابت ہوتی ہے۔ دنیا مین سب سے قدیم براعظم ایشیا ہے۔ اس لئے
مذہب اور تمدن کا سہرہ اوسی کے لئے شایان ہے افریقہ اوس سے دوسرے
درجہ پر ہے اور یورپ تیسرے درجہ پر۔ اور امریکہ چوتھے درجہ پر ہے۔
ایشیا اس سبب سے بھی مقدم ہے کہ اسمین پرانی تہذیب۔ اور پرانے مذہب
ہنوز باقی ہین۔ افریقہ۔ یورپ۔ امریکہ مین پرانے مذاہب اور پرانی تہذیب
دونون معدوم ہوگئے اور ان تینون براعظم مین نئی تہذیب کی سلطنت ہی۔ مذہب
ٹمٹماتا ہوا چراغ ہے۔

ایشیا کے پورے دو حصہ مذہب نے کردئے ہین۔ نصف شرقی ایشیا مین فلسفی
مذہب بودہ نشو ونما ہوتا رہا۔ رشابا سے لیکر مہاویرا تک ۲۴ بودہ ہوے
ہین اور چبیسوان اور آخر گوتم ہے۔

ان سب کی مدت مین بہت مبالغہ ہے۔ بودہ مذہب کے قول کی بموجب حضرت
آدمؑ سے بھی پہلے یہ اوتار ہوے ہین مگر چہ سات ہزار برس مین تو کوئی کلام نہین
اسکے چہ سات ہزار برس سے شرقی حصۂ ایشیا مین بودہ مذہب ہے اور ہزار برس
سے سکراچارج نے ہندسے بودہ مذہب کو مٹایا۔ اور تثلیث کی بت پرستی کو
فروغ دیا۔ بودہ مذہب مین خالق کا نام نہین۔ عقل کل کے ہاتھہ مین نظام عالم ہی اور
ہر بودہ ترقی کرکے اوس درجہ پر پہونچ جاتا ہے اور تمام عالم کا محافظ بن جاتا ہی۔ جزا
سزا۔ بذریعہ تناسخ ہے اور آخر اور انتہائی درجہ مکتی یعنی عقل کل ہو جانیکا ہی۔ اس
مذہب کا اصول تارک الدنیا ہے۔ سب بودہ اسی طریقہ پر رہے۔

اس مذہب مین ۱/۳ دنیا اب بھی ہی تصوف ہمہ اوست اور مادہ پرستی کے اصول

نمبر ۳

قدیم بڑے بڑے مذاہب دنیا کے

اور

اونکا مرکز۔ اور نشو نما،

دنیا کے چار بر اعظم ہین اور اونکے ساتھہ جزائر بہی لگے ہوئے ہین
مگر انسانی نظام کا مرکز ابتدائی یہی بر اعظم ہین اسلئے اونہین سے مذہب
کے فروع کا بیان کیا جائیگا۔

قدرت کی حکمت ہر نظام کائنات سے ظاہر ہوتی ہی مذہبی فروع اور دنیاوی
تہذیب کی مرکز نشو نما ایک ہی ہین جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان دونون کا چولی
دامن کا ساتھہ ہے۔

تمدن کی نشو نما کے لئے جو جگہہ موزون تہی وہی جگہہ مذہب کیلئے بہی مناسب
تہی۔ تاریخ کچھہ نہین بتاتی کون مقدم کون موخر ہے۔ شاید توام ہون - یا یہ
کہ تخم ایک ہو پرورش مختلف طریقہ سے ہوئی ہو دونون مین فرق اور امتیاز
تہذیب یورپ کی پیدایش سے ہوگیا ہے۔ محافظ مذہب - اور محافظ تہذیب
جدا ہونے سے نشو نما علیحدہ ہونے لگا - یہ بہی قابل لحاظ ہے کہ چار مرکز مذہب
کی فروع کے ہین انہین سے یہ بہی نہین کہلتا کہ ہر جگہہ بلا معاونت دوسرے کے
مذہبی خیال کو ترقی ہوئی۔ یا باہم مبادلہ خیالات کا ہوا - نہ انہین قدامت کی

امریکہ مین پیرو۔میکسو۔وسط امریکہ مرکز مذہب کا ہے۔ وہان بھی خدا پرستی بُت پرستی دونون کا پتہ لگتا ہے۔ ایشیا مین چارون سمت سے مذہب اور تہذیب کا فروغ ہوا یعنی چین۔ہند۔ایران۔کلدانیہ۔بابل۔شام مرکز تہذیب اور مذہب کے ہین انہین مذاہب کے مختصر حالات اس مضمون کے ذیل مین اس ترتیب سے لگائے جاتے ہین (۱)مجوس (۲) مصر (۳) بابل قدیم (۴) آریہ ہند (۵) پیرو میکسو۔ مذاہب اہل کتاب یعنی یہودی۔عیسائی۔مسلمانونکی حالات سب کی پیش نظر ہین۔ اس لئے اونکا انتخاب یہان درج نہین کیا

مذہب مجوس

یہ اُس قوم کا مذہب ہے۔جسے انگریزی مورخ آریہ اور ایشیا کے ایرانی کہتے ہین۔

ان مؤرخون کے اقوال کے بموجب اصل قوم ایرانی ہے۔

ایک گروہ اُس قوم کا ایران مین رہا۔

ایک گروہ ہند مین آیا۔

اور ایک یورپ مین جاکر آباد ہوا۔

زمانہ متفرق ہونیکا ٹھیک معلوم نہین ہوتا ہی۔مگر قرینہ اسکا مقتضی ہی کہ یہ تفرقہ عہد ضحاک مین قبل طوفان نوحؑ ہوا ہے۔ضحاک سے قبل سلطنت ایرانی قوم مین رہی اسوقت متفرق ہونے کے اسباب ظاہر نہین ہوتے۔بقول مصنف نامۂ دانشوران کل سلاطین ایران نے ۶۰۲۴ برس تک سلطنت کی بعد ازان عربون کی حکومت ہوئی۔یعنی اہل اسلام کا تسلط ایران مین ہوا اس تسلط کو تیرہ سو برس ہوئے۔پس زمانہ آغاز سلطنت اول بادشاہ ایران یعنی کیومرث کو ۷۳۲۴ برس ہوئے اور جب ضحاک کی سلطنت شروع ہوئی تو قریب نوسو یا ہزار برس کے ایرانی بادشاہون کی حکومت

بالکل ملتے ہین۔

اس مذہب مین ہمیشہ آخر درجہ مین کھلم کھلا خدائی کے مدعی ہوے ہین۔ اور انا الحق پکارا ہے۔ اور اس مذہب اور برہمنی مذہب کے اصول مین مراسم ظاہری کا فرق ابتدا مین رہا۔ بعد کو دونون مذہب مین مراسم ظاہری شدومد کے ساتھہ ایک سے ہوگئے۔

اور نصف مغربی حصہ ایشیا مین حضرت نوحؑ سے لیکر حضرت رسالتمآب تک پانچ چھہ ہزار برس تک مذہب اہل کتاب جاری رہا۔ اور ایک دوسرا مذہب اہل کتاب زردشت کا (جس مین اسی نام کے رہنما ہوتے رہے) یہہ بھی چھہ سات ہزار برس سے چلا آتا ہے۔ اس مذہب اہل کتاب مین الہام نبیا و مذہب ہے اور خالق و مخلوق۔ جزا۔ سزا (قیامت) ہے۔

افریقہ کے شمال مین مذہب نے فروغ پایا۔ پرانے مذہب کھنڈرون سے کھود کر نکالے ہین۔ اونمین بت پرستی اور خدا پرستی کا پتہ لگتا ہے اور جزا۔ سزا اور قیامت اور تناسخ سب مشترک نظر آتے ہین جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی شرقی اور کبھی غربی مذہب ایشیا نے اپنا اثر پھیلایا۔ اب یہان مذہب اسلام ہے۔

یورپ مین جنوب سے مذہب نے نشو نما پایا۔ غالب مذہب بت پرستی تھا اور حکما بھی پیدا ہوئے جنہون نے توحید محض اختیار کی۔ اور تصوف کی بھی صورت جاری کی۔ گوتم کے مذہب کا بھی اثر پڑا۔ پتھی گورس یونان کا گوتم بدھ ہے اور گوتم کا ہمعصر ہے۔ اوسنے بھی خالق و مخلوق کا امتیاز نہین کیا۔

تھی۔ اور جیسا کہ آیندہ ظاہر ہوگا ایرانی قوم مین تفرقہ سے پہلے ایک مستقل مذہب تھا۔

تذکرۂ قدامت مذہب مجوس

بالعموم ایرانی مذہب آتش پرست یا مذہب زردشت کے نام سے مشہور ہی۔ واقعی زردشت کا مذہب جدید نہ تھا۔ زردشت عہد گستاسپ شاہ ایران مین پیدا ہوا۔ اس امر مین عام ایشیائی مورخ متفق ہین کہ گستاسپ اور زردشت ہمعصر تھے اور اس عہد کو تین ہزار برس سے زائد نہین ہوے اور بموجب قول جیکسن مصنف حیات زردشت ستائیس سو برس ہوئے۔ زردشت کا مذہب کوئی نیا مذہب تھا۔ وہ قدیم ایرانی مذہب کے سلسلہ مین جاری ہوا تھا۔ خود زردشت کی کتاب ژند مین یہ لکھا ہی کہ "آئین بزرگ آبادرا استوارکن"۔ مذہب زردشت مین یزدان پرستی مثل سابق کے تھی اور باقی تغیر بہت کم ہوا تھا اس مذہب مین آتش کو قبلہ اپنے نماز کا سمجھتے تھے اور اسکو انوار الہی کا ایک ذرہ سمجھ کر اوسکی تعظیم اور پرستش کرتے تھے۔

اسمتھ مصنف تاریخ قدیم بعد بحث کرنے زمانہ زردشت کے یہ لکھتا ہی کہ بغیر زردشت کے زمانہ کے بحث کرنے کے اور اُسکی ذاتی حالت تحقیق کرنے کے ہم اس امر کے یقین کرنے پر مطمئن ہین کہ جو قواعد مذہبی اُسکے نام سے منضبط ہوئے وہ بہت قدیم زمانہ کے ہین۔ اور وہ اُسوقت کے ہین جب آریا قوم متفرق نہوئی تھی بلکہ سب یکجا تھی۔ اسی تاریخ مین پہلے یونانی مورخون کے حوالہ سے زردشتی مذہب کی مختلف تاریخین بیان کی ہین اونکا ذکر بھی خالی دلچسپی سے نہین ہے۔

قدیم مورخ زردشتی مذہب کو بہت پُرانا خیال کرتے ہین بلکہ اوسکی قدامت مین اسقدر

کو ہو چکا تھا۔ اس حساب سے قریب چھ سات ہزار برس کے شروع عہد ضحاک کو ہوئے۔
ضحاک کو بعض ایشیائی مورخ تازی الاصل کہتے ہین اور وہ ضحاک تازی لکھتے ہین۔
بعض بابل کے خاندان سے قرار دیتے ہین اور اوسے ضحاک علوی کہتے ہین۔ بہرحال
یہ غیر قوم کا بادشاہ تھا اور ایشیائی مورخ اسکو نہایت سفاک اور بیرحم کہتے ہین۔ اور آخر
عہد مین اوس نے ہزارون قتل اپنے زخم پر خون لگانے کو کیئے۔ اس بادشاہ کا زمانہ
سلطنت ہزار برس ایشیائی مورخ لکھتے ہین۔ چونکہ یہ غیر قوم کا بادشاہ تھا اور سفاک تھا
اسلیئے اوسکے خاندان کے فرمانرواون کا نام بھلادیا۔ اور اسی ظالم کا نام یاد رہا۔
یہ قیاس ہوتا ہے کہ اسکے خاندان کی حکومت ہزار برس رہی اور اسی ظالم خاندان کے
عہد مین ایرانی قوم متفرق ہوئی ہے۔
اور ایک قرینہ اسی خاندان کے عہد مین ایرانیون کی قوم کے تفرقہ کا یہ ہے کہ جب کاوہ آہنگر
نے ضحاک کو قتل کیا تو ایرانی خاندان سے جانشین کرنیکا ارادہ ہوا۔ اور اُسی خاندان کی
تلاش ہوئی تو فریدون کو افغانستان کی طرف سے تلاش کرکے لائے۔ اور بعض
ایشیائی مورخ لکھتے ہین کہ فریدون ہند مین ملا اس سے قیاس ہوتا ہے کہ ضحاک کے عہد
مین ایرانی قوم متفرق ہوئی ہے اور اس تفرقہ کو کم سے کم پانچ چھ ہزار برس کا زمانہ ہوا۔
رامیس چندر مصنف تاریخ قدیم ہند لکھتا ہی کہ آریہ قوم پنجاب مین دو ہزار برس حضرت
عیسی سے پہلے آکر آباد ہوئی۔ اس قول کے بموجب تا حال قریب چار ہزار برس کے ہوئے
اس تذکرہ تاریخی سے میری غرض یہ ہی کہ مذہب۔ آریا۔ بودھ۔ یونانی۔ رومی۔
اصل مذہب نہین ہین۔ جن اقوام کا یہ مذہب ہی وہ شاخ ایرانی یا مجوس مذہب کی ہین
اور متفرق ہونے سے پہلے ایرانی قوم مین اسقدر تہذیب آگئی تھی کہ سلطنت قایم ہو گئی

ساسایان کہے ہین۔ ان چارون خاندانون کے تاریخی حالات کچھ معلوم نہین ہوتے ہین
فردوسی نے انکا تذکرہ متروک کیا۔ تاریخ مالکم مین بحوالہ دستان مذاہب کے ان
خاندانون کا نام ظاہر کیا ہے مگر بجز نام خاندان کے اور کچھ نہین لکھا۔ زردشت
کی کتاب ژند مین مہ آباد کے مذہب کا ذکر ہے کہ آئین بزرگ آباد را استوار کن۔
اور کتاب دساتیر جو مجوس مذہب کی ہے اوسمین ان چارون خاندانون کے نام کے
صحیفہ آسمانی درج ہین۔ ان صحیفون مین یزدان پرستی کی ہدایت ہے اور کواکب کی عظمت
اور وقت پرستش اونکی ہیکلون کو سامنے رکھنے کا حکم ہے اور جانوران بے آزار کا
مارنا منع ہے۔ اور دیگر اخلاقی اصول تحریر ہین۔ اس جگہ کتاب مہ آباد کا ترجمہ
لکھا جاتا ہے۔

(ترجمہ کتاب مہ آباد ماخوذ از کتاب دو نجفیہ)

نخستین شمناد

(۱) بناہیم بہ یزدان از منش و خوی بد و زشت گمراہ کنندہ براہ ناخوب برندہ رنج دہندہ
آزار رسانندہ۔

(۲) بنام ایزد بخشایندہ بخشایشگر مہربان دادگر۔

(۳) بنام یزدان۔

(۴) بن بود ایزد نتوان دانست چنانکہ ہست جز او کہ یارد۔

(۵) ہستی و یکتائی سراسر فروزہا اروند گوہر اوست وازاو بیرون نیست۔

(۶) جز آغاز و انجام و انباز و دشمن و مانند و یار و پدر و مادر و زن و فرزند

مبالغہ ہی کہ وہ محض افسانہ خیال کیا جاتا ہے۔
ہرمیس یونانی مترجم زردشتی مذہب کا عہد پانچ ہزار برس قبل فتح ٹرائی کے بیان کرتا ہی
یوڈوسس چھ ہزار برس قبل وفات فلاطون کے کہتا ہے۔
حال کے مورخ چھٹی صدی قبل دارا کے بیان کرتے ہین۔ یعنی گیارہ سو برس قبل
حضرت عیسی کے۔

میری یہ راے ہی کہ قدیم مورخ مذہب زردشت کی یہ تاریخین نہین بتلاتے ہین
بلکہ جس سلسلہ مین یہ مذہب جاری ہوا ہے اُسکی قدامت ظاہر کرتے ہین۔
حال کے مورخ صحیح عہد زردشت کا بیان کرتے ہین جسے ستائیس سو برس ہوئے
اور وہ ایشیائی مورخون کے اقوال کے مطابق ہے۔
ٹرائی کی فتح ۱۱۸۴ برس قبل حضرت عیسی کے ہوئی اور اسمین ۵۰۰۰ اور نیز
۱۹۰۰ برس اضافہ کئے جائین تو ۸۰۸۴ برس ایک قول کے بموجب تاریخ زردشت
کے قرار پاتے ہین۔
دوسرے قول کے بموجب ۶۰۰۰ قبل وفات فلاطون کے ہے اور فلاطون کا
زمانہ ۳۶۰ برس قبل حضرت عیسی کے ہے۔ اس سے ۶۳۶۰ برس قبل حضرت
عیسی کے زمانہ مذہب قدیم کا ہے۔ اسمین ۱۹۰۰ اضافہ کرکے ۸۲۶۰ ہوتے
ہین۔ دونون اقوال مین بہت تھوڑا فرق ہی اور ان اقوال کے بموجب تا حال قریب
۸۰۰۰ برس کا زمانہ انگریزی مورخون کے تذکرہ سے ظاہر ہوتا ہے۔
ایشیائی مؤرخ مذہب اہل ایران کا آغاز مہ آباد سے بتلاتے ہین۔ اوسکے
خاندان کا نام آبادیان تھا۔ اس خاندان کے علاوہ تین اور خاندان جیان۔ سامیان

بہی است ازو گوہر آمشام کہ خرد و فرشتہ دومین است تانیستار کہ نام روان برترین سپہر است

روامید مہرخوان اوست چہ روانید و روان سالار است و تن فرازین سپہر کہ او را

تانیستار نام است و نامید مہرخوان آورید۔

(۴) و از سروش آمشام کہ دوم خرد است خرد چرخ فرود برترین سپہر فامشام نام و روان

آن سپہر فرازجام و تن او سامام از نام۔

(۵) بدین گونہ از ہر خردی ہوشی و روانی و تنی پیدا گردانید تا سپہرستان انجامانید و

بپایان رسانید۔

(۶) مانند ہوش کیوان سپہر فرنسا نام و روانش لاتینسا و تن اوارمسا دارد۔

(۷) و خرد ہرمزد سپہر انجمدار و روان او انجم آزاد و شید آراو تنش۔

(۸) و خرد و روان و تن و بہرام سپہر کہ نامیدہ بہ بہمن زاد و فرشاد و زرباد داد۔

(۹) خرد و روان و تن خورشید چرخ شاد آرام و شاد ایام و فرشاد ارسام نام۔

(۱۰) و خرد و روان و تن ناہید آسمان نروان و فروان و زروان نام۔

(۱۱) خرد و روان و تن تیر چرخ ارلاس و فرلاس و درلاس نامند۔

(۱۲) خرد و روان و تن ماہ آسمان فرنوش و درنوش و اردوش آفرید۔

(۱۳) برسائے و ہمگی اندک گفتہ شد ورنہ سروشان بے شمارند۔

(۱۴) کران روشارہ بسیار است و ہر کدام را خردی و روانیست با تن۔

(۱۵) و چنین با ہر کدام لختی آسمانہا و گردان ستارگان ہوشہا و روانہا است۔

(۱۶) شمارۂ خردہا و روانہا و ستارگان و آسمانہا یزدان داند۔

ل تانیستار نام جرم فلک نہم است ۱۲
ک روامید یعنی نفس کل است و روان فلک نہم است
ل شامید جرم فلک نہم است
م کیوان سپہر فلک زحل است
ه شید ارو نام جرم فلک مشتری است
و نام خرد فلک مریخ
ی نام روح فلک مریخ
ه نام تن فلک مریخ است
ط عقل فلک زہرہ
ی روح فلک زہرہ ۱۲
ک تن فلک زہرہ ۱۲
ل فروان نام روان آسمان زہرہ است ۱۲
م تیر چرخ نام فلک عطارد است ۱۲
ن عقل عطارد ۱۲
س فرلاس روح عطارد
ع درلاس تن عطارد
ف کران روشارہ یعنی کوکب ثابت است ۱۲

و جای و سوی و تن و تن آسا و تنائی و رنگ و بوی است ۔

(۷) زنده و دانا و توانا و بی نیاز و دادگر و برشنودن و دیدن و بودن آگاه است ۔

(۸) و هستی نزد دانش او یکبار بی دمان و هنگام پیداست و بر او هیچ چیز پوشیده نیست رسا دانای که دانش او هنگامی نیست و در فرتاره او گذشته و اکنون و آینده نگارش نتوان کرد کش دمان و درازی هنگام با نوشندها که پیوسته لخنان و لختهای اوست یکبار نزد یزدان پدید آرست نه چون دانش که بلختی نوشندگان گذشته و باندی پیدا و باچندی آینده است ۔

(۹) بدی نکند و بد خواهان نباشد و زشت نخواهد و خواستار ناخوشی نبود انچه کرده خوب است ۔

دومین سیناد

(۱) بنام یزدان ۔

(۲) یکتای الکمان تا کنج فزونی بخشش خداوند ازبخشندگی و نیکوئی کردن بی امید مزد بخت آرا و رسته گوهری بی پیوند و بند و مایه و پیکر و دمان و هنگام و تن و تنانی و نیاز و آرزو بتن و گوهر و فروزه بهنام نام و سروشید و فرشته سالار مهرخوان آفرید ۔ هی ایزد بخشاینده بخشایشگر و مهربان دادار دهش دوست که بخواست خواهشگر و نیاز نیازمند و آرزوی ازرونده هستی بخشید آفرینش او را کرانه پدید نیست سپاس سزاشناس او را ۔

(۳) او که بهنام باشد و او را خرد نخستین و هوش خوانند سراسر خوبی و کران تا کران

عقل اول ست که عقل کل گویند

خی مرکب است از خود داستے یعنی مرحبا و آفرین

(۶) در آسمان چندان خوشی است که جز ریسگان ندانند۔

(۷) کمینه پایہ بہشت آنست کہ فرو پایہ را برابر فرودین جہان دہند۔

(۸) چہ این جائے در دانش یزدان ماہ چرخ است۔

(۹) جز این گیتی پیکرہائے زنان و کنیزان بندگان و خورد و آشام و پوش گسترد و نشیمن درا وست بفرودین جہانے شمار درنیاید۔

(۱۰) بہشتیان را تنے از بخشش یزدان برتر باشد کہ نہ زرد و نہ کہنہ شود و نہ درو گیرد و نہ آلایش درو فراز آید۔

پنجمین سیمناد

(۱) بنام یزدان۔

(۲) خرد چرخ ماہ کردنجائے و فراز آمد گاہ توانائے و نیروے بالا است بیان چہ فرنوش کہ خرد ماہ سپہر ست و پیکرہا و ناگو سرہا و فرزگان بر آخشیجان رستہ فرو بیار برائے اینکہ فراز آمدہ او را از توانشہای گزیدہ بمیانجی گردشہاے سپہرہا و پیوند ستارگان و نہاد اختران۔

(۳) روان ماہ چرخ پیکر بند است و نگار آرائے۔

(۴) در فرود چرخ ماہ آخشیجان کردہ شد۔

(۵) بر آتش و باد و آب و خاک چہار فرشتہ گماشتہ گشت بدین نام۔

(۶) آیراب و ہیراب و سمیراب و زہیراب۔

(۷) انچہ از آخشیجان آمیختہ شد ناگرانی است و گرانی اگر پیوندش بکمیند باید گرانے است ورنہ ناگرانے۔

یعنی مرکبات غیر تامہ است

یعنی متصل بہم بستہ

راد فضائے مرکب

نشیم بفتح تحتانی جائے نشستن و سکون بشند

۲ خرد کہ عقل فلک قمر است کہ عقل عاشر است

۳ خرد فلک قمر

۴ فرزگان جمع فرزانہ است بمعنی نفس و عقل

۵ آخشیجان عناصر را گویند کہ آتش و آب و باد و خاک باشد

۶ پیوند ستارگان اوضاع کواکب است

نسبت کواکب بیکدیگر از مقارنہ و تربیع و غیرہ

۷ آخشیجان تحت فلک قمر کہ موضع عناصر است

۸ گران بکاف فارسی مع نون یعنی ثقیل

ستوّمین سمیناد

(۱) بنام یزدان -

(۲) سراسر سپهران گوئے و وتیره و پاکند و مرده نمیشوند -

(۳) و سبک و گران و سرد و گرم و تر و خشک نیستند -

(۴) بالیدن و پژمردن و کام و خشم ندارند -

(۵) پذیرندهٔ گرفتن پیکر و گذاشتن نگار و پاره شدن و فراهم آمدن نیند دریده و دوخته و گسسته و پیوسته و جدا و پیوندیده و شگافته و بهم آئی نمیکردند -

(۶) همیشه گردنده اند بچرخ و گردش ایشان خود خواسته و آهنگیدهٔ خود ست چه زنده و دریابنده خردیها اند -

(۷) دوران سرا مردن و زائیدن و گرفتن پیکر و گذاشتن نگار نیست -

(۸) فرودین جهان را درگفت و فرازمان فرازین جهان کرد -

چهارمین سمیناد

(۱) بنام یزدان -

(۲) خرد را با تن نیاز نیست و روان رسائی از تن گیرد -

(۳) سروشستان و روان گرد و سپهر آبادهشت است -

(۴) هرکس که نزدیک فرشتگان که خردان و روانان سپهراند رسید گوهر خدائی جهان را دید

(۵) بدان خرمی هیچ خرمی و شادی فرودین جهانے نرسد زبان آن شادی و خرمی و خوشی و مزه را نتواند بیرون داد و گوش نیارد شنید و چشم نتواند دید -

یزدان پرستی را گویند که از خورد و خواب پیش بهره دار نگذرد و جانور بے آزار نیازرده باشد

(۴) چون فرودین تن گذارد در سروشتانش رسانم تا مرا باز نزدیک فرشتگان بنگرد

(۵) داگر هرتاسب نیست و با این دانشور وارشتی دوست هم بسروشی پایه اورا برآرم۔

(۶) و هرکس در خورد انش وکنش خویش در پایه خرد و روان و آسمان و اختران جای گیرند و در آن خرم آباد جاوید پایند۔

(۷) و آنکس که فرودین جهان خواهد و نیکوکار باشد اورا در خورد انش وکنش از خسروی و دستوری و سپهبدی و نومندی پایه بخشد۔

(۸) تا چون کند چنان انجام یابد۔ شرح خود ایشان میگویند تا چون کند در این پایه آمیزش چنان انجام یابد و خشور آباد روان شاد که یزدانے آباد برآود بر پروان پاک نهاد باود درخواست که اے مهربان دادار و اے دادگر پروردگار پاک خسروان و جهان داران دنومندان را بیمار بها درتن و اندوه ها از خویش و پیوند و مانند آن پیش می آید آن چیست و چراست جهان خدای هستی خدیو پاسخ داد۔

(۹) اینکه در هنگام خرمی آزار و رنج می یابند در گفتار و کردار گذشته و رفته تن است که داد گر ایشان را اکنون میگردد۔ شرح خود ایشان است باید دانست چنانکه کسے پیش بدکار بود پس بس نیکی کرد و بگذشت و بتن دیگر پیوست کام بخش در این بار اورا بآرزو رسانید و با این از دادگری پاداش بدکاری بدو رسانید و از کیفر نکاست چه اگر در باد افراه فروگذاشتے شود نه دادگر باشد۔

هفتمین سیمناد

(۱) بنام یزدان هرکس زشت کار و بدکار است اورا لخت در پیکر مردم رنجه دارد چون

(۸) ناگران چون بادها وگران دود و برف و باران و آسمان غریو و ابر و درخش مانند آن۔

(۹) بهرکدام سروشی فرشته دارنده است۔

(۱۰) چنانکه پروردگاران باد ها وگران دود و برف و باران و آسمان و ابر و درخش میلرام و سیلرام و نیلرام و مهتاس و بهتام و نیتام نامند و چنین دیگران را۔

(۱۱) و زگران آمیخته نخست کانی ست۔

(۱۲) در او بخش و گونه بسیار است چون سرخ ارج و بهرمان و زنبان۔

(۱۳) و دارندگان دارند چنانکه بهرزا نام دارنده و پرورنده سرخ ارج است و نهرزام پروردگار بهرمان۔

(۱۴) پس رستنی در او هم بخشها و گونها هست چو راست بالا و خیار و پروردگاران ایشان ازرزوان و نوزروان نام دارند۔

(۱۵) پس جانور در او هم بخشها بسیار هست چون اسپ و مردم۔

(۱۶) و هرکدام را پروردگار هست چون پرورنده و دارنده اسپ که فرازش نام دارد و پروردگار و پاسدار مردم فرزین رام۔

(۱۷) در هر سه پور که کانی و رستنی و جانور باشد روان یابنده آزاد و رسته بی پیوند است۔

شتشین سیناد

(۱) بنام یزدان یزدان والا مردم را گزیده از جانوران بفروالی که گوهر آزاد و رسته از مایه و پیکر دانا تن و تنانی و دیدنی و بسودنی و بادفر فرشتگان فراز آید۔

(۲) روان را میانجی فرزانگی و زیرکی و دانش بتن آخشیجی پیوست۔

(۳) اگر در آخشیجی تن نیکوئی کند و خوب دانش و کنش دارد بهر تا شب است و بهر تاب

واستر و خر را بارچہ اینها مردم را بزور بار کردندے۔

(۳) اگر ہوشیار دانستہ زندبار کشد ودرین بار پاداش وسزاے کار راز نہان شود یا مرزبان نیابد در بار آینده کیفر وباد افراہش رسد۔

(۴) کشتن زندبار برابر کشتن نادان مرد بے آزار است۔

(۵) داننده زندبار کش بخشم یزدان والا گرفتار آید۔

(۶) بترسید از خشم خداے والا۔

نہمین سیمناد

(۱) بنام یزدان اگر تندبار که جانور جاندار آزار وجانور کشنده است زندبار را کشد سزاے کشته شده وکیفر کردار خون ریخته وپاداش بے جان گشته باشد چه تند باران براے سزا وکیفر دادن اند۔

(۲) کشتن تندباران راستوده وشایسته درخورست چه آنها بارفته وگذشته خونریز وکشنده بوده اند وبیگناہان را مے کشتند سزا دهنده اینها را بهره باشد بهیان چه سزا دادن باآنها نیکی کردن است به بریان والا یزدان ره سپردن است ازین دانسته شد که بریان داد تا تندباران را بکشند چه سزاے تند باران است که او را بکشند۔

دہمین سیمناد

(۱) بنام یزدان کسانے که از مردان بے آگاہی وناخوش کنش وبدکردار از تن ستی پیوسته وبکالبد روینده پیوند گرفته سزاے بیخودی وناہوشیاری بدکرداری یابند وبباد افراه ناآگاہی وزشت کاری رسند۔

بیماری و رنج خوردان در شکم مادر و بردن آن و خود را خود کشتن و از شدیار و جانور آزارمند آزرده و رنجور شدن و مردن و بینوائی پیش آمدن از هنگام زادن تا مرگ همه پاداش کردار رفته باشد و چنین نیکی باید دریافت ـ شرح خود ایشان است میر باید که از هنگام زادن تا مردن هر چه از خرمی و خوشی پیش می آید همه کیفر کردار گزشته است که این بار می یابد ـ

(۲) شیر و پلنگ و ببر و یوز و گرگ و همه تندبار که جانوران آزارده رنجکار زند از پرنده و رونده و خزنده بزرگی و پرمانوهی داشتند و هر کسے را که مے کشتند پیشکاران و پرستاران را و یاوران ایشان بوده اند که گفت و یاوری و پشت گرمی این گروه آهنبدی و زشتی میکردند و زنهار که جانوران بے آزار و جانداران ناکشنده مے آزردند اکنون از خداوندان خود سزا مے یابند ـ

(۳) انجام این بزرگان تندبار بیکبار رنجی و بیماری یا زخمی درخورد کار گذرند و اگر گناه از ماند بار دیگر آمده با یاوران خود سزا خواهند یافت و بکیفر خود رسند تا هر گاه بکران کش یک بار یا ده بار یا صد بار و مانند آن ـ

هشتمین سیمناد

(۱) بنام یزدان جهانداراجهین خشور آبادمی پرماید

(۲) زنهار که جانور بے آزار و ناکشنده جاندارست چون اسپ و گاو و اشتر و استر و خر و مانند آن مکشید و بیجان نکنید که سزاے کردار و پاداش کار اینها دگرگونه است از هوشیار خردمند جدا که اسپ را سواری کند و گاو و اشتر

سیزدہمین سمیناد

(۱) بنام یزدان نماز[1] برون سو ہمہ سوی است و بہتر ستارہ و فروغ[2] دانید بیان می پرماید کہ آن گوہر بے سوی را در ہمہ سو نماز توان برد و بہتر سو کہ او را پرستی روا ست و با این بہتر نماز برون سوے اختر و فروغہا است و نماز برون خوشتر سوے ستارگان و روشنیہا است

(۲) زن خواہید و جفت گیرید و ہم جفت و ہمخوابہ دیگرے را نہ بینید و با او میامیزید۔

(۳) بدکرداران را سزا دہید۔

(۴) پیمان مشکنید و سوگند دروغ یاد نکنید۔

(۵) گناہ کار ہرانچہ کرد با او چنان کنید بیان مے پرماید سزاے باید برابر کار بد باشد نہ آنکہ گناہ افزون را پاداش آزار کم بجا آرند و چنین کم را افزون ناگزیر است اگر کسے را بسنگ کشد کشندہ را نیز بدان بگذارند در بتیغ بشمشیرش بیجان سازند

(۶) ہوش[3] زداے آنمایہ کہ بے ہوش شوید مخورید۔

(۷) چیز[4] نارسیدہ و نادان بدانائے داد گر دست پیمان سپاریدتا دانا و رسیدہ شدن او بیان ازین آن خواہد کہ چون خور دمردی رسد سپردارا بدو سپارند۔

(۸) چیز[5] بازماندہ پدر و مادر بہ پسر و دختر برابر دہید و بزن اندک۔

(۹) زیردست را نیکو دارید تا از یزدان والا مزد یابید۔

(۱۰) خداوند والا بندہ را توان کن کرد انچہ خواہد از نیک و بد آورد کرد۔ اگر نیکوی کند بہشت یابد و ربدی دوزخ نشیم[6] شود بیان چون دادگر آفریدہ خویش را توانا شناسانیدہ نیک از بد بخشیدہ و نیرومند گردانیدہ کہ بہر کدام تواند گرائید پس اگر بفرمان دادار کہ جز نکوئی و بہی در او نیست کار کند بہشت برین و مینوے گزین جاے او ست

---

[1] نماز برون سو جہت نماز نیست کہ قبلہ باشد ۱۲
[2] فروغ برزن و درخش یعنی فروغ است کہ شعاع و روشنی و تابش آفتاب و آتش وغیرہ باشد ۱۲
[3] ہوش زداے شراب است کہ بعربی خمر گویند ۱۲
[4] چیز نارسیدہ و نادان یعنی میراث و مال نابالغ را ۱۲
[5] مقصود ترکہ و میراث پدر و مادر است ۱۲
[6] نشیم بکسر اول و ثانی بروزن کلیم بمعنی نشیمن باشد کہ جای و مقام نشستن است ۱۲ برہان

(۲) وآنانی که ناخوب دانش وکنش اند بکالبد کانی پیوندند۔

(۳) تا آنکه گناهان هرکدام گزانی شود ونماند پس ازین ازاو رهند وبتن مردم پیوندند ودرآن تا چه کنند آن چنان پاداش یابند۔

یازدهمین سیناد

(۱) بنام یزدان اگر مردم نیکو دانش و بدکنش است چون فرودین تن بیاشد دیگر آخشیجی تن نیابد وروانش را نفراز آباد راه ندهند وبدخوئیهاے او در پیکر آتش سوزنده وبرف فسرنده وسردکننده ومار وکژدم وجز ان آزارندگان ورنج اوران شده آزارش دهند۔

(۲) وازدوری آغازنده وآغازگاه ویزدان وسروش وفرشته وفرودین تن بیاشد دیگر وآخشیجی پیکر در آتش ناکامی سوزد واین زشت ترین پایه دوزخ است اکنون با یاد روان شادے پرمایه۔

دوازدهمین سیناد

(۱) اول بنام یزدان چون گرسنه وبیخواب دل را بیزدان بندید از تن آخشیجانی جداشده آسمان وستاره وفرشته وخدارا بینید ونگرید۔

(۲) پس برگردید بتن آخشیج وچون فرودین تن باشد واز هم گسلد باز برآن پایه که دیده آید رسید وجاوید دران باشید وپائید۔

(۳) نیکوی یزدان تراوه دستانت را ازهمه رنج نگهدارد۔

رفتن بار پادشاهی نخستین شاه نخستین انباز که در آغاز انباز نخست شاه بود خسرو شود۔

(۹) دومین شاه را نیز چنین کنون و دو راست نخستین شاد سان با او انباز ند و یار گردد

(۱۰) انجام نخستین شاه که اکنون هنگام شاهی او گذشته در رفته هزار سال با دومین خسرو انباز باشد۔

(۱۱) پس بار خسروی دومین شاه هم گذرد۔

(۱۲) و چنین همه را دان چه هر کدامی از ستارگان گران رو و سبکرو۔ و پادشاه شوند در هزار سال تنها کامران باشند و در هزار ہاے دیگر انباز مند۔

(۱۳) چون ماه پادشاه شود و بدو همه انباز ند و خسروی او هم انجام گیرد یک مهین چرخ رود

(۱۴) و زین پس بار شاهی خسروی نخستین پادشاه رسد و همیشه چنین گذران باشد چه آغاز چرخ از نخستین شاه و انجام بماه شید است۔

(۱۵) دو آغاز مهین چرخ کار پیوند فرودین جهانیان از سر گرفته شود۔

(۱۶) و پیکر و دانش ها و کار ہاے مهین چرخ گذشته مانا و آسانه همه آن و همگی همان پیدا کرده اید و پدیدار کرده شود شرح خود دانشیان این است میگوید که در آغاز مهین چرخ پیوستن اخشیج سر کند و پیکرها پدیدار آرد که در نگار و کرو و کار و کردار و گفتار مانند پیکر و دانش و کنش رفته مهین چرخ باشد نه آنکه همان پیکرها پدید آید چه باز آوردن رفته از فرازانه نه سزا است زیرا که اگر خواستی باز آرد چرا بر کند و از هم ریختی زیرک آمیغی کارے نکند که از آن پشیمان شود۔

(۱۷) و هر مهین چرخ آمده از آغاز تا انجام مانند مهین چرخ رفته باشد۔

(۱۸) اے برگزیده آباد و نخست این مهین چرخ تو با جفت و همخوابه باز ماندی دیگری

ورتباه خود بشود دوزخ نشیمن یابد اشکار است که کردار ستوده و نکوهیده وخوب
زشت کردار بهشت ودوزخ است و بربان داد ار بی همال چون سخن پزشک
هرکس بند مهربان دانا شنود از رنجوری رست و با اندک پرهیز تندرستی جاوید
یافت وانکو نشنود بیماری خویش افزود پزشک از رنج و تنهٔ و رستی از او است۔

(۱۱) بدی از خداوند هستی نیاید و بنا خوب خواهش ندارد۔

چهاردهمین سیناد

(۱) بنام یزدان هست شده گان فرازین و بودیانگان فرودین بخشش بخشنده اند
واز او جدا نشود بوده اند و هستند و باشند زیراکه بخشنده هر آئینه انچه بخشد بازنگیرد
که آن خوی زفت مرد است۔

(۲) جهان پرتو اسا از خورشید گوهر ایزد والا جدائی نگرفته و نگیرد۔

(۳) فرودین جهان درگفت فرازین جهان است۔

(۴) نخست و آغاز چرخ خسروی فرودین جهان بکران رفتار ستاره باشد۔

(۵) تا هزار سال تنها و بی انباز از اوست۔

(۶) و در دیگر هزار ها با او هرکدام از گران روستارگان وتند روستارگان هزار هزار سال
ستاره هفت سیاره شبان رست
انباز شوند۔

(۷) انجام ماه انبازش باشد هزار سال چه هر ستاره یکهزار سال انباز است۔

(۸) پس نخستین بار و انباز آغازین خسروی و شاهی یابد چه ستاره که نخستین بار خسروی یافت
او را نخستین شاه بنامیم و آن ستاره که در هزار دویم با وا انباز شد دویم شاه چه
پس از گذشتن بار خسروی نخستین شاه دوم شاه پادشاه گشت چنانکه فرمود که پس از

بیان تپاس در راہ خدا و پرستش او کم خوردن و آشامیدن و خواب است
چنین کس را تپاسبد و ہرتاسپ گویند۔

(۳) و این گروہ خجستہ راہ اند۔

(۴) و ہم گروہے بے تپاسبدے وہرتاسپی نیکو دانش و کنش باشند در بر ہبر خردی
او بہ بود چیزہا جویند و خداجوی بے آزار ندہ تن خود در پرستاری گردند۔
بیان سروہسپ خداجوے است کہ بے کمخواری و کمخوابی و جز تنہا گزینی برہبرہاے
خردپسند خدا جوید و نہان چیزہا آشکارا سازد و آزار جانوری روانشمرد و زین دو
گروہ نشان پرتویان و رہبریان دادہ۔

(۵) پس گروہے آیند نیکو دانش و بدکردار و زند بار آزار و این نشان گروہی ہست
کہ فرزانگی و زیرکی دوست دارند و با آن زند بار آزارند و دہن بخون جانوران
بے آزار آلایند و شکم بدان پر سازند۔

(۶) گروہے سروز رام و نیرو رام و جراز رام را بہم آمیزند بیان در ہنگام پرستش
یزدان درخشت انچہ بر دل تابد آنرا سروز رام نامند و رہبر خردی و سخن ہوش
پسند را نیرو رام خوانند و باز گفت دور از خرد کہ بیگانہ ہوش باشد آنرا
جراز رام گویند و زین نشان و یژہ درونان دادہ۔

(۷) گروہے گویند کہ جز گوہر خداے والا آزاد و رستہ نباشد۔ بیان و زین گروہ
را نشان دادہ کہ گمان بردہ اند ہمہ فرشتگان تن و تنانے اند آزاد و رستہ
گوہر خدا است۔

(۸) گروہے سرایند کہ یزدان تن است بیان و زین تنانے کیشان را خواہند کہ

لے برتویان یعنی حکماے اشراق است ۱۲
۲ے فرزانہ یعنی حکیم و دانشمند
۳ے رہبر خردی دلیل عقلی را گویند
۴ے ویژہ درون کسے را گویند کہ درونش از آلایش و کدورت پاک باشد ۱۲
۵ے تن و تنانے یعنی جسم و جسمانی
۶ے رستہ یعنی خلاص شدہ

نیا نید اکنون مردمان از شما آیند شرح خود ایشان است ـ باید دانست که در انجام مهین چرخ جزو وتن که مرد و زن باشند باز نمانند و همه مردمان فرو روند پس آغاز مردم از زن و مرد باز مانده شود و در مهین چرخ نو از نژاد ابشان پُرشو دلاو بر این به آباد پرمود که آغاز از تو شود و همه از نژاد تو آیند و تو پدر همه باشی ـ

پانزدهمین سیماد

(۱) بنام یزدان به آباد روان شاد میگوید ـ
(۲) بهترین و خوشترین مردمان پرمان برو پیروان تواند ـ
(۳) گرامی تر نزد یزدان والا کسی است که بگفت تو کار کند ـ
(۴) آنکس را که توانائی یزدان اورا راند ـ
(۵) تو نیز بخشش مردمانی ـ
(۶) پیروان تو بسیار سال درجهان پادشاه باشند و خسروی کنند ـ
(۷) بدان خوشی و خرمی و آرام و داد جهان هرگز نباشد که در هنگام خسروان کیش تو
(۸) تا مردم بسیار بد بکنند و گناهگار و بزه گر نشوند آئین تو که مهر یزدان است از پرمان دهان دستوران نرود ـ
(۹) یکے از آزارهائے دوزخ جهانیان را برخواستن آئین تو است از پرمان دهان

شانزدهمین سیماد

(۱) بنام یزدان اکنون از کیشهائے که پدید آید آگهی مے بخشد ـ
(۲) گروهے آشکارا شوند نیکو دانا و کارکن و پرستنده و در بندگی سالار ـ

(۱۵) چند کیش آور گویند که آئین ما رانده نشود و برنخیزد ببیان ازین نشان گروهے مید هد که با پیروان خود گویند که آئین ما رفتنی نیست و ازین کیشها برنگردید۔

(۱۶) دو ر ایشان نبردها و جنگها پدید آید ببیان آگاه میسازد که در راه این کیشها آوران و آئین انگیزان نبردها پدید شود و باهم در افتند و در یک آئین راههاے بسے شود و از یک بیخ شاخ بسیار گردد و هر شاخے شاخ دیگر را تبه کار شمرد۔

(۱۷) گروهے کاندک نیکو دانند خوب کردار نباشند و آنانکه اندک خویش دارند نیک دانش نباشند ببیان ازین نشان گروهے دهد که راه فرزانگان پذیرند و نگفته ایشان کار نکنند و همچنین گروه دیگر که خود را پاک گهر گیرند و اندک کردار خوب دارند با این دانا نباشند۔

(۱۸) چندان آئین خسروی آید که نامها پر شود۔

(۱۹) اے برگزیدهٔ یزدان والا آباد و خبر کیش آبادیانے راه خدا یابی نباشد بدین راه هر کس که شد از گروه هورستارام و روزستارام همیو رسد و در خورد کردار پایه یابد ببیان فرستداج نام کیش مه آباد است و هورستارام را به پهلوی اتهوزبان گویند ایشان موبدان و هیربدان انداز براے نگاهداشت آئین و پایداری راه و شناخت کیش و آرمش داد و نورستارام را به پهلوی رتهشتاران نامند و ایشان خسروان و پهلوانانند از براے بزرگی و برتری و مهتری و کامروائی پیکری و سورستارام را به پهلوی و استر

میگویند که یزدان به پیکر مردم است و مانند آن۔

(۹) واندی[۱] بر آن روند که یزدان خوی و منش است نه تابان و آن نیروی است و تیره تن۔

(۱۰) ابوی خود را پیغمبر و پیام رسان خدا گیرند با آزردن زندبار۔

(۱۱) بی مهر زندبار که جانوری بی آزار است و هر تا سبی که پرستاری بسیار و رنج بردن بهرداد راست بفرشتگان رسیدن نتوان۔

(۱۲) اینها در زیر چرخ ماه مانند ناپیوند بدیگر چیزها مانند کنند و بدین اینها نادر شوند بیان نمی پرماید که گروهی خود را پیغمبر گیرند و پیام رسانان یزدان شمارند چون بی گداختن تن و انداختن خوی بد و اندوختن نیکو کاری سر بخش آن مهر زندبار است بر سپهر برآمدن و بستاره و فرشته رسیدن ناروست و این گروه بدین گونه ره نسپرده اند باندک پرستاری و کم رنج بردن فروغی در زیر سپهر ماه بنگرند و چون هنوز روان بر پندار نده چیره نشده مانند پیوند دیده ایشان را بچیزی دیگر مانند کنند چنانکه دانش را بسم ادین راه آنچه دیده اند بن بودان نیابند و هر پیکری که پندار بدیشان نموده بگزند و از راست بکاست افتند و پیروان را در تباهی افگنند۔

(۱۳) گروهی نگرند که مردمان در رنجند همین نکشتن ایشان پسند کنند۔

(۱۴) چه گروهی مردم کشتن را به و خوب دانند بیان زین نشان گروهی میدانند که برای رام شدن بزرگان خود و فرشتگان مردم را به تیغ کشند و خود را بیجان کنند گمان آنکه خدا خشنود شود۔

پیغمبران و دستوران و موبدان چون سخن پزشکان است اگر کسے از گناهان پشیمان شود

و بپاکی گراید و پتیت پذیرد ازین درد باز رهد و ازین نهراسد بجاے کشد که بیمار

جاودانی گردد - ناامید از مهربانی و بخشندگی او مشوید شرح خود ایشان است میگوید

که در آغاز از کار بد برگردید و آنچه ناشایسته از شما سرزده بگذارید و پشیمان گردید و

از مهر یزدان ناامید مباشید که مهربان و بخشنده است بنده را از خشم رنجور دارد

او آموزگار را ماند که چون شاگرد فرهنگ نپذیرد او را بچوب زند و از آن بهبود

او خواهد -

(۴) چون هرکدام از هفت ستاره گردنده که ایشان را شارستان نامند چرخ آنجا را

و بانجام رسانند و بگران آرند یا در خانه خود باشند جشن دانید -

(۵) پرستار ایزد و پرستشبد و دانا و موبد را دوست دارید و فرگفت برید -

(۶) هنگام زادن فرزند نامه خدا که دساتیر نام اوست خوانید و در راه یزدان چیز دهید -

(۷) مرده را در خم تیزاب و تنداب یا در آتش یا در خاک سپرید - شرح خود ایشان است

فرستاداجان درباره مرده کرده اند و ایست که پس از جدای روان تن را باب

پاک شویند و جامهاے نیکو و بویا در او پوشانند پس بدینگونه تن او را در خم [illegible]

اندازند چون گداخته شود آنرا بجاے دور از شهر برده ریزند و رنه بدین آرایش

آتش سوزانند یا گنبدے سازند و درون آن جاے پهن کنند و آنرا بسنگ و

خشت درشت استوار و سفید سازند در کنار آن جایها باشد و تختها گذاشته

مرده را بر افراز تخت خوابانند یا خم ذبالک فرو برند و در آن مرده را جا دهند

یا تابوت در زمین نهان سازند و آنچه بیشتر فرستاداجان کار کردندی خم تنداب بود

یوشان خوانند وایشان بهر هرگونه پیشکاری و پرستاری اند و رور شارام را
به پهلوے هوتخشان سرانید وایشان پیشه ورو کشاورزند وگروه مردم
زین بیرون نیابی۔

هفدهمین سیناد

(۱) بنام یزدان هرکس در آشکارا کردن فرستداج کوشد درمینو بلند پایه باشد
(۲) بیگمان دانید که فرستداج راه رست بهآن بمردم میگوید سراسر بیگمان
دانید و بدین گروید که آیین آباد روان شاد که بهمیر آباد خردمندان بروان
او و بیروانش باوراه راست بےکاست است و هرکس اندک خرد
داشته باشد و بیندیشد براو پیدا آید که این خجسته آئین چه مایه از دیگر
کیشها فرهمند است و هیچ راهے باین پاکیزگی و گوارای نیست اگر خواهد
بے گمان انچه گفته آمد بنگرد و داند بر دوگونه سزد یا هرتاسپ شود که رنج
کشیدن وامیغ چیزها بدیدهٔ دل دیدن است یا سرداسپ گردد که بهیر آمیغ
کارها دریابد۔

هیجدهمین سیناد

(۱) بنام یزدان با مردم مے سراید۔
(۲) بترسید از گناه و بهراسید از کار تباه و کهتران را مهتر و خوردان را بزرگ دانید
که آسان بیماری دشوار رنجوری مے شود بیان چه در آغاز بیماری اندک است چون
بگفته تزشک بیر بیز کوشد روے به بهبودی آرد و این بیماری را آسان شمرد
و بپزشک نگراید زود فزایش گیرد تا بجائے رسد که از چاره درگذرد گفته

(١٨) فرودین و زمینی به برین آسمانی برابر نتواند شد۔

(١٩) روان مردم هرچند فرازی است با این چون بامُوبدی زیر ستنبدی از تن فرودین جدا شود مانند ایشان گردد بیان می پرماید روان با آنکه آسمانی است اگر دانا و نیکوکار باشد چون از تن رهد مانند آسمانیان شود نه آنکه بهتر و خوشتر گردد پس ازین دانسته شد که تا در فرودین جاست او را همسری نفرازستانیان نرسد وگروهے که فرکش بهتری کنند دروغ گوی و کاست آیین باشند۔

(٢٠) اے آباد گفت دگفتار یزدان آنست که فرشته بردل تو آرد۔

(٢١) یا چون از تن برآئی با سروش بد که بهمن است از یزدان بشنوی۔

بیان نمیدن برآمدن از فرودین تن است و باز به پیوستن بچیم آمدن هم آمده میگوید گفتار یزدان بادسے نیست دنباد آهنگ درا و شنود آن چمی است که بمیانجی فرشته بردل فرود آید یا چون برون آئی از تن از یزدان دریابے و چون بتن پیوندی آن چیم را زبان آری و بباد نوا بردن دہی۔

(٢٢) تو مرا دیدی و گفتارم شنیدی این گفتار مرا بهمه بندگان فرودین زمینی رسان چه آسمانیان و فرازیان همه پیمان برند و نزدیکان یزدان به وخشور فرودین نیاز ندارند۔

(٢٣) پس از تو آیین ترا چه افرام زنده کند و او پیغمبری باشد سترگ از این الٰهی بخشد بابا در روان شاد که چون این خجسته آیین از ناخوبی مردم بزبونی گراید و برافتد چه افرام که یکے از نژاد تو باشد آیین ترا زنده گرداند و از نو میان مردم بگستراند و او پیغمبرے باشد سترگ +

موبد بمعنی حکیم و دانا ١٢

فرکش بکسر کاف بمعنی گردن فراز و سماحت باشد

بهمن فرزند نخست را گویند که عقل اول باشد ١٢

نمیدن بمعنی میل کردن و توجه کردن باشد ١٢

باد آهنگ بکسر آواز صوت و نفس و زندگی را گویند ١٢

وخشور بمعنی پیغمبر و نبی است ١٢

سترگ بمعنی مرد قوی ١٢

(۸) پس مُردہ نامہ یزدان خوانید و چیز با یزد پرستان دہید تا روان او را نیکوی رسد

(۹) نزدیک یزدان والا ہیچ چیز بہتر و خوشتر از داد و دہش و بخشش نیست۔

(۱۰) از گناہ گروہ تیبت کنید و پشیمان شوید۔

(۱۱) و ہم آئین و ہم کیش در نیکوکاری یاوری دہید۔

(۱۲) از دزد آنچہ بردہ دو برابر آن ستایند و بچوب زدہ چند گاہ در زندان دارید۔

(۱۳) اگر بند نگیرد شہر گردان کردہ و گرد کوی و بازار بخواری گردانیدہ در بار کشانش دارند۔ بیان آئین خسروان فرتنداج کیش چنان است کہ دزد دو بار گرفتار شودہ را بخواری گرد شہر گردانند کہ آنرا وکاز گویند پس بزدن چوب رنجور داشتہ بند بر پا بازکشند و خشت و خاک بہر سرا پیراستے بردنش گویند و پیوستہ درین آرزو بود۔

(۱۴) مرد بزن شوہر دار آمیزندہ را کہ طومار کاج است از چوب زدن و شہر گردان بخواری کردن اگر باز نگردد نامرد کنید و زن شوہر دار را بند شرح خود انیشان است سے پرماید اگر زن شوہر دار با مردے آمیزد او را پس از چوب زدن و شہر گردانی اگر باز دران کار گیرند در بند جاوید کنید۔

(۱۵) ستارہ گان روندہ را کہ ہفت ستارہ روان باشد پس یزدان ستای ستایش کنید و افروختنی افروزید۔

(۱۶) و پیکر ہر ہفت ستارہ روان سازید و پرستش سوی دانید۔

(۱۷) گروہے از فرودیان خود را بد روغ از فرازیان و آسمانیان خوشتر و بہتر گزیند بدان مگروید۔

(۱۱) ہمہ دانند مرا مایہ دریافت خود۔

(۱۲) چیزے میگویند و چیزے پیش گرفتہ اند۔

(۱۳) و رہست و درست انزادانند۔

(۱۴) و این ناراستی از دو چیز است۔

(۱۵) یکے نادانے و دیگرے دوستی آبست۔

(۱۶) اکنون راہ رہست تو مردمان را نمای۔ بیان مے پرمایداے ساسان پنجم ہیچکس نیست کہ مراجوید و بجواہد و باخواہش خویش نیابد سراسر مے جویند و بمایہ دریافت خود مے یابند و ہیچ گروہے نیستند کہ گویند مرنہست بن ہرچہ میگویند آنزا درست و راست دانند جز آنکہ ایشان درست نہ پندارند و شوہ این دو چیز ہست یکے نخست نادانے کہ از بیخردی انچہ نشاید درست شمارند دوم از آز کہ خواہند مردم را بخود گردانند و بزرگی و پیشوائی دوست و سزاواری آن فرہ در گوہر ایشان نیست ناچار بکاستکاری و زند بار آزاری و نشہ بیخردانہ گروہے را تباہ ساختہ خود سرور شوند۔

دومین سیمناد

(۱) بنام یزدان۔

(۲) دیدی بدکاری ایرانیان را کہ پرویز را کشتند۔

(۳) آنکس را کہ من برکشیدم اینہا برانداختند۔

(۴) برائے انچہ این بدکار کردند نیابند۔

(۵) و رسانم بجائے گرامی بود و برتری خواری ایشان را۔

ایرہ بمعنی مقدار ہم آب یکے از چہار عنصر باشد و بمعنی رواج و رونق و عزت و آبرو و صفا و لطافت و قدرت و قیمت و فیض و عطا و درخت و دولت و ترقی و جاہ و ذلت ہم آمدہ ۱۲

۳ بفتح اول و سکون نانی بمعنی آز و لیکن باشد ۱۲

شوہ بفتح اول و ثانی و ظہور و بروزن و معنی شبہ است و باخفا بمعنی سبب و باعث باشد ۱۲

فرہ بفتح اول و تشدید ثانی بمعنی شان و شوکت و شکوہ بکسر اول و تخفیف ثانی بمعنی سقت و زیادتی باشد

بروزن لقب کہ پرویز نوشیروان عادل نشہ بمعنی نظر و عقیدہ بمعنی اعتقاد باشد

ساسان پنجم معظم و عزیز و گرامی ۱۲ بزبان پہلوی

نام ملک کہ گوبند چون

نام دارا بسیار دولت

برکرد ۱۲

تمام شد کتاب مه آباد از اول تا آخر و چون بنای دین مجوس بر کتاب مه آبادست و کتب سائر پیغمبرانے که قائل اند از جی افرام گرفته تا ساسان پنجم که آخری پیغمبران ایشان است تاکید و شرح و بیان دین مه آبادست که باید تخلف از دین او نکنند لهذا تمام کتاب او را از اول تا آخر ذکر کردم و اکتفا بهمان کرده چراکه ذکر سائر کتب سائر پیغمبر ایشان موجب تطویل بود و خلاصه تمام انها همان دین مه آباد بود که در همین کتاب مذکور شده است و از برای شاهد بر مدعا مناسب است که تمام کتاب ساسان پنجم را هم ذکر کنم تا از روی بصیرت بدانی که بنای دین ایشان بر کتاب مه آبادست

و بس پس ملتفت باش که ساسان پنجم و آخر پیغمبر ایشان میگوید در نخستین سمینا دخود

(۱) پناهیم به یزدان از منش و خوے بد و زشت و گمراه کننده براه ناخوب برنده رنج دهنده آزار رساننده۔

(۲) بنام ایزد بخشاینده بخشایشگر مهربان دادگر۔

(۳) بنام یزدان۔

(۴) اے ساسان پنجم پور ساسان چهارم

(۵) اکنون ترا به پیغمبری گزیدیم۔

(۶) و تو دوست منی در راه راست میوشان۔

(۷) و راه راست راه بزرگ آبادست۔

(۸) آئین او را فیروز۔

(۹) و هیچکس نباشد که مرا جوید و نیابد۔

(۱۰) و هیچکس نیست که مرا هست نداند و نیست شمارد۔

و سخن راست گوی توئی۔

(۲۳) نیکان براه تو آیند۔

(۲۴) و در تخمۂ تو پیغمبری همیشه ماند۔

(۲۵) اندوه مدار که انجام یزدان بخشد۔

(۲۶) وانجام از بیم ده شما دروندان گریزند چون موش از سوراخی بسوراخے یزدان
این بنده سپاس دار خود را در هنگام پرویز شهنشاه که بمردم فرستاد و پدر بزرگوار
این جم را از جهان برین دریافت و سترگان و شاهنشاه نیز در خواب دیدند و بانبوه آماده
بمن گرویدند و دادار مرا چندان باره برافراز افراخت که نیارم شمرده و هنوز همه فرازش
درکار است و من تنستان را برابر بوجه دیدم در دریاے روان سار و روان سار را بوجه
دیدم در دریاے خردستان و خردسار را بوجه دیدم در دریاے گوهر یزدانے۔

تمام شد کتاب ساسان پنجم از اول تا آخر دیدی که در آیه هفتم از بسیناد اول تصریح
کرده که راه راست راه بزرگ آباد است و چون ساسان پنجم آخر پیغمبر ایشان است همین
که تصریح بچیزے کرد چنان است که همه پیغمبران قبل از او تصریح کرده باشند پس
محتاج نخواهیم بود بذکر تصریح هر یک جدا جدا اگرچه هر یک تصریح نکرده باشد چه جائے
آنکه هر یک تصریح کرده اند چنانکه در آیه سیّم تا بعد از سیمناد سیم از کتاب جی افرام میگوید
ترا به پیغمبری گزیدم و فرشداج را بتو سپردیم و زیور بندم اینک آسمانی سخن را برایت
فرستادم نخست دساتیرش کن که نامه مه آباد روان شاد است و راه مه آباد نیکو داد
که آن آئین خداست و این کیش از میان یزدانیان برنیفتد هر کس دوست خداست
او بدین راه آید پس نظر کن بتصریح جی افرام که اول پیغمبر صاحب کتاب ایشان است بعد از

(۶) ایشان را بهرد وستے کیان گرامی وخجسته داشتم۔

(۷) پس از کیان ده اک شود پادشاه اینها۔

(۸) اینک از تازیان پادش یابند۔

(۹) بردارند از سبز پوشان وسیه پوشان کشته خود را۔

(۱۰) وپادشکران گروہے باشند آزی۔

(۱۱) ودر ہم افتاده وبدکار وانچه بزرگ ایشان گفته ہم نکنند۔

(۱۲) وبهرنوا بزرگان خود را کشند۔

(۱۳) ونیکی وارزائش ایشان زندبارکشتن ونماز پایه تنویش کردن۔

(۱۴) وتمودان نیز چیره شوند۔

(۱۵) چون ہزار سال تازی آئین را گذرد چنان شود آن آئین از جدائیہا که اگر بآئین گر نمایند نشناسندش۔

(۱۶) وچنان ایرانیان را بینی که خردی گفته کس از ایشان نشنود۔

(۱۷) اگر راست گویند آزار یابند۔

(۱۸) بجاے سخن خردانی یا ساز جنگ با ایشان پاسخ دہند۔

(۱۹) از بدکاری مردمان است که چون کے شاه فرشته منشی از ایرانیان بیرون رود

(۲۰) اسے ساسان ترا رنجہا پیش آید۔

(۲۱) تو وخشور من ہستی۔

(۲۲) اگر مردمان نگردند ایشان را بدست نه تراچه پایه پیام گذاردن نه ہمین است که مردم ہمه آنرا درپذیرند واورا بخسروی بردارند ونه کام آنست که سزاوار برتری

اور ایران سا ملک عطا کیا۔ اور بادشاہون کو تیرا مطیع کیا۔ تجکو سب سے برگزیدہ کیا تو زردشت کو پہچان۔ وہ تیرا پیغمبر ہی۔ اس ذکر کے علاوہ اور بھی حالات ہین اور جو دلچسپ ہین اور قابل اندراج ہین۔

زردشت نے خالق سے پوچھا کہ جہان کیسے پیدا کیا۔ جواب ملا کہ وجود موجودات مبدا فیاض است و نور را ہویدا شدن ناگزیر۔ عظمت و کبریائی خداوندی بر کمال خویش نظری انداخت۔ خرد روان و تن پدید آمد۔ بر زمین ہر چہ ہست پیکر و سایہ جزی است کہ او را زہپر است۔

توتیا نوس حکیم یونان سے ایران مین زردشت کے دیکھنے کو آیا اور جو سوالات یہ حکیم زردشت سے کرنے والا تھا اُسکے جواب زردشت پر ظاہر ہو گئے تھے۔

اول باعث رسالت و نبوت بر وہش کند۔ جواب این ہست کہ پیغمبر ازین باید کہ مردمان در کار زندگانی و زیست ہمہ بیگر نیاز مند ند۔ و ہمین سبب قانون بہ تن و آئین نہادن در کار ہست کہ کسے در شرکت و معاملہ ستم نکند بر دیگرے۔ پس بدین فرمان پذیری انتظام جہان پائدار ماند و مردم بہ نیستی نگرایند۔ از حکمت انتظام جہان بعثت انبیا بظہور آید۔ حکیم پرسید علامت صدق نبوت او چہ بود۔ (جواب) بہ چیزے کہ او داند دیگران ندانند۔ انچہ در دل شما باشد بے آنکہ گزینہ بگوید۔ و انچہ پرسند در پاسخ فرو نماند۔

بعد اسکے اس حکیم سے زردشت نے پیشین گوئی کی کہ جب ایرانیان بدکار ہو جائین گے تو سکندر اونپر مسلط ہو گا۔

اس حکیم کے بعد جنگرن کا ہند سے آنے کا مذکور ہی اور بعد جنگرن کے بیاس حکیم کا ہند سے زردشت کے پاس آنا لکھا ہے۔ اور اسکے سوال و جواب بھی زردشت کو پہلے

مہ آباد و بتصریح ساسان پنجم کہ آخر پیغمبر ایشان است و بدان کہ دین و آئین جمیع ایشان
ہمہ دین و آئین مہ آباد ست و کتاب مہ آباد از اول تا بآخر ہمین کتاب بود کہ تمام آنرا
ذکر کردم کہ دین و آئین او در آن کتاب ثبت است ۔
اب اس جگہ سے انتخاب کتاب دساتیر کا درج کیا جاتا ہی دساتیر کو مجوس صحیفہ آسمانی کہتے ہین ۔

انتخاب از کتاب دساتیر

بسوئیش نماز ادا کنید از بہر خدا ۔ یعنی تماثیل و اشکال سبعہ سیارہ را ہنگام نماز کردن بہر خدا
بپیش رُو دارید ۔ و بدان سو نماز گذارید ۔
اور چہارم خاندان کے نام جو صحیفہ ہی اوسمین آتش پرستی کی بابت یہ لکھا ہی کہ اگر وقت نماز کے آگ
سامنے ہو تو یہ کہے کہ " اے پروردگار نماز مرا بہ یزدان رسان " یعنی اے فرشتہ کہ
رب النوع آتش ہستی و پرورندۂ آن و اے پروردگار آب و رب النوع آن پس این ہر دو این
از موکل آتش و آب است ۔
بعد ان چار خاندانون کے تاریخی زمانہ کا آغاز ہی اور بادشاہت شروع ہوئی ہی اور
پہلا بادشاہ کیومرث ہی جسکی بابت فردوسی لکھتا ہے ؏ پژوہندۂ نامۂ باستان - ۵ بحسنے خدیوے کہ کشور کشود ؛
سر نامۂ اوران کیومرث بود ؛ اسکو مجوس ابو البشر اور سر پیغمبر کہتے ہین اوسکے نام پر بھی
صحیفہ ہے اوسمین حکم ہی کہ شریعت مہ آباد کو تازہ کر اور یزدان پرستی کر اور خدا کی تعریف
اوسمین تحریر ہے ۔ اور اسی قسم کا صحیفہ سیامک ۔ ہوشنگ ۔ طہمورث ۔ جمشید ۔ فریدون
منوچہر ۔ کیخسرو کے نام ہین ۔ اور آخر نامہ زردشت کے نام ہے اوسمین تحریر ہے کہ :-
اے پیغمبر تو گشتاسپ سے کہہ کہ اے شہنشاہ تجکو اسفندیار سا بیٹا اور جاماسپ سا وزیر دیا

احاطہ آن نکنند"

چارون خاندان آبادمان - جہان شاہان - یاسان کے عقائد کی بابت یہ مصنف کا کہتا ہے کہ وہ یزدان پرست تھے - اور کواکب کو غایت برتر سمجھتے تھے - اون کا عقیدہ یہ تہا - کہ ستارگان و آسمانہا سایہ ہاے انوار الٰہی بودہ اند - بنا بران ہیاکل سیارہ ہفتگانہ پیراستندے - و ہنگام منسوب بہ آن بندگی کردندے و راہ پرستاری سپردندے - چون پرستش آن قدسی پیکر ہا بجاے آوردندے ہنگام مخصوص انچہ بایستے افروختندے -

دراخرستان آمدہ کہ پیکر شت کیوان (حضرت کیوان) از سنگ سیاہ تراشیدہ بودندے - سراو چون سر بوزنہ - و بدنے چون تن مردم - و دنبالش چون دنبال خوکے و برسر تاجی نہادہ - بدست راست پرویزن - و در دست چپ مارے - گنبد ست بیتر از سنگ کبود و پیکر عطارد نیز از و بود - تن او چون تن ماہی - و روش چون روے خوک -

"حوادث عالم سفلی مطیع حرکات علوی اجرام اند - و ہر ستارہ را مناسبتے است با بعضے از حوادث و ہر برجے را طبیعتے است - چون خواستند کہ فعل کواکب در عالم ظاہر گردد آن وقت را نگاہ داشتند - ملوک فرس کواکب را قبلہ دعاے میداشتند و از پیکرہا کہ در خانہ کعبہ بود پیکر ماہ بغایت نیکو بود - بنا بران خانہ رامہ کہ گفتندے و ہیکلہا کہ در مہ آباد و خلفاے نامدارش در خانہ کعبہ گذاشتند یکے حجر الاسود است کہ ہیکل کیوان ست -

و در بعضے جاتہا ہندگوید پیکرکدہ ہاے کواکب بودہ است - چنانچہ در دوارکا پیکرکدہ

سے معلوم ہو گئے تھے۔

سوال بیاس - ایزد تعالے بر ہمہ چیز قادرست عقول راچرا وسائط وجود موجودات گردانید۔ خود بلا واسطہ دیگر از بہر چہ نیافرید۔

جواب زردشت - کہ عمل فاعل بہ مفعول چون خامہ ہست۔ یعنی اول عقل بذات خود بلا واسطہ آفرید۔ و دیگر موجودات را بوسائط بوجود کشید بعض موجودات را بعلم الٰہی توانائی و قابلیت قبول فیض نورانی بے واسطہ نبود۔ زردشت نے ہندی حکیم سے کچھ ابتدائی اصول بطور رموز جانور اور انسان کے مباحثہ مین ظاہر کئے اور بالآخر کہا - کہ غرض این رمز این مطلب ست کہ اگر انسان بہ اعمال حسنہ و اقوال مستحسنہ و افکار رضائیہ موصوف بود فرشتہ ماہست۔ و اگر چنین نبود بلکہ جاندار آزار شود چون سباع زشتی گراست۔ غرضنکہ استعداد ہر دو کار در نہادش نہادہ اند۔

نامہ زردشت کا خلاصہ ختم ہوا۔ اب نامہ ساسان کا خلاصہ تحریر کیا جاتا ہی۔ ساسان نے ایرانیون کو بلا کر یہ اظہار کیا۔ اینک نشان بدرسید۔ راستکاری و جانسپاری در ایرانیان نماند از ملک عرب مردے پیدا شود کہ پیروان او دیہیم و تخت و تاج ایرانیان برہم کنند و عرب غالب آیند و آتش کدہ ہا را خانہ نماز سازند۔ و بیت المعمور (خانہ کعبہ) تہی شود از اصنام۔ و قبلہ نماز آنمردم شود۔

(یہ انتخاب کتاب دساتیر سے مذہب مجوس کا کیا گیا)

اب صاحب دبستان کی کتاب سے اسی مذہب کے عقائد درج کئے جاتے ہین۔ انسان کے خلق کی بابت عقیدہ پارسیون کا یہ ہی۔

مردم بے پدر و مادر بلکہ نوع خود بہم نرسد و بدایت وجود انسان معلوم نیست و علم بشری

اشارات که انرا که ژند هم مے خوانند۔ ہمہ ژند از تسلط ترکان و رومیان از میان رفت و که ژند ماند۔ بسیاری از که ژند هم در تاخت ازمیان رفت اکنون هنگام است که سخنے از رمز و اشارات که منسوب است به مجوس آورده شود مشهور است که ایشان گفته اند که گیتی را دو صانع است یزدان۔ و اهرمن۔ یزدان اندیشه بد کرد که مبادا مرا ضدی پدید شود۔ اهرمن از فکر او پدید آمد۔ چون اهرمن شر و فساد انگیخت یزدان ملائکه را آفرید۔ و بین لشکر با اهرمن جنگ کرد۔ با یکدگر صلح کردند بشرط آنکه مدتے متعین اهرمن در جهان باشد۔ چون اهرمن از جهان برون رود عالم خیر محض شود۔

حکیم جاماسپ فرماید۔ باید دانست کہ بعی گفته و اشارت به بدن کرد و از یزدان روح را خواسته۔ و اهرمن طبیعت عنصری۔ فکر را به نفس میل بسوے امور مادیه و انچه گفته آید که اهرمن شر و فساد کرد مراد ازین جنگ تسلط قوی است بر نفس روح و آنکه کشیده اند بسوے عالم سفلی و آن نیز تسلط قوی است بر روح۔ آفریدن ملائکه اشارت است بوجود صفات حمیده و تسخیر قوی بریاضت۔ صلح اشارت است که بیکبار صفات ذمیمه که ذات ابلیس اند دور نمے شود۔ بودن اهرمن بمدت متعین در عالم۔ اشارت به تسلط و برتری قوای تن است خاصه در صغر سن بلوغ و برون رفتن اهرمن از جهان بموت بسیاری که سلوک است۔ و اضطراری که مرگ طبعی است۔ چون نفس آزاد شود خود را متصف بکمالات یابد۔

اسی کتاب دبستان مذاهب مین لکھا ہے کہ :۔

اہل فارس در قدیم الزمان در دین جہانیے بوده اند۔ و کواکب پرست تا زمان گشتاسب

زحل بود۔ و نزد کیوان نام کہ ہندیان دوار کاش گویند و در گیا ہم ہیکل کدہ کیوان بود
گاہ کیوان نام گہ گیا۔ ش۔ ہ۔
بسیار سے از جا ئہاے نصاریٰ و خبر آن قوم را نام برند کہ ہیکل کدہ ہاے
ایشان بود۔ چون آبادیان بدینجا رسند مراسم زیارت بجا مے آرند۔
اور پارسیون کے عقائد مین یہ بھی لکھا ہے۔
کہ نزد ایشان نکوہش ہیچ دین و آئین روا نیست۔ بہر کیشے تو ان بہ ایزد رسد
گویند بسیاری از پیغمبران ازان ست کہ راہ بخدا نماید۔ اما ستدراہ رسیدن بخدا
کشتن زندبار یعنے جانوران بے آزار چون گاؤ۔ گوسفند۔ شتر ست کہ از آزندہ
آنہا رستگار نباشند۔
صاحب دبستان مذاہب یہ لکھتا ہے کہ مذہب زردشت مین اکثر رموز پاے
جاتے ہین چنانچہ اُن رموز کا انتخاب یہان نقل کیا جاتا ہے۔
آبادیان گویند مدار شت زردشت بر رمز و اشارات است۔ نزد عوام افسانہ دور از عقل باشد
شاکرہ مست است۔ دیگر آنکہ نادانے را از وجود بے نیازی و اجب الوجود خواہیم
آگاہی بہم نہ فہمد۔ و از تجرد عقول و بساطت نفوس و فضل سپہر و کوکب گوئیم
متحیر ماند۔ و لذات و عقوبات روحانی درک نکند و حقیقت درنیابد احکام رموز شریعت با فہام
عوام نمیرسد۔
اقوال طریقت۔ حکمت۔ حقیقت۔ را خواص فہم میکنند۔ بیشتر عوام انرا منکر میباشد
پس سخنان حکمت را بہ لباس شریعت ادا باید کرد۔ نیز دانیان گویند کہ کتاب ژند بر دو
قسم بود یک قسم صریح و بے رمز کہ آن را مہ ژند نیز مے گفتند۔ و قسم دوم رمز و

شما نیز فردا بدین ریگ خشک | مباشید گر بارد از ابر تنگ
ز کوه اندر آید یکے باد سخت | گر و بشکند نرد و شاخ درخت
چو من گم شوم از میان سپاه | شما بان بر آئید زین جائیگاه
دگر نشنوید این دم و شش کنید | بمانند در برف جا نزا کنید

گشتاسپ نے جب دین زردشت اختیار کیا تو شاہ توران ارجاسپ نے اوسکو نامہ لکھا اور خدا کی طرف توجہ دلائی

که اے نامور شهریار جهان | فروزندهٔ تاج شاهنشهان
شنیدم که راه گرفتی تباه | مرا روز روشن بکردی سیاه
بیامد یکے پیر مهتر مدیب | ترا دل پُر از بیم کرد و نهیب
سخن گفت از دوزخ و از بهشت | بر آن اندرون هیچ شادی نهشت
تو او را پذیرفتی و کیش را | چرا ننگری دی پس و پیش را
ز گیتی ترا برگزیده خدائے | مهانت همه پیش بوده بپائے
نکردی خدائے جهان را سپاس | نبودی تو بهره بری از سپاس
ازان پس که ایزد ترا شاه کرد | یکے پیر جادوت بیراه کرد
گرایدون که تو پند من بشنوی | ز من خود نیابد هرگز بدی

نجوم کے اہل ایران سب پابند تھے چنانچہ گستاسپ نے احکام نجوم دیکھنے کے لیے جاماسپ کو ہدایت کی

بفرهنگ رومی به پیش اندرون | ببین راز این کار تا چه و چون

پن لہراسپ از عہد او زردشت دعوی پیغمبری کرد وگشتاسپ باو ایمان آورد زردشت آتش را قبلہ نماز ساخت۔

اسمتہ مصنف تاریخ قدیم لکھتاہے کہ مجوس بُت پرستی سے تنفر کرتے تھے اور اوسکی تصدیق ہیرو ڈوٹس کے قول سے ہوتی ہے وہ کہتاہے کہ اہل ایران مین نہ کوئی اصنام تھے نہ دیوتا تھے۔ اور نہ عبادتگاہ (شوالہ) تھی اور نہ قربانی گاہ تھی۔ اوران افعال کو حمق سے تعبیر کرتے تھے۔ اہل ایران پہاڑون پر چڑھکر کل نظام فلکی کے نام پر قربانیان کرتے تھے۔

فردوسی دربارۂ عقائد و مذہب شاہان ایران کے کہتاہے

عقائد ہوشنگ

ہمہ کوہ شان بود آرامگاہ	چنین بود آئین ہوشنگ شاہ
نیا را ہمین بود آئین کیش	پرستیدن ایزدی بود پیش

عقائد کیخسرو جد گشتاسپ

بہ یزدان شوم زین سپنجی سرای	بدین رہ سروش آمدم رہنمای
سوئے داور پاک خواہم شدن	نہ بنیم ہمین راسے باز آمدن

وصیت کیخسرو

ہمہ شاد و خرم بہ یزدان بوید	چو رفتن بود شاد و خندان روید
کنون چون بہ آرد سپہر آفتاب	نہ بنید ازان پس مرا جز بخواب

بادشاہ سویم طمورث کی بابت یہ لکھا ہے ۔

مغان گویند او بت پرستیدے ۔ خلاف گویند او خدا تعالے پرستیدے و بردین ادریس بود ۔

بادشاہ چہارم جمشید کا عقیدہ یہ ہی کہ ۔ یہ لکھا ہے کہ اوسنے دعوی خدائی کیا + وہمہ مردمان را بہ چار گروہ تقسیم کرد ۔ گروہے دبیران و انایان اند ۔ گروہے لشکریان ۔ گروہے کشاورزان ۔ گروہے پیشہ وران ۔

پانچوین بادشاہ ضحاک کی بابت یہ لکھا ہی کہ او خلق خدارا بہ بت پرستی خواند ۔

چھٹے بادشاہ فریدون کے عقیدہ مذہبی کی بابت یہ لکھا ہے ۔:۔

مغان گویند آتش پرست بود ۔ ہندوان گویند بت پرست بود مگر این دو قول درست نیست ۔ درست آنست کہ بردین نوح بود و نخست بادشاہے کہ در نجوم نگریست او بود ۔

ساتوین بادشاہ منوچہر کا عقیدہ مذہبی یہ لکھا ہے

ابتدائے خطبہ ۔ خدائے جل جلالہ را سپاسداری کرد ۔ پس گفت اے مردمان این چند گونہ خلق را کہ شما بیند آن ہمہ را صانعے ہست کہ آفریدگار ایشان است پس او را برآفریدن نباید پرستیدن در نعمت او سپاسداری باید کرد و خویشتن را بر قضائے او باید سپرد ۔ ہرچہ بود و خواہد باشد ۔ و در دست خالق ہیچکس ضعیف تر از مخلوق نیست ۔ و ہیچ چیز بخواست او نباشد ۔ خالق قوی و فادار و توانا باشد ۔ مخلوق ہیچ وجہ از خالق نتوان گریخت و اندیشہ کرد در کار خالق و مخلوق روشنائی افزاید ۔ موسی علیہ السلام کہ بہ پیغامبری آمد منوچہر سنگ جہان بود

بیندیشی بگفته زین روز و شب | ازین هفته پاسی تو مگشای لب
چو دل را بدین کار کردی تمام | بیا پیم ازین رزم ارجاسپ کام

آگاه کردن ارجاسپ

از اول به ایران بر آید شکست | شکستی که آزادنا یدبه بست
وزان پس دگر باره ایرانیان | به بندد ز رحمت میان
شکسته شوند لشکر چینیان | سراسر شود سود ایشان زیان

تاریخ طبری مین نسبت کیومرث بادشاه اول کے عقائد مذہبی کے جو ذکر ہی بجنسہ نقل کیا جاتا ہے۔
کیومرث بہمہ عالم و ہر شہرے خطبہ کرد۔ وگفت مرا خدا ے تعالے بر شما باد کردہ است۔ اکنون گناہ مکنید کہ اگر خدا تعالے گناہ درگذا شتے از آدم ع علیہ سلام درگذاشتے۔ و خطبہ درمیان فرزندان آدم او کرد۔ ہر کہ گناہ کند ازوے نہ پسندم۔ و سر خطبہ این بود کہ ما بتازی یافتم۔ نہ دانیم کہ او بتازی گفت یا بہ سریانی۔ الحمد للہ الذی من علینا بکرامتہ وسمعنا بعاقبتہ واصطلا نا لہ احمدہ علی آلائہ واشکرہ علے نعمائہ الذی۔ من انبیا برفتہ وقبول معذرتہ۔ فکونوا للہ عابدین۔
اور نسبت بادشاہ دوم شداد یان یعنے ہوشنگ کے یہ لکھا ہی کہ :۔ او جہان آبادان کرد۔ وخلق را بخداے تعالے خواند۔

بھی باوصف رواج تعدد معبودوں کے یہ معلوم ہوا کہ مصری تھبیس کے ایک خدائے واحد

کو مسلم سمجھتے تھے۔ جسکا نہ آغاز ہے نہ انجام ہے۔

جیمبلکس پُرانے گوشہ نشینون کی کتابون سے یہ نقل کرتا ہے۔

سب موجودات سے پہلے اور سب سے پہلے ایک خدا تھا۔ یہ خدا پہلے دیوتا اور بادشاہ

سے بھی پہلے تھا۔ اور اُسکی توحید مین کبھی فرق نہ آیا۔

اصل پرستش اہل مصر کی یہی تھی اور یہی مذہب تھا کہ جیسا کہ مصری اہرام۔ اور عبادت خانہ

شاہ سفر سے ظاہر ہوتا ہے۔

یہ تعدد معبود کیسے پیدا ہوا۔ اس کا جواب مشکل ہے۔

وحدانیت خدا کی تعدد معبودون مین جاتی رہی۔ ہر ایک کا ان رب النوع مین سے

وجود قایم ہوگیا اور وہ دیوتا بنگیا۔

اور اُس دیوتاؤن کے کرشمے کرامات ظاہر کرنے کے لیے انسانی اور حیوانی اشکال مشترک

بنائی گئین۔ اور اسطرح سے پرستش جانورون کی شروع ہوئی۔

بعدازان اسی مصنف نے مصریون کی کواکب پرستی کا ذکر کیا ہے۔ اور یہ لکھا ہے کہ آفتاب

یعنی نیر اعظم کو سب سے بڑا سمجھتے تھے اور سب زندہ اور بلاؤ جانورون کو پاک سمجھتے تھے

اور وجہ یہ تھی کہ اُنسے بہت نفع پہنچتا تھا۔ اور اکثر وفادار ہوتے تھے۔ مصریون مین نجوم کا

رواج تھا۔ مگر اُنکے علم نجوم کا بہت مبالغہ کیا گیا ہے۔

انتخاب از ہبرٹ لکچر رینافن بابتہ مذہب اہل مصر

مصری مذہب کی فضولیات کا غیر شخصون کے دلون سے اُسوقت خیال جاتا رہیگا

واز ممالکت او شصت سال گذشتہ -

نمبر ۲ مذہب مصر

قدیم مصری مذہب کے اصول بعض کتب انگریزی سے منتخب کرکے یہان نقل کئے جاتے ہین

مصنف قصہ قوم مصر لکھتا ہے -

اہل مصر مین پرستش جانورون کی انتہا درجہ کو پہونچی تھی - اہل مصر مین علاوہ مذہب عوام کے پوجاریون مین اور تعلیم یافتہ اشخاص مین ایک خاص قسم کے عقائد تھے - کتب مقدس کا صرف پوجاریون کو علم تھا - ان کتابون مین لکھا ہے کہ خدا ہے واحد پیدا کرنے والا سب شی کا ہے جو آسمان مین ہی اور جو زمین مین ہی - اوسکو کسی نے پیدا نہین کیا وہ خود موجود ہی جسنے سب شی بنائی ہین اور خود نہین بنا یا گیا -

ہیروڈوٹس کا قول ہی کہ اہل مصر سبسے زیادہ مذہب کے پابند ہین اونکی برابر مذہبی دنیا مین اور قوم نہین ہے -

مصر مین دو قسم کے مذاہب ہین - ایک وہ ہی جسکی نسبت ہیروڈوٹس لکھتا ہی کہ انسان کی نگاہ کو مذہبی مراسم اور رسوم دہام فریفتہ کرتے ہین اور ہر ایک رسم کی تکمیل نہایت سختی کے ساتھ ہوتی ہے -

دوسرا مذہب وہ ہی کہ جو پوجاریون کا ہی - اُس مذہب کی جہان بھی پوجاریون نے نہ لینے دی - اور جو کچھ نظر آیا بھی اوسکی ایسی عظمت اوسکے دل مین پیدا ہوئی کہ وہ اُسکو بیان کرنا خلاف ادب سمجھتا ہے -

علمی تحقیقات سے جواب ظاہر ہوا ہے وہ نہایت ہی تعجب خیز ہی بلکہ ہیروڈوٹس کو

نہ کوئی فاقہ کشی کرتا تھا۔ میرے زمانہ مین جب قحط ہوتا تھا تو مین شمالی اور جنوبی حد تک اپنے صوبہ کی زراعت کراتا تھا اور اپنی رعایا کو کھلاتا تھا۔ میری رعایا مین سے کوئی فاقہ کشی نہ کرتا تھا اور مین بیوہ کے ساتھ ایسا پیش آتا تھا کہ وہ سمجھتی تھی کہ میرا شوہر موجود ہی۔

ایک دوسرا کتبہ میّت کا اس مضمون کا ہمکو ملا ہے۔

مین سب کے ساتھ سچائی سے اور منصفانہ طور سے پیش آتا تھا اور کسی سے بغض نہین رکھتا تھا۔ خدا کا خیال میرے ذہن مین رہتا تھا اور مین اُسکی مرضی کو ہر وقت پیش نظر رکھتا تھا۔ مین اب شہر خموستان مین آیا ہون مین نے دنیا مین سب کے ساتھ بھلائی کی کسی کے ساتھ بُرائی نہین کی اور نہ جرم کیا۔ مین نے کمینہ فعل پسند نہین کیا۔ ہمیشہ مین سچ بولنے مین خوش ہوتا تھا۔ مین نے کسی غریب آدمی کو تکلیف نہین دی۔ مین نے کسی کو رنج نہین دیا۔ جو اپنے دیوتاؤن کی عبادت کرتے تھے۔

مین اپنے مان باپ کے ساتھ نیکی۔ اور صداقت کے ساتھ پیش آیا اور مین نے محبت رکھی اور اپنے بچپن سے اُنکو کبھی رنج نہین دیا اور جب مین بڑا ہوا تب بھی اسیطرح پیش آیا گویا مین چھوٹا تھا۔ میرا موُنھ ہمیشہ سچ باتون کی طرف کُھلا اور مین نے کسی سے جھگڑا پسند نہین کیا۔ جس طرح مین نے کسی سے سُنا اُسیطرح اُسکی نقل کی۔

قدیم زمانہ مین بھی اُسی قسم کے پوجاری معلوم ہوتے ہین جیسا کہ عہد ٹالیمی مین تھے اکسفرڈ کے عجائب خانہ مین ایک شخص کی تصویر جسکو ایک بادشاہ خاندان دویم نے

جب اُس سے اچھی طرح سے واقف ہونگے ۔ پارفدی یہ بیان کرتا ہو کہ مصریون مین
جانورون کی پرستش مذہب ہمہ اوست کے خیال سے ہوتی تھی اُنکا خیال تھا کہ
سب مخلوقات مین اپنی حیثیت کے موافق ایک حصہ معبودیت کا شامل ہو اور اسی
خیال سے مصری جانورون کی پرستش کرتے تھے ۔ اور اُنکا یہ خیال تھا کہ دیوتاؤن نے
یہ ظاہر کیا ہو کہ خدا کی نشانی سب زندہ مخلوقات مین ہے ۔
مصری مذہب کی تحقیقات مین ہمکو صرف اپنے تخیل پر عمل نہ کرنا چاہیے اس مذہب
مین بہت پیچیدہ طریقہ اعتقاد کا ہے ۔
اکثر لوگون نے میک لینس کا مضمون دربارہ پرستش جانور اور درختون کے پڑھا ہوگا ۔
اُنکا خیال ہو کہ ابتدائی حالت قومون کی مذہب کے تاریخی زمانہ سے پہلے کی بھی معلوم ہوتی ہو
یہ بتلاتے ہین کہ چار ہزار برس قبل حضرت عیسیٰؑ کے زیچ کا عمل درآمد تھا ۔
مصری سلطنت کا حضرت عیسےٰؑ کے تین ہزار برس پہلے سے پتہ لگتا ہو ۔ اکثر محققین کی
یہ رائے ہو کہ مصری وسط ایشیا سے آئے ہین ۔ مگر میرا یہ خیال ہو کہ جسقدر مصریون کی
قدامت پر خیال کیا جائیگا یہ معلوم ہوگا کہ مصری یوروپین کے مشابہ ہین ۔
ہمارا یہ خیال ہو کہ مصریون کا اخلاق نہایت عمدہ اور شستہ تھا ۔
ہم ذیل مین ایک کتبہ کی نقل کرتے ہین جو میّت کے ساتھ قبر مین رکھا گیا تھا ۔

کتبہ حسب ذیل ہے

مین نے کسی بچہ کو رنج نہین دیا اور نہ مین نے کسی بیوہ کو تکلیف پہنچائی نہ مین کسی
گلہ بان کے ساتھ بُری طرح سے پیش آیا میرے زمانہ مین کوئی فقیر نہ تھا اور

شور کرتے ہین - کُل بڑے بڑے دیوتا حفاظت کے محتاج ہین - اوسیریز (نام دیوتا) اپنے دشمنون کے مقابلہ مین لاچار ہی - اور اُسکے جسم کی حفاظت اُسکی بی بی اور بہن کرتی ہین - ہادر اپنے بازو حفاظت کے واسطے فتحمند ہورس کے اوپر پھیلا دیتی ہی یا بطور ضرب المثل کے کہ وہ اپنے جسم سے اُسکی حفاظت مثل دیوتا گائے کے کرتی ہی۔
تاہم ہادر کو بھی ضرورت حفاظت کی ہوتی ہی اور یہانتک کہ سورج دیوتا را (سن گاڈرا) جنکو کہ بڑے دیوتا کی طرف سے بڑے اختیارات حاصل ہین اُنکو بھی ارمس دیبی سے مدد لینے کی ضرورت ہوتی ہی - کُل دیوتا انسان کی دعاؤن کو دھمکی کے ڈر سے قبول کرنے کے لیے مجبور کیے گئے ہین - جو کہ ہمارے خیال مین نہین آتا کہ کوئی دانا آدمی بجز جہلا کے اسکو یقین کریگا - اس مذہب مین بہت سی صورتین ہین - بعض اُنمین سے بہت مضحک ہین - یہ خیال جس سے کہ ہم اپنے ساتھیون کے مذہب پر ہنستے ہین ہمکو یقین کر لینا چاہیے کہ گویا ہم اُنکے مطالب پر کامل طور سے پہنچ گئے ہین -
کوئی جدید طالب علم سوائے ام اینویل دی او زیادہ معتبر نہین ہی جسکی رائے مذہب کے بارے مین قابل تسلیم ہو -
اُسکی مستقل رائے حسب ذیل ہے -
کسی شخص نے اس مذہب کے اصلی مسئلون کے واقعی معنی نہین دریافت کیے ہین جس سے اس امر کی استعداد ہو کہ ہم اپنی مستحکم رائے ظاہر کرسکین کہ اگلے زمانہ مین مصریون نے کیا رائے نسبت خدا و دنیا و انسان کے قائم کی تھی - میری مراد خدا سے ہی نہ کہ دیوتاؤن سے - پہلی علامت مذہب کی خدا کی وحدانیت ہی جو کہ بہت زور و شور سے ظاہر کی گئی ہی - خدا ایک ہی - یکتا ہی اور اُسکے سوا کوئی دوسرا نہین ہے -

پجاری مقرر کیا تھا موجود ہی - یہ بہت قدیم ہی -
مصری مذہب کے ہر عہد مین عوام لوگ شوالہ پرستش کرنے کو نہین جانے پاتے تھے
کل مندرون مین جو لوگون کی طرف سے چڑھاوا چڑھتا تھا وہ شاہی خیال کیا جاتا تھا
اور سوائے متلیون کے جو کہ اُس مندر سے متعلق تھے کسی کو اندر جانے کی اجازت نہ تھی
دیوتاؤن کی مورتین بہت شان وشوکت سے نکالی جاتی تھین اور اُنکے ساتھ لوگون کا
اژدھام ہوتا تھا -
مصریون کے دیوتا بیشمار تھے زمین وآسمان پر اُنکا شمار نہ تھا اور ہر قصبہ دیہات
مین مقامی دیوتا ہوتے تھے - ہر مہینہ و ہر دن و ہر گھنٹہ و ہر رات ایک خاص دیوتا
ہوتے تھے اور اُن سب دیوتاؤن پر اُنکے خوش کرنے کے لیے نذر و نیاز چڑھائی
جاتی تھی - مین نے چند مرتبہ کوشش کی کہ دیوتاؤن کے نام بطور ایک فہرست کے
درج کرون لیکن غیر ضروری سمجھکر چھوڑ دیا -
لفظ خدا سے کوئی لفظ زیادہ صاف نہین ہو سکتا کہ مصر والے نہین سمجھتے ہین جیسا کہ ہم
سمجھتے ہین کہ ایک وجود بغیر جسم اور اعضا اور انسانی خواہشات کے یہ کہا جاتا ہی کہ دیوتاؤن
کے جسم اور روح ہوتی ہی اور وہ اعضا اور خواہشات رکھتے ہین اور یہ بھی کہا جاتا ہی کہ
اُنکو بھوک و پیاس وضعیفی و بیماری و خوف و رنج کی تکلیف بھی ہوتی ہی اُنکے پسینہ
نکلتا ہی اُنکے اعضا ہلتے ہین اُنکے سر مین درد ہوتا ہی اُنکے دانت بولتے ہین اُنکی آنکھون
سے آنسو نکلتے ہین اُنکی ناک سے خون نکلتا ہی -
زہر اُنکے گوشت مین سرایت کرتا ہی جس طرح سے کہ دریائے نیل زمین پر پھیل جاتا ہی
سانپ اُنکو کاٹ سکتا ہی اور آگ جلا سکتی ہی - وہ رنج اور تکلیف سے چیختے اور

کرتا ہی۔ مگر وہ جدا نہین خیال کیا جاتا ایک مناجات لیڈن موزیم مین یہ فقرہ موجود ہی
جسمین کہ خدائے واحد کو یکہ و تنہا لکھا ہی۔ ایا یہ عمدہ اصول صدیون کا نتیجہ ہی حقیقت مین
یہ نہین ہی یہ اصول قبل سنہ عیسوی دو ہزار برس پیشتر سے مروج تھا علاوہ اسکے مذہب
بت پرستی جسکے آغاز کا ہم نے ذکر کیا ہی خود بخود ٹالی میز کے زمانہ تک بلا مزاحمت
ترقی کرتا گیا اور یہ مذہب دریائے نیل کے وادی مین پانچ ہزار برس سے زیادہ مروج
ہی۔ مناجات خدا کی وحدانیت کی اور روح کی بقا کی شروع ہوگئی تھی اور اب ہم پچھلے
زمانہ مین مصریون کو بے ٹھکانے مذہب بت پرستی مین زیادہ پاتے ہین۔ درمیان
اُس زمانہ کے جبکہ بت پرستی کا خیال سیکڑون برس سے پورانے شائستہ لوگون مین
پھیلا ہوا تھا خدائے اکبر کی وحدانیت کا یقین اور نیز یہ خیال کہ اُسمین اوصاف پیدا کنندہ
اور شارع انسان کے ہین جسکو کہ اُس نے ایک لافانی روح عطا فرمائی ہی ایک عمدہ اور
مرصع خیال مثل بے زوال جواہرات کے ہی۔ گو کہ چند مضامین جنکا کہ یہان حوالہ دیا گیا ہی
وہ ام ڈی او کے بیان سے مختلف ہین تاہم وہ واقعات جنپر کہ وہ حصر کرتا ہی لاجواب ہین
یہ بلاشبہ صحیح ہی کہ اعلیٰ حصہ مصریون کے مذہب کا ایسا نہین ہی جسکی نسبت یہ خیال ہوسکے
کہ وہ رفتہ رفتہ بڑھتا گیا یا ادنے درجہ سے پیدا ہوا ہی۔ یہ امر مسلمہ ہی کہ اعلیٰ حصہ نہایت
قدیم تھا اور اُس زمانہ کے مابعد مصریون کا مذہب جسکو کہ گریک اور لیٹن مورخون نے ظاہر
کیا ہی بہت ہی خراب اور ابتر مذہب تھا۔

ام ڈی او کا یہ خیال بیشک صحیح ہی کہ بہت سی مقامی عبادتون مین ایک ہی اور وہی
مسئلے ہوتے ہین جو کہ مختلف نامون اور طریقون سے ظاہر ہوتے ہین۔ لیکن وہ اس بات
کے کہنے کی جرأت نہین کرتا ہی کہ کسی وقت مین درمیان تاریخی زمانہ کے متعدد

حقیقتاً وہ ہی ایک ہی۔ ای خدا تو وحدہ لاشریک لہ ہی۔ اور تجھسے کروڑہا خلقت نکلی ہے
اُس نے ہر چیز کو بنایا ہی اور وہ کسی چیز سے نہین بنا ہی۔
اور یہ خیال نہایت ہی صاف و سادہ و درست ہی۔ لیکن خدا کی وحدانیت مصریون کے
دیوتاؤن کے علم سے جہان تعدد معبود ہین کس طرح مل جل گئی۔ تواریخ و جغرافیہ سے
شاید یہ امر منکشف ہو۔
مصریون کے مذہب مین بہت سی مقامی عبادت مروج تھی۔ وہ حصہ مصر کا جو بقبضہ
منیز آیا صوبون مین تقسیم تھا اور ہر ایک صوبون کا ایک جداگانہ دارالسلطنت تھا
اور ان ہر ایک صوبون کا ایک جداگانہ دیوتا تھا جو ایک خاص نام سے پکارا جاتا تھا لیکن
سبھون کا اصول ایک تھا جو جداگانہ نامون سے ظاہر ہوا۔ وحدانیت خدا کا خیال سب پر
غالب تھا جو کہ ہر جگہ ہی اور ہر جگہ وہی ہی جسکا وجود خود ہی ہو گیا اور وہ ایسا خدا ہی کہ اُس
تک انسانی عقل کی رسائی نہین ہی۔
اسکے بعد امر ڈھی روکتا ہی کہ شروع زمانہ تاریخ سے کہ کسیقدر اُسکے ماقبل سے
اصل مذہب کی پرستش مین سباعی خیال داخل ہو گیا۔
آفتاب بجائے خیال کیے جانے وسیلہ حیات کے بجائے خود خدا کے خیال کیا جاتا تھا
دوسرا طریقہ مذہب کا محض ایک راز ہی جو کہ مصریون کو قابل فخر کے ہی۔ یعنی یہ کہ خدا خود
موجود ہی اور صرف اُسی کا ایک ایسا وجود ہی کہ وہ کسی شی سے پیدا نہین ہوا۔ اس سے
گمان خدا کے خیال کرنے کا دو صورتون کے ساتھ پیدا ہوتا ہی یعنی یہ کہ باپ و ربیٹا۔
بہت سی مناجاتون مین ہم اس خیال کو جو کہ بابت دو وجود کے ہو کہ جس نے خود کو اور
روح القدس کو مثل دو توام کے پیدا کیا جابجا پاتے ہین۔ جو کہ دو شخصون کے وجود کو ظاہر

خدا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا اور اُنسے یہ فرمایا کہ مین جاہ دی ہون اور مین نے حضرت ابراہیم وحضرت اسحاق وحضرت یعقوب کے پاس ال شدای کے نام سے ظاہر ہوا لیکن اُنکو میرا نام جاہ دی نہین معلوم تھا نوتا رنترا ایمٹو ہیرٹ خدائے اکبر ہے جو کہ بہشت مین ہے۔

اصول ثاہوتپ کے حسب ذیل ہے۔

خدا امر ونہی کا حکم دیتا ہے۔

کھیت تجھے خدا نے زراعت کرنے کے لیے عطا فرمایا ہے۔

اگر کوئی شخص تکبر کرتا ہو اُسکا غرور خدا ڈھادیگا حتی کہ اُسکی طاقت عطا فرمائی ہو۔

اگر تو عقلمند ہو تو تو اپنی لڑکے کو خدا کی محبت کی طرف رجوع کر۔

عالی ہمت لوگ باعث توجہ خدا کے ہوتے ہین لیکن وہ جو کہ تابع نفس ہو وہ اپنے اہلیہ سے تحقیر کیا جاتا ہے۔

خدا کی بخشش سے تیرا خزانہ بڑھ گیا ہے۔

خدا فرمانبردار شخص سے محبت کرتا ہو اور نافرمانبردار سے نفرت کرتا ہو ایک نیک لڑکا رحمت آلہی سمجھا جاتا ہے۔

نمبر ۲ نوشتہ لیڈن

وہ شخص خوش نصیب ہے جو اپنی ہی روزی کھاتا ہو۔ خوشی دل سے اُسپر قانع رہ جو تیرے پاس ہو۔ اور جو تیرے پاس نہین ہو اُسکو اپنے قوت بازو سے حاصل کر۔ انسان کو اپنی ہی روزی کھانا نہایت ہی بہتر ہو اور یہ اُسی کو عطا فرماتا ہو جو اُسکی تعظیم کرتا ہو۔

دیوتاؤن کی پرستش چھوڑ کر ایک خدا کی عبادت جاری رہی ہو۔ وہ صرف تاریخ سے اسقدر اخذ کرتا ہو کہ جبکہ دیوتاؤن کی پرستش کثرت سے جاری تھی حق پرستی کے اصول بھی اُسمین ماسبق ہونگے۔ ایک اور نتیجہ مصریون کے مذہب کا نکلتا ہو جس کا وہ حوالہ دیتا ہو کہ دیوتاؤن کے علم کا اصول اور مذہب حق پرستی کا اصول ہمیشہ سے ایک ہی طریقہ پر ہو۔ یہ صرف مقدس کتابون مین بطور زبانی مقولون کے نہین قائم ہوا ہو کہ جسمین ہر قسم کی تحریف اور تبدیلی ہوتی رہی ہو بلکہ اکثر تصنیفات خاص قسم مین یہ امور ظاہر ہوئے تھے جسکی نسبت یہ خیال بھی نہین آتا ہو کہ اُنمین کسی طرح کی تحریف ہوئی ہو تمام مصری علم ادب مین بجز ذیل کے واقعات کے کہ جو بخوبی ثابت ہین دوسرا واقعہ نہین پایا جاتا ہو وہ یہ ہین (۱) اصول خدائے واحد کی پرستش کے و نیز تعدد دیوتاؤن کی ایک ہی قسم کے لوگ تعلیم دیتے تھے (۲) ہر دو مسئلون مین کچھ اختلاف نہین سمجھا جاتا تھا۔ اس سے زیادہ مہمل بات اور کوئی نہین ہوسکتی ہو۔ اگر اہالیان مصر لفظ خدا سے وہی مراد لیتے ہین جیساکہ ہم سمجھتے ہین مگر شاید اُس لفظ سے اُنکا منشا وہی ہوا ور اُس لفظ کا استعمال کثرت وقلت کے لیے یکسان ہو۔ ہم اس سے بہتر نہین سمجھ سکتے ہین کہ مصریون کی لفظ نوتار سے کیا مراد ہوتی ہو جسکا کہ ترجمہ ہم دیوتا کرتے ہین۔

اسلیے مین بحث کرتا ہون کہ مصری لفظ نوتار کے معنی طاقت کے کہتے ہین جو کہ عبرانی زبان مین لفظ ال کے معنی ہین۔

عام اہالیان مصر کی مراد لفظ نوتار نتر اسے وہی ہو جو کہ عبرانی لفظ ال شدای سے سمجھے جاتے ہین۔ یہ وہ خطاب ہو جو کہ خدا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ اُسکو حضرت ابراہیم و حضرت اسحاق و حضرت یعقوب علیہم السلام اسی نام سے جانتے تھے

نہ پیدا ہوا اور وہ ڈر کر اپنے ہاتھ دعا کے واسطے خدا کے سامنے اُٹھاوے اور وہ اُسکی دعاؤن کو سُن لے۔

تو اپنے تئین خدا کے حوالہ کر اور ہمیشہ اپنے تئین تو اُسکے واسطے رکھ۔ جیسا کہ آج تو نے کیا ہی کل بھی ویسا ہی کر۔ ہمیشہ احکام خدا پر نظر رکھ۔ یہ وہ خدا ہی جو خراب کرتا ہی اُس کو وہ خراب کیا گیا ہی۔

نمبر ۵۔ اس مصنف کے مسئلے لاہی کر نوشتہ مین شامل ہین

اپنے آقا کے لیے خدا سے بد دعا نہ کرو۔

یہ اس مضمون سے تھا کہ اُنکے سب تواریخی زمانہ مین و نیز ابتدائی و حال کے زمانہ مین اہالیان مصر لفظ نوتار کو صیغہ واحد مین استعمال کرتے تھے۔ یقیناً مین کہہ سکتا ہون کہ اسمین کچھ شک نہین ہو سکتا ہی کہ وہ طاقت کیا ہی جسکا کہ ہم ترجمہ بلاپس و پیش خدا کرتے ہین۔

یہ بلاشک صحیح ہی کہ وہ صرف خدا ہی کی ذات ہی کہ جو ہم مین سے کسی ایک متنفس سے بھی دُور نہین ہی کیونکہ ہمارا وجود، چلنا پھرنا اور رہنا سب اُسی کے ساتھ ہی اور جسکی لاانتہا طاقت اور الوہیت اور دنیا کی حکومت اُس روشنی کے ذریعہ سے ظاہر ہوتی ہی جو کہ ہر فرد بشر مین جو کہ دنیا مین آتا ہی جلوہ فگن ہوتی ہی۔ اُس انتخاب مین جسکا مین نے ذکر کیا ہی اور اسی قسم کے فقرون مین ہم سچے مذہب کے اصول پاتے ہین جو بت پرستی کے شائبہ سے بھی بری ہی لیکن اگر پور کو واحد مان لین تو اور طاقتین جمع کی (تو تری یو) کیا ہین اور اُنکے تعلقات اُسکے ساتھ کیا ہین۔

کثرت رائے محققین اس طرف تھی کہ اگرچہ مصریون کے اکثر دیوتا ہین تاہم اُنہین بت پرستی

نمبر۳ نوشتہ بمقام سنیٹ پٹیرس برگ

محض اُسکی عنایتون کے واسطے حمد سزاوار ہی۔ خدا برے شخص کو جانتا ہی اور وہ اُس کو خراب کر ڈالتا ہے۔

نمبر۴ مسئلے اینی

جو شخص نیک اعمال کرتا ہی خدا اُسکا نام حریص کے نام سے بڑھاتا ہی ظاہری افعال سے خدا نفرت کرتا ہی نماز کو بہت ہی خضوع وخشوع کے ساتھ ادا کرو۔ وہ تمھارے کامون مین حفاظت کریگا وہ تمھاری باتون کو سُنیگا اور تمھاری نیاز کو قبول کریگا۔
وقت گذرانے نیاز کے اسبات پر خیال رکھو کہ وہ کس چیز سے نفرت کرتا ہی ہمیشہ اُن باتون پر خیال رکھو جس سے وہ ناراض ہوتا ہے تمکو اُسکے نام کی تعظیم کرنا چاہیے۔ یہ وہ خدا ہی جس نے آدمیون کو بے انتہا لیاقت عطا فرمائی جنکو وہ بڑا کرتا ہی وہ بڑے ہوتے ہین۔ خداوند عالم روشنی مین آسمان پر ہی۔ اُسکا ظہور تمام دنیا پر ہی اور وہ اُن لوگون پر ہی جو کہ بالمرہ اُسکی عبادت کرتے ہین۔
دوسرا ذکر شفقت مادری کا ہی اُسمین ذکر ہی کہ مہربان ماں وقت ولادت سے کس طرح اپنے کو قربان کرتی ہی۔ وہ یہ ہی۔ تو اسکول کو بھیجا گیا اور جب تو حروف تہجی سیکھتا تھا تیری ماں بالمرہ تیرے ماسٹر کے پاس آتی تھی اور تیرے واسطے کھانا اور پانی گھر سے لاتی تھی۔ اب تو جوان ہوا اور تیری شادی ہوئی اور تو گھر والا ہو گیا۔ مگر تجھکو ہمیشہ اُن تکلیف کے وقتون کو نہ بھولنا چاہیے جو تیری ماں برداشت کرتی تھی اور نیز اُس حفاظت کو جو کہ وہ تیرے واسطے کرتی تھی۔ ان باتون کا لحاظ رکھ تاکہ اُسکو کوئی سبب تیری شکایت کا

یہ دستور نکلا ہو۔

ہمزاد کا اعتقاد رومیون مین تھا اور وہ اسوجہ سے پھول اور ہار چڑھاتے تھے اور ہر شخص کا ایک ہمزاد متصور ہوتا تھا اور اُسکے واسطے قربانیان کی جاتی تھین اور ہر دیوتا اور ہر مقام کا ایک ہمزاد ہوتا تھا۔ اور یہ ہمزاد گویا توام ہر فرد بشر کے ساتھ ہوتا تھا۔ انسان اُسکی قسم کھاتا تھا۔ یونانیون اور مصریون مین بھی یہ اعتقاد تھا اسکا اعتقاد صرف مصرہی اور یورپین قوم مین نہ تھا بلکہ عام تھا۔

مسٹر ہربرٹ اسپنسر اسکا ذکر کرتے ہین کہ وحشی قومون مین سایہ کو سمجھتے تھے کہ وہ ہمارا ہمزاد ہے۔

مصریون کا اعتقاد تھا کہ بعد مرجانے کے روح انسان کی اُسی شکل و ہیئت مین رہتی ہی اور وہ خیال کرتے تھے کہ روح کا اپنا جدا جسم ہوتا ہی اور وہ کھاتی اور پیتی ہی۔ ہمکو اس امر کا ذخیرہ کافی نہین ملا کہ ہم تعلق روح اور ہمزاد کا دریافت کرتے۔

سایہ ہوجانا یا بھوت کے چڑھنے کا بھی اعتقاد یونانیون اور مصریون اور ایشیائی قومون مین تھا۔

مصری خواب کا بہت عقیدہ رکھتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ ایک دوسری دنیا مثل اس دنیا کے ہے۔

اس خواب کی بابتہ بہت سی تختیان ملی ہین اوران سب مین اسٹی لی ڈیوساگی سب سے زیادہ مشہور ہی۔ یہ تختی اتھوپیا کے عہد کی بابتہ ہی اور اُسمین سات صدی قبل حضرت عیسیٰ کے جو واقعہ بادشاہون کا پیش آیا تحریر ہی اور وہ اس طریقہ سے معرض تحریر مین آیا کہ ایک بادشاہ کو خواب نظر آیا کہ اُس نے دو سانپ دیکھے کہ ایک اُسکے داھنے بازو اور

نہین ہے۔

بہت سے افسانہ مصریون کے اب ہمکو معلوم ہوئے ہین۔ افسانہ نافرمانی کرنا اول انسان کا بمقابلہ را دیوتا کے اور اُسکا برباد ہوجانا مسٹر نیویلی نے بیان الملوک کے کسی ایک قبر سے دریافت کیا ہی یہ اعتقاد تمام دنیا مین اور ہر زمانہ مین اور ہر قسم کی تربیت کے آدمیون مین پایا جاتا ہی کہ روح بعد موت کے باقی رہتی ہی۔

اور اسی اعتقاد کی بنیاد پر مذہبی رسومات میت کے واسطے کیے جاتے ہین۔ رومیون مین بھی دستور تھا کہ نذر و نیاز اپنے بزرگون کی کرتے تھے

اور یونانیون اور ایرانیون مین بھی یہی عقیدت تھی اور ہندو بھی اپنے پترون کی نیاز کرتے ہین اور یہ ثبوت اس امر کا ہی کہ آریا قوم کے دونون گروہ مین ایک سی رسم ہے۔

یہ دستور بزرگون کی نیاز کرنے کا قدیم سے چین مین بھی پایا جاتا ہی۔ اس امر کا بہت خیال رکھا جاتا ہی کہ قبرین بہت رہین اور میت کے رسومات جاری رہین اور آیندہ روندا اُنپر فاتحہ پڑھتے رہین۔ یہ امر بھی بہت ضروری تھا کہ ہر شخص کے بیٹا ہوتا کہ وہ اُسکی جگہ قایم ہو اور اُسکی میت کے رسومات ادا کرتا رہے۔ دیوتاؤن کی پرستش کے بعد ان رسومات کا ادا کرنا قدیم مصریون مین فرض سمجھا جاتا تھا۔ تمام اقوام اہل یوروپ مین تجرد مذموم سمجھا جاتا تھا۔ مین نے مصری مذہب کے تجرد کا ذکر اسوجہ سے زیادہ کیا ہی تاکہ اس سے معلوم ہو کہ آخر زمانہ مین مذاہب ذیل مین تجرد کی کسقدر وقعت کیجاتی تھی۔

بودھ۔ عیسائی و چینی تجرد کو اچھا سمجھتے تھے۔ عیسائیون کا تجرد اول مصر مین بہت شروع ہوا اور پھر مصر سے وہی عقیدہ یورپ مین داخل ہوا۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہی کہ قبل عیسائی مذہب کے یہودیون مین بھی یہ دستور تھا۔ اس سے ہم نہین خیال کرتے کہ صرف مصریون سے

سے جہانتک ہمکو پتہ لگتا ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ مصری قلم و کاغذ کے استعمال سے واقف تھی اور اُسکو تحریر کے کام مین لاتے تھے۔ چرمی کاغذ بھی بعض تحریرات کے کامون مین آتا تھا اور بعض بعض چرمی کاغذ بھی ملے ہین مگر یونانی اور رومی کسی قلمی کتاب کو جو چارسو خواہ پانسو برس پیشتر حضرت عیسیٰ کے ہوتی تھے اُسکو بہت ہی قدیم خیال کرتے تھے۔ یہودیون کی قلمی انجیل ایک ہزار برس سے زیادہ معلوم ہوتی ہی اور پُرانی قلمی کتابین سنسکرت کی صرف چند صدی پیشتر کی لکھی ہوئی معلوم ہوتی ہین اور بعض مصری کاغذ ایسے ملے ہین جو چار ہزار برس سے کم کے نہین ہین۔

مصریون سے فنیشیا والون نے الف۔ بے۔ تے کے نشان ماخوذ کیے فنیشیا والون سے یورپ اور ایشیا والون نے اخذ کیا۔

اکثر مصری قلمی کتابین جو ملی ہین وہ میت کی کتابین ہین۔ جو مقبرون سے ملی ہین۔

میت کی مومیائی کا ذکر ہر جگہ کثرت سے پایا جاتا ہی۔

ہمیشہ زندگانی جسکا وعدہ اہل ایمان سے ہوا ہی اُسکی تین صورتین ہین۔

اوّل ازسرنو دنیا مین زندگی کا ہونا۔ دوسرے نیک بخت آدمی کی نسبت یہ بیان کیا جاتا ہی کہ وہ اُسطرح زندگی کا حظ اُٹھاتا ہی جسطرح سے کہ دنیا مین حظ اُٹھاتا تھا۔

دوسرے منقلب ہونا۔ متوفی کے لیے یہ منحصر نہین کہ وہ اُسی مقام مین یا انسان کی شکل مین یا کسی اور طریقہ زندگی مین پیدا ہو اُسکے سامنے تمام کائنات ہر قسم کی و ہر شکل کی موجود ہی جسمین وہ چاہے داخل ہو۔ کتاب میت مین اسکا تذکرہ اکثر ہی اور بارہ بابون مین چند قسم کے تناسخ کا ذکر ہے۔

تیسری مثل اوسرس یا دیوتا ؤن کے ہوجانا۔ موتہ کا اوسرس کے موافق ہونا صاف

دوسرا اُسکے بائین بازو پر ہی اور جب وہ بیدار ہوا تو اُن سانپون کو نہ پایا اور یہ کہا کہ اسکی تعبیر فوراً بیان کیجاوے۔ لوگون نے اُسکی تعبیر یہ بیان کی کہ جنوب کا حصہ بھی تمھارا ہوگا اور شمال بھی تمھارے ہاتھ آئیگا اور دو تاج بھاری تمھارے سر پر ہونگے اور دنیا کی وسعت تمھارے ہاتھ مین ہوگی۔ اور اُس تختی مین یہ بھی لکھا ہی کہ یہ تعبیر پوری ہوئی اور بادشاہ نے اُسکے عوض مین بہت سی نذر و نیاز کی۔

دیوتاؤن کی موجودگی ہر جگہ مسلم مانی جاتی تھی اور سعد و نحس کے دنون کا عقیدہ تھا مصریون کو فرشتون کا بھی اعتقاد تھا اس کا کتاب میّت مین اکثر ذکر ہی اور موت کا ایک فرشتہ خیال کیا جاتا تھا۔

مصری لوگ تقدیر کے بھی قائل تھے۔

مصریون کا یہ اعتقاد تھا کہ بادشاہ سورج کا سایہ ہی اور اُسکا نائب ہی اور اُسمین معبودیت کی شان داخل ہی۔ مصری لوگ یہ سمجھتے تھے کہ مصر مین پہلے دیوتاؤن کی سلطنت تھی اور مینا بادشاہ کے قبل تمام بادشاہ جانشین ہورس دی کے خیال کیے جاتے تھے وہ بادشاہ کہ جنھون نے اہرام مصری بنائے اُنکا خطاب سویزا ہورس تھا۔

بادشاہ چیرا اور اُسکے بعد جسقدر بادشاہ ہوئے خدا کے بیٹے خیال کیے جاتے تھے۔

یہ عقیدہ تھا کہ سورج کی گردش شمال سے جنوب کو جو ہوتی ہی اُس سے دو حصہ زمین اور آسمان کے ہوجاتے ہین۔

بادشاہ مصر کا اس باعث سے فرزند و وارث و جانشین سورج کا خیال کیا جاتا تھا اور اُسکا خطاب شمال و جنوب کا ہوتا تھا۔

یہ جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہی یہ کتبہ اور نقش و نگار جو پتھرون پر ہین اُس سے بیان ہی مگر قدیم زمانہ

یہی مصنف وحدانیت کا بھی پتہ بابل کے افسانہ اور قصہ مین پاتا ہے۔

اختلاف سے قطع نظر کرکے ہم اس جگہہ صرف رائے لکہنا کافی سمجہتے ہین کہ ابتدای خیال ایک معبود کا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہین ایک معبود سب سے بڑا تہا جسکو سب پر فوقیت دیجاتی تہی۔ نام اس معبود کا اِل تہا جس کا تعلق عبرانی الٰہ سے معلوم ہوتا ہے۔

اور اس معبود کا دوسرا نام ر ا تہا اور یہہ واقعہ مصری مذہب سے بالکل منطبق ہوتا ہے۔ بابل مین جہان جگہہ بہ جگہہ دیوتا تہے اور جہان بباعث طرفداری بادشاہون بل براوک یا نبو فوقیت دیجاتی تہی مگر ہم کسی جگہہ خاص پرستش گاہ ال کی نہین پاتے اور اوسکے لئے کوئی عبادتخانہ مخصوص نہ تہا۔ اور بموجب ایشیائی اقوال کے بابل کے خود معنی دروازہ معبود کے ہین۔

اسریا والے اس بڑے معبود کی زیادہ تخصیص کرتے تہے اور اوسکا نام اشر رکہا تہا چونکہ اسری کے نام کے معنی کسی نے نہین ظاہر کئے ہین اسلئے اوس قوم پر یہہ اطلاق نہین کرسکتے کہ اسری سے مراد یہہ ہے کہ یہہ لوگ بندہ اسر کے ہین۔

اس بڑے معبود کو اہل اسریا مالک بادشاہون اور ملک کا خیال کرتے تہے اور جب اوسکا ذکر کرتے تہے تو اوسکو اشریا اپنا مالک کہتے تہے۔

اس معبود کو سب پر فضیلت دیتے تہے۔ اوسکو بادشاہ دیوتاؤنکا کہتے تہے اور یہہ کہتے تہے کہ وہ سب پر غالب ہے۔ اس معبود کی پرستش ابتدا سے آخر تک ہوتی رہی ہے۔

نجوم کی بابتہ یہی مورخ لکہتا ہے کہ بابل مین اکثر تختیان ملین اور اونمین سلطنت کے حالات کی پیشین گوئی تہی اور یہانتک کہ ہاتہہ مونہہ دہونا اور ناخون تراشنے مین بہی اسکا اثر تہا۔

طرح سے اُس کفن کے ملاحظہ سے پایا جاتا ہی جو کہ اب برٹش موزیم مین بادشاہ بنکورہ بانی تیسرے اہرام کی ہی۔ وہ تحریر اسطرح سے ہی اوسرس بنکورہ بادشاہ ہمیشہ زندہ رہیگا اور آسمان مین نٹ وسی سے پیدا ہوگا اور شب کا وارث ہوگا۔

تعویذ کا استعمال خاص طور سے انتہا درجہ سے تھا اور کتاب میّت کے شروع مین اسکا تذکرہ ہی جس سے ظاہر ہوتا ہی کہ اُسکی کیسی قدر کیجاتی ہی۔ تیسوین[۳۲] باب مین یہ ذکر ہے کہ متوفی نے بذریعہ تعویذ کے ظالم ناکہ کو بھگایا تھا یہ کہتا تھا کہ دیکھو میرے بازو پر تعویذ ہی۔

یہ اعتقاد کہ لفظون مین بھی سحر کا اثر ہی خواہ وہ مذہبی مقولون مین ہو خواہ دیوتاؤن کے نام ہون اور اسی اعتقاد کی گرویدگی انتہا درجہ کی تھی۔

نمبر ۳ - مذہب اہل بابل واسریا

انتخاب از تاریخ قدیم ایمتہ

بوجہ اسکے کہ نجوم کو زیادہ دخل اس مذہب مین تھا اسلیے اس مذہب کو صائبہ کہتے ہین مگر یہ حقیقتاً صحیح نہین ہی۔

اہل مذہب صابہ میں سب سے بڑے معبود درحقیقت چاند سورج ستارے نہیں ہیں اگرچہ نظام فلکی میں مذہب کا پرتو خیال کرتے ہیں اور انہیں عقل کا وجود سمجھتے ہین مگر تعین شخصی معبود کا اور بت پرستی قطعاً متروک ہی۔

مگر بابل اور اسریا کے دیوتاؤن مین تعین شخصی بالخصوص ہی۔ وہ انسانی اور حیوانی شکل مین ظاہر کیے جاتے ہین۔ اور اور بھی علامتین ظاہر کرتے ہین جو نظام فلکی مین نہین ہین بروسس کے انتخاب مین یہ مذکور ہی کہ یہ لوگ ملبوس کو اور ستارون کو اور چاند و سورج کو۔ اور پانچ ستارون کو پرستش کرتے تھے اور بل کو تمام نظام فلکی پر ترجیح دیتے تھے

کرنے فروز رائے کے اوسکو تخت پر بٹھایا تھا۔

ایک روایت بت پرستی کے اظہار ہونے کی یہہ لکھی ہے۔

سورج استقلال تمام بہم سانیدہ بادشاہ عظیم الشان گشت۔ درعہدش برہمنے از طرف کوہستان چنار کند بملازمت اورسیدہ شیوۂ بت پرستی رواج داد۔

تاریخ سرالبستان مین بھی سورج کے عہد مین بت پرستی کا رواج ہونا لکھا ہے۔

کیقباد وگشتاسپ سے چار پشت پہلے تھا۔ پس زردشت سے پہلے بت پرستی کا رواج ہونا پایا جاتا ہے۔ اور زمانہ زردشت مین بیاس حکیم ہند سے زردشت کے پاس گیا اور اوسنے وحدانیت کے اصول زردشت سے تحقیق کئے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ وحدانیت کا قائل تھا اور زردشت کا اندازہ کرنے کو یہہ سوالات کئے تھے جیساکہ نامۂ زردشت مین مذکور ہے۔

پرستش کواکب اہل ہند کی بابتہ تاریخ فارس جلد ۴ سے انتخاب درج کیا جاتا ہے ایران سے بت پرستی کا رواج برہمنون مین پھیلنا قیاس ہوتا ہے۔ سریا دیوتا کی پرستش سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندو درحقیقت سورج کی پرستش کرتے تھے۔ قدیم زمانہ مین ہندو بالعموم سورج کی پرستش کرتے تھے۔

فلابسٹرس ایک یونانی مورخ سترہ سو برس پہلے ہند مین آیا تھا وہ لکھتا ہے کہ مین نے ہند مین ایک عظیم الشان شوالہ سورج دیوتا کا دیکھا جس کی دیوارین سرخ وسبز تھین اور اُن مین طلا کاری تھی۔ اور شوالہ مین سرخ مورت تھی جس مین ہیرا۔ اور یاقوت موتی لگے ہوئے تھے۔

آئین اکبری مین بھی سورج کے مندر کا ذکر ہے۔ اوسمین لکھا ہے کہ قریب جگنا تھہ کے

انتخاب صفحہ ۱۵۵ - عجائب المخلوقات

قومی کہ در قدیم الزمان ایشان را کلدانیان گفتندے اعتقاد داشتندے کہ جوہرے را
کہ آن را با جسم تعلقے نیست دو قسم است
قسم اول خیر - و آنرا ملائکہ خواندندے - قسم دوم - شر و آنرا شیاطین گفتندے - و اعتقاد
انسان چنان بود کہ این ارواح در اجسام متصرف اند - از تحریر روحانی دعای بخوری
بناتی - و قربانی - بنہادند - بنا بران کہ تقرب باشد - بدان ارواح - و معبود ایشان
چنان بودندے - کہ صاحب این صفت چون صفت تمام کند روحانیان را تواند دیدن و
مخاطب کردن - و قادر بر امور عجیب - از تحصیل مال و جاہ و دافع امراض صحت و اعدائے
قوی - امام فخر رازی در بعضے تصنیفات آوردہ است کہ شخصے را عبداللہ یحیٰی گفتندے
ہر شئے کہ از وے طلب میکردندے - در حال خاص میکردندے -

نمبر ۴ - آریای ہند

انتخاب از کتاب قلمی کشکول

گویند کہ اہل ہند طاعت و عبادت خالق بیچون میکردند - تا آنکہ شخصے در عہد مہاراج از
ایران آمدہ ایموں پرستش آفتاب گشت و آن رواج تمام گرفتہ - بعضے سیارہ پرست
نیز شدند - امان چون آن برہمن بہ سورج گفت کہ ہر کس شبیہہ بزرگ خود را از طلا و نقرہ
و سنگ ساختہ پرستش نماید ثواب بسیار عاید روزگار وی گردد - ازین سبب رواج
بت پرستی از ہمہ زیادہ گشت و سورج بلدہ قنوج آباد کرد - و بعد از دو صد پنجاہ سال
از سلطنت در گذشت معاصر کیقباد بود ہر سالہ تاج و خراج می فرستاد -

اسی تاریخ مین سورج کی نسبت لکھا ہے کہ وہ سرداران ہند سے تھا اور رستم نے بعد قلع قمع

اس سے رفتہ رفتہ ترقی پانا بید کے مذہب اور قربانیون کا معلوم ہوتا ہے یہہ ہم نہین کہہ سکتے کہ یہہ دور کس وقت سے شروع ہوا تہا بعض اسکو دو تین ہزار برس قبل حضرت عیسیٰؑ سے کہتے ہین۔ دوسرا دور منترا کا ہے۔ یہہ دور ۱۰۰۰ سے ۸۰۰ برس قبل حضرت عیسیٰؑ کے رہا۔ اس دور مین چارون بید جمع کی گئی۔ یہہ چارون بید بالخصوص مذہبی اغراض اور قربانیون یا نیاز کی غرض سے جمع کئے گئے۔ ہر بید مین مذکور ہے کہ کس قوم کے پوجاریون کو کس قسم کی پرستش قربانیون یا نیاز کے وقت کرنا چاہیے۔ تیسرا دور برہمن کا ہے۔ یہہ دور ۸۰۰ سے ۶۰۰ برس قبل حضرت عیسیٰؑ کے رہا ان تصنیفات مین بحث قربانیون کی ہے۔ اونکی خاص غرض قربانیون یا نیاز کی اصلاح ہے۔

چوتھا دور ستراکا ہے۔ یہہ دور ۵۰۰ برس حضرت عیسیٰؑ سے قبل ہوا اس دور کی تصنیفات کی یہہ غرض تہی کہ برہمنون کے دور کا علم مجتمع کیا جائے اور تمام قسم کی علمی ترقی اس دور مین ہوئی۔ (فلسفہ اوپنشادا اس دور مین ہوا ہے) اس دور کے بعد بودہ یعنے ساکیا منی پیدا ہوا۔ اور اوسنے اپنی عقائد پہیلائے صاحب موصوف نے آریا مذہب کی یہہ ترتیب کرکے ثابت کیا ہے کہ کسی طرح سے اس قوم نے رفتہ رفتہ ترقی کرکے بالآخر خدا کو پہچانا۔ اونکی یہہ رائے ہے کہ اول محض شاعری کے خیال سے بید کی نظم ہوئی اوسوقت دیوتاؤن کا وجود نہ تہا صرف اوصاف قدرتی اشیا کے جو محسوس ہوتے تہے مذکور ہوئے۔ پہر اونکی عظمت اور بزرگی تسلیم ہونے لگی اور پرستش ہونے لگی۔ اور نیاز و نذر گذرنے لگی اور نیز پرستش کے قاعدون کی ترتیب ہونے لگی اور بالآخر اوس سے ترقی کرتے زمانہ تصوف ہنود کا آیا۔ اور بودہ مذہب پیدا ہوا۔

مگر تاریخی تذکرون سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ ان چارون دور سے کچھہ پہلے کواکب پرستی

ایک شوالہ سورج کا ہے۔ اوسکی تعمیر مین بارہ سال کا خراج اوڑیسہ کا صرف ہوا ہی۔
اور اس تعمیر کو انسان دیکھکر حیرت زدہ ہوتا ہے۔ دیوارین سو فٹ بلند ہین اور
۱۹ فٹ آنتار ہے۔ شوالہ مین سورج اور سیارون کی شکلین بنی ہوئی ہین اور چارون
طرف انسان کی شکلین ہین جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ عبادت کرتے ہین ہندو
فلسفیون کا یہہ عقیدہ ہے کہ ستارے ذی روح ہین اور ایک بڑی روح کے زیر
حکم ہین۔
انگریزی اور ایشیائی مصنفون کے متفق اقوال کے بموجب آریا ہند مین کواکب پرستی
بیرونی اثر سے پیدا ہونا ثابت ہوتی ہے۔ بموجب قول ایشیائی مصنف کے کیقباد
شاہ ایران کے زمانہ سے کواکب پرستی ہند مین شایع ہوئی ہے۔
یہہ بادشاہ ایران گشتاسپ سے چار پشت پہلے تہا تخمیناً گشتاسپ کے زمانہ کو تین ہزار
برس ہوے۔ کیقباد زیادہ سے زیادہ دو سو اڑہائی سو برس اس سے پہلے ہوا ہوگا۔ پس
کواکب پرستی کو ہند مین جاری ہوئی بتیس سو یا تینتیس سو برس ہوئے اور اوسوقت
جاری ہوئی جب سلطنت اس قوم کی قایم ہو چکی تہی بموجب قول رامیس چندر کے
آریا قوم کو ہند مین آئے ہوے چار ہزار برس ہوے اس حساب سے ساتہہ سو آٹہہ سو
برس ہند مین آنے سے بعد رواج کواکب پرستی کا ہوا ہے۔
مسٹر میکس میولر نے آریا ہند کے مذہبی زمانہ کے چار حصہ کئے ہین۔
سب سے پہلے کہانڈا کا دور ہے۔ اس دور کو ہزار برس پہلے حضرت عیسیٰ کے قرار
دیا ہے۔ اس زمانہ کی حالت صاحب موصوف کے الفاظ مین لکہی جاتی ہے۔ بید
شاعری جیسا کہ ہم رگ وید مین پاتے ہین ہزار برس قبل حضرت عیسیٰ سے شروع ہوئی

مسٹر میکس میولر نے اپنی تصنیف علم مذہب مین ادہ سماج کے لکچر کا حوالہ دیا ہے
جس سے اصول ہندو مذہب کا یہہ ظاہر ہوتا ہے۔
ہندو مذہب تمام مذہبون سے افضل ہے۔ کیونکہ انسان کے ایجاد کا نام اوسپر نہین
لگ سکتا۔ اوسمین کوئی متوسط درمیان خدا اور انسان کے نہین ہے۔ ہندو ہر جگہہ
خدا کی پرستش کرسکتا ہے۔

انتخاب از کتاب رہنمایان ہند

از صفحہ ۲۲۔ ہم ہندو مذہب کی بنا ابتدائی قیام مذہب سے شروع کرتے ہین اوس
زمانہ کی تاریخ رگ وید سے معلوم ہوتی ہے۔ عیسی علیہ السلام کی پیدایش سے
دو ہزار سال پیشتر سے کسی مقام وسط ایشیا سے ایک قوم ہند مین آئی وہ لوگ
ایرین کے نام سے مشہور تہی اور فی زمانہ وہ اہل ہند اور اہل یورپ کے مورث اعلی
فرض کئے گئے ہین۔ اصل مین وہ گلہ بان اور خانہ بدوش تہے مگر پنجاب کی سرسبز وادی
مین داخل ہوکر کاشتکارون کی طرح آباد ہوئے اور خوش گذران زندگی بسر کرنے لگے
جب وہ ہندوستان مین وارد ہوئے تو شاید اُنہین مذہب اور خدا کی طرف
بہت ہی کم توجہہ تہی مگر یقیناً ایک مدت کے بعد یہان کے دلکش منظر نیلگون آسمان
روشن چاند۔ تازگی بخش دیار۔ صاف شفاف نہرون۔ سرسبز مرغزارون۔ رنگ برنگ
کے پہولون اور عظمت وشان نے اونکے دلون مین اعلی خیالات پیدا کرکے انہین
صانع مطلق کے نامتناہی اور کامل قدرتون کی طرف رجوع کردیا۔ وہ بڑی خوش
نصیب تہے اونہین دنیا کی کل عیش وآرام حاصل تہی۔ اونمین ایسے بہی پیدا ہوئے

یا بت پرستی ہند مین داخل ہوئی ہے۔
ایک دوسرا امر اور قابل لحاظ ہے کہ جہان سے یہہ قوم آئی وہان یزدان پرستی جاری تہی
اور یہہ بہی ثابت ہے کہ اس قوم مین بہی یزدان پرستی تہی۔
جیسا کہ مصنف کشکول لکہتا ہے کہ اہل ہند طاعت و عبادت خالق بیچون میکردند پس اس
قوم مین اول یزدان پرستی اور بعد ازان کواکب پرستی ہوئی۔ اور پھر مذہب مین اصلاح ہوئی
اور عمدہ قسم کا تصوف جاری ہوا۔ اور بالآخر موجودہ بت پرستی مین آلودہ ہوگئے
بت پرستی جو بالفعل جاری ہے اور پہلے تہی اوسکی بابتہ تاریخ جلد ۲ فارس سے کچھہ
انتخاب درج کیا جاتا ہے۔
نرومید ہا جگ یعنی انسانی قربانی اسومید ہا جگ یعنی گھوڑے کی قربانی۔
گومید ہا جگ۔ یعنی گاؤ کی قربانی ہندون مین جاری تہی۔ انسانی قربانی کالی دیبی
کی جاتی تہی۔
ہندو قوم بے انتہا شعبون مین تقسیم ہے۔ مگر اصول دو ہین یعنی پرستش کرنیوالی وشنو
اور پرستش کرنے والے مہادیو کے یعنی شیو کے بیگم کی پوجا شیو کے پوجاریون مین
ہوتی ہے۔
انسان کی زندگی ایک حالت امتحانی خیال کی جاتی تہی۔ اور اسلئے بہت سخت عمل
کئے جاتے تہے تاکہ آیندہ اصلاح ہو۔
ابتدائی حالت مذہب ہند کی نہایت عمدہ اور پاک تہی۔ اور ویاس کے بعد سے
ابتک اوس حالت مین تنزل ہے۔ اور ہندو نہایت خراب قسم کی بت پرستی
مین آلودہ ہوگئے۔

خداشناسی کی سعی کی - اوران دونون کی کوششین مذہب کے نشو نما اور ترقی
مین دوسرے درجہ سے زیادہ نہین - ان فریقون نے دو قسم کی انشا پردازی
چھوڑی ہے جنین سے ایک کو برہمنہ - اور دوسرے کو اپنشد کہتے ہین یون
ہندو مذہب کا دوسرا دور ختم اور تیسرا شروع ہوا - یہ زمانہ اہل ہند کی
مذہبی ترقی ہی کے لئے مشہور نہین ہے بلکہ اسمین اونکا تمدن دنیاوی جاہ و ترقی
کے اعلیٰ درجہ پر پہونچا - اونکی حکومت ہمالیہ سے لیکر بحر ہند کے کنارہ تک ہو گئی
اونمین بڑے بڑے طاقتور حکمران ہوے اور اونکی سلطنتون مین اعلیٰ اعلیٰ ترقیان
ہوئین یہی وہ زمانہ تہا جس مین سری کرشن مہاراج نے ظہور فرمایا - اور کلچھتر کے
میدان مین جنگ عظیم ہوئی اسی زمانہ مین لیاک نے ترکت تصنیف کی پہنی نے
صرف و نحو کے رسالہ لکھے پاتنجل نے جوگ کی کتابین تصنیف کین کپل نے سالکھیہ
والون کا فلسفہ لکھا - اسی زمانہ مین برگزیدہ بیاس جی نے ویدون کی تالیف کی
اور والمیکی رامائن لکھی گئی - جسوقت تمام دنیا مین جہل کی تاریکی چہائی ہوئی تہی
ہندؤن کی قوم مین اعلیٰ تہذیب اور شایستگی اور ترقی کی روشنی پہیلی ہوئی تہی -
مذکورہ بالا اول دورون کے خلاف ہم اس دور کا زمانہ ایک ہزار سال سے
کم شمار نہین کر سکتے - اسکی ابتدا کپل اور دیگر چند فلسفیون کی پیدایش سے ہوئی
اس کا درمیان کلچھتر کی جنگ اور اوسکی انتہا بودہ مذہب کی ترقی کا زمانہ تھا -

چوتھا دور بودہ مذہب کے دوران زمانہ مین گذرا - بالعموم لوگون کا
خیال ہے کہ بودہ بالکل ایک جدا مذہب ہے مگر افسوس - اس سے زیادہ
اور کوئی رائے غلط نہین ہو سکتی - ہم آگے اسبات کے ثابت کرنے کی کوشش

جنہین بہشتی نور بخشا گیا وہ قدرت کاملہ کی حسن وخوبی کی تعریفین کرتے اور قادر مطلق
جو قدرت کاملہ کا فرمان روا اور ہادی ہے حمد وثنا کے گیت گاتے انسانی
خلقت مین یہی پہلے لوگ تہے جنہون نے مالک کل کا تصور کیا اور اوس روح کو
محسوس کیا جو عالم ایجاد کی ابتدا اور انتہا ہے۔ اونہون نے علم روحانی اور اخلاق
دونون مین برابر ترقی کی۔ ہندؤن کی اس ترقی مین پانسو برس سے زیادہ گذر ہی
اور اول اول مذہب کا تخم رِگ وید کے لاتعداد گیتون نے بویا جنکو مختلف شخصون نے
مختلف مقامات مین تصنیف کرکے گایا۔ ان تمام گیتون مین کم وبیش خالق اکبر کے
عشق وعظمت کی بوے خوش آتی ہے جو تمام دنیا کا حکمران ہے۔
ہندو مذہب کا پہلا دور اسطرح ختم ہوا مگر خدا کی حمد وثنا کے گیت گاتے اور عشق
الٰہی کو نظم دلکش مین ظاہر کرنے سے اونکی تسکین نہ ہوئی۔ اس خیال نے رفتہ رفتہ
آرزؤن کا حوصلہ بڑہایا اور اونکے دل مین اس رفیع الشان وسیع خوبصورت
عالم کے مالک سے قربت حاصل کرنے کی تمنا پیدا کی۔
اکثر غور وفکر کرنے والون نے خدا کی نزدیکی اور عیش ابدی حاصل کرنے کے وسائل
دریافت کرنے مین بڑی دماغ سوزیان کین۔ اوسوقت منزل مقصود پر پہونچنے کے لئے
دو فریقون نے دو مختلف طریقون سے کوششین کین ایک فریق نے بیشمار رسوم مذہبی
اختراع کرکے بہت سی کتابین تصنیف کین۔ اور دکھایا کہ اونکی پابندی سے صفائی قلب
حاصل ہوکر نیکی پیدا ہوگی اور بہشت نصیب ہوگی۔ دوسرے فریق نے رسوم مذہبی کی
پروا نہ کی اور ایک دوسرے قسم کی کتابین کہین جنکو مذہبی دنیا مین علم فلسفہ کی ابتدا
کہنی چاہئے لیکن گو ایک گروہ نے درس کتب اور دوسرے نے دماغی اصلاح سے

اور عظمت جاتی رہی تھی تاہم غاصب زمانہ کی دست برد اور جبر و تعدی سے اوسکا

سر نہ جھکا۔

از صفحہ ۱۱۵

سری کرشن فرماتے ہین کہ ہمین خدا پر پورا بھروسہ کرنا چاہیے۔ اس کے ساتھہ ہی

وہ ہدایت کرتے ہین کہ ہمکو خدا کی پرستش شکل نمایان مین کرنی چاہیے لہذا قدرت

کاملہ یعنے عالم موجودات کو اپنا خدا ماننا چاہیے۔ خدا نہ سہی تو خدا کی شکل کا

ظہور ہی سہی۔

اب دیکھنا چاہیے کہ بودہ نے اس شمع کو روشن کرنے کے لئے کیا کیا۔ سری کرشن نے

فرمایا تھا "خدا پر بھروسہ کرو" صرف یہی ایسا ذریعہ ہے جس سے تمہارا دل

فنا ہوسکتا ہے۔ مگر انسان اسکی تعمیل مین مجبور ہے بلکہ اونکے لئے یہ ایک ناممکن

امر تھا۔ اسلئے بودہ کو خیال ہوا کہ خدا کی جگہہ اگر کوئی اور شئے قایم کی جائے

تو بہتر ہوگا۔ لہذا اونہون نے فرمایا۔ اپنے آپ پر بھروسہ کرو۔ کیا یہی اتحاد ہے

بودہ کو دہریہ کہنے کا سبب ہمکو اچھی طرح معلوم ہوسکتا ہے وجہہ یہہ ہے

کہ بودہ کا درجہ حاصل ہونے کے بعد گوتم نے پھر کبھی خدا کا نام نہ لیا اور

بودہون کو کل دیوتاؤن کے خدا پر فضیلت دی۔ جو خدا اوہ خود تہرا اوسکا

ذکر کیون کر کرتے۔

مگر اونہون نے بودہ کے وجود سے کبھی انکار نہین کیا نہ کبھی یہہ کہا کہ بودہ مثل

دیگر انسانون اور دیوتاؤن کے ہے۔

اونہون نے خدا کا نام بودہ رکہا تہا جو وہ خود تھے۔ کیا یہ امر ممکن ہو کہ خدا کا

کرینگے کہ گوتم بودہ نے اوسی مذہب کے واعظ دئے - جو سری کرشن نے
تعلیم کیا تہا -
بودہ مذہب کے اقبال کا ستارہ ہند مین ایک ہزار سال سے زیادہ چمکتا رہا
اور یہہ ہندوون کی اعلیٰ تہذیب اور تمدن کا زمانہ تہا مگر بودہ مذہب کے آخری
زمانہ مین بہت بڑا تغیر اور انقلاب ہوا - یعنی ادہر ہندو مذہب نے آہستہ آہستہ
وسعت حاصل کرکے طاقت پکڑی اور عظمت پائی ادہر ہندؤنکی تہذیب
اور شایستگی کو پیرانہ سالی نے گہیر لیا اور اوسمین ضعف آگیا -
پانچوان دور بڑی روشنی کے زمانہ مین شروع ہوا - اور تاریکی مین ختم ہوا
اوسکی ابتدا وکرامادت کے عہد سلطنت اور شنکر چارج کی پیدایش کے زمانہ مین
ہوئی اور اختتام مسلمان غنیمون کی فتحیابی پر ہوا - یہ دور سات سو برس تک
قایم رہا جسکے اول دو سو برس تک روشنی کا زمانہ تہا اور آخری پانسو برس
مین سخت تاریکی رہی - اس دور کو پورانیک زمانہ کہتے ہین اس زمانہ مین بیشمار
پران اس غرض سے لکہے گئے کہ ہندو مذہب کا اثر بنی آدم کے دلون پر بخوبی پڑے
مگر کوئی عمدہ نتیجہ نہ نکلا کیونکہ ہندؤنکی تہذیب روحانی عظمت وشان سے گر گئی -
اور اوسکی روشنی کے مطلع پر تاریکی کی گہنگہور گہٹائین چہا گئین - چہٹا دور ہندوستان
اسلامیہ سلطنت کا زمانہ تہا -

اس زمانہ مین بہی علمائے دین کا ظہور ہوا - رشی اور سنت پیدا ہوے اور
ہندو مذہب کی روشنی پہیلانے کے لئے جو جہل کی تاریکی سے ماند ہوئی جاتی تہی
کچہہ کوششین کی گئین - گو اس مذہب کا خاتمہ ہوچکا تہا اور ہندؤن کی فضیلت وقومیت

انتخاب از رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب دسمبر ۱۸۹۶ء

از صفحہ ۲۲۲ سناتن ہندو دہرم مین یہہ ایک عجیب خصوصیت ہے جو دنیا کے
اور کسی مذہب مین نہین ہے کہ یہ مذہب کسی شخص یا پیغمبر کے نام پر نہین چلا ہے۔
دنیا کے اور جسقدر مذاہب ہین کسی نہ کسی پیغمبر یا اولیا کے نام سے مشہور ہین۔ کوئی
کسیکو اپنے مذہب کا بانی یا رہبر خیال کرتا ہے کوئی کسیکو ایسا سمجھتا ہے۔ لیکن
سناتن دہرم ہے کہ کسی کے نام کے ساتھہ اسکو تعلق نہین اور نہ کسی کا چلایا ہوا
یہہ ثابت ہوتا ہے۔ اگرچہ بڑے بڑے عالی وقار اوتار اور پیغمبر اس مذہب مین
ہوئے ہین جنکی از حد تعظیم اس مذہب مین کی جاتی ہے۔ لیکن وہ اس مذہب کے
بانی نہین قرار دے جاتے۔ بلکہ یہہ مذہب ابدی اور ازلی ہے اور جسقدر اوتار ہندو نہین
مانے جاتے ہین انمین سے کسی ایک کا بہی یہ دعوی نہین ہے اور نہ ہندون کا
یہ عقیدہ ہے کہ ان مین سے کوئی سناتن دہرم کا بانی مبانی ہوا ہے اور اس سے
پہلے سناتن دہرم نہین تہا ہندؤن مین شری رامچندر جی مہاراج سری کرشن چندر
پرماتما وغیرہ کے نام بڑی توقیر اور ادب کے ساتھہ لئے جاتے ہین اور یہ پرماتما
کے اوتار تسلیم کئے جاتے ہین۔ لیکن یہ سناتن دہرم ان مین سے بہی کسی ایک کی
نام پر مشہور نہین ہے۔ کوئی ہندو یہہ نہین کہے گا کہ یہ اوتار سناتن دہرم کے بانی
ہوئے ہین۔ اور ان اوتارون کے ہو پیدا ہونے سے پہلے سناتن دہرم نہین تھا
بلکہ ہندؤن کا یہہ عقیدہ ہے کہ یہہ تمام اوتار وغیرہ دہرم کی رکشا کرنے کے لئے
دیگر مذاہب کے لوگ ہندون پر الزام دیتے ہین کہ وہ ۳۳ کرڑ دیوتاؤن کو

اوتار اپنے آپ کو خدا سے جدا سمجھے۔

سری کرشن نے اپنی تعلیمات مین اپنے آپ کو خدا کہا تھا۔

اونہون نے بہی کبہی دوسرے خدا کا نام نہین لیا جب اونہین خدا کا لفظ کسی جگہہ کہنا ہوتا تھا تو وہ اوس جگہہ واحد متکلم کی ضمیر بولتے تھے۔

از صفحہ ۱۹۵

بودہ مذہب نے آریہ مذہب کی عبادات کو ڈہا دیا۔ بودہ کی پیدایش سے بہت پہلے سری کرشن کی تعلیمات فراموش ہوچکی تہین۔ اور سیدہے سادہے مذہب کی جگہہ دنیا مین پیچدار فلسفے اور ادق الٓہیات رائج ہوچکے تہے۔ پس مذہب کی گئی ہوئی سادگی کو از سر نو پیدا کرنے اور مذہبی شمع کی مدہم روشنی تیز کرکے اصول دینی کی تشریح کرنے کے لئے بودہ کا اوتار ہوا مگر افسوس انکے مذہب کا بہی وہی حشر ہوا۔ زمانہ کی رفتار نے اسے بہی گرداب انحطاط مین ڈالدیا اور مرشدانہ تعصب۔ جاہلانہ بدعت کا طوفان اسے بہلے گیا۔

بودہ کی وفات کے بعد ایک ہزار برس کے اندر اندر ہند کے یہ حالت ہوگئی کہ نہ سریکرشن کا مذہب باقی رہا نہ بودہ کا۔

ہندؤن کی تعصبون اور بدعتون نے سر اوٹہایا بودہ مذہب کی عظمت و شان نے اونکو نیچا دکہایا۔ اودہر ہزارون صورتون مین خدا کا ظہور دکہایا گیا۔ ادہر مطلق اوسکا خیال بہلایا گیا اودہر ہمہ اوست کا مسئلہ ذہن مین آیا۔ ادہر دہریہ پن دلون مین سمایا۔ غرض اس حیص بیص مین مذہب کی سادگی ہاتہہ سے جاتی رہی۔

گدا سب کے لئے اُپکار کر کے نجات کا راستہ بتایا ہے اسی خیال سے اسمین تین طرح
کے راستے قایم کئے گئے ہین - اول بھگتی یعنے محبت صادق جسے اعتقاد بھی کہسکتے
ہین - دوم - اُپاسنا یعنے پرستش اور عبادت سوم گیان یعنے حقیقت پر پہونچ
جانا اگرچہ تینون کا مدعا ایک ہی ہے اور باریک معنون مین جا کر تینون ایک ہی
ہین لیکن ظاہرا طور پر یہہ راستے الگ الگ مختلف قسم کے لوگون کے لئے رکھے
گئے ہین کہ کوئی اس انمول رتن یعنے آخرت کے سدھارنے سے محروم نہ رہجاوے
اگر کوئی شخص عالم فاضل نہین ہے اور ان پڑھ ہے اور دولت بھی ندارد ہے
لیکن خدا کا متلاشی ہے اُس کے لئے بھگتی مارگ سب سے آسان طریقہ ہے
اسکے لئے یہ قید نہین ہے کہ پہلے وہ تمام شاسترون اور مذہبی کتب کو پڑھ لے پھر اسکو
کچھ حاصل ہوگا اسمین تو اوسکی تمام عمر ہی صرف ہو جائیگی اور حصول نجات کا علاج
کب کریگا - ایسے لوگون کے لئے بھگتی کا راستہ قایم کیا ہے - کیا معنی کہ اس
خداوند تعالیٰ کی یاد مین محو ہو جاوین اور اس محبت مین ایسی لین ہو جاوین کہ اُنکو
ہمیشہ دُہی اپنے پاس معلوم ہو - اگر بغیر کچھ حاصل کئے بھی وہ اعلیٰ درجہ کی بھگتی کی
ساتھہ مالا یا تسبیح ہاتھہ مین لیکر رام نام کا یا معبود حقیقی کے کسی نام کا جپ کرتے ہین
اور اسطرح خدا کی یاد مین مشغول رہتے ہین اور اس خیال کی محویت مین کسی گناہ کا
خیال اونکے دل مین پیدا نہین ہوتا تو گویا یہی سہل راستہ انکے لئے وہ نیک نتیجہ
پیدا کرنے والا ہے جو اعلےٰ سے اعلےٰ لایق اور فاضل اور امیر کو حاصل ہو سکتا ہے
ایسی حالت مین کچھ ضرورت انکے لئے نہین رہی کہ وہ پہلے اپنی عمر کا بڑا حصہ تحصیل علم مین
صرف کرین یا دولت کمانے کی فکر مین سرگردان ہون - ایسے دوسرے درجے کے

پوجہنیوالے ہین لیکن انکو یہ سنکر تعجب ہوگا کہ باوجود تیس کروڑ یا تینتالیس کروڑ دیوتا ئونکو وہ انہین سے کسی ایک کے
نام پر اپنے دہرم کو چلایا ہوا نہین مانتے۔ بلکہ اس دہرم کی بنیاد اوس پرماتما وحدہ لاشریک پر سمجہتے ہین
کہ جس کے آگے۔ یہ ۳۳ کروڑ دیوتا ادنی چاکرون کی حیثیت رکہتے ہین۔

از صفحہ ۲۲۶

دہرم کی دس صفات ہین جہان یہہ دس صفات پائے جاوین وہان سمجہو کہ دہرم
موجود ہے۔ اول دہرتی۔ یعنے استقلال۔ دوم کشما یعنے دوسرے کی خطا کو
بخشدینا۔ اور خود طاقتور ہو کر بہی اپنی زیر سایون یا ماتحتون پر ظلم نہ کرنا۔
سوم دم یعنے اپنے دل کو بہٹکنے نہ دینا۔ چہارم استی یہ یعنی چوری نہ کرنا۔ پنجم
شوچ یعنے پاکیزگی۔ ششم اندریہ نگرہ یعنے تمام اندریون حواس خمسہ کو اپنے قابو مین
رکہنا۔ ہفتم دہی یعنے تمیز عقلی۔ ہشتم ودیا یعنے علمیت۔ نہم سیتہ یعنے راستبازی اور
دہم اکرودہ یعنے غیظ و غضب مین نہ آجانا۔ یہ دس دہرم کے لکشن ہین۔
پس اے حاضرین جلسہ آپ خود انصاف کرسکتے ہین کہ کس طرح صفائی اور
انصاف کے ساتہہ دہرم کی تشریح کی گئی ہے کہ جس مین کسی مذہب کو انکار نہین
ہوسکتا اسمین نہ کسی مذہب کی رعایت ہے نہ مخالفت بلکہ صاف سیدہا راستہ
بتایا گیا ہے کہ جہان ان صفات کے مجموعہ کو دیکہو وہان سمجہہ لو کہ دہرم موجود ہے
اس بات کی پروا نکرو کہ یہہ مجموعہ رکہنے والا کس مذہب مین پیدا ہوا اور کسی مذہب پر
ایمان لایا یا نہین لایا۔
اور ایک خاص خوبی اس دہرم مین یہہ ہے کہ اعلے سے اعلے ودوان یعنے فاضل
اعلے سے اعلے امیر کبیر اور مورکہہ سے مورکہہ ان پڑہ اور غریب سے غریب

اُپاسنا یعنی پرستش کیجاوے اسکو ادنے درجہ دیا گیا ہے۔سناتن دہرم مین
ہدایت ہے کہ جو بندگی یا پرستش کرو اوسکا اجر پانے کے خیال کو دل سے نکالڈالو
اگر اجر پانے کی خواہش رہے گی تو بیشک بہشت یا سورگ وغیرہ توضرور حاصل
ہوگا لیکن نجات کے سامنے یہہ بات نہایت ادنے تعلیم کی ہے جب تک خواہش
اجر پانے کی رہتی ہے تب تک خدا کا اصلی دیدار حاصل نہو گا یہہ بڑا اعلیٰ درجہ کا
اڈیل سناتن دہرم مین ہے جو یہ سکہاتا ہے کہ جو کوئی نیک کام کرو اوس کے
اجر کے امیدوار نہ رہکر اوس کا پہل بہی اُسی رب العالمین کی بارگاہ مین ارپن کرو
جیساکہ کسی نیک کام کے انجام سے لئے کیا کرتے ہین۔ خدا کے ساتہہ تجارت کے
اصول پر پرستش نہ کرو کہ ہم اوسکے عبادت کرتے ہین اسلئے وہ ہمین فلان راحت
دیوے۔سناتن دہرم کے اعلیٰ اصول کے مطابق یہہ عبادت نہین ہے بلکہ تجارت
ہے کہ کچہہ چیز دینا اور اوسکا معاوضہ کوئی اوس سے زیادہ قیمت کی چیز کی خواہش
رکہنا سچی عبادت وہی ہے اور سچی خدمت وہی ہے جو بلا خیال معاوضہ کے
کی جاوے اگر معاوضہ کی خواہش دل مین بنی رہی تو سچی خدمت کیسی ہوسکتی ہے
عام دنیاوی نظر سے بہی دیکہا جاوے تو نہایت اعلیٰ درجہ کی قابل قدر
خدمت وہی شمار ہوتی ہے جو بلا خیال معاوضہ کے کی جاوے۔ایسی صورت
مین مالک کو خود فکر پیدا ہوتی ہے کہ وہ کیا معاوضہ دیوے اگر کوئی معاوضہ
دیا جاوے اگر اوس کے لینے سے بہی خادم انکار کا اصرار کرے تو لاچار مخدوم
خادم کو خاص اپنا ہی بنا لیتا ہے اور جب خادم مخدوم کے ساتہہ ایک ہوگیا
توپہر اوسکو کس امر کی پرواہ رہی۔اس تشکام اُپاسنا یعنے عبادت بلا خیال

لوگون کے لئے اُپاسنا یعنے پرستش اور کرم کانڈ کا طریق ہے جس مین ہر ایک قسم کے
پوجن ہون - دان خیرات وغیرہ وغیرہ سب شامل ہے اور اعلیٰ ترین درجہ کے عالمان
کے لئے گیان کانڈ یعنے علم حقیقی موجود ہے جس نے پایان سمندر کی تہاہ لگاتی
جس جس قدر وہ زیادہ عالم اور فاضل باتون کے سمجھنے کے لئے قابل ہونگے ویسا ویسا ہی
وہ اس گیان مارگ کو حاصل کرینگے - گیان کا درجہ اوسوقت حاصل ہونا سمجھا
جاتا ہے جب انسان کو اعلیٰ درجہ کی تعلیم ریاضت اور مشاہدہ سے یہہ محسوس ہونے
لگے کہ اس مین اور کسی غیر مین کچھہ فرق نہین ہے اگر وہ کسی سے برائی کرتا ہی تو خود
اپنے ساتھہ کرتا ہے اور کسی سے نیکی کرتا ہے تو خود اپنے ساتھہ کرتا ہے - اس بھگتی
اُپاسنا کرم اور گیان کانڈ کی بہت بڑی بھاری اور نہایت دلچسپ تشریح ہماری
شاسترون مین موجود ہے اور بڑے بڑے مفصل گرنتھہ اس دلچسپ تقسیم پر موجود ہین
ایسے مفصل اور عظیم مضمون کا مین ایک شمہ بھی بوجہہ طوالت اور اپنی ہیچمدانی کے
اسوقت بیان نہین کرسکتا - یہہ اس قسم کی تقسیم بھی جہانتک میرا خیال ہے دیگر
مذاہب مین نہین پائی جاتی اور ہر ایک کو ایک ہی عقیدہ اور ایک ہی طریق
کے عمل پر مجبور کیا جاتا ہے - چاہے اسکی سمجھہ مین آوے یا نہ آوے -

ہشتم اس سناتن دہرم مین نشکام اُپاسنا کا وہ مسئلہ ہے کہ جو اور کسی مذہب مین
پایا نہین جاتا نشکام اُپاسنا کے معنے ہین وہ پرستش جو کسی فائدہ کی خواہش سے
نہ کی جاوے اور اوسکا اجر حاصل کرنے کی آرزو بھی دل مین پیدا نہو - دیگر مذاہب کا
عموماً یہہ خیال ہے کہ خدا کی بندگی کرو دولت ملیگی حشمت ملیگی بہشت ملیگی حورین
ملینگی - وغیرہ وغیرہ - لیکن سناتن دہرم اس قسم کی خواہش کو دل مین رکھکر جو

یعنی آب زر سے لکھنے کے قابل قاعدہ یا اصول دنیا کے کسی اور مذہب
مین نہین ہے اور یہہ خاص ایک ہی مذہب کی میراث ہے اور انکی ہی
خداوند نے اوسکو مذہبی یا آسمانی کتاب مین بیان کیا ہے۔ مین جرأت کے
ساتہہ اس امر کا اظہار کرتا ہون کہ مذہب ہذا کے پیروان کو سناتن دہرم کا
کچہہ بہی حال معلوم نہین ہے نہ اونہون نے اس معاملہ مین کبہی تحقیقات کی
تکلیف گوارا کی ہے ورنہ اونکو ثابت ہوجاتا کہ اس قسم کے سنہرے اصول
بلکہ اس سے بڑہ کر ہیرون اور جواہرات مین جڑے جانے کے قابل اصول
سناتن دہرم مین بہت سے ہین اور اتنی تحقیقات مختلف صفات کے متعلق
کی گئی ہے کہ ابہی اوس تک پہونچنے کے لئے ایک بڑی محنت اور مطالعہ
درکار ہوگا باوجود یورپین ۔ امریکن اور کرسچین ہونے کے جن اصحاب انصاف
پسند نے اس سناتن دہرم کے مطالعہ مین اپنا وقت صرف کیا ہے وہ تسلیم
کرتے ہین کہ سب سے اول یہہ اصول جسپر مذہب عیسوی کو ناز ہے سناتن دہرم
ہی کے لٹریچر مین پایا جاتا ہے اور اسکے بعد دیگر مذہب مین منتقل ہوا۔
سنسکرت شاسترون مین لکہا ہے یعنے سب دہرمون کا خلاصہ یہہ ہے
اسکو سنکر ہمیشہ دل مین قایم رکہو کہ تم کو اورون کے ساتہہ وہ کام نہین کرنا چاہئے
جو تم کو خود اپنی نسبت برا معلوم ہوتا ہے۔
مہابہارت مین لکہا ہے کہ اصل دیکہنے والا یعنے آنکہین رکہنے والا جو اپنی موافق
اورون کو دیکہتا ہے جو شخص سکہہ اور دکہہ کے متعلق غیرون کو ویسا سلوک دوسرے
کے ساتہہ نہین کرنا چاہئے۔ وہی یوگی ہے پھر کہا ہے۔

معاوضہ کا اپدیش اور کسی مذہب مین اسطرح پر نہین ہے جیسا کہ سناتن دہرم
مین ہے اور اس اپدیش کو ایسی وضاحت کے ساتہہ لکہا ہے کہ جسکی خوبصورتی
کے ساتہہ کسی اور مذہب کا بیان برابری نہین کرسکتا۔ اس نشکام اُپاسنا کا حال
سننے کا اگر کسی صاحب کو شوق ہو تو وہ سناتن دہرم کے کسی وروان پنڈت سے
جا کر سنئے۔ اس مختصر وقت مین کہان تک بیان ہوسکتا ہے۔ مین فقط مختصر روایت
سنا کر اس مد کو ختم کرتا ہون۔

سری رامائن مین کہتا ہے کہ جب سری رام چندر جی کو بن باس ہوا اور وہ جنگل
مین جانے کے لئے ندی کے کنارہ پر آئے تو ملاح نے بڑی بہگتی اور انکساری
سے کشتی بڑہا کر انکو پار کیا جب دوسرے کنارہ پر سری رامچندر جی جا اُترے
تو ملاح کو سری سیتا ماتا کی انگوٹھی اتار کر دینے لگے اور کہنے لگے کہ اگرچہ یہہ
معاوضہ تہوڑا ہے لیکن ہمارے پاس اسوقت کیا ہے جو دیکین۔ ملاح نے
ہاتہہ باندہکر کہا کہ رہنے بہگوان رہنے مہاراج۔ مین نے تجارت کے خیال سے
آپکی سیوا نہین کی تجارت کرنی یعنی معاوضہ چاہنی کی اور بہت سی جگہہ مین مینے آپکے ساتہہ کوئی بیاپار نہین کیا
کہ آپسے معاوضہ چاہون مین نے تو جو کچہہ کیا ہی نشکام سیوا کی ہے اگرچہ کوئی معاوضہ آپ اسکا
دینا چاہتے ہین اور تجارت کرنا چاہتے ہین تو اسطرح کرین جسطرح کہ مین نے
آپ کو اس ندی کے پار اُتارا ہے اسیطرح آپ مجہکو اس سیاروپی سمندر یعنی
بہوساگر سے صحیح سالم پار اُتار دیجئے۔

نہم۔ ایک خاص مذہب کا یہہ دعویٰ ہے کہ انکے یہان جو یہہ قول ہے کہ دوسرے
کے ساتہہ ایسا سلوک کرو جو تم چاہتے ہو کہ دوسرا تمہارے ساتہہ کرے۔ یہ گولڈن رول

۲ - درونا انصاف کا دیوتا۔

۳ - پوشن وشنو سورج کا دیوتا یا آسمان کا دیوتا۔

۴ - اگنی آتش کا دیوتا۔

۵ - وایو۔ ہوا۔ طوفان کا دیوتا۔

۶ - یاما - یامی - صبح شام کا دیوتا۔

۷ - سرسوتی - دریا کا دیوتا۔

ان دیوتاؤن کی الگ الگ پرستش ہوتی تھی۔ اور بعض نمازون مین رگ وید کی یہہ بھی پایا جاتا ہے کہ یہہ سب دیوتا خدائی بزرگ کے قدرت کے آثار ہین

۱ - خدائے واحد نے جب اپنی خدائی پر نظر ڈالی تو اوسکے عکس سے آسمان و زمین ایکی شکل مین نمودار ہوے اور جب دور تک یہہ چیزین پہیل گئین تو اونکی حدین قایم ہوئین۔

۲ - خالق کائنات سب سے بڑا ہے۔ اوس نے سب کو پیدا کیا - اور سب کو تہامے ہوے ہے۔ وہ سب سے برتر ہے اور سب کو دیکھتا ہے وہ ساتون رشی کی جگہہ سے بہی پرے ہے۔

۳ - اوسی نے سب کو حیات بخشی - وہی سب کا خالق ہے۔ وہ کائنات سے واقف ہے۔ وہ ایک ہے۔ اگرچہ اوس مین بہت سے دیوتاؤن کے نام داخل ہین۔ تمام ذی روح اوسکے جاننے کی خواہش رکہتے ہین (رگ وید۔ وس - ۸۲)

از صفحہ ۱۵۳ - ہم نے دوسری جگہہ یہہ ظاہر کیا ہے کہ جس زمانہ مین بودھ مذہب

آدمی کو چاہیئے کہ اگر دشمن بہی اپنے گہر آجاوے تو اوسکی خاطر تواضع کرے جیسے درخت اوس شخص کو بہی جو اوسے کاٹنا چاہتا ہے اپنے سایہ سے محروم نہین کرتا۔ غرض کہ ایسے سیکڑون اقوال سناتن دہرم کی پشتکون مین ملینگے جیسے مندرجہ بالا گولڈن رول۔ (جسپر غیر مذہب کو ناز ہے کہ فقط ا(؟) مذہب مین پایا جاتا ہے) سے بڑہکر تعلیم پائی جاتی ہے۔

پس یہہ کسیطرح سے ممکن نہین ہے کہ اس سناتن دہرم سے فضیلت مین بڑہکر کوئی اور دہرم دنیا کے پردہ پر مل سکے۔

دُہم۔ یہہ خاص فضیلت اسی دہرم مین موجود پائی جاتی ہے کہ جس صورت مین دیگر مذاہب کو سائنس اور علمی ترقی سے خوف ہے سناتن دہرم کو اسکی ترقی مین خوشی ہے۔ خلاف اس کے سناتن دہرم کو اگر خوف ہی تو جہالت اور تاریکی سے ہے۔

انتخاب متعلق مذہب قدیم آریا

از کتاب رومیش چندر دت باب چہارم صفحہ ۲۶

ہندو مذہب اگلے زمانے یعنے وید کے زمانہ مین صرف قدرت کے مظاہر کی پرستش تہی جس کی انتہا خالق قدرت تک پہونچی تہی۔

رگ وید مین بیشتر نظم قدرتی مناظر کی مدح مین ہین۔ اور یہی دیوتا انکی مرادات کے مرجع تہے۔

ا۔ اندر بارش کا دیوتا۔

اس نئی ہندو مذہب کی بنیاد اٹھارہ پران ہین جو بکرماجیت کی عہد سے اسلام کے عہد تک تصنیف ہوتی رہے

بودہ مذہب کی ابتدائی فروغ کا باعث یہ ہوا کہ آریا قوم کے لوگ سدرون کی میل جول سے بچتی رہتی تھی اور بودہ مین ذات کی پابندی کچہ نہ تہی اور عوام الناس کی طبیعت کے موافق بت پرستی۔ جاترا۔ اور معابد۔ اور میلہ دہوم دہام سی جاری ہوگئی تہی اسلئے بودہ مذہب ہند کا عام مذہب ہوگیا اور جب آریا قوم نی بودہ کی مراسم بت پرستی۔ جاترا۔ شوالہ بنانی اور میلہ قایم کرکی اپنی یہان داخل کرلئی تو بودہ مذہب کا زوال ہوگیا۔ پرانون اور نئی دہرم شاستر ونکو مرکز قرار دینی کی لئی وید کو رشیون کے نام سے منسوب کردیا۔ نوٹ صفحہ ۱۵۷۔

نمبر ۵
پیرو میاسلو

ازٹیک قوم جسنے میکسکو فتح کیا ان میں خیال تھا کہ کوئی مالک تمام عالم کا ہے وہ اپنی نماز اُسکی طرف مخاطب ہوکر پڑہتے تھے اور اُسکو حاضر ناظر غیر محسوس سمجھتے تھے اور یہہ خیال کرتی تہی کہ وہ اکمل ہی اور پاک ہی اور اوسکی زیر سایہ ہم سب آسایش سی رہتے ہین ان لوگونمین اور بہی کثرت سی معبود تہی جنکی حکومت عناصر اور موسم پر تہی اور انکا افسر مریخ میکسکو کا تہا۔ ۲۸۔ تہوارون کی اس قوم مین کثرت تہی اور انسانکی قربانی مین جاری تہی ۲۷ جسوقت اہل اسپین اس ملک مین آئی تو اس قوم کی کتابونسی تمام ملک معمور تہا۔ اس قوم کی نقاشی اور دستکاری دیکھکر فاتح کو مسرت ہوئی تہی پہلا آرچ شب میکسکو دان جوان ڈی مرگا ہوا اوسنی مثل عمر کی اپنا نام باقی رکہا کہ سب نقاشی اور کتابین جابجا سی جمع کرکی ایک پہاڑ بنایا اور سب کو جلا کر خاک کردیا ہم تمام قومین اور سب برداشت کرسکتی ہین مگر انبیائی مذہب کے دست تعدی

پیرو میاسلو صفحہ ۲۱

پہیلتا جاتا تہا اوسوقت ہندو مذہب مین بہی ایک قسم کا انقلاب پیدا ہوگیا تہا
آخر زمانہ کے بودہ مذہب کو دیکہکر ہندوون نے اوس مذہب کی بت پرستی اپنے
ہان داخل کرلی تہی۔ یہہ بت پرستی قدیمی زمانہ مین نہ تہی۔ بودہ مذہب کی دیکہا
دیکہی ہندوون نے کثرت سے شوالہ بنائے۔ قدیم زمانہ مین ان لوگون مین
شوالہ نہ تہے۔ ہندوون کے تیوہار بودہ سے کہین بڑہ گئے تہے۔ تیرتہہ جاترا
کا دستور جو خاص کر بودہ مذہب مین بادشاہ اسوکہا کے زمانہ سے جاری تہا
ہندوون نے اوسکو اختیار کرلیا۔ اور ہندو معابد جابجا جاری ہوگئے اور لاکہون
مرد اور عورتین ہر سال وہان جاتی تہین۔ مثل بودہ مذہب کے ہندوون نے بہی اپنے یہان
تثلیث داخل کرلی تہی اور برہما بشنو شب کی پوجا کرنے لگے۔ اور قدیم زمانہ کے ہندو
مذہب مین تغیر عظیم پیدا ہوگیا۔ اسلئے ضرور ہوا۔ کہ وید کے زمانہ کے ہندو مذہب اور مابعد کے
زمانہ کے پران کے مذہب مین جو فرق پیدا ہوگیا وہ ظاہر کیا جاوے۔ ان دونون طریقون کے
اصول مین کم اختلاف ہوا دونون مین خدا کا وجود مسلم تہا اور دونون مین یہ روایت تہی
کہ تمام مخلوقات اوسی کی پیدکی ہوئی ہے اور بالآخر اوسی مین معدوم ہوجایگی۔ دونون
جزا اور سزا کو تسلیم کرتے تہے۔ اس قسم کے اصول کی پابندی صرف پنڈتون مین تہی۔ اور
عام لوگ پابند ظاہری رسومات کے تہے۔
وید کے زمانہ کے ہندو قدرتی ظہور کی پرستش کرتے تہے۔ اندر۔ ورنا۔ اگنی۔ سوریا اونکے معبود تہے
اور پران والے ہندو۔ برہما بشنو شیو کی پرستش کرتے تہے وید کے زمانہ کے ہندو اپنے گہرون مین
قربانیان کرتے تہے اور پرانے عہد کے ہندو بتون کی پرستش شوالون مین کرتی تہی اور جاترا کو
جاتی تہی۔ اس انقلاب کے پیدا ہوجانے سے بودہ مذہب کو ہندو مذہب نے دبالیا۔

نمبر۴

دنیا کے بڑے بڑے مذاہب موجودہ کی کتابون کی کیفیت

قدیم مذاہب دنیا کے جنکا سلسلہ اب باقی نہین رہا اونکی کتابین توکلیتاً ضائع ہوگئین اونکی خدا پرستی اور بت پرستی کے کچھہ کچھہ کتبہ کھنڈرونسے ملے ہین جس سے اونکے مذہب کا پتہ چلتا ہے۔ موجودہ مذاہب کی کتب سماوی بہ استثنا اہل اسلام کہ جو سب سے اخیری مذہب اہل کتاب کا ہے دست برد زمانہ سے سب پامال ہوتی رہی ہین جو نسخے اب موجود ہین وہ مختلف زبانون مین ترجمہ ہونیکی وجہ سے کچھہ کے کچھہ ہوگئے ہین۔

مذہب اہل کتاب کا سلسلہ یہ ہے۔

۱- یہودی- توریت۔

۲- زرتشتی- ژندواوستا۔

۳- عیسائی- انجیل۔

۴- مسلمان- قرآن۔

اسلامی مورخ حضرت موسیٰؑ کا زمانہ حضرت عیسیٰؑ سے بارہ۱۲سو برس پہلے قرار دیتے ہین اور یورپین مورخ تیرہ سو اور پندرہ سو برس پہلے بتاتے ہین اور توریت موجودہ کی بابت کہتے ہین کہ ۳۹۸ برس قبل عیسیٰؑ کے عزیر پیغمبر نے ازسرنو ترتیب دیا ہے۔

(ملاحظہ ہو کتاب عذرا نبی باب ۲ آیہ ۱۴-۱) اوسنے پانچ دوسرے اشخاص کے ساتھہ ملکر

کی تحمل نہین ہوتی ہین۔ اہل اسپین نی سب قسم کی ظلم اونپر کیئے! اونکی بادشاہ کو گلیونمین کہچ پہیری۔ اونکی وزرا کو بیرحمی سی قتل کیا مگر اونکی عبادت گاہونکی بربادی نی اونکی دلپر بڑا اثر کیا اور یہی بغاوت کی سامان ہوی۔ ۲۰۲ - ۲۰۴ - اس قوم مین نجوم کی بہت پابندی تہی جیساکہ ایشیا کے اقوام مین تہی (۵۰۸)

انتخاب از تاریخ تہذیب انسان مصنفہ ریزل جلد ۲ مختلف صفحات از ۱۴۴ الغایت ۱۵۹

سوای اسکمو۔ اتہابسکاس۔ کی باقی سب اہل امریکا سورج کی پرستش کرتی تہی جہان کاشتکاری نتہی وہان یہ پرستش نتہی۔ اور بعض سورج سے اپنا نسب قایم کرتی تہی۔ اہل یورپ کی آنی سی قبل شمالی مریکا کی قومین دائما سورج کی تعظیم کی وجہہ سی آگ روشن رکہتی تہین۔ بڑی طوفان کا قصہ بہی امریکہ والونمین رائج ہی۔ وہ قصہ اسطرح سی ہی کہ ایک روز بجلی جسکو کردگار کہتے ہین اپنی بہن کے پاس کہڑا ہوا تہا طوفان کے وقت اوسکی بہن اوس سے جدا ہو گئی اور ایک پہاڑ پر چڑہ گئی تا کہ وہان سے اوس کہمبہ کو تہامے رہے جسپر زمین ٹکی ہوئی ہی۔ اور بعض قومین بہائی بہن کی جدا ہونیکا قصہ اسطرح ذکر کرتی ہین کہ بہن نے وہ گہاس کہائی جو منع تہی اور وہ کہاتی ہی برہنہ ہو گئی اور بہاگ گئی۔

اہل امریکہ کی اقوال کی بموجب طوفان کی قصہ کی باتین سب پوری ہوئین۔ عقابون نی بادل دیکہکر طوفان کی آنیکی خبر دی۔ فاختہ نی اول خالی زمین کا پتہ لگایا۔ ایک جگہہ انسان کا جوڑا پہاڑ پر بچ گیا۔ ایک امریکن نی متنبہہ ہوکر جہاز بنایا اور وہ سب ہیاوس کا مورث بنگیا۔ ہیاوس کہتی ہین کہ پیغمبر جو بچ گیا تہا وہ ہمارا جد تہا۔

طوفان کا قصہ لنگا نکن نامور بسی بورگ کا سب سی نرالا ہی۔ یہہ طوفان سزا کی طور پر تہا بوجہہ اسکی سانپ کی بادشاہ کو قتل کیا تہا۔

اس کی قوم مین مشہور ہی کہ چار قسم کی بربادی انسان کی ہوئی۔ پانی۔ آگ۔ طوفان۔ قحط۔

قرآن کو عربی زبان مین پڑہنا اور حفظ کرنا باعث ثواب سمجہتی تہی اسلئی ترجمہ قرآن کی بجای قرآن کی
مستعمل نہین ہوئی اور اسوجہہ سی اختلاف معنون مین نہین ہوا۔ صرف ہندوستان مین ۲ و
ڈہائی سو برس سے ترجمہ حائل المتن کا رواج ہوا ہے۔

آریہ اور بودہ ۔ ۲ و بڑے مذہب موجودہ باقی رہے ۔
آریہ اپنی کتاب وید کی بابت یہہ ادعا نہین کرتے کہ کسی ایک بزرگ کی زمانہ مین
یہ مرتب ہوئی
مختلف رشیون نے وید کی نظم بنائی اور وہ بذریعہ حفظ یاد رہی ۔ اوس کی چار
حصون پر تقسیم ہونے کی وجہہ یہ ہے ۔
کل نظم کو رگ وید کہتے ہین ۔ اور تفریق کی یہ وجہہ ہوئی ۔
اول جو نظم قربانی کے وقت پڑہتے تہے اونکو یکجا کرکے رگ وید کہنے لگے ۔
۲ ویم وہ نظم جو راگ مین گائی جاتی تہی اوسے سماوید موسوم کیا۔ سویم جو خاص پوجاری
کے قربانیون کے مقولہ تہے اونکا نام یاجروید رکہا۔
چہارم سب سے آخر اتہر وید ہے جو بعد کو تصنیف ہوا ہے ۔

تفسیر وید

یہ بہت کثرت سے ہین اور اونکو برہمنا کہتے ہین ۔ اور اسی دور مین رامائن مہابہارت
تصنیف ہوئی ہین ۔

ویدانت

اور انہین ویدون سے ایک عجیب وغریب بحث استخراج کرکے ۔ آتما ۔ پرم آتما
(روح شخصی و نفس کائنات) کی تعریف اور تشریح شروع کی اور فلسفہ روحانیات کی

توریت کی پہلی پانچ کتابون کو چالیس روز کر اندر لکھا۔ وہ کہتا ہی کہ جب یہودی بابل مین قید تھے تو اونکی مقدس کتابین جلادی گیین۔ اسکے بعد عذرا نے توریت کی لکھی جانے کی مفصل کیفیت بیان کی ہے۔ (معرکہ مذہب و علم مصنفہ ڈریپر صفحہ ۲۱۳-۲۱۴۔)

زردشتی مذہب کی کتاب ژند و اوستا۔ سکندر نے جب اصطخر مین آگ لگائی اوسوقت جلگئی اور سنہ ۲۱۲ء مین اردشیر نے از سر نو مرتب کرایا۔ زردشت کا زمانہ اب محققون نے سات سو برس قبل عیسیٰ کے دریافت کیا ہی۔ اس حساب سے نو سو برس بعد زردشت کی یہ کتاب ہی زندہ ہوی

عیسائی مذہب کی اصل کتاب توریت ہی اور حضرت عیسیٰ کے حواریون نے اونکی وفات کے بعد انجیل اونکے حالات کی متعلق بنائی۔ فار لانگ انجیل موجودہ کا زمانہ سنہ ۱۷۵ء ظاہر کرتی ہین

مذہب اہل کتاب مین صرف اسلام کو یہ فخر حاصل ہی کہ اوسکی کتاب اپنی اصلی حالت مین اسوقت تک ہے۔

اسکے محفوظ رہنے کا اصلی سبب یہ ہی کہ یہ کتاب چوبیس سال کے عرصہ مین تھوڑا تھوڑا کر کے نازل ہوی اور جو حصہ نازل ہوتا تھا تو بعد اختتام وحی اسیوقت سنا دیا جاتا تھا اور وہ حفظ کیا جاتا تھا وحی کی کیفیت پیدا ہونیکے وقت مسلمانونکا ہجوم ہوجاتا تھا اور سبکو اوسکی سننے کا شوق ہوتا تھا وہ اسیوقت سنکر حفظ کر لیتے تھے اور ہر مسلمان اوسکو دریافت کرتا تھا پھر ایک دوسری سے مقابلہ کرتی تہی اور خود حضرت سے تصدیق کرتے تہے اور غیر مسلمانونکے سنانے مین وہ اچھی طرح سے یاد رکھتی تہی چونکہ قوم جاہل تہی اسلئے قوت حافظہ بڑہی ہوئی تہی۔

تھوڑے ہی عرصہ بعد کاتب وحی مقرر ہونے لگے اور اسطرح ضبط تحریر مین آگیا حضرت کی وفات کے بعد دوسری سال قرآن بہ جمعیت خلیفہ اول کے عہد مین مرتب ہوگیا تھا خلیفہ ثالث کے عہد مین بوجہ اختلاف قرأت پھر لکھا گیا موجودہ قرآن خلیفہ ثالث کی عہد کا ہی مسلمان

حصۂ دوم

نمبر ۵

بڑے بڑے مذاہب کی تقسیم بلحاظ عقیدت کے حصہ پر ہوسکتی ہی۔

ایشیائی مذاہب کی تفصیل پہلے ہوچکی ہے - مگر عقیدت کے لحاظ سے انکی تفریق موجودہ حالت مین کرنا بہت دشوار ہے۔ کیونکہ ہر بڑے مذہب مین بوجہ امتداد زمانہ اصول مین رائین مختلف ہوجاتی ہین اور فروع بہت سے اضافہ ہوجاتے ہین اس سبب سے فرقے متعدد ہوجاتے ہین اور اعتقادات فرقون مین منتشر ہوجاتے ہین - اور اجتماع ضدین کا ہوجاتا ہے اسلئے معتقدات متحد نہین ہوسکتے - اور نہ کوئی تقسیم صحیح ہوسکتی ہے۔

میکس میولر جو بڑے محقق مذاہب کے خیال کئے جاتے ہین اونھون نے مذاہب کی تین قسمین قرار دی ہین۔ انکی تقسیم یہہ ہے۔

۱ - مذہب وحدانیت

۲ - مذہب تقابل۔

۳ - مذہب تعدد معبود

اس تقسیم کے ساتھہ ہر قسم کے لئے جداگانہ تعریفات ہونے ضرور ہین تاکہ اُس سے ہر ایک کا اندازہ ہوسکے محض نام رکھدینا کافی نہین ہے۔

مثلاً عیسائی مذہب کے رہبر کے اقوال مین توحید نہایت صاف اور

بنیاد پڑی - اسکا نام اونپشد رکہا اور اسی کے مقابل سانکھیہ کا فلسفہ ہے جو
سات سو برس قبل عیسی جاری ہوا - جو سوائے حس اور ادراک کچہہ قبول نہ کرتا تہا.
اور اسی بنیاد پر بودہ مذہب ہوا -

تفسیر اوپنشد

انکا نام پوران ہے اور انکی تعداد اٹھارہ ہے انکا زمانہ ؁ لغایت ؁ ہی وہی
وید کے زمانہ کے دیوتا.

(۱) اندرا - ورونا - (۲) اگنی سوریا
ایک کو خالق کر اوصاف - پیدایش - پرورش اور وفات کو برہما - وشنو شیو - قرار دیا -
ہندو علم ادب اونپشد اور سانکھیہ فلسفہ سے دو قدیم مذہب کیطرف رجعت ہونا پایا جاتا ہے -
اونپشد سے یزدان پرستی اور تصوف زردشتی کا تازہ ہوا جس کا سرمایہ وید مین تھا
سانکھیہ فلسفی سے قدیم چینی مذہب کی تحریک ہوی اور حس اور ادراک سی باہر جانا
پسند نہ کیا اور اوسمین تقدس پیدا کیا پہر دونون بت پرستی مین آلودہ ہوے -
رگ وید کا زمانہ بقول دت ۱۴۰۰ سے ۲۰۰۰ برس کا ہے اور فارلانگ اپنی کتاب مذہب مین
۱۲۰۰ سے ۱۹۰۰ برس لکھتا ہے اور میکس میولر تصنیف کر زمانہ کو کہانڈا عہد کہتے ہین
اس کی مدت ہزار برس ، ق - ع لکھتے ہین - چونکہ سب مورخ آریہ کے متفرق ہونیکا زمانہ دو ہزار
برس ق ع لکھتے ہین - اسلئے وید کا زمانہ پندرہ سو برس ق ع قرار پانا زیادہ مناسب ہے
اور اوسکا زمانہ ضبط کتابت مین آنا ثابت نہین ہوتا - طریقہ کتابت ہند مین
چہہ سات سو برس قبل عیسیٰ کے جاری ہوا ہے - اب بدہ مذہب باقی رہا ہے اس مذہب کی
کتاب تری پٹکا ہے - یہ کتاب عہد اسوکا مین مرتب ہوی اسکا زمانہ تیسری صدی ق ع ہے -

نمبر ۶

خدا پرستی کیا ہے ۔ اور اُسکا نشو و نما کیسے ہوا ۔

خدا پرستی کے لفظی معنے خدا کا پوجنا یا خدا کی عبادت کرنا ہے ۔ اور اصطلاحی معنے تمام نظام مذہب اہل کتاب ہے ۔ مگر اس مضمون مین حقیقت خدا پرستی اور نظام خلق پرستی دونون پر بحث ہے ۔ اسلئے محض معنے ظاہر کرنا ٹھیک نہین ہے

حقیقت خدا پرستی کا انکشاف انسان کی قدرت سے باہر ہے ۔ اور اُسکی ظاہری صورت بھی انسان پورے طور سے یہہ نہین بتلا سکتا ہے کہ وہ انسانی معاشرت مین کب داخل ہوئے ۔ کیسے داخل ہوئے ۔ کیون داخل ہوئے تاہم یہہ امور ایسے ہین کہ انپر بحث کرنے سے کچھہ نہ کچھہ حقیقت پر روشنی پڑتی ہے اور خدا پرستی کی ماہیت کھلتی ہے ۔ اسلئے اِسنے آغاز مطلب کیا جاتا ہے ۔

جب سے انسان کی تمدنی حالت کا خاکہ پڑا ہے اوسیوقت سے برابر خدا پرستی انسان مین موجود ہے ۔ اور جان و مال سے زیادہ عزیز رہی ہے بلکہ یہہ کہنا چاہئے کہ انسان جان ۔ اور مال کو اُسپر فدا کرتا رہا ہے اور سب سے افضل اسکا درجہ تمدن مین رہا ہے ۔ اگر کوئی انسان اسمین چون و چرا کرے اور وجہہ دریافت کرے کہ کیون جان و مال اسپر فدا کرتے ہین ۔ اور کیون عزیز ہے ۔ اور کیا سبب افضلیت کا ہے ۔ تو کوئی قابل اطمینان جواب عقلی نہ ملیگا ۔ اور روحانی اسباب بہت ظاہر کئے جائینگے مگر زمانہ اونکو نہ قبول کریگا ۔ اگر یہہ سوال کیا جائے کہ خدا پرستے سے کوئی ظاہری نفع پہنچتا ہے اسکا جواب سوائی نفی کے کچھہ نہ ہوگا ۔

اگر کچھہ بتلائینگے تو یہہ بتلائینگے کہ مصیبت اور آفت مین جب انسان مبتلا ہوتا ہے

وغاحت کے ساتھہ ہے - مگر بعد کو تثلیث جائز کرکے توحید کی توسیع
کی گئی ہے - اور ایسی توسیع دیگر مذاہب وحدانیت مین پائی نہین جاتی -
پس کسطرحسے وحدانیت کا لفظ اون دونون پر صادق آئیگا توحید بہی ہے
اور توسیع بہی ہے -

مذہب تقابل جسکا نام رکہا ہے اوس سے صرف ایک ہی مذہب
زردشتی مراد ہوسکتا ہے - اور حقیقت مین اوس مذہب مین بہی تقابل
نہین ہے - یزدان - اہرمن - جنکے تقابل سے تاویل کیجاتی ہے یہ
رمہ زہین اور انکے تشریح حصہ اول مین ہوچکی ہے - واقعی تقابل کچہہ بہی نہین ہے
اسلئے یہ تعریف کسی پر صادق نہین آسکتی -

یہی نقص تیسری قسم تعدد معبودین ہے - زردشتی مذہب مین رب النوع
معین مین جو ایک سے زائد ہین - اور ان رب النوع کی تعظیم وتکریم اور
عبادت ہوتی ہے - اور اس مذہب مین خالص وحدانیت ہے -
تو یہ مذہب نہ وحدانیت مین داخل ہوسکتا ہے اور نہ خارج ہوسکتا ہے -
میرے نزدیک مذاہب کی حقیقت معلوم کرنیکے غرض سے سیدہی
سادہی تقسیم خدا پرستی اور بت پرستی کے مناسب ہے -

ازلی است۔ کہ ابتدا ندارد

ابدی است۔ کہ انتہا ندارد

لاشریک لہ۔ ولاملک الااللہ۔ موصوف است بہ صفات۔

کمال۔ منزہ از نقصان۔ جسم۔ جوہر۔ عرض۔ کل بعضے۔

نیست صورت۔ حیثیت۔ کیفیت۔ ہبائے ہیئت ندارد از اصل و فرع

منزہ است۔

بر خلق انچہ محتاج اند۔ او محتاج نیست بر ہیچ وجہ۔ بہ چیزے نماند۔ و نہ چیزے

بوے ماند۔ (فتاوای معدن العلوم)

اسکے بعد اگر یہہ سوال کیا جائے کہ یہ سب کچھ سہی کہ۔

۱۔ تمہارے پاس پرانا ذخیرہ چلا آتا ہے اور ہر قوم مین پایا جاتا ہے

اسلئے یہ قدیم دستور قابل تسلیم ہے۔

۲۔ اور قدیم ہونیکی وجہ سے افضل بہی مان لین۔

۳۔ اور موروثی ہونیکی سبب سے یہ بزرگون کی یادگار ہے۔ اسلئے عزیز سمجہین

۴۔ اور جان سے زیادہ اس باعث سے قدر کرین کہ یہ بے نظیر جو ہر قوم مین باقی رہے۔

۵۔ اور چونکہ یہہ موروثی دستور ہے اسلئے بیشک قابل استدلال سمجہین۔

۶۔ اور گو ظاہری نفع نہین ہے مگر یہہ نفع سب سے زیادہ ہے کہ مصیبت کیوقت

اس سے سکون اور اطمینان ہوتا ہے

۷۔ اور یہہ بہی مانا کہ جسکی تم پرستش کرتے ہو وہ لاثانی ہے۔

۸۔ یہہ تو بتلائے کہ ایسے نامعلوم قدرت کے لئے تنہا رہنا کا قول کیسے قبول کیا

اور ظاہری اسباب نجات کے نظر نہین آتے تو اس سے دلکا سکون اور
اطمینان ہوتا ہے - اگر یہہ پوچھا جائے کہ خدا پرستی کیسے انسان مین آئی -
ایا حس وادراک سے دریافت ہوئی یا کسی دوسر ذریعہ سے تو جواب یہی ہوگا
کہ خدا حس وادراک سے باہر ہے - رسول اور الہام اُسکا ذریعہ ہے -
پھر رسول کی صحت کا ثبوت دریافت کیا جائے تو جواب یہی ہوگا کہ جس نے
انسان کو پیدا کیا - اوسنی انسان کی ہدایت کے لئے رسول بھیجا - مگر یہہ
خدا کا بھیجا ہوا رسول ہے - یا کہ مصنوعی - اور فرضی ہے - اسکا امتیاز کیسے ہو
اسکا جواب مسکت نہ ملیگا -
بالاخر جب یہہ سوال کیا جائے کہ جسکی عبادت کرتے ہو اوسکی تعریف تو بیان کرو
تو آخر مذہب (اسلام) کے حوالہ سے تعریف یہ ہوگی -

واحد است - نہ بعدد
قادر است - نہ بمدد روح وجان
گویا است - نہ بزبان
شنوا است - نہ بگوش
بینا است - نہ بچشم
عالم است نہ باستدلال
رازق است - نہ باحتیاج
مختار است - در ایجاد
حکیم است - در افعال

اوسکے قول کی تاثیر اور اصلاح سے ثابت ہوتی ہے۔
۶- مذہب بلا معاوضہ ضرور ہے۔ اور یہی اوسکے فطرتی ہونیکی دلیل ہے
۷- مذہب کی صحت کا ثبوت رہنما ہے۔ رہنما کی صحت کا ثبوت اوسکے
عادات اور افعال ہین اور انکی تاثیر اور نتیجہ ہے۔
ان امور پر غور کرنے سے خدا پرستی کی اصلیت ظاہر ہوتی ہے۔ اور بذریعہ
رہنما کے اوسکا شائع ہونا پایا جاتا ہے۔
اور چونکہ رہنما ایسے خاص کام کے لئے مخلوق ہوا تھا اور عام مخلوق مین بھی
اوسکی فطرت تھی اسلئے خدا پرستی شائع ہوئی۔
نظام خدا پرستی کے ارکان۔ توحید۔ رسالت۔ اوامر۔ نواہی۔ جزا سزا ہین
توحید مرکز مبدا اور معاد کا ہے۔ اور مبدا۔ معاد۔ آغاز اور انجام مخلوق کا ہے
اور رسالت ایک قدرتی مشعل ہے جو مبدا اور معاد کی تاریکی دور کرتی ہی
اور اسکا نورانی جلوہ دکھاتی ہے یہی نور و ظلمت اوامر اور نواہی ہین جنسے
مبدا اور معاد کا سلسلہ قایم ہوتا ہے۔
مبدا۔ معاد۔ کی تلاش اور تحقیقات کا مادہ ہر انسان مین ہے۔ جب کوئی
شئے سامنے آتی ہے تو پہلے تحریک یہہ ہوتی ہے کہ یہہ کیا ہے۔
جس سے مقصد آغاز اور انجام کے سمجھنے کا ہوتا ہے۔
اسکا سمجھنا انسان کی سعی پر منحصر ہے۔ اوسنے سعی کی تو اسکو علم ہوا ورنہ
جہل کا پردہ پڑا رہا۔
اسے مبدا۔ معاد۔

اب ثبوت اسکا سنئے اور اسپر بلا تعصب غور کیجئے -

۱ - مذہب حقیقت مین ایک قانون قدرت ہے جو بنا بنایا انسان کے دل مین انسان نے دخل کیا - اور باوصف ان مشکلات کے جو اوپر مذکور ہوئین انسان نے قبول کیا - وحشی - نیم مہذب - مہذب - سب اسکے قبول کرنے والے ہین - کیا یہہ ثبوت اسکا نہین ہے کہ نوع انسانی مین اس قسم کی قبولیت کا خاص مادہ ہے اور اسلئے انسان نے قبول کیا - اور ہزارہا برس سے برابر جاری ہے -

۲ - یہہ مسلم ہے کہ مذہب ایک منقول ہے - اور تاریخ سے یہہ ثابت ہو کہ بروقت شیوع مذہب جدید کے انسان کی اخلاقی اور روحانی حالت خراب رہی ہے - اور مذہب کا شایع کرنیوالا شخص واحد ہوا ہے تو ایسی حالت مخالفت مین وہ جماعت کے سامنے کھڑا ہوا اور سعی کرتا رہا بالاخر اوسکا قول جماعت نے قبول کیا تو ایسے شخص مین کیا ایک خاص مادہ کا وجود نہ تسلیم کیا جائے گا -

۳ - مذہب کے رہنماؤن کی زندگی کے حالات سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اس خاص کام کے لئے پیدا ہوئے تھے اور تمام عمر یہی ایک کام کیا اس سبب سے یہہ قیاس ہوتا ہے کہ اُنمین خاص مادہ مذہبی تھا -

۴ - صداقت جب پاک دل سے نکلتی ہے وہ ضرور مخالفون کے دلونکو نرم کرتی ہے اور مقبول ہوتی ہے -

۵ - جسطرح دوا کی خوبی ازالۂ مرض سے ثابت ہوتی ہے - اسیطرح رہنما کی صحت

یا اپنے سلسلہ کی ابتری مذہب کی ظاہر کی اور اسمین اصلاح کی - رہنمائے مذہب کی ذات پر اعتراض نہین کیا - اس سے بہی قانون قدرت اور رہنما کی صداقت ضمناً ثابت ہوتی ہے - اب ان سلسلون کے حالات بیان کئے جاتے ہین جس سے یہہ ثابت ہو کہ ان سب مین جدا جدا اسباب خدا پرستی کے ہین یا نہین -

اول سلسلہ مذہب اہل کتاب کا ہے - اسمین تین مذہب یہود - عیسائی - اور اہل اسلام ہین - اور ان تینون مین امور مشترک یہہ پائے جاتے ہین -

۱ - توحید

۲ - تسلسل رسالت اور کلام الٰہی -

۳ - اوامر - نواہی - جزا - سزا - اول اور آخر مین تینون امور اپنی اپنی حالت مین موجود ہین دویم کے مقلدین نے توحید کے تین جز قرار دئے ہین - باپ بیٹا - روح القدس - اسلئے توحید مین تجزی پیدا ہوگئی اور خالق - مخلوق کے تعلقات ایک دوسرے مین غائب ہوگئے - مگر خود بانی مذہب نے تثلیث کا وعظ نہین کہا - اسلئے تینون مذہب کی تینون ارکان ایک سے ظاہر ہوتے ہین - جو کچہہ فرق ہے وہ تفسیر مین ہے - اور بعض مین اضافہ بہی ہوا ہے - ان تینون مذہبون مین جو نظام ہے وہ انسان یا رسول کے حس وادراک کا پیدا کیا ہوا نہین ہے یہہ وجدانی کیفیت سے ظاہر ہوا ہے - اور رسول نے اپنے منصب رسالت کی وجدانی کیفیت سے تصدیق کی ہے اور خالق کا وجود بہی وجدان اور فیضان سے ظاہر کیا ہے

نور - ظلمت

علم - جہل -

کی رہبری کے لئے رسول متواتر آئے - جب جہل زیادہ ہوگیا اور دنیا تاریک ہونے لگی - اسوقت قدرتی مشعل نمودار ہوئی - اِس قدرتی مشعل کی صدا قت آگاہی ہین کہ اگلے بتلا گئے ہین کہ جب جہل پہیلیگا قدرتی مشعل ظاہر ہوگی -

دنیا مین چار سلسلہ بڑے مذاہب کے ہین -

۱ - مذہب اہل کتاب جسکے پیرو یہود - عیسائی - مسلمان ہین -

۲ - مذہب زردشتی - جسمین زردشت اور اس سے قبل کے جو رہنما گذری ہین داخل ہین -

۳ - مذہب بودہ - گوتم اور جینی مذہب کے بودہ -

۴ - آریہ - اس مین سلسلہ رہنماؤن کا نہین ہے - مگر اس مذہب کا اصل مخرج ایرانی یعنی زردشتی مذہب یا بودہ مذہب فرض کیا جائے تو صرف تین سلسلہ باقی رہتے ہین -

ان سلسلون کے تاریخی واقعات سے یہہ ظاہر نہین ہوتا کہ ایک ہی وقت مین ایک سلسلہ کے علاوہ کسی دوسرے سلسلہ مین رہنما ہوا ہو - نتیجہ یہہ کہ دو مختلف رہنما صادق ایک وقت مین کہین نہین ہوئے تاکہ ترجیح کی ضرورت پڑے - اور بنی آدم مین نزاع پیدا ہو یہہ ایک صورت قانون قاعدہ کی معلوم ہوتی ہے -

دوسرا امر قابل لحاظ یہہ ہے کہ ان سلسلون مین جب کوئی رہنما ظاہر ہوا تو اسنے دوسرے سلسلہ

مگر مذہب کی قدامت سے یہہ پایا جاتا ہے کہ آخر زردشت جو عہد گستاسپ مین ہوا - اور جسکا زمانہ سات سو برس قبل حضرت عیسی کے قرار پایا ہے اوسکے عقائد مذہبی قدیم سے چلے آتے تھے - اور بعض مورخون کی رائے ہے کہ بہتیرے اسی نام کے پیغمبر ہوئے ہین - اِس آخر زردشت نے یہہ بیان کیا ہے کہ مین واسطے تازہ کرنے مذہب مہ آباد کے آیا ہون -

دو اور بڑے مذہب دنیا کے آریہ - اور بودہ - باقی رہے -
انہین دیکھنا ہے کہ خدا پرستی کی کیا صورت ہے -
آریہ مذہب مین توحید کا تذکرہ قریب قریب مذہب وحدانیت کے ہے -
ایک مسلمان مورخ ابوریحان بیرونی ہنود کی بابت یہہ لکھتا ہے اہل علم اوس ذات کو خدا کہتے ہین جو ازلی ہے - ابدی ہے - اپنے فعل کا خود مختار ہے - قادر ہے - حکیم ہے - خالق ہے - حی ہے - یکتا ہے عالم کا انتظام اوسی کے ہاتھہ مین ہے اوسکے ملک مین کوئی اوسکا شریک نہین نہ کوئی اوسکا مخالف ہے - نہ ہمسر ہے - نہ وہ کسی کے مشابہ ہے - نہ اوسکے کوئی مشابہ ہے - چنانچہ اِسکی تصدیق کتاب تاپنجل سے ہوتی ہے - یہ ذکر توحید کا الہامی ذریعہ سے نہین ہے - اِس مذہب کی اصل کتاب وید ہی - وید کسی ایک رہنما کا کلام نہین ہے - اوس مین مختلف رشیون (علمائے مقدس) کے اقوال ہین - شریعت اس قوم کی شاستر ہے - وہ بھی دیگر بزرگون کی تصنیف ہے -
کرشن جو اس قوم کے رہنما ہین وہ کسی شریعت کے بانی نہین ہین اونھون نے

سوائے توحید۔ رسالت۔ اوامر۔ نواہی۔ کے ایک تیسری صورت تصدیق باہمی کی ہے یعنی رسول مقدم نے اپنے بعد کے آنے والے رسول کی خبر دی ہے اس سلسلہ سے جداگانہ دوسرا سلسلہ مذہب وحدانیت زردشتی کا ہے۔ اوسمین بہی توحید۔ رسالت۔ شریعت نیک و بد وجزا سزا ہے۔ اور تینون ارکان بہی وجدانی کیفیت سے ظاہر ہوتے ہین۔ مگر اِس مذہب مین خدا اور رسول کے درمیان کا واسطہ ملائکہ یا رب النوع کا ہے جو پہلے سلسلہ مذہب وحدانیت سے زائد ہے۔ زردشت کے الہامون سے معلوم ہوتا ہے کہ زردشت سے رب النوع آگ۔ پانی۔ ہوا۔ وغیرہ سے ملاقات ہوئی۔ اور انہون نے اپنی اپنی جنس کا محافظ اوسے بنایا۔ گویا روحانی۔ اور طبیعی۔ دونون سلسلونکا حکمران ہوا۔ زردشت کی عبادت کے طریقہ سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ رب النوع کو واسطہ اپنے اور خدا کے درمیان قرار دیتا ہے۔ زردشت اپنی عبادت کے پہونچانے کا واسطہ رب النوع کے ذریعہ سے کہتا ہے۔ اور خاصکر آگ قبلۂ نماز قرار دیتا ہے۔ اوس سے التجا کرتا ہے کہ میری عبادت خدا تک پہونچا دے۔

اور رفتہ رفتہ اِس مذہب مین آگ کو معبودیت کا درجہ حاصل ہوگیا علاوہ آگ کے سیارے بہی قبلہ نما بنائے جاتے تھے۔ اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ توحید کی صورت اِس مذہب مین بالکل بدل گئی۔ خدا کی عبادت واسطہ سے ہوتی تھی اور بالآخر وہی واسطہ معبود بن گئی یعنی آتش پرستی۔ کواکب پرستی۔ جاری ہوگئی زردشتی مین پورا سلسلہ رسالت کا ثابت نہین ہوتا ہے۔

اوسے نسبت دی - اور انا الحق کا ادعا کیا - اِس مذہب مین توحید معدوم
رسالت ندارد - اِن دونون کا ادعا گوتم نے خود کیا - تیسرے شریعت ضرور ہے
اور اسکا گوتم بانی ہے - البتہ گوتم نے پہلے جین کے تین بودہون کی تصدیق
کی ہے - سلسلہ مذہب اہل کتاب سے اس تصدیق مین بہی اختلاف ہے
اوس مین پہلے رسول آیندہ رسول کی خبر دیتے رہے ہین - گوتم نے پہلون کی
تصدیق کی ہے -
ایک علیحدہ شاخ مذہب خدا پرستی کی اہل تصوف کا فرقہ ہے - یہہ جدا گانہ
مذہب نہین ہے - اسکا پتہ نشان سب بڑے بڑے مذہبون مین پایا جاتا ہے
اِس فرقہ کے حالات مفصل ہم آیندہ لکہین گے - یہہ مقدس گروہ ایسا
بے تعصب ہے کہ اسکی نظیر دنیا مین نہین - ابتدا صوفی اپنے سلسلہ کے
مذہب کی سخت پابندی کرتا ہے اخلاقی حالت کی اصلاح کمال کو پہونچاتا ہے
خواہشات نفسانی کا بے انتہا ضبط کرتا ہے - تصور اور مراقبہ سے وجدانی
حالت کو ترقی دیتا ہے - بے خودی طاری ہوتی ہے اور جب خواہشات
نفسانی معدوم ہوگئین تو ایک ہی شئی پر اوسکا مرکز خیال ہوتا ہے اوسمین
محو ہوتا ہے وہی بے اختیار حالت سکر اور ذوق مین زبان سے نکلتا ہے
دنیا مین بہی ایک فرقہ عملاً اپنے وجود کے تصور کو مٹاتا ہے اور جو باقی
رہتا ہے وہ دوسرے کا دہیان ہے - اور یہی بنیاد وحدت الوجود کی ہے
اور رسول کے بعد یہہ گروہ حقیقت کا ماہر ہے -
خدا پرستی کے نظام کے تین سلسلہ ہوے - اول اہل کتاب - دویم

گیتا مین حقیقت کے رموز اور معارف بیان کئے ہین وہ دنیاوی زندگی کے لیئے کار آمد نہین ۔

۱۸۹۶ء مین بمقام لاہور جو جلسہ مختلف مذاہب کا ہوا تھا اسوقت پنڈت گوپی ناتھ جی سکرٹری سناتن دہرم نے اپنی لکچر مین آریہ مذہب کی بابت یہہ بیان کیا تھا ۔ سناتن دہرم مین یہہ عجب خصوصیت ہے جو دنیا کے کسی اور مذہب مین نہین ہے کہ یہہ مذہب کسی شخص یا پیغمبر کے نام پر نہین چلا ہے ۔ اس مذہب مین خدا پرستی کا اعتقاد پایا جاتا ہے ۔ مگر یہہ ثابت نہین ہوتا کہ رسول کے ذریعہ سے یہ اعتقاد قایم ہوا اور نہ خدا کا مقام ہے ۔ اور نہ قبلہ نماز ہے ۔ بوجہ آرین ہونے کے یہہ مذہب زردشتی مین داخل ہونا چاہئیے ۔ یا بودہ کے سلسلہ مین آنا چاہئیے جداگانہ سلسلہ اس مین ثابت نہین ہوتا ۔

بودہ مذہب مین ظاہرا خدا پرستی نہین ہے ۔ یہانتک کہ خدا کا نام تک نہین ہے مگر باطناً اس مذہب کا اصول ہمہ اوست کا ہے چونکہ انسانی عقل نامعلوم قدرت کا احاطہ نہین کرسکتی ۔ اسلیئے بظاہر خدا کی بحث مذہب سے خارج کی ۔ نروان جو اصل مدعا اور غائیت اس مذہب کی ہے وہ بہشت ہی اور اصل مقصود خدا ہے ۔ اور تصور و اعمال نیک ذریعہ نروان کا ہے ۔ اور تناسخ دوزخ ہی تناسخ ۔ اعمال نیک ۔ نروان (بہشت یا نجات ابدی) کا جب تک کوئی مرکز یا محور نہ قرار دیا جائے تو کوئی مدعا نہین نکل سکتا اسلیئے گوتم نے وہ مرکز بودہ یا عقل کل کا تبلایا ہے جو حقیقت مین خدا ہے ۔

اگر بودہ کو جدا ظاہر کرتا تو اسکا ثابت کرنا مشکل ہوتا اسلیئے اپنے آپ سے

نمبر ۷

بت پرستی کیا ہے اور اسکا نشو ونما کیسے ہوا

بت پرستی ایسا عام مشہور لفظ ہے کہ اسکی تعریف کی چنداں ضرورت نہیں جو کچھہ احتیاج ہے وہ اُسکی ماہیت او رحقیقت کی بابت ہے - تاہم سرسری طور سے اسکی تعریف کرنے سے حقیقت پر روشنی پڑتی ہے -

لفظ بت ایک دوسری شئے کے نقشہ یا مجسمہ کا نام ہے جو انسان کی خیال کا مرکز اصل شئی کی وجہہ سے ہوتا ہے - سب سے قدیم بت پرستی کا آغاز کواکب پرستی سے ہونا پایا جاتا ہے - مصر - کلدانیہ - ایران - ہند مین کواکب پرستی کا سب سے مقدم پتہ چلتا ہے - یہہ معلوم ہوتا ہے کہ ظاہری تاثیرات - گرمی سردی - نشو نما زراعت - اور رنگ آمیزی معدنیات - نباتات حیوانات سے نظام علوی (یعنی آسمانی) اور نظام سفلی (یعنی زمینی) کا باہم متاثر ہونا ثابت ہوا اس طبیعی تاثیرات سے دونون نظام روحانی کی تعلقات استنباط کر لئے - ایک طرف علم نجوم گردش کواکب کے اثر سے قائم ہوا - دوسری طرف کواکب کی پرستش اونکی تاثیر روکنے یا دفع کرنے کے لئے شروع کردی - اور اس پرستش کا نام تسخیر رکھا - مضمون ذیل کتاب سر مکتوم تصنیف احمد رازی کا انتخاب موید اس خیال کا ہے -

بدانکہ طلسم علمی است بر چگونگی آمیختن قوای فاعلیہ سماویہ بہ قوائے منفعلہ عنصریہ بواسطہ توانا شدن بر اظہار مخالف عادات یا منع آمدن موافق عادات و اثبات قوای فاعلیہ سماویہ بدیہی است - در عالم عنصری حوادث است

زردشت جسمین آریہ ہند داخل ہین۔ سویم بودہ۔
چوتہا فرقہ اہل تصوف وہ تینون سلسلونکا ضمیمہ ہے۔
ان جملہ سلسلون پر غور کرنے سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ نظام مذاہب خدا پرستی محض واہمہ اور تخیل ہستی ہے۔ نوع انسان مین اسکا عام مادہ ہے اور ہنمائین خاص مادہ ہے جسکی وجہہ سے مذہب شائع ہوا۔ اور مخلوق کو فائدہ پہونچا۔

صورت بسمع او رسیده بنفس فہم یعنی این کلمات میکند۔
اصحاب طلسمات اتفاق کردند کہ ہر صورت کہ در عالم سفلی است نظر او در فلک میباشد۔ صورت سفلیات مطیع صور علویہ اند۔ اسکلوساہ میگوید کہ بعد ازان کہ در طاعات۔ قربانیات مواظبت نمودم از ہیاکل کواکب امور بسیار در خواب من روئے داد۔
ان سب مضامین سے ایشار کی کواکب پرستی کی کچہہ حقیقت کہلتی ہے تسخیر کی تلاش یوروبین مورخون نے کواکب پرستی مین نہین کی مگر تاثیرات کواکب اور انکا ذی روح ہونا ایشای اقوال کے بموجب ظاہر کیا ہے۔
تاریخ امارس سے چند انتخابات کواکب پرستی کے متعلق یہان درج کئے جاتے ہین۔
نجوم کا ایجاد بابل سے ہوا۔
کواکب پرستی کی بابت یہہ خیال ہے کہ ستارے جاندار اور ذی عقل ہین۔ بعضون کا خیال ہے کہ ان مین دیوتا ؤنکا مسکن ہے یہہ خیال تمام مشرقی اقوام مین پہیلا ہوا تہا۔
تاثیرات اور گردش فلکی سے یہہ خیال ہوا کہ ستارون کا اثر دنیا پر ہے اور اس سبب سے انکی تعظیم اور عبادت ہونے لگی۔ رفتہ رفتہ یہی ستارے قدیم زمانہ مین شخصی نام سے منسوب ہوئے۔
مثل زحل۔ مریخ۔ عطارد۔ وغیرہ۔
چونکہ یہہ ستارے نظر سے غائب ہوجاتے تہے اسلئے انکی جگہ انکی ہیکلین قائم کی گئین

وحدوث امرے بے وجود۔ سبب وعلت ممکن نیست ۔حکایت میکند کہ شخصے درایاے چہل ودو شبانہ روز ببرج شمس قیام داشت ۔میخواست کہ نفس خودرا قریب شمس گرداند شمس را درخواب دیدا و میگفت ۔ان اللّٰہ غنی عنك وعن غیرك فلا تعذب نفسك ۔

بدانکہ مذہب صابیہ اینست کہ این کواکب زندہ وفاعل وقادر اند۔ ابن وحشیہ میگوید کہ صاحب اربعین را لازم است کہ در ہر صبح اربعین مدح شمس وعطارد بگوید وبرایشان تواضع بکند۔ وبوئی خوش کہ لائق ایشان باشد بکار برد۔ ودر خدمت ایشان جزع فزع بکند۔ ودر تحصیل مقصود از ایشان استعانت طلبد۔ وامام میگوید کہ این منصب تمام میشود مگر تحقیق مکر۔

دویم۔ در روح این کواکب تعین۔ شناختن صور برائے ارواح فلکیہ ودر برابر خود گذاشتن ہمہ منصوب بہ او شود۔ وروحش بہ او تعلق گیرد۔ بعد ازان خیال تابع او شود۔ ووہم بطرف او رود وقوی شدہ اثر کند۔چہ قوی ہرگاہ منطابق شوند بر فعل اقوی میگردند۔

درزمان پیشین بواسطہ ہر غرض وہر مطلبے مثل حب ۔بغض ۔صحت ۔نحوست سعادت ۔ اصنام کواکب راساختہ بعبادت ایشان مشغول میشدند ودیدہ برابصار تماثیل میدوختہ اند۔ وزبان ہائے خودرا بہ قرات رقیے کہ مشتمل بر صفات این تماثیل وتاثیرات ایشان جاری مینمودند۔سبب آن کہ از ذکر شئی شئی دوبارہ مفہوم میگردد۔ چہ انسان اکثر اوقات بہ زبان نمیراند مگروقتی کہ معنے آن شئے درقلب او باشد پس ہرگاہ ازان شئی تعبیر کنند۔

وہ حضرت شیث اورحضرت ادریس کو اپنا نبی کہتے تھے اور اپنے مذہب کو انکی طرف منسوب کرتے تھے۔

اونکے ہان ایک کتاب بھی تھی جسکو وہ صحیفہ شیث کہتے تھے۔

ہماری رائے مین کوئی یہودی۔ یا عیسائی۔ یا مسلمان۔ صابیون کے اوس عقیدہ پر جو حضرت ادریس پر رکھتے تھے کسی قسم کا اعتراض نہین کرسکتا ہے توریت مین حضرت ادریس کو مقدس اور باخدا شخص لکھا ہے۔ وہ شخص جسکو مسلمان ادریس یا الیاس کہتے ہین اور توریت کا اخنوخ ایک ہی شخص ہے صابیون کے یہان سات وقت کی نمازین ہین اور وہ اوسکو اسطرح ادا کرتے تھے جسطرح مسلمان نماز ادا کرتے ہین اور وہ مردہ کی بھی نماز پڑہا کرتے تھے مسلمانون کی طرح وہ بھی ایک قمری مہینہ کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ مگر جو بُرائی اونکے مذہب مین آہستہ آہستہ پھیل گئی تھی وہ یہہ تھی کہ وہ ستارونکی پرستش کرنے لگے تھے اونہون نے سات ہیاکل یعنی معبد سبع سیارون کی بنائے تھے اور جس ستارہ کا جو معبد تھا اوسی کی پرستش کرتے تھے حران کے معبد مین سب لوگ بہ نیت حج جمع ہوا کرتے تھے۔ خانہ کعبہ کی بھی بڑی تعظیم کیا کرتے تھے۔ اونکا سب سے بڑا مذہبی تہوار اوس روز ہوا کرتا تھا جبکہ آفتاب برج حمل مین جو موسم بہار کا اول برج ہے داخل ہوتا تھا۔ اور چھوٹے چھوٹے تہوار اسوقت ہوتے تھے جبکہ پانچ سیارہ۔ زحل۔ مشتری۔ مریخ زہرہ۔ عطارد بعض برجون مین یکے بعد دیگرے داخل ہوا کرتے تھے اونکا اعتقاد تھا کہ ان سیارون کا سعد اور نحس اثر انسان کے جسمون پر اور

اور ان ہیاکل کی ویسی ہی عادات ہونے لگے جیسا کہ اصلی ستارون کی ہوتے تھے۔ مسٹر برڈوڈ کا خیال ہے کہ یہہ آغاز صابے مذہب کی پرستش اصنام کا ہے۔ اور تمام قدیمی اقوام اسمین آلودہ تھے۔

سانپ کی نسبت خیال ہے کہ یہہ سورج کا معرکہ ہے۔

قدیم زمانہ مین یہہ خیال تھا کہ تمام خلا روحانیات سے بھرا ہوا ہے۔

مصر۔ ہند۔ کی بابتہ خیال ہے کہ بابل سے بت پرستی انمین جاری ہوئی۔

اہل مصر۔ اہل ہند کا طریقہ پرستش یکسان ہے۔

کلدانیہ سے مذہب صبائی جاری ہوا۔ یہی تمام دنیا کی کواکب پرستی کا مخزن ہے اور وہان سے تمام دنیا مین کواکب پرستی پھیلی۔ یہان تک پیرو۔ میکسکو مین بھی پھیلی۔

ہند کے معبد مثل صابے مذہب کے تھے۔

ان تمام تذکرون سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کلدانیہ کواکب پرستی کا مرکز ہے اور وہانسے مصر۔ ہند۔ مین پھیلی۔ فلسفہ کواکب پرستی کا یہہ ہے کہ ستارہ ذی روح اور ذی عقل ہین اور انمین تاثیرات نیک و بد کی ہین۔ اور انکی تاثیرات کے خیال سے انکے نام رکھے گئے اور گردش فلکی پر انحصار تاثیرات کا قرار دیا گیا سوائے کواکب پرستی کے صابے مذہب مین خدا پرستی بھی تھی اور وہ مذہب اہل کتاب کا تھا۔ خطبات احمدیہ صفحہ ۲۲۳ کا انتخاب یہان درج کیا جاتا ہے جس سے اس مذہب کی حالت ظاہر ہوگی۔ اس مذہب کو عرب مین قوم سامری نے رواج دیا تھا جو اپنے آپ کو قدیم مذہب کے پیرو سمجھتے تھے

علوی اجرام اند۔ وہر ستارہ رامناسبتی است بابعضے از حوادث۔ وہر برجے راطبیعتے است خدائیگان چون خواستند کہ فعل کواکب در عالم ظاہر گردون آن وقت رانگاہ میداشتند۔ ملوک فرس کواکب راقبلۂ دعا میداشتند۔ نتیجہ یہہ ہے کہ۔ اہل ایران کواکب کو قبلہ نماز بناتے تھے اور اُنکی بڑی عظمت تھی اور حوادث عالم سفلی پر کواکب کا اثر تھا۔ ان حالات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خداپرست اقوام کواکب کی تعظیم اُنکی روحی تاثیرات اور حوادث عالم پر موثر ہونیکی وجہ سے کرتے تھے۔ اور تمام عالم مین کہین نجوم کے اثر سے اور کہین تسخیرات کی وجہہ سے یہہ خیالات پھیلے۔ فی نفسہ کواکب پرستی محض خداپرستی کی جگہ شایع نہ تھی بلکہ خداپرست اقوام کے تمدن کی یہہ بھی ایک شاخ تھی عالم علوی کی بت پرستی کا تو یہہ خیال ہے جو اوپر مذکور ہوا۔

اب عالم سفلی کی کیفیت سنئے۔

نظام سفلی۔ آتش۔ باد۔ آب۔ خاک سے مرکب ہے اور انھین عناصر سے عالم جمادات۔ نباتات۔ حیوانات کا وجود پیدا ہوا۔ یہہ ساتون ملکر عالم سفلی کے سبعہ سیارہ ہین۔ ان ساتون مین روح مسلم ہے اور جسم طبیعی تو ظاہر ہے۔ اس طبیعی جسم اور روح کا نظام فرشتون کے ہاتھہ مین ہے اور ہر قسم کا ایک فرشتہ اونکا رب النوع ہے۔ ان مظاہر قدرت کے رب النوع کی وجہہ سے پرستش ہوتی ہے اور یہہ سمجھا جاتا ہے کہ رب النوع انسان کی پرستش خدا تک پہونچانے کا واسطہ ہے۔ یہہ اصل حقیقت اور ماہیت بت پرستی کی ہے اور یہی فلسفہ بت پرستی کا ہے اور اس فلسفہ کے موجد خداپرست اور حکیم ہوتے ہین

دنیا کے اور امور پر ہوتا ہے وہ یقین کرتے تھے کہ بارش کی کشش انہین
ستارون کی تاثیر پر منحصر ہے - یہہ خیال اور اسی قسم کے اور خیالات صابیون کے
سوا عرب کے اور لوگون مین بھی رائج ہو گئے تھے - انہین اعتکاف کرنیکا بھی
رواج تھا اور غارون اور پہاڑون مین چند روز مراقبہ وسکوت مین بسر کرتے تھے
ان انتخابات مضامین سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ مذہب صابیہ اہل کتاب کا
مذہب خدا پرستی کا تھا - اوسمین بعد کو کواکب پرستی رفتہ رفتہ داخل ہوئی -
اور کواکب پرستی کی بنیاد تسخیر روحانیات کواکب تھی - اور مذہب مجوس سے
تذکرہ تاریخی مندرجہ کتاب ہٰذا سے بحوالہ دساتیر یہہ پایا جاتا ہے - کواکب کی
تعظیم کا حکم ہے اور وقت پرستش اونکی ہیکلون کو سامنے رکھنے کا حکم ہے -
اور نامۂ مہ آباد مین یہہ عبارت درج ہے - ولسویش نماز ادا کنید بہر خدا -
یعنی تماثیل واشکال سبعہ سیارہ را ہنگام نماز کردن بہر خدا پیش رو دارید و
بدان سو نماز گزارید -

اسی تذکرہ تاریخی مین بحوالہ تاریخ انگریزی یہہ لکھا ہے -
مجوس بت پرستی سے تنفر کرتے تھے - اوسکی تصدیق ہروڈوٹس کے قول سے
ہوتی ہے - وہ لکھتا ہے کہ اہل ایران مین نہ کوئی اصنام تھے نہ دیوتا تھے - نہ
معابد تھے - نہ قربان گاہ تھی - اور ان افعال کو وہ حمق سے تعبیر کرتے تھے
اہل ایران پہاڑون پر چڑھکر کل نظام فلکی کے نام پر قربانیان کرتے تھے -
اور فارسی مورخ لکھتے ہین کہ قدیم ایرانیون کا مذہب صابیہ یعنی دین ادریس تھا -
اور نظام فلکی کی بابت ایرانیون کا یہہ عقیدہ تھا حوادث عالم سفلی مطیع حرکات

ہم اِس امر کے یقین کرنے پر مطمئن ہین کہ جو قواعد مذہبی زردشت کی نام سے منضبط ہوئے وہ بہت قدیم زمانہ کے ہین اور وہ اوسوقت کے ہین جبکہ آریہ قوم متفرق نہوئی تھی بلکہ سب یکجائی تھے۔

اِس سے صاف ظاہر ہے کہ آتشکدی قدیم تھی اور آگ قبلۂ نماز تھی۔ اور آگ کو عکس انوار الٰہی کا سمجھتے تھے۔ اور ہر جنس کے رب النوع (فرشتہ) ہونے کا بھی خیال قدیم تھا۔

آتش پرستی کا فلسفہ یہہ ہے جو اوپر مذکور ہوا۔ اِس فلسفہ سے یہہ ثابت ہے کہ خدا پرستون نے مظاہر قدرت کو خدا کا عکس سمجھکر قبلۂ نماز بنایا۔ کواکب پرستی آتش پرستی۔ عوام کا فعل اوسوقت کا تھا جسوقت وہ ابتدائی جہل کی حالت مین تھی۔ بلکہ جب خدا پرستی انمین آگئی تھی اور تمدنی حالت اوس نمانہ کے موافق ترقی پر تھی اوسوقت یہہ طریقہ اختیار کیا تھا۔

یہہ حالت عراق اور ایران کی تھی جو مرکز تمدن کا تھا۔

اب ہندوستان کی بت پرستی کے شیوع کا ذکر کیا جاتا ہے۔

یورپین مورخ وید کے زمانہ مین ہندؤن کے مذہب کی حالت محض قدرتی مظاہر کی پرستش کی بتلاتے ہین جسمین نظام علوی یعنی کواکب پرستی اور نظام سفلی۔ یعنی عناصر۔ جمادات۔ نباتات۔ حیوانات۔ داخل ہین۔

رامیش چندر دت مصنف تاریخ قدیم ہندوستان نے سب سے پہلے وید یعنی رگ وید کے زمانہ سے دیوتاؤن کی مدح مین جو نظم لکھی اوسکی یہہ تفصیل لکھتے ہین

(اِس سے زردشتی مذہب کے رب النوع کا پتہ لگتا ہے)

نہ کہ عوام۔

رب النوع کے فلسفہ کے موجد ایرانی قدیم ہین۔ اونکے مذہبی اقوال مین صاف طور سے عیان ہے۔ اور دیگر قدیم اقوام مصر۔ کلدانیہ آریہ ہند مین اسکی جہلک نظر آتی ہے۔

سوانح عمری زردشت مین الہام ثانی کا یہہ مضمون ہے کہ رب النوع (یعنی فرشتے) حیوانات۔ نباتات۔ معدنیات۔ آتش۔ آب۔ باد۔ خاک سے جدا جدا ملاقات ہوئی۔ اور انہون نے اپنی اپنی جنس کی حفاظت کی ہدایت کی۔ زردشت چونکہ محافظ ساتون اشیار کا ہوا تہا۔ اوسنے انمین سے آگ کو قبلہ نماز قرار دیا۔ اور اسکی حفاظت کے لئے آتش کدے بنوائے

اور وقت عبادت کے آگ کے سامنے رکہنے سے یہہ مقصود تہا کہ رب النوع آتش سے وہ مخاطب ہے اسلئے وہ اپنی نماز کے وقت یہہ لفظ ادا کرتا تہا کہ الہی پرور دگار نماز مرا بہ یزدان رسان۔ یعنی اے فرشتہ کہ رب النوع آتش ہستی وپرورندہ آن۔ پس این خواستن از موکل آتش است۔

علاوہ اسکے زردشت کا یہہ بہی خیال تہا کہ برزمین ہرچہ ہست پیکر وسایہ چیزی است کہ او در سپہر است۔

پس یہہ عبادت عکس یا سایہ کی نتہی بلکہ جس کا عکس یا سایہ ہے اسکی لئے تہی محض خیال قایم کرنیکے لئے یہہ عکس سامنے ہوتا تہا۔ اور خدا کے لئے نماز پڑہی جاتی تہی۔

تذکرہ تاریخی مندرجہ کتاب ہذا مین بحوالہ تاریخ اسمتہہ کے یہہ لکہا ہے۔

خدا کہا - حضرت عیسی سے تیرہ سو برس پہلے جنگ مہابھارت واقع ہوئی
جسکے حامی بہی کرشن تہے - اوسوقت ارین کو پنجاب مین آئے ہوئے قریب
سات سو برس کے ہوئے تہے - اوسوقت رہنما کے حکم سے جواز
بت پرستی ہوا - اور متفرق ہونے سے پہلے خدا پرستی اور قدرت پرستی
آریا قوم مین جاری تہی اسلئے رہنما نے جائز رکہا - پہر اکیس سو برس کے بعد
نوین صدی عیسوی مین شکراچارج ہندو ریفارمر پیدا ہوئی - اونکی سوانح
عمری کے دیکہنے سے یہہ معلوم ہوتا ہے شکراچارج نے بہی یہہ سمجہا کہ بتونکی
پرستش اور عبادت کے طریقہ مین ضروری ترمیم اور تنسیخ کرکے اوسے درست کردینا
اس امر کا بیان کرنا غیر ضروری نہوگا کہ ہندو فلسفہ کے نظر سے شکراچارج
بت پرستی کے قابل نہ تہے اور ہیرو پرستی پر اونکو اعتقاد بالکل نہ تہا - مگر انہون نے
اس عام پسند مذہب کے خلاف جہاد بہی نکیا بلکہ عقائد مروجہ کا تتبع
کرکے اپنے بعض مٹہون مین سرستی (علم کی دیوی) اور وشنو کی مورتین
رکہین شکراچارج سے دو سو برس بعد (گیارہوین صدی عیسوی)
رامانج - ہندو مذہب کے ریفارمر پیدا ہوئے - انہون نے وشنو کی پوجا
عوام مین جاری کی -

رامانند نے رامانج کے بعد شاہجہانی عہد مین رام (اجودہیا کے بزرگ کو)
الوہیت کا درجہ دیکر شمالی ہند مین اونکی پرستش کا رواج دیا ان چار بزرگون کے
نام سے قدرت کے مظاہر پرستی کا رواج ہونا ثابت ہوتا ہے - کرشن نے
عام طور سے موجودات پرستی جائز کی اور شکراچارج نے وشنو - رامانج نے شیو

۱- اِندر- بارش کا دیوتا-

۲- ورونا- آسمان کا دیوتا یا انصاف کا دیوتا-

۳- پوشن وشنو- سورج کا دیوتا-

۴- اگنی - آگ کا دیوتا-

۵- وایو - ہوا کا دیوتا-

۶- یاما- یامی - صبح وشام کا دیوتا-

۷- سرسوتی- دریا کا دیوتا-

اور بالآخر خالق اکبر کی ثنا اور صفت کی نظم اسی رگ وید سے نقل کی ہے
بابو منمتھہ جنھون نے رہنمایان ہند کی سوانح عمری لکھی ہے وہ بھی رگ وید کے
زمانہ کی بابت یہہ لکھتے ہین - اِن تمام گیتون مین کم وبیش خالق اکبر کے
عشق وعظمت کی بوے خوش آتی ہے - ایران کے تذکرہ تاریخی کتاب سندرجہ
ہذا سے بھی پایا جاتا ہے کہ آریہ قوم کے متفرق ہونے سے پہلے مذہبی قواعد جو
زردشت کے نام سے منضبط ہوئے وہ قدیم سے جاری تھے (تاریخ اسمتھہ)
اِسلئے یہہ قیاس ہوتا ہے کہ آریہ ہند مین نظام سفلی کی پرستش اور خدا پرستی
دونون ایک وقت مین تھین اور رب النوع کا ذکر جو زردشت کی
الہام ثانی مین ہے اوسی خیال سے یہہ پرستش ہوتی تھی -
علاوہ اسکے خود سری کشن رہنماے مذہب ہنود نے اِسکی تلقین کی کہ
عوام نامعلوم خدا کا تصور نہین کرسکتے اور نہ حقیقت اُنکی سمجھہ مین آتی ہی
اِسلئے موجودہ کائنات کو خدا سمجھین - اور سب سے پہلے اپنی آپ کو

اصول مین کم اختلاف تہا - دونون مین خدا کا وجود اور خالق کائنات ہونا مسلم تہا - ان اصولون کی پابندی صرف پنڈتون مین تہی اور عوام ظاہری رسومات کے پابند تہے - اور بودہ کے طریقہ کی بت پرستی اور جاترا اور شوالون کے جاری ہونے سے بودہ مذہب کا زوال ہوا - اور ہندو مذہب کو فروغ ہوا -

یہی بزرگ شنکراچارج - رامانج - رامانند تہی - جنہون نے رسومات ظاہری جاری کر کے بودہ مذہب کو ہندوستان سے معدوم کیا ۳۳ کرور دیوتا جنکی اب پرستش ہندوستان مین ہوتی ہے یہہ بودہ مذہب کا فروغ مٹانے کے لئے ہندؤن نے پیدا کئے -

عراق - ایران - مین فلسفانہ خیال سے کواکب پرستی جاری تہی اور خدا پرستی بہی پہلے سے ابتدا جاری تہی - ہندوستان مین بہی کواکب پرستی آریہ قوم مین جاری تہی چونکہ یہہ قوم قدیم قوم آریہ کی شاخ ہے جو ایران سے ہند مین آئی اسلئے کواکب پرستی ضرور ایرانی اصول کی متصور ہونی چاہئے - یہان بہی خدا پرستی اور کواکب پرستی دونون ایک وقت مین تہین -

عام قسم کی بت پرستی جیسا کہ بنگالی مصنفون کی رائے ہے خدا پرست رہنمایان ہند نے جاری کی - کیونکہ عوام خدا کی حقیقت کو نہین سمجہ سکتے تہے اسلئے قدرتی مظاہر کے عجائبات ظاہر کر کے ادہر رجوع کیا بودہ مذہب کے بانی نے سب سے نرالا اصول دہریا پن کا نکالا -

اور بت پرستی اور خدا پرستی دونون سے الگ ہو کر انسان کو خدائی کا درجہ دیا

(کارکنان قدرت یعنی فرشتہ) اور رامانند نے ہیرو پرستی یعنی رام چندر کی
پرستش کا رواج دیا۔ کواکب پرستی۔ آتش پرستی ہند مین ایران سے آئی
اور عام بت پرستی کا رواج خدا پرست رہنماؤن نے عوام مین جاری کیا
اور اِن بزرگون سے پہلے رب النوع (اصول زردشتی) کی پرستش ہوتی تھی
رومیش چندر دت مصنف تاریخ قدیم ایک دوسرے پیرایہ سے بت پرستی کا
رواج پانا لکھتا ہے۔
جس زمانہ مین بودہ مذہب پھیلتا جاتا تھا اسوقت ہندو مذہب مین بھی
ایک قسم کا انقلاب پیدا ہوگیا تھا۔ بودہ مذہب کو دیکھکر ہندوؤن نے بھی
اوس مذہب کی بت پرستی اپنے یہان داخل کر لی تھی۔
یہہ بت پرستی قدیم زمانہ مین نتھی۔ بودہ مذہب کو دیکھکر ہندوؤن نے کثرت سے
شوالہ بنائے۔ قدیم زمانہ مین ان لوگون مین شوالے نہ تھے۔ ہندوؤن کے
تو ہار بودہ سے کہین بڑھ گئے تھے۔ تیرتھہ جاترا کا دستور ہندوؤن نے بودہ
مذہب سے لیا۔ اور ہندو معابد جابجا جاری ہوگئے مثل بودہ کی ہندون نے بھی
اپنے یہان برہما۔ وشنو۔ شیو۔ کی پوجا جاری کی۔
اس مصنف نے گوتم کے مذہبی عقائد کو چھوڑکر صرف دو انقلاب ہندو
مذہب کے دکھلائے ہین۔ ایک وید کے زمانہ کی پرستش قدرتی مظاہر
کی تھی۔ اندر۔ ورونا۔ اگنی۔ سوریا وغیرہ دوسرا زمانہ بودہ کے بعد
پرانیک زمانہ قرار دیا ہے۔ اوسوقت برہما۔ وشنو۔ شیو۔ کی پرستش
جاری ہوئی۔ یہہ بھی اسی مصنف کی رائے ہے کہ ان دونون طریقون کی

بدلتی ہے نہین معلوم کہ کس بدن مین ہو۔ اسلئے عام طور پر موجودات کی عظمت انسان کے دلمین بڑہ گئی اور ہمہ اوست کے مسئلہ نے موجودات مین تقدس کی شان پیدا کردی۔ اور جب رہنمایان مذہب نے ادعاء الوہیت کا کیا تو عملی تصدیق ہوگئی۔ اور کواکب کی تسخیرات سے واضح ہوچکا تھا کہ بت یا مجسمہ مین روحی اثر عمل سے ہوجاتا ہے اسلئے سب خدای کے سامان مین جمع ہوگئے۔

بعض اوقات یہہ بھی ثابت ہوا ہے کہ مجسمہ یا تصویرین نامور اشخاص کی بطور یادگار کے رکھی گئین۔ ایک مدت کے بعد اُنکی بت پرستی ہونے لگی۔ اسکی مثال عرب قوم کی خطبات احمدیہ صفحہ ۲۰۶ سے نقل کیجاتی ہے۔

عرب کے ویسی روایتون سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ ود۔ یغوث۔ یعوق۔ یسر۔ مشہور لوگ ایام جاہلیت کے ہین۔ اُنکی تصویرین پتھرون پر منقش کرکے بطور یادگار خانہ کعبہ کے اندر رکہدین تہین۔ ایک مدت کے بعد اُنکو رتبہ معبودیت کا دیکر پرستش کرنے لگے یہہ بھی اہل عرب کا عقیدہ تھا انکی پرستش سے یہہ اشخاص خوش ہوکر خدا کے قرب حاصل کرنیکا ذریعہ ہونگے۔

اسی قسم کی رائے یورپین مورخ مارس کی بھی ہے (ج ۲۔ صفحہ ۱۰۴)

بت پرستی کا رواج اس سبب سے بھی ہوا کہ قدیم زمانہ مین نیک آدمی اور قابو یافتہ عورت۔ مورث اعلے۔ اور بالخصوص بانیان سلطنت متقنن اور بہادر کی بہت تعظیم کرتے تھے۔ اور رفتہ رفتہ اونکے پرستش ہونے لگی۔ کواکب پرستی۔ اور آتش پرستی۔ اور عام بت پرستی کے حالات ایشیا۔

مگر گوتم کے بعد خود اوسی کے پیرون نے معابد اور شوالے اور مورتین۔ اور تیرتھہ جاترا۔ اور میلہ۔ جاری کرکے بودہ مذہب کو بت پرستی مین آلودہ کردیا اور اسیوجہہ سے تمام ہندوستان اور چین مین اوسکا فروغ ہوگیا۔
آریہ ہند نے اپنے مذہب مین اسی قسم کے مراسم جاری کرکے عوام پسند مذہب بنایا اور بودہ مذہب کو برباد کیا۔

جن اقوام مین ان صورتون سے بت پرستی ایشیا مین پہیلی۔ یہہ واقعات اونہین کی تصنیفات سے ظاہر ہوتے ہین۔ اور انکی صحت مین کوئی اعتراض وارد نہین ہوسکتا۔
نفس بت پرستی پر اگر غور کیا جائے تو یہہ ظاہر ہوگا کہ جن بزرگون نے اسکا رواج دیا وہ ہمہ اوست کے اصول کے پابند تہے۔ اور کسی شئی کو خدا کے اثر سے خارج نہ سمجہتے تہے۔ اور یہان تک اعتدال سے متجاوز ہوئے کہ انسانی محدود حالت مین نامحدود کا یعنی الوہیت کا ادعا کرنے لگے۔ نتیجہ یہہ ہوا کہ نامعلوم اور غیر محدود خالق کائنات کو سب بہول گئے۔ اور محدود اور معین کائنات کو خدا بنالیا۔
میرا یہہ بہی خیال ہے کہ ہمہ اوست کا مسئلہ۔ اور تناسخ کے اصول جن مذاہب مین یکجا ہین وہان بت پرستی عام ہے۔
آریہ مذہب۔ بودہ مذہب۔ اور قدیم مصری مذہب مین ادق فلسفہ تصوف کا جاری تہا۔ اور دوزخ اور بہشت جزا سزا کا عملی اصول ان اقوام مین تناسخ تہا۔ اسوجہہ سے یہہ خیال پیدا ہوا کہ انسانی روح جسم

اگرچہ اور امور مین مختلف ہین مگر صرف ایک امر مین متفق ہین کہ اُنکے مذہب کا ثبوت بتمامہ حواس سے نہین ہے ۔ جب کہ دنیا یہہ کہہ رہی ہے کہ حس ادراک ترازو مذہب کی نہین ہے تو پھر زبردستی سب کے خلاف اوس ترازو مین کیون تولا ۔ اس سے ظاہر ہے کہ قطع برید کرکے مذہب کو اوس ترازو مین تو لیتے ہین مذہب کی ترازو کی تلاش نہین کرتے ۔ اور جو اصل اور نفس مذہب ہے وہ خدا ہے وہ حس اور ادراک سے باہر ہے ۔ اوسکو حس اور ادراک کی ترازو مین کیسے تول سکتے ہین ۔ جو شئے خارج از مذہب ہے یعنی بت پرستی اوسکو تولکر یہہ کہتے ہین کہ اصل مذہب بھی حس و ادراک سے پیدا ہوا ۔

ہم نے مانا کہ بت پرستی جو حس و ادراک سے ظاہر ہوئی وہ آغاز مذہب ہے تو اوس سی محسوس ۔ اور نیم محسوس ۔ کی پرستش داخل ہو گی اور یہہ دو درجہ ترقی کے ہوے ۔ تو اِن دو درجون مین تلاش کا مدعا کیا تھا ۔ اور وہ مدعا حاصل ہوا ۔ یا نہین ۔

جواب یہی ہو سکتا ہے کہ یا^۱ اصلانع قدرت کی تلاش تھی کیون کہ بے کاریگر کے مکان نہین بن سکتا ۔ یا^۲ یہہ کہ اپنے سے زبردست سمجھکر اونکی تعظیم تکریم کی ۔ یا^۳ یہہ کہ انہین عجیب غریب صنعت اور منافع دیکھکر اپنا محسن و ولی بنایا ۔

نمبر ۲ ۔ ۳ ۔ اتفاقیہ امور ہین ۔ یہہ ممکن ہے کہ تحقیقات اور تلاش مین یہہ مرحلے بھی پیش آئے ہون مگر یہہ سبب تلاش کے نہ تھے ۔ ہان ایک صورت ایسی ہے کہ جس سے اِنکا بھی تعلق تلاش مین ممکن ہے اگر یہہ کہین کہ انسان اپنی ذاتی کمزوری رفع کرنیکے لئے یا اپنے ضرورت بہم پہونچانے کے لئے ایک زبردست

اذرلقیہ۔ کے جو اوپر مذکور ہوئے۔ اِن سے صاف صاف یہہ ثابت ہوتا ہے
کہ خدا پرست رہنماؤن کے زمانہ مین خداپرستی خواص۔ اور بت پرستی عوام مین
جاری تھی۔ بت پرستی محض ابتدائی حالت یا ابجد مذہب کی ہونا کہین ثابت
نہین ہوتا۔ کہین ہمہ اوست کے سبب سے جاری ہوئی۔ کہین تسخیر کی وجہ سے
کہین رب النوع کی وجہ سے اور کہین قبلہ نماز بنانیکی سبب سے جاری ہوئی
خدا کا وجود تسلیم کرنیکے بعد بت پرستی کا جاری ہونا ثابت ہوتا ہے۔

اہل یورپ نے میکس میولر کے اِس اصول کو تسلیم کیا ہے کہ انسان نے
ابتداً محسوس اشیاء کی پرستش کی۔ بعد ازان نیم محسوس۔ اور آخر کو
غیر محسوس خدا تک ترقی کر کے انسان پہونچا اور اصل مدعا اِس اصول کا
یہہ ہے کہ انسان نے حس ادراک کے ذریعہ سے مذہب کو دریافت کیا
اِس مسئلہ پر پوری بحث مذہب کی تعریف مین ہو گی اِس جگہ مختصراً
ذکر کیا جاتا ہے۔

صاحب ممدوح اپنی لکچر ۱۸۷۸ء کے صفحہ ۳۲ مین لکھتے ہین۔ اگر حواس اور عقل کے
ذریعہ سے اِس دنیا سے باہر جا سکتے ہین تو بہت اچھا ہے اور اگر مذہب اسمین
نہین آسکتا تو واہیات ہے۔

صاحب ممدوح کے طرز تقریر سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ بلا تعصب سیدھے
طریقہ سے مذہب کی تلاش نہین کی۔ اور نہ نفس مذہب کی جانچ کی کہ اوسکی
حقیقت کیا ہے۔ انہون نے حس اور ادراک کو ترازو مذہب کو تولنے کی
قرار دی اور خود ہی صفحہ ۱۷۳ مین یہہ لکھتے ہین۔ عام دنیا کے مذاہب

تقلید کی ہے۔

بت پرستی جسکو تہذیب یورپ نے مذہب کی ابجد قرار دیا ہے اسکا اصلی وجود کچھہ نہین ہے۔ یہہ ایک قسم کا انتشار اعتقاد ہے۔

انسان کے دلمین نامعلوم قدرت کا اثر قایم رہنا مشکل ہوتا ہے۔ اور زمانہ کی نیرنگیان اپنی طرف فریفتہ کرکے اپنا معتقد بنا لیتے ہین اور انسان اصلیت سے دور پڑجاتا ہے۔ فی نفسہ بت دوسری شئے کا قایمقام ہوتا ہی۔ اور ہم اسوقت یہہ نہین بتلا سکتے کہ اصلی حالت کیا تہی جس سے یہہ بت بنے۔ مگر بظاہر یہہ بت کواکب کے خاکہ ہین۔ یا جاندار اشیار کی تصویرین ہین یا روحانی کارکنان قدرت کے فرضی نقشہ ہین۔ یا زمانہ کے دلفریب اور عبرت انگیز مظاہر کے نمونہ ہین جو صوفیون کی وجدانی کیفیت مین انتقاش پیدا کرتے ہین۔ تناسخ کے عقیدہ کا بہی ان بتون کی مورتون مین عکس نظر آتا ہے۔ اور تسخیر ارواح کی بہی جہلک انمین پڑتی ہے یہہ سب حالات مل جہلکر ایک عجیب گورکہدہندا بنگیا ہے۔ جو کسیطرح نہین سلجہہ سکتا۔ اگر حقیقت بت پرستی کی یہی ہے جو اہل یورپ کا خیال ہے کہ اول انسان نے محدود۔ اور محسوس۔ اشیار کو اپنا رب اور معبود بنایا اور پہر رفتہ رفتہ غیر محدود خدائے واحد کو تسلیم کیا۔ تو نتیجہ اسکا یہہ ہے کہ معین سے غیر معین کی طرف ترقی کی، جو عقلاً ممنوع ہے۔

مذہب کی بابتہ یہہ شعر صادق ہے۔

ورائے عقل طورے دارد انسان	کہ بشناسد بدان اسرار پنہان

اور نفع رسانی کی تلاش مین تہا اسلئے ان پر توجہہ ہوئی ۔ اسکے قبول کرنیسی
آیندہ تلاش کی راہ کہلی رہنے کی وجہہ باقی نہین رہتی ۔
صانع ہی کی تلاش ایسی تہی کہ انسان اپنی خلقت سے آجتک برابر ڈہونتا چلا آتا ہی
جسکا نہ آغاز ہے نہ انجام ہے اسلئے کہین مستقل طور پر ٹہیر نہ سکا ۔ اور نہ اسکو محدود
کرسکا ۔ یہہ کہنا بالکل نازیبا ہے کہ ایک دو درجہ تک توہم حواس اور ادراک سی
ٹٹولتے رہے اور پہر آگے چلکر دونون معذور اور مجبور ہو گئے ۔ تاہم ایک
نامعلوم اور غیر محدود اور غیر محسوس لاشئے کو کائنات پر محیط ۔ اور قادر ۔
قرار دینا ۔ اور اسے حس وادراک کا کام سمجہنا ناسمجہی نہین توکیا ہے ۔
یہہ فرمایے کہ یہ آخری تجویز حس وادراک عجز ہے یا اسکا عمل ہے اور ثبوت ہے
واقعی کچہہ بہی نہین ۔

ای برتر از خیال قیاس و گمان و وہم		وز ہرچہ دیدہ ایم شنیدیم خواندہ ایم
دفتر تمام گشت بہ پایان رسید عمر		ما ہمچنان در اول وصفِ تو ماندہ ایم

قدیم مذاہب اور موجودہ مذاہب کی بت پرستی سے جو امور ظاہر ہوتے ہین
یہہ فی نفسہ جہلا کے اعتقاد ہین اور اعتقاد خواص کی خداپرستی کے زمانہ مین پیدا ہوئی
بلکہ یہہ بگڑا مذہب جہلا کا پایا جاتا ہے ۔
اب رہی بت پرستی وحشی اقوام کی ۔ وہان بہی بعض محققون کی یہہ رائے ہی
کہ خدا کے نام کا پتہ چلتا ہے ۔ تو انکی بت پرستی یا بگڑا ہوا مذہب قرار دیا جانا
چاہیے ۔ یا یہہ کہ یہ بت پرستی مذہبی خیال نہین ہے ۔ محض تبرکاً ۔ تعظیماً بعض
اشیار کو مختص کرلیا ہے ۔ یا یہہ کہ دیگر بت پرست اقوام ہمسایہ کی محض

یہہ لکھتا ہے اِس جگہ ہمین یہہ بیان کرنا مقصود ہے کہ خدائے تعالی کے بارہ مین عام اہل ہند کا کیا خیال ہے اور خواص کا کیا ہے۔ اُنکی کتابین دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل علم اوس ذات کو خدا کہتے ہین۔ جو ازلی ہی ابدی ہے۔ اپنے فعل کا خود مختار ہے۔ قادر ہے۔ حکیم ہے۔ خالق ہے۔ حی ہے۔ یکتا ہے۔ عالم کا نظام اوسی کے ہاتھہ مین ہے۔ اوسکی ملک مین کوئی شریک اوسکا نہین نہ اسکا کوئی مخالف۔ نہ ہمسر۔ نہ وہ کسی کے مشابہ ہی نہ اوسکے کوئی مشابہ۔ چنانچہ سند کے لئے کتاب پاتنجل کا حوالہ دیا جاتا ہے۔
اب خواص کو چھوڑ کر عوام کی طرف متوجہ ہوتے ہین۔ انکے اقوال بہت ہی مختلف پاتے ہین۔ اونمین بعض اقوال تو ایسے برے معلوم ہوتے ہین کہ طبیعت کو نفرت ہوتی ہے۔ ایسے اقوال محض ہندؤن کے مذہب مین ہی نہین بلکہ اور مذاہب مین بھی ہین۔ حتی کہ اسلام کے بعض فرق مین جیسے کہ تشبہ۔ اور اجبار۔
پھر آگے ہندؤن کی بت پرستی کا ذکر کیا ہے۔ اور پھر یہی مورخ ہند اور یونان۔ کے مذاہب مین تطابق دیکر یہہ کہتا ہے۔ کہ یونان اور ہند کے مذاہب مین تطابق ہے۔ اہل یونان بڑے بڑے نامی اور پیشوائے موجد علوم وفنون کو درجہ الوہیت کا دیتے تھے۔ اسیطرح سے ہندو بھی کرتے تھے۔
ہندؤن کی اس حالت خواص اور عوام کے اختلاف عقائد پر غور کرنے سے ظاہر ہے کہ عوام اپنے جہل سے مذہبی مراسم بناتے تھے۔ اور خواص اصلی عقائد خدا پرستی کے پابند رہتے تھے اسلئے بت پرستی ابتدائی حالت مذہب کی کسیطرح نہین ہوسکتی۔

میرے ایک دوست جو ہندوستان کے روشنضمیر اور نامور علما سے ہین
اور بڑے صاحب تحقیق ہین اس رائے کے معترض ہین کہ اگر مذہب حس
اور ادراک سے باہر ہے اور عقلی دلائل اوسکے لئے نہین تو اشاعت مذہب
کس بنیاد پر ہوسکتی ہے - اور عوام کیسے قبول کرینگے -
مین نہایت ادب سے اپنے خیال کو ذہن نشین کرنا چاہتا ہون اور وہ یہہ ہے کہ ہر
جدید مذہب کا مقابل پرانا مذہب ہوتا ہے جسکی اصلاح مقصود ہوتی ہے
اور بالعموم مذہب اونہین کے سامنے پیش کیا جاتا ہے جو کسی نہ کسی مذہب کے
پیرو ہون - خواہ وہ بت پرست ہون یا کسی دیگر باطل مذہب کے قائل ہون
اور اونکے سامنے اپنی مذہبی خوبیان اور باطل مذہب کی برائیان مقابلہ
اور استدلال کیلئے کافی ہوتی ہین جسطرح علوم کی صحت کے لئے باہم
مقابلے کئے جاتے ہین اسیطرح دو مذہبون کے اصول کا مقابلہ ہوسکتا ہے -
جسوقت مذہب اسلام جاری ہوا - اوسوقت یہود - عیسائی - آتش پرست
بت پرست - کواکب پرست - مین جو نقص تھے وہ ظاہر کئے گئے - اور
اسلام کی خوبیان بیان کی گئین ہین - اور فلسفی جو خدا کے قائل نہ تھے
اونکے سامنے قدرت کے صنائع بدائع کا اظہار ہوا - اسطرح مذہب اسلام
شائع ہوا - اور مذہب اسلام پر وقت شیوع جو اعتراضات ہوئے
وہ سحر یا جادو ہونے کے ہوئے یہہ کسی نے نہین کہا کہ یہہ عقل کے خلاف ہے
تمام دنیا مین مذہب کی کیفیت عام اور خواص مین مختلف ہوتی ہے -
جیسا کہ ہند کے مذہب کی بابتہ ہزار برس پہلے اسلامی مورخ ابوریحان

نمبر ۸

خدا پرستی اور بت پرستی مین کونسی اعلی حالت ہے

جسقدر اصل اور نقل مین فرق ہوسکتا ہے۔ اوسی قدر فرق خدا پرستی اور بت پرستی مین ہے۔ یا یہ کہ ذات۔ صفات۔ مین قابل امتیاز اصل ذات ہوسکتی ہے وہی حالت اور درجہ خدا پرستی کا ہے۔ بت پرستی عالم شہود کی نقل ہے یہ اصل سے کیسی برابری کرسکتی ہے۔ بت پرستی کی بابت ثابت ہے کہ کواکب اور آتش کو بعض رہنمایان دین نے قبلہ نما بنایا تہا۔ پھر رفتہ رفتہ معبودیت کی شان عوام کے عقائد سے پیدا ہوگئی۔ ایسی صورت مین وہ بگڑا ہوا مذہب ہے جسکی اصل کچھ نہ تھی۔ عام بت پرستی بالکل بے بنیاد اور بے اصول ہے۔ رہبران دین نے عوام کے اعتقاد معبود کے قایم رکھنے کیلئے اسکو جاری کیا اسلئے بمقابلہ خدا پرستی کے بت پرستی کا کوئی درجہ نہین ہوسکتا خالق اور مخلوق کے باہم تعلق آقا اور غلام کا ہے جن اقوام مین خدا پرستی اور بت پرستی دونون ہین وہان خواص خدا پرست اور عوام بت پرست ہین۔ اس سے بہی خدا پرستی کی فضیلت ثابت ہے۔ بت پرست اقوام مین تعدد معبود کی وجہ یہ ہے کہ ہر ایک کام کیلئے جدا جدا بت بنا لیتے ہین اسلئے کسیکو دوسرے پر فوقیت نہین دیجا سکتی۔ نہ باہم معبودونکے کوئی امتیاز کرسکتا ہے اور بجز عبادت کے کوئی اخلاقی نظام نہین ہے۔ ایسے پریشان اور ابتر نظام کو خدا پرستی سے کیا نسبت ہوسکتی ہے۔ عقائد بت پرستی کی بنیاد محض واہمہ اور تخیل پر ہے۔ اور خدا پرستی کے اصول کی صحت برگزیدہ رہنما کی شہادت پر ہے۔ اسلئے خدا پرستی کو ترجیح ہے

بت پرستی کی ایک روشن اور صاف مثال کانفوکس کی ہے جو ایک بڑا حکیم اور
فلسفی چین کا تھا - اوسکو معبود کوئی نہین سمجھتا تھا - مگر جس طریقہ سے اوسکی مزار کی
عظمت چینیون کی دلون مین ہے اوسکو بت پرستی سے تاویل کرسکتے ہین اسکے نام پر ہر شہر مین
شوالے بنے ہوئے ہین - اور خاص سرخ رنگ کے ہونے سے اور عمارتون سی ممیز ہوتے ہین
ان شوالون مین اوسکا سنگی مجسمہ رکھا ہوتا ہے - اور کہین تختی رکھی جاتی ہے جسپر
اوسکے خطابات تحریر ہین - ہر فصل مین وہان جاکر سرکاری ملازم زمین کی پیداوار کی
نیاز چڑہاتے ہین اور خوشبوئین سلگاتے ہین - بادشاہ چین بھی شوالہ مین ایکبار جاتا ہے
اور وہان سجدہ کرتا ہے اور اُسکے اخلاقی - نیکی کے اوصاف کا تذکرہ کرتا ہے - ہر مدرسہ کے
اوستاد اور طالب العلم اوسکے شوالہ مین جاکر پرستش کرتے ہین - تمام چین کے کرورون باشندے
اسیطرح اوسکا ادب و تعظیم کرتے ہین - یہہ فلسفی گوتم کے زمانہ سے کچہہ سال پہلے ہوا ہے -
جینگ نے اوسکی اخلاقی اور مدبرانہ مقولون کا ترجمہ کیا ہی - جسطرح سے یوروپین تہذیب نے اپنے
فروغ کے زمانہ مین نامور اشخاص کے مجسمہ رکھنے کا پُرانا دستور نقل کیا اور جاری کیا ہے -
یہی صورت ہر پُرانی تہذیب مین نامور اشخاص کی یادگارین قایم کرنے کی تہی - اور
انہین یادگارون کی بالاخر جہلائے قوم نے پرستش شروع کردی - اب اسی قسم کی یاد
گارون کی پرستش کو آغاز اور ابجد مذہب قرار دیا ہے - اور خود نئی تہذیب اسی کی
تقلید کر رہی ہے - اپنے دستور کا نام یادگار اور پُرانی تہذیب کے مراسم کا نام بت پرستی
رکہدیا ہے - اور اُسکو خداپرستی کی ابجد قرار دیدیا ہے - بت پرستی سے آغاز مذہب کا
ہونا تاریخ سے ثابت نہین ہوتا - یہہ محض انتشار اعتقاد جہلا کا ہے یہہ خدا
پرستی کی ابجد نہین ہوسکتی -

بہت شد و مد سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ بت پرستی ابتدائی حالت مذہب کی ہے۔
اور انسان نے رفتہ رفتہ خدا پرستی پر ترقی کی۔ اونکے قول کی بموجب بت پرستی
زینہ ابتدائی مذہب کا ہے۔ اور بالآخر خدا پرستی ہوئی ہے۔ یہ رائے صاحب موصوف نے
آریا ہند کے نشو نما مذہب سے قایم کی ہے۔
مگر آریا کے مذہب کی بابت مصنف تاریخ قدیم یہ لکھتا ہے کہ بعض مضامین ژندا وستا
سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اونکی ترتیب اور ترکیب قدیم زمانہ کی ہے۔ یعنی آریا قوم کے
ہندیا آنے سے پہلے کی ہے۔ اور اکثر اقوال جو اوس کتاب مین زردشت سے
منسوب تھے وہ بہت قدیم ہین۔ وہ اقوال اوسوقت کے ہین جب آریہ قوم کے
دو شعبے نہوے تھے۔ اور اوسوقت ہندی۔ اور ایرانی۔ فرقون نے مختلف مذاہب
زردشت اور برہمنی اختیار نہ کیا تھا۔ چونکہ ژندا وستا مین برابر وحدانیت کے
عقیدہ کا مذکور ہے اور یہ عقیدہ بہت قدیم ثابت ہے اسلئے آریا قوم ہند مین
آنے سے پہلے خدا پرست تھی۔ اور ایشیائی مورخون کے قول کے بموجب اہل ایران
قدیم یزدان پرست تھے۔ بلکہ اونکا یہ بھی مقولہ ہے کہ ہند مین آریہ قوم مین اول
یزدان پرستی تھی اور بعد کو کواکب پرستی اور بت پرستی۔ دوسری قومون سے سیکھکر
اختیار کی ہے۔ ان اسباب سے یہ رائے نہین تسلیم کیجا سکتی ہے کہ بت پرستی
ابتدائی حالت مذہب کی ہے۔ اور خدا پرستی آخر حالت مذہب کی ہے۔
مذہب مجوس اور مذہب مصر مین یہ ثابت ہے کہ ابتدا مین یزدان پرستی تھی۔
ان دونون مذہبون مین بعد کو مذہب صابیہ سے بت پرستی کا رواج ہوا ہے
مذہب بابل جہان سے مذہب صابیہ یعنی کواکب پرستی کا رواج ہوا۔

نمبر ۹

بُت پرستی قدیم ہے یا خداپرستی اور دونوں میں فرق کیا ہے

دو اصول ہین جنکی بنیاد پر ہر انسانی نظام کے مقدم اور موخر ہونیکا اندازہ ہوسکتا ہے
اول اگر یہ اصول مانا جائے کہ انسان کی اول حالت بہتر تہی اور آخری حالت
بدتری اور تنزل کی ہے تو خداپرستی مقدم ٹھیریگی۔
دوئم اگر یہ اصول تسلیم کیا جاے کہ انسان کی حالت اسکی مقتضی ہے کہ وہ ترقی
کرے تو بُت پرستی چونکہ ادنی حالت ہے وہ زینہ ترقی خداپرستی کا ہے۔
اس صورت مین بت پرستی مقدم ہوگی۔ مگر ان اصول سے قطعی راے قائم کرنے
سے قبل مذہب کی بابت اور بہی امور قابل لحاظ ہین۔
اول۔ یہ کہ بت پرستی مہذب اور وحشی دونون قومون مین پائی جاتی ہے۔
ایسی صورت مین اسے ابتدائی نظام انسانی نہین کہہ سکتے۔
علاوہ ازین۔ مصر۔ بابل۔ ایران۔ ان سب مین بت پرستی کیساتھ خدای واحد کا
بہی عقیدہ ہے اسلئے یہ بگڑا ہوا مذہب ہے اور وہ مؤخر ہے۔
اور بت پرستی کے آغاز کے اسباب پر جب غور کیا جاے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ عوام نے
خواص کے طریقہ کی نقل کرکے یہ خاص صورت بت پرستی کی پہیلائی ہے۔
اسوجہ سے بت پرستی مؤخر ثابت ہوتی ہے غرض کہ یہ [illegible] صورت سے ثابت
نہین ہوتا ہے کہ بت پرستی ایک ابتدائی حالت مذہب کی ہے۔ اور خداپرستی
پر مقدم ہے۔ مگر میکس میولر نے ۱۸۷۶ء مین جو لکچر مذہب پر دیا ہے اوس مین

که خدا کا بہی خیال ہے - اوسکی نسبت بہی یہ خیال ہوسکتا ہے کہ دیگر اقوام سے نقل کی ہے -

اگر یہ فرض کیا جائے کہ جہان بت پرستی اور خداپرستی دونون پائی جاتی ہین وہان خداپرستی کو مقدم مانا جائیگا مگر جس قوم مین کہ خداپرستی کچھ بہی نہین ہے وہان بت پرستی بگڑا مذہب کیسے مسلم ہوگا - اور بمجبوری یہ ماننا پڑیگا کہ بت پرستی ابتدائی حالت مذہب کی ہے اور وہی قدیم ہے -

اول تو اس بحث مین زیادہ تر مہذب اقوام کے مذہب کا تعلق ہے وحشی اقوام کا اجمالاً ذکر ہوا ہے اسلئے اونکی بت پرستی سے کوئی نتیجہ نکالنے کی ضرورت نہین ہے علاوہ ازین حکما کے اصول کے بموجب ہر شئی یا بڑہنے والی یا گھٹنے والی ہے قیام کی حالت نہین ہے - اسلئے یہ تسلیم نہین ہوسکتا کہ وحشی اقوام ہمیشہ سے اسی حالت مین ہین -

یہ استثنا جزائر کے چارون برِّ اعظم مین مہذب اقوام کے خاص مرکز ہین اور کیا تعجب ہے کہ وحشی قومون مین یہ بت پرستی مہذب اقوام سے آئی ہو اور یہ قومین مہذب اقوام سے متفرق ہوکر قائم ہوئی ہون -

آریا قوم کی ایک شاخ نے یورپ آباد کیا تو افریقہ - اور امریکہ - کے مہذب قوم کا اوسی ملک مین متفرق ہونا کیا خلاف قیاس ہے البتہ جزائر مین جو وحشی اقوام ہین اور اونمین بہی بت پرستی ہے وہ قابل لحاظ ہے مگر جب کہ چوپایہ برِّ اعظمون کے ان جزائر مین پائے جاتے ہین اونکی نسبت یہ خیال ہے کہ برِّ اعظم سے جزیرون مین آئے ہین - اسی اصول سے انسان بہی جزیرون مین متفرق ہوئے -

وہان بہی قدیم سے خدا پرستی تہی۔ اور یہ وہ جگہ ہے جہان دین اہل کتاب کا زیادہ نشو نما ہوا ہے۔

پیرو۔ میکسکو (امریکہ) مین بہی یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ وہان خدا پرستی۔ بت پرستی۔ دونون کا وجود ہے۔ پس جن اقوام مین کہ یہ پتہ نہین لگتا کہ خدا پرستی مقدم ہے یا بت پرستی۔ اور بت پرستی ابتر حالت مذہب کی ہے اسلئے خدا پرستی کو مقدم قرار دینا واجب ہے۔ کیونکہ بت پرستی سے خدا پرستی کل قوم مین پیدا ہونا محال ہے۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ خواص کا عقیدہ خدا پرستی کا ہو اور عوام بت پرستی مین آلودہ ہون اوسوقت مین یہ خیال ہو سکتا ہے کہ بت پرستون سے اس خیال کے آدمی پیدا ہوے۔ مگر خدا پرستی کا عقیدہ مجہول طور سے پیدا نہین ہو سکتا ہے۔ وہ کسی قاعدہ اور اصول سے ہوگا۔ اور اوسیوقت ہوگا جب فیضان روح موجودات سے ہو۔ یا یہ کہ باہر سے یہ اصول دوسری قوم نے داخل کئے ہون۔ امریکہ کی نسبت باہر سے خدا پرستی کا مذہب داخل ہونا ثابت نہین ہے۔ جبکہ خود وہان سے پیدا ہوا تو مثل ہندوستان اور مصر کے یہی ماننا پڑیگا کہ خدا پرستی مقدم ہے بت پرستی کے آغاز کا سلسلہ آگے نہین بڑہتا ہے۔ یعنی یہ کہ بت پرستی ترقی اور تنزل دونون صورتون مین ایک سی ہے۔ اگر پہلے دو بت کی پرستش ہوئی تہی تو ترقی مین کثرت سے بت پیدا ہوگئے۔ اور نہ بت پرستی قابل اصلاح اور ترمیم کے ہے۔ اسلئے یہ حالت ابتر مذہب کی ہے۔ اور موخر ہے۔ البتہ وحشی اقوام مین محض بت پرستی پائی جاتی ہے۔ خدا پرستی تو مطلق نہین ہے۔ مگر کچھ کچھ پتہ اسکا چلتا ہے

سراسر فضول ہے۔ کیونکہ مذہب کی بنیاد نامعلوم قدرت پر ہے اوسکی تلاش اور تحقیقات دنیاوی علوم کی سی نہین ہوسکتی ہے وہ عوام کیلیئے محض منقول ہے اور اوسکو اوسی صورت سے ہادی کے اعتبار پر ماننا لازم ہے۔ اوسکی جرح قدح کرنا جو ہادی نے بتلایا مذہبا ممنوع ہے پس عوام بذاتہ توکوئی ترقی کرنہین سکتے نہ اپنے ہادی کے احکام کے علاوہ دیگر احکام خلاف اونکے جگہہ قائم کرسکتے ہین۔
ہادی اسکے مدعی ہوتے ہین کہ وہ قدرت کاملہ سے مبعوث ہوے ہین۔
دوسرا شخص اس امر کا دعوے نہین کرسکتا اونین بجز اسکے کہ ایک فطرت خاص مذہبی مانی جائے اور طریقہ سے فیضان روح موجودات کا ہونا قیاس نہین ہوسکتا اور جب فطرت خاص اوسمین تسلیم ہوگئی تو اسکا اظہار ہونا لازمی ہے۔ اسلیئے ترقی کی ضرورت نہین ہے۔

اور وہی اپنا خیال لیکر گئے -

بت پرستی ایسا طریقہ ہے کہ وحشی اقوام کی سمجھ کے لائق ہے اسلیئے یہ قیاس ہوتا ہے کہ یہ طریقہ دوسرون سے سیکھا ہے - پس یہ موخر مسلم ہوئی -

بت پرستی ایسی شئے ہے کہ اوس مین اکثر امتیاز اس امر کا ہونا نہایت مشکل ہے کہ یہ خدا ہے یا تبرکاً و تعظیماً ہے - مہذب اقوام اور خدا پرست اقوام کی بہتسی مثالین ایسی پائی جاتی ہین کہ آیندہ نسلین اونکی نسبت بھی تاویلین کرین اور تعجب نہین کہ بالآخر بت پرستی مین آلودہ ہوجائین -

بزرگان دین کے مزار ونکی ویسے ہی عظمت وشان دلون مین ہے اور سالیانہ مجمع اور قربانیان - اور تبرکات - اور نذرین - ایسی کثرت سے ہوتی ہین کہ اونکی کوئی انتہا نہین ہے - قدیم چیزین مثل تبرکات ہر اہل مذہب مین مقدس سمجھی جاتی ہین اور سبکی نمائش نہایت شان وشوکت سے ہوتی ہے -

عوام پر اس قسم کے مجمع کا اور اثر ہوتا ہے اور خواص پر اور اثر ہوتا ہے -

عوام مین اسیوجہ سے افراط تفریط ہوتے ہوتے اصلیت مفقود ہوجاتی ہے - حالانکہ یہ سب عقائد خدا پرست اقوام کے ہین - مگر جہلا کے دلونمین انکی ماہیت اور خیال اور ہی ہین - ان اسباب سے بت پرستی پیدا ہوجاتی ہے -

جبکہ ہمارے سامنے خدا پرست مذاہب مین ایسی مثالین ہین کہ اونمین بگڑتے بگڑتے اصلیت جاتی رہتی ہے تو ہم قدیم یا وحشی اقوام مین بت پرستی کو کیسے جداگانہ اور اصلی مذہب متصور کرین -

یہ اعتراض کرنا کہ انسان نے اول ہی اعلی درجہ مذہب کا کیسے اختیار کرلیا

جیسے مذہب کہتے ہین بغیر کسی خارجی اسباب کے اور بغیر کسی تجربہ اور ہستی کے
اور بدون کسی معقول ثبوت کے یکایک دل سے اوٹھتا ہے اور اسلیئے دہی اسکا
مخرج سمجھا جاتا ہے - اور پھر اسپر ایسا یقین ہوتا ہے کہ کسی آنکھ دیکھی چیز پر
نہین ہوتا -
۳ - اس تعجب پر اور تعجب یہ ہے کہ اس بن دیکھی چیز اور اس بے سمجھی بات اور
بے دلیل حالات کا لوگون کی طبیعت پر ایسا سخت اثر ہوتا ہے کہ وہ اثر انسان کے
تمام افعال پر اور قدرتی جذبات پر جو خدا نے انسان مین پیدا کئے ہین غالب
ہو جاتا ہے اور جو جوش اور ولولہ اس از خود پیدا کئے ہوے خیال سے انسانون
کی طبیعتون پر ہوتا ہے اور کسی دوسری چیز سے نہین ہوتا - گو اوس دوسری چیز
کے صحیح اور یقینی ہونیکے لئے کیسی عمدہ عمدہ دلیلین اور کیسے ہی قطعی ثبوت موجود
ہون -
۴ - اگر وہ خیال تمام انسانون مین مختلف ہوتا تو شاید یہ کہا جا سکتا کہ عام
عالم پر اوسکا یقین رکھنا ہی اسکی سچائی کا ثبوت ہے - مگر تعجب تو یہ ہے
کہ ہر زمانہ اور ہر قوم اور ہر ملک اور ہر فرقہ بلکہ ہر فرد بشر مین وہ خیال ایسا
مختلف رہا ہے کہ کسی ایک پر بہی یقین کرنیکی کوئی وجہ نہین - اور اسپر تعجب یہ ہے
کہ ہر شخص کو یقین بہی ہے کہ میرا ہی خیال اور سب کے خیالون سے بالکل صحیح
اور بالکل سچا ہے - ہم دیکھتے ہین کہ جس طرح یونانی اپنے خدا اور دیوتا پر اور مسلمان
اور یہودی اپنے ایک خدا پر اعتقاد اور یقین کامل رکہتے ہین اسی طرح ہندو اور مصری
اپنے ۳۳ کرور دیوتاؤن پر اعتقاد اور یقین کامل رکہتے ہین -

نمبر ۱۰

مذہب کیا شے ہے

اس مضمون پر دو نامور محققین ایشائی یورپ نے بحث کی ہے۔
ایشائی محقق سر سید کا اصل مدعا تردید ایک عیسائی مصنف سر ولیم میور کی کتاب سوانح عمری حضرت رسالتآب کا تھا اوسی ضمن مین بسبیل تذکرہ مذہب کی تعریف اور تشریح کی۔ اور یورپین محقق میکس میولر کی خاص بحث مذہب کی حقیقت اور ماہیت کی بابت تھی اونہون نے تمام و کمال غور اس مسئلہ پر کرکے نتیجہ نکالا ہے۔ بہرحال دونون رایون سے تھوڑی بہت مدد ملتی ہے اسلیئے مین ضمنی راے سے بھی در گذر نہین کر سکتا۔

سر سید خطبات احمدیہ کے عنوان مین مذہب کی بابت یہ خیال ظاہر کرتے ہین
۱۔ عجائبات دنیا مین سب سے زیادہ عجیب وہ خیال ہے جسے لوگ مذہب کہتے ہین۔ مذہب اوس امتیاز کا نام ہے جو انسانون کے افعال سے علاقہ رکھتا ہے اور جسکے سبب انسانون کے افعال اچھے یا برے۔ یا نہ اچھے نہ برے خیال کئے جاتے ہین کیونکہ اگر انسان کے افعال مین یہ تمیز نہ ٹھیرائی جاتی تو کسی مذہب کا وجود باقی نہین رہتا۔
۲۔ تمام خیالات جو انسان مین پیدا ہوتے ہین اور تمام یقین جو انسان کسی چیز پر رکھتا ہے اسکا منشا اون خیالات کے سوا کچھ اور چیزین ہوتی ہین جو ان خیالات اور یقین کے اسباب سمجھے جاتے ہین۔ مگر تعجب ہے کہ وہ خیال

۷ - یہ وہی عجیب خیال ہے جو دونون طرف برابر نسبت رکھتا ہے اور جسکو لوگ مذہب کہتے ہین - پس ایسی ذو جہتین چیز کی جو ضدین مین برابر نسبت رکھتی ہو کسی حیثیت پر یقین کرنیکی کوئی وجہ نہین - البتہ ان تمام خیالون مین سچا خیال یا تمام مذہبون مین سچا مذہب وہی ہو سکتا ہے جو ضدین مین برابر نسبت رکھنے کے نقص سے پاک ہو -

۸ - مذہب کیا چیز ہے - وہ ایک سچا اصول ہے کہ جبتک انسان اپنے قواے جسمانی اور عقلی پر قادر ہے اوسکے تمام افعال ارادی - جوارح - نفسانی و روحانی اسی اصول کے مطابق ہونا چاہیئے - پھر اگر وہ ایسے ہین کہ صرف کسی قسم کے اعتقاد پر مبنی ہین اگر متعدد لوگونکا متضاد اصولون پر کسی وجہ سے اعتقاد ہے تو ایک کو سچا یا صحیح اور دوسرے کو جھوٹا یا غلط کہنے کے بجز تحکم کے اور کوئی وجہ نہین - سچا مذہب وہی ہو سکتا ہے جسکی سچائی نہ کسی اعتقاد پر بلکہ حقیقی سچائی پر مبنی ہو - کیونکہ مذہب اعتقاد کی فرع نہین ہے - بلکہ سچائی مذہب کی اصل یعنی عین مذہب ہے اور اعتقاد اوسکی فرع ہے - بلکہ جب ہم مختلف مذہبون سے سچے مذہب کو پرکھنا چاہین تو دیکھین کہ وہ سچے اصول کے مطابق ہے یا نہین -

۹ - سچا اصول کیا ہے - جہانتک کہ انسان اپنے قواے عقلی سے جان سکتا ہے وہ بجز قدرت یا قانون قدرت کے اور کچھ نہین - جسکی نسبت اسلام کے بانی نے یہ فرمایا - مَا تَرٰی فِی خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ط فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ ہ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ

۱۰ - قدرت یا قانون قدرت کیا ہے - وہ وہی ہے جسکے موجب ان تمام چیزون

۵ - کیا یہ مسئلہ کہ تمام چیزین ایک ہی کل کی جزو ہین یا اوسکی عین یا وہ بمنزلہ جان اور یہ بمنزلہ جسم کے ہین صحیح ہے - کیا یہ سب مختلف چیزین جو ہمکو دکھائی دیتی ہین سب ایک ہین - کیا نور اور ظلمت اور کالا سفید سب یکسان ہین - جیسا کہ ایک عارف باللہ کہتا ہے - (شعر)

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی ؎ تا کس نگوید بعد ازان من دیگرم تو دیگری

یا یہ مسئلہ صحیح ہے کہ سب چیزون کا ظہور اوسی سے ہے - وہی ظلمت کا باعث ہے اور وہی نور کے ظہور کا سبب ہے - وہی آسمانون پر کڑکتا ہے - اور وہی زمینون پر برساتا ہے - وہی ستارون کو چمکاتا ہے - اور وہی پھولون کی کلیون کو کھلاتا ہے - اوسی کا جلوہ بہشتیون کی کھاوٹ - اور اوسی کا پردہ دوزخیونکی آفت ہے - غمگین دل کا غم اور شادمان دل کی شادمانی اوسی سے ہے -

وہ کسی جگہ نہین اور سب جگہ ہے - وہ کسی مین نہین - اور سب مین ہے جس طرح وہ آسمانون اور زمینون مین ہے اوسی طرح وہ باریک سے باریک بال مین ہے وہ سب کو دیکھتا ہے اور ہر چیز کو جانتا ہے - مگر اوسکا جاننا اور علم ہم سے دو درجہ کم ہے کیونکہ وہان ماضی اور استقبال نہین ہے -

۶ - پھر ہمکو اور زیادہ تعجب اس بات پر ہے کہ یہ تمام مختلف خیالات جو لوگونکے دلون مین ہین اور جو مذہب کہلاتے ہین وہ ایک ہی مخرج سے یعنی دل سے نکلے ہین اور دل کے اوس فعل کا جس سے یہ خیالات پیدا ہوتے ہین اعتقاد نام رکھا جاتا ہے پس اگر مدار مذہب کا اعتقاد ہو تو ایک کو صحیح اور دوسرے کو غلط ٹھیرانیکی کوئی وجہ نہین ہو سکتی -

سر سید فرماتے ہین کہ ہند کے مشہور عالم شاہ ولی اللہ اول وسویم مثال کو تسلیم نہین کرتے دویم کو صحیح قبول کرتے ہین - اور مین بخلاف اونکے سویم کو قبول کرتا ہون - اول و دویم کو مسترد کرتا ہون - مین نے سر سید کی راے کے اجزا کر کے اوسپر نمبر ڈال دیے ہین تاکہ ہر جزو کے مفہوم پر علحدہ بحث ہو سکے - بہتر طریقہ یہ تہا کہ اس ایشیائی محقق اور یورپین محقق دونون کی رایون کے اجزا کر کے مقابلہ کیا جاتا اور اوسپر جرح قدح ہوتی - مگر دونون محققون نے ایسا مختلف طریقہ اختیار کیا ہے کہ باہم مقابلہ نہین ہو سکتا - اسلیئے مجبوراً ہر ایک راے پر من حیث الوجوہ بحث کیجاتی ہے -

سر سید رحمہ اللہ علیہ نے جو یہ مضمون مذہب پر لکھا ہے یہ ایک مختصر تمہید سوانح عمری جرح قدح کرنیکی ضرورت سے لکھا ہے اور یہ بھی بسا غنیمت ہے کہ مجملاً عام خیال اونکا مذہب کے اوپر ملیگا -

اب مین ہر ایک جزو کی بابت اپنا خیال ظاہر کرتا ہون -

نمبر ایک - مین تعریف مذہب کی یہ لکھی ہے کہ مذہب انسان کے نیک وبد افعال کے امتیاز کرنیکا ایک قاعدہ ہے - یہ راے بالکل صحیح ہے - مگر یہ بھی تو ظاہر ہونا چاہیئے کہ یہ قانون کس نے بنایا اور کس نے نافذ اور شائع کیا -

نمبر ۲ و ۳ - مین سر سید یہ فرماتے ہین کہ تعجب ہے کہ مذہبی خیال بغیر کسی خارجی سبب کے پیدا ہوتا ہے اور پھر انسان کے دل پر مثل چشم دید واقعہ کے نقش کالحجر ہو جاتا ہے کہ کسی کے مٹاے نہین مٹتا - بالعموم یہ بالکل بجا ہے - اور یہ عین دلیل اسکی ہے کہ انسان کی فطرت مین کہین اسکی جگہہ ہے - یہانتک تو خارجی

مادی یا غیر مادی کا جو ہمارے ارد گرد ہین ایک عجیب سلسلہ انتظام سے وجود ہے اور ہمیشہ انہین کی ذات مین پایا جاتا ہے اور کبھی اوس سے جدا نہین ہوتا۔ قدرت نے جس طرح پر جسکا ہونا بنا دیا ہے بغیر خطا کے اوسی طرح پر ہوتا ہے۔ اور اوسی طرح ہوگا بس وہی سچ ہے۔ جو اصول اوسکے مطابق ہین وہی سچے اصول ہین۔ نہ وہ جنکی بنا ایک فانی قابل سہو و خطا وجود یعنی انسان کے اعتقاد پر منحصر ہو۔

۱۱۔ قدرت ہمکو صرف اپنے وجود اور اپنے سلسلہ انتظام اور اپنے تعلقات ہی کے جو بے انتہا مخلوق مین پایا جاتا ہے سچائی نہین دکھلاتی۔ بلکہ اوسمین ایسے اصول بھی پائے جاتے ہین جس سے ہم اپنے افعال ارادی اور جسمانی اور روحانی کی بھلائی اور برائی بھی جان سکتے ہین۔ اور جو کہ قدرت سچی اور کامل ہے تو ضرور ہے کہ وہ اصول سچا اور کامل ہو۔ اور یہی سچا اور کامل اصول یا یون کہو کہ وہ مذہب جسکے اصول اوسکے مطابق ہین وہی سچا مذہب ہونیکا مستحق ہے۔

۱۲۔ قدرت ایک قانون ہے جو امر مسبب یعنی خالق کے ہاتھ مین ہے۔

۱۳۔ اسکے بعد سر سید علمائے کلام کی تین مثالین مذہب کی تطابق کیلئے بتلاتے ہین۔

۱۔ انسان مثل غلام کے ہے مالک کے احکام بلا حجت اور کم و کاست ماننا چاہیے۔

۲۔ انسان مثل بیمار غلام کے ہے۔ مالک نے اپنا مصاحب طبیب اسکے لئے تجویز کیا ہے جو وہ کہے مانو۔

۳۔ بیمار غلام کیلئے اپنا مصاحب طبیب بھیجا کہ وہ دواؤن کی تاثیرات بتلاتا ہے تاکہ جو صحیح ہین وہ حفظ صحت کے اصول جانین اور جو بیمار ہین وہ حصول صحت کی دوا اپنچانین۔

اسکی بابت راے ظاہر کرنا غیر ضروری ہے مذہب کی صداقت پر آئندہ بحث ہوگی۔

نمبر ۱۴۳۔ مین تین مثالین مذہب کے متعلق بیان ہوئی ہین۔ سر سید نے اونمین سے تیسری کو تسلیم کیا۔ اور دیگر علمانے اوسکو رد کیا ہے سر سید کی مسلمہ مثال یہ ہے۔

انسان مثل بیمار غلام کے ہے۔ اوسکے مالک نے اپنا مصاحب طبیب بہیجا کہ وہ دواؤن کی تاثیرات تبلاتا ہے تاکہ جو صحیح ہین وہ حفظ صحت کے اصول جانین۔ اور جو بیمار ہین وہ حفظ صحت کی دوا پہچانین۔ مثال دویم دیگر علما کی مقبولہ اور سر سید کی مسترد کردہ مثال یہ ہے۔

انسان مثل بیمار غلام کے ہے مالک نے اپنا مصاحب طبیب اوسکے لئے تجویز کیا ہے۔ جو وہ کہے اوسے مانو۔

میرے نزدیک یہ دونون مثالین مذہب سے منطبق نہین ہوتین۔

انسان کیلئے مذہب تاج اشرف المخلوقات ہونیکا ہے۔ اگر مذہب نہوتا تو حقیقت پردہ پڑا رہتا۔ اور انسان اور دیگر حیوانات مین مابہ الامتیاز صرف عقل رہتی۔ اور حقیقت تک نہین پہونچ سکتے تو جسقدر دوری حیوانات کو تہی وہی حالت انسان کی رہتی۔

بلحاظ مالک اور غلام کے یہ عطیہ شرف قربت ہے۔

مذہب کا جو عملی حصہ ہے وہ انسان کے سمجہنے کے لائق بلحاظ مقابلہ کے ہے اور جب اول انسان اور اول مذہب پر نوبت آئیگی وہان مقابلہ کس سے کیا جاے

سبب نہونے سے اتفاق ہے کہ جسکا خیال نقش کالحجر ہوتا ہے وہ انسانی حس وادراک سے باہر ہے ۔ مگر اوسکی طرف سے منادی کرنیوالا ضرور آتا ہے اور یہ اوسی چشم دید شاہد کا ہے جو انسان کے دل کو فریفتہ کرتا ہے ۔
نمبر ۴ ۔ مین سرسید نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ اگر خدا کا خیال نوع انسان مین مختلف نہوتا تو مذہب کی صداقت کا اچھا ثبوت ہوتا ۔
سرسید کی راے انصافاً بالکل صحیح ہے ۔ تاہم اختلاف طریقون مین ہے ۔ مگر نامعلوم قدرت کی طرف مختلف طریقہ سے خیال رجوع ہونا عین دلیل فطرت کی ہے ۔ یہ بھی پایا جاتا ہے کہ بعض صورت مین انسان اصل سے بہت دور پڑگیا ہے ۔ یہ بھی اس امر کا قطعی ثبوت ہے کہ نوع انسان مین بالاتر قدرت کی تلاش کا فطرتی مادہ ہے جسکا اظہار ہر ملک کی عادت اور مزاج کے موافق ہوا ہے ۔
نمبر ۵ ۔ سرسید نے اس جگہہ خالق اور کائنات کے باہمی تعلقات کی مختلف صورتین ظاہر کی ہین ۔ اسپر بحث کرنا فضول ہے ۔
حقیقت خالق ۔ اور خلق کائنات ۔ یہ ایسا راز ہے کہ انسان حس اور ادراک سے نہین کہول سکتا ہے ۔ رہنماے مذہب جنکو فیضان اوس قدرت سے تہا اونہون نے اس قدرت کو خود تسلیم کیا اور دوسرون سے اظہار کیا یہی قدر بس ہے
نمبر ۶ ۔ ۷ ۔ ۸ ۔ مین سرسید نے اعتقاد سے بحث کی ہے اس سے مجھے کلیتاً اتفاق ہے کہ اعتقاد سے مذہب کی صداقت نہین ہوتی ۔ بلکہ سچائی مذہب کی عین مذہب ہے ۔
نمبر ۱۰ ۔ ۱۱ ۔ ۱۲ ۔ مین یہ بحث ہے کہ جو مذہب قانون قدرت کے موافق ہو وہ سچا مذہب ہے ۔ مین اس جگہہ صداقت مذہب کی بحث کرنا نہین چاہتا اسلیئے

بموجب رائے کانٹ کے مذہب اخلاق ہے۔ جبکہ ہم اخلاق کے کامونکو حکم خدا سمجھے ہین وہی مذہب ہے۔

صفحہ ۱۵۔ مذہب کبھی عمل کے قابل نہین ہے۔ اور نہ انسان کی زندگی پر اوسکے اثر ڈالنیکی ضرورت ہے۔ صرف اخلاق انسان کیلئے کافی ہے اور وہ جماعت بیچکارہ ہے جو مذہب کو اخلاقی کام کے ترغیب دینے مین داخل کرتے ہین۔ مذہب ایک علم ہے۔ وہ انسان کو اپنے نفس کی خیال کرنیکی قوت دیتا ہے اور بڑے بڑے معمہ کھولتا ہے۔ اور دل کی تسلی اور دماغ کی صفائی پیدا کرتا ہے۔ یہ تعریف فحٹ مذہب کی کرتا ہے۔

صفحہ ۱۹۔ ایک تیسری اور تعریف مذہب کی شرمیشر کرتا ہے۔ اوسکی رائے کے بموجب مذہب ایک کلیتاً بھروسہ کرنا ایسے پر ہے جو کہ ہمارے لیے ... ہے مگر ہم اوسکے لیئے کچھ تجویز نہین کرسکتے۔

صفحہ ۲۰۔ کاسٹی ایک اہل فرانس یہ کہتا ہے کہ انسان خود اس لائق ہے کہ مذہب اور مذہبی پرستش اوسکی کیجائی نہ یہ کہ وہ اور کی کرے۔

جیمج اسپر اور اضافہ کرتا ہے۔ وہ یہ کہتا ہے کہ اپنے نفس کی محبت کرنا یہ دنیا کا عام قانون ہے اور ہر قسم کی محبت مین داخل ہے۔ اور مذہب سے ... اسکی تصدیق ہوتی ہے۔

صفحہ ۲۲۔ بالآخر مذہب کی یہی تعریف ہوسکتی ہے۔ یہان ایک مذہبی قوت انسان مین ہے جسکے سبب سے ہم مذہبی اغراض سمجھے ہین۔

صفحہ ۲۹۔ اکثر لوگ جو فلسفی اور آزاد خیال کے ہین اونکی یہ رائے ہے کہ مذہب کی

وہان بجز بتسلیم اور رضا کے اور کچھ نہین کہا جاسکتا یہ حیثیت قانون قدرت
چون وچرا تعمیل مین نہین ہوسکتی - بعد تعمیل اس قانون کے حسن قبح پر انسان
غور کرسکتا ہے -

یہ ایسے بادشاہ کا قانون ہے جہان غلطی کا گمان ہی نہین ہوسکتا قبل مذہب
آدمی مثل سرکش حیوان اپنے نفس کا مطیع تھا - مذہب نے وہ سرکشی دور کی
اور اپنا مطیع بنایا - اور جب مذہب کے طریقہ پر چلا تو آدمیت آئی - یہ بہا غلام
نہین یہ سرکش غلام ہے - بہت سی مصلح اسنے دیکھی - اور انسان بن بگکر
پھر حیوان ہو ہوگیا ہے - یہ تمدن کی انتہائی ترقی اس غرض سے ہے کہ اب
سب کچھ انسان کے سامنے ہے - متفرق حصہ دنیا کے دہوئین اور تار نے
یکجا کر دئے - سب پریشان ذخیری یکجا ہوگئے تجربہ اور معلومات - کی کوئی انتہا
نہین - اب اختیار ہے کہ آخر مصلح کی بات سنو یا خود سر بنے رہو -

اب یہان سے یورپین محقق کی راے پر بحث شروع ہے -

انتخاب مضامین لکچر میکس میولر بابت ۱۸۷۰ عیسوی

لکچر اول

صفحہ ۱۰ - مذہب کی تعریف بیان کرنا نہایت ہی مشکل ہے - یہ لفظ زبان پر
ہزارون برس سے ہے - اور وہی ایک لفظ اوسکے لئے قایم رکھا گیا جبکہ وہ
ایک زمانہ سے دوسرے زمانہ مین منقلب ہوتا گیا -

صفحہ ۱۴ - مختصراً چند تعریفات مذہب کی بیان کیجاتی ہین -

صفحہ ۱۰۹- مسٹر ڈینس کی تحقیقات سے یہ ثابت ہوا کہ وحشی اقوام مین فیٹش یعنی قابل گرفت کے شئ مذہب نہین ہے - اونکا مذہبی خیال جداگانہ ہے - اور فیٹش مذہب نہین ہے اور نہ وہ آغاز مذہب کا ہے -

(باب ۳)

(قدیمی علم ادب ہندوستان اور آغاز مذہب)

صفحہ ۱۳۳- یہ بہت مشکل ہے کہ اسٹریلیا - امریکہ - افریقہ کی اقوام سے مذہب کا آغاز دریافت ہو سکے - مگر کسی قدر سہولت اون مذاہب سی ملیگی جنکے تاریخی حالات موجود ہین اگرچہ انمین بہی یہ مشکل ہے کہ جتبک مذہب ایک شخص اور اوسکے مقلدین مین محدود رہا اوسوقت کے حالات ٹہیک معلوم ہوسکین - یہ مقولہ شخصی مذہب - اور جماعتی مذہب دونون پر صادق آتا ہے اور دوسری مشکل یہ ہے کہ تمام مذاہب کے دیکہنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ انسان کی فطرت مین ہے کہ مذہب مین مبالغہ افسانہ کے طور پر بہت داخل کر دیا جاتا ہے -

صفحہ ۱۳۵- ہند کے موافق کوئی ملک ایسا نہین ہے کہ جس سے عمدہ موقع ابتدائی اور آیندہ نشو و نما مذہب کا معلوم ہو سکے مین بالقصد نشو نما اسوجہ سی کہتا ہون کہ ہند مین تاریخ کا نام نہین ہے -

صفحہ ۱۳۸- مذہب برہمن مین ایک بڑا انقلاب بودہ مذہب نے پیدا کیا -

صفحہ ۱۳۹- اس مذہب کا اصل فروغ ۳۴۵ برس قبل حضرت عیسیٰؑ کے عہد

صفحہ ۱۴۰- اسوکا مین ہوا - بودہ مذہب اگرچہ یہ تبدیل ہیئت برہمنی مذہب

تشریح یا تعریف کرنا بالکل فضول ہے خواہ وہ مذہب باطل ہو یا سچا۔ اور اونکی
دلیل یہ ہے کہ انسان غیر محدود کو نہین سمجھ سکتا اور تمام مذاہب کی بنیاد یہی
ہے کہ مذہب کا مدعا انسان کی سمجھ سے باہر ہے۔ یہ فلسفہ کا اصول ہے۔
اور جو شخص کہے کہ بجز حس اور عقل کے مذہب کو وہ سمجھا سکتا ہے تو وہ ثابت کرے۔
صفحہ ۱۴۲۔ اگر حواس اور عقل کے ذریعہ سے اس دنیا سے باہر جا سکتے ہین تو
بہت اچھا ہے۔ اور اگر مذہب ہمین نہین آسکتا تو وہ واہیات ہے۔
صفحہ ۱۵۔ مین ایک ہی قوم کے مذہب پر بحث کرونگا۔ اور وہ قدیم قوم ہند کے
آریا ہین۔

حصۂ دویم مذہب کا مرکز

آیا قابل گرفت کے اشیا ابتدائی حالت مذہب کی ہے۔
صفحہ ۶۱۔ ڈی بروس کا یہ خیال ہے کہ وحشی اقوام جو ہڈی۔ پتھر۔ ہتیار۔ اور ایسی
قسم کی قابل گرفت چیزون کو پرستش کرتے ہین یہی ابتدائی حالت ہر قوم کے مذہب
کی ہے۔ اور اسکے بعد تعدد دیوتاؤن کا ہوا۔ اور پھر وحدانیت کا خیال پیدا ہوا
اور وحدانیت قائم ہوئی۔
صفحہ ۸۱۔ عام خیال یہ تھا کہ مذہب وحشی اقوام مین نہین ہے۔ مگر مشنریون
کی تحقیقات سے یہ ثابت ہوا کہ ضرور مذہب ہے۔ اور ہم کہ سکتے ہین کہ
جہانتک تحقیقات ہوئی یہ ثابت ہوا کہ دنیا مین کوئی قوم ایسی نہین ہے
کہ جسمین مذہب نہو۔ مذہب انسان کا ایک جزو ہے

صفحہ ۱۷۳ - ہم اوس راہ سے چلنا چاہتے ہین جسکو ہر شخص پسند کرے - یعنی یہ جو علم بذریعہ حواس کے حاصل ہو وہی سیدہا ہے - تمام مذہب دنیا کے اگرچہ اور امور مین مختلف ہین مگر صرف اس ایک امر مین متفق ہین کہ اونکے مذہب کا ثبوت بتامہ حواس سے نہین ہے -

صفحہ ۱۷۴ لغایت ۱۷۶ - مگر یہ حیرت ہے کہ انسان اور سب امور مین ذی ہوش ہے اس خاص امر مین ابتدائے دنیا سے آج تک مخبوط اور مجنون رہا - جواب اسکا یہ ہوسکتا ہے کہ ہم سے یا دیوتاؤن نے کہا - (یعنی بیرونی الہام) یا یہ کہ ہمکو خود یہ معلوم ہوا (اندرونی الہام) ہمکو شک نہین کہ قدرے اس جواب مین اصلیت ہو - مگر وہ نکالنی چاہئے -

صفحہ ۱۷۷ - سوال یہ ہے کہ کسطرح سے ہمارے اجداد آریا کے ذہن مین ایک دوسری دنیا اس موجودہ کے علاوہ ذہن مین آئی جسے وہ نہ دیکھتے تھے - حواس کے دو حصہ ابتدائی حالت انسان مین تھے - یعنی لامسہ - شامہ - ذائقہ - انسے جو امتیاز ہو وہ زیادہ صحیح ہوگا - بہ نسبت اسکے باصرہ - یا سامعہ سے معلوم ہو بغیر اسکے کہ اول سے تصدیق نہو -

صفحہ ۱۸۰ - حواس سے تمیز ہونیوالے دو قسم کے ہین - اول محسوس - دویم نیم محسوس -
۱ - اول اشیاے مثل پتھر - ہڈی - کوڑی - جانور وغیرہ جو لمس مین آسکین -
۲ - دوسرے درخت - دریا - پہاڑ - زمین - جسکا ایک جز لمس مین آئے -
دوسری قسم کی اشیا - اکثر حیرت پیدا کرنیوالی ہین - اپنی عظمت اور قد اور طول سے اور اثر سے -

۱۴۱ - تہا مگر بودہ و بید کو الہامی کلام نہ سمجھتے تھے الہامی کلام قرار دینا
۱۴۴ - برہمنون کی اختراع ہے - خود وید کے شاعر الہامی ہونا نہین ظاہر کرتے
صرف بودہ ہی نہین اوس سے قبل بہی اشتباہ الہامی ہونے پر ظاہر کیا جاتا تہا -

صفحہ ۱۴۹ - وید کے علم ادب کے چار درجہ ہین -
اول زمانہ ستراکا قبل ۵۰۰ برس حضرت عیسی کے ہے -

صفحہ ۱۵۰ - ستراعہد کی یہ غرض تہی کہ علم جو برہمن کی آبادی مین پہیلا ہوا ہے وہ یکجا کیا جائے -

صفحہ ۱۵۳ - دوسرا عہد برہمنان کا ہے - یہ ۶۰۰ سے ۸۰۰ تک قبل عیسیٰ کے ہے
اوسکی اصل غرض قربانیون کے بیان کرنیکی ہے اوسی مین بالآخر اوپانشاد سب سے
قدیم ہندو فلسفہ ہے -

صفحہ ۱۵۴ - تیسرا عہد منتراکا ہے - یہ حضرت عیسیٰ سے ۸۰۰ تا ۱۰۰۰ برس کی ہے
اس مین چارون بید یکجا ہوئے -

صفحہ ۱۵۶ - چوتہا عہد کہانڈا کا ہے - یہ ۱۰۰۰ برس قبل حضرت عیسی کے ہے -
یہ زمانہ وہ ہے جب بید کی قربانیان آہستہ آہستہ فروغ پاتی جاتی تہین اور
بید کی شاعری بڑہتی تہی -

صفحہ ۱۵۰ - بید بذریعہ حفظ کرنیکے یاد رہا -

۴ - لکچر

پرستش محسوس - نیم محسوس - غیر محسوس - ایشیائی کے -

مین منعقد نہین ہوا تہا اور جو ایسے اشعار بناتا تہا او سکو ریشی یا مؤلف کہتے تھے۔
خیال کرنے مین اشیاے مخلوقہ کے انسان درجہ بدرجہ ترقی کرتا جاتا تہا۔
صفحہ ۲۰۴-۲۰۵۔ اول قسم کے اشیاے بید کے اشعار مین صنعت کے لحاظ سے ہین مگر
قسم دوم کی اشیاے جابجا بید مین دیوتاؤن سے منسوب ہین۔
صفحہ ۲۱۸۔ ہمنے اوپر ذکر کیا ہے کہ آسمان روشنی دینے والا اور روشن کرنیوالا دنیا کا
ابتدًا خیال کیا جاتا تہا اور اوسکو ڈیوس کہتے تھے۔ اوسی آسمان کے بجاے
اب بہت سے دیوتا قایم ہوگئے جنسے افعال آسمان کے ظاہر ہوتے تھے۔ اور علاوہ
اسکے صرف فعل ہی نہین بلکہ یہ ظاہر ہوا تہا کہ تمام دنیا پر وہ محیط اور محافظ ہے
اور اوسی سے بجاے آسمان کے خیال اوس دیوتا کا پیدا ہوا جو سب پر محیط اور محافظ ہے
(نتیجہ یہ ہوا کہ پہلے آسمان۔ پھر متفرق ستارے جو آسمان مین ہین اور نیز مجموعی خیال
کرتے کرتے انسان کے ذہن مین آیا کہ کوئی ایسا دیوتا ہے جو سب پر حاوی اور
محیط ہے۔)
صفحہ ۲۲۰۔ ہمنے اوپر کے مضامین سے یہ دکہلا دیا کہ کس طرح سے انقلاب ظاہر سے
غائب (نیم محسوس۔ غیر محسوس) کی طرف ہوا۔ اول اشیاے روشن جنکو مس کرسکتے
تھے مثل دریا کے جنکو دیواس کہتے تھے۔ دویم وہ اشیائے جنکو سن سکتے تہی مثل رعد
اور دیکھ سکتے مثل سورج کے دیواس کے تھے۔
اسے پرانی سڑک سے معلوم شئے سے نامعلوم تک پہونچے۔
صفحہ ۲۲۱۔ مگر معترض یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ ترقی نامناسب ہوئی کہ اس سے کثرت سے
وحدت ہوئی۔ اور بالآخر نتیجہ یہ ہوگا کہ الحاد ہوگا میرا جواب یہ ہے کہ واقعی یہ امر

صفحہ ۱۸۵- ایک تیسری قسم کی اشیاء ایسی ہین کہ اونکا ایک جزو بھی محسوس نہین ہوسکتا اور یہ غیر محسوس قرار دیگئی۔ مثل ہوا۔ ابر۔ رعد۔ آسمان سورج چاند۔ ستارہ۔ صبح۔ شام۔ پہلی قسم کے اشیائی کو وہ لوگ جو کہ اسکے قائل ہین کہ آغاز مذہب کا قابل گرفت کے اشیاء کی پرستش سے ہوا۔ سمجھتے ہین کہ یہی ابتدا مذہب کی ہے۔ مگر دوسری قسم کی اشیائی کو مین نیم دیوتا۔ اور تیسری کو پورا دیوتا سمجھا ہون۔

صفحہ ۱۸۶- قدماء کے خیالات اونکے دیوتاؤن کے حالت مین منقول کرتا ہون

اپیکرمس کہتا ہے کہ دیوتا۔ ہوا۔ پانی۔ زمین۔ سورج۔ آگ۔ ستارہ۔ تھے

پروڈکس کہتا ہے کہ قدیم زمانہ کے لوگ چاند۔ دریا۔ چشمون۔ کو جو نافع تھے دیوتا سمجھتے تھے۔

سیزر جرمن کے مذہب کی بابت کہتا ہے کہ وہ سورج۔ چاند۔ آگ کی پرستش کرتے تھے۔

ہیروڈاٹس کہتا ہے کہ ایرانی سورج۔ چاند۔ آگ کو پوجتے تھے۔

صفحہ ۱۸۷- بید کے سب سے پُرانے اشعار دریا۔ پہاڑ۔ ابر۔ زمین۔ آسمان طلوع۔ غرُوب۔ سورج۔ یعنی نیم محسوس۔ اور غیر محسوس اشیاء کی طرف منسوب ہین۔

صفحہ ۲۰۱ لغایت ۲۰۲- تمام پُرانی قسم کے اشعار بید کی پرستش مین پڑہے جاتے تھے دیوتاؤن سے خطاب کرکے ہوتے تھے مگر اوسوقت لفظ دیوتا کی وہ عظمت اور معنی نہ تھے جو اب سمجھے ہین۔ اوسوقت ہندؤن مین خیال دیوتا کا ذہن

تائید یا تردید کرون - اس کام کے اور بہت سے ہین - میرا خاص کام اور اس بانی لکچر کی غرض اور ہی ہے - وہ غرض تاریخی اور علمی ہے - ہمکو یہ جاننا چاہیے کہ مذہب کسطرح سے ممکن ہے - کسطرح سے انسان مین مذہب داخل ہوا اور ترقی کیا ہے اور یہ کیسے ہوا -

صفحہ ۲۲۶ - یہ ہم کہہ چکے ہین کہ جملہ قسم کے علم اگر علم کا اطلاق اونپر ہو دو دروازون سے اونکو داخل ہونا چاہیئے - یعنی دروازہ حس و دروازہ ادراک - اور جو اور دروازہ خواہ وہ دروازہ الہام ہو خواہ دروازہ فطرتی عقل مذہبی کا ہو غلط ہے -

صفحہ ۲۲۷ - مین نے اولاً اس امر کے ظاہر کرنیکی کوشش کی ہے کہ خیال غیر محدود کا جو اصول تمام مذہب کا ہے وہ بذریعہ ادراک لاشئے کے ظاہر نہین ہوا - اگر خیال غیر محدود کا حواس پر منحصر نہین ہے - ہمکو اپنے مقولہ کے بموجب رد کرنا چاہیئے - مثل سر ہملٹن کے یہ کہنا کافی نہین ہے کہ خیال غیر محدود کا منطقی ضرورت ہے ہماری طبیعت ہی ایسی مخلوق ہوئی ہے کہ جب ہم وقت یا جگہ کا مقام منحصر کرینگے ہمکو اوسوقت معلوم ہوگا کہ اس کے آگے بھی وقت اور جگہ ہے - اگرچہ مین نہین کہتا کہ اس دلیل مین صحت نہین ہے مگر اپنے مخالفون کو اسکے قبول کرنے پر مجبور نہین کر سکتا جسطرح سے ادراک محدود اشیا پر بذریعہ حس اثر کرتا ہے اوسی طرح سے مذہب غیر محدود پر جو محدود کیساتھ ہے اثر کرتا ہے -

جسکو ہم حواس اور عقل اور اعتقاد کہتے ہین وہ سب کام ادراک کے ہین -

صفحہ ۲۲۸ - تاریخ قدیم مذہب ہند سے معلوم ہوتا ہے کہ بالمرہ یہ ارادہ کیا گیا کہ غیر محدود کا کوئی نام رکھین جو پردہ محدود مین مستور ہے - یہ مذکور ہو چکا ہے کہ

پہنچ ہے - بید کے آریا اس راہ سے ایک راستہ کو چھوڑتے چھوڑتے کثرت سے وحدانیت - اور بعد ازان الحاد - پر پہونچے - مگر بعد انکار پرانے دیوتاؤن کے ہندوؤن نے سکوت نہین کیا تا وقتیکہ اونہون نے یہ نہ دریافت کرلیا کہ اون دیوتاؤن سے برتر کون ہے - یعنی جان موجودات کی - اور نیز اپنے نفس کو بہی پہچانا - ہم بہی آریا لوگون کی مثل ہین جب ہم کوئی فعل دیکھتے ہین تو اوسکے فاعل کو ڈہونڈتے ہین اور جب کوئی واقعہ دیکھتے ہین تو اوسکا کرنیوالا تلاش کرتے ہین -

صفحہ ۲۲۳ - انسان درجہ بدرجہ اس راہ مین بڑہتا گیا ہے - جون جون آگے بڑہا دنیا چہوٹی نظر آنے لگی اور آسمان قریب معلوم ہونے لگا - ہر درجہ پر ہمارا منظر بڑہتا گیا - اور ہمارے لفظون کے معنی متین ہوتے گئے -

صفحہ ۲۲۶ - پانچ ہزار برس گزرے جب آریا نہ سنسکرت نہ یونانی نہ لیٹن زبان بولتے تھے مگر اوسکو دیو پتر آسمانی بات کہتے تھے -

صفحہ ۲۲۴ - چار ہزار برس ہوے کہ آریا ہلسپانٹ کے کنارہ پر اوسکو ذیوس آسمانی باپ کہتے تھے (مراد یونانیون سے ہے) ہزار برس ہوے کہ آریا اٹلی کے اوس روشن آسمان کو دیکھتے تھے اور اوسکو جیٹپٹر کہتے تھے یعنی آسمانی باپ - اور ہزار برس ہوے کہ ہمارے اجداد تاریک جنگلون جرمنی مین آخر دفعہ ذیو اونکی زبان سے نکلا - مگر کوئی خیال کوئی نام ہمیشہ کیلئے ضائع نہوا -

لکچر ۵ - خیال غیر محدود کا اور قاعدہ کا -

صفحہ ۲۲۵ - ان لکچرون سے میری غرض یہ نہین ہے کہ کسی خاص قسم کے مذہب کی

تو بھلا یہ ممکن ہوگا ۔ کثرت ۔ یا وحدانیت کے خیال مین پڑنے سے اس امر کی تحقیق کافی ہے کہ اقوام مین کسطرح سے خدا کا خیال پیدا ہوا ۔

صفحہ ۲۶۶ ۔ ۲۶۸ ۔ ۲۹۹ ۔ ہندؤن کے مذہب پر غور کرنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اونمین تعدد ۔ یا وحدانیت عامہ کا خیال پیدا نہین ہوا ۔ بلکہ وحدانیت شخصی وہ چلے ۔ سورج ۔ چاند ۔ وغیرہ کو جدا جدا افعال کا فاعل سمجھتے تھے ۔ اور بالآخر مجموعی حالت پر اسی سے وہ نظر ڈالنے لگے ۔ ایک کو دوسرے پر فوقیت دیتے دیتے وحدانیت کے آثار پیدا ہونے لگے ۔

صفحہ ۳۰۴ ۔ پھر ایک دیوتا کو غالب اور دوسرے کو مغلوب کر کے الحاد کی صورت پیدا ہوئی ۔

صفحہ ۳۱۱ ۔ ۳۱۲ ۔ الحاد کی شکل کچھ کچھ بودہ مذہب مین نظر آتی تھی ۔ مگر درحقیقت وہ الحاد ایسا نہ تھا کہ جس سے قطعاً بطلان خالق کا ہو ۔

لکچر ۔ فلسفہ تہذیب مذہب

صفحہ ۳۱۸ ۔ جبکہ آریا ہند کا یہ خیال ہوا کہ اونکے سب دیوتا محض نام ہی نام ہین تو اوسوقت وہ اوس سے بالکل منحرف ہوجاتے جسکی کہ مدتہاے دراز سے پرستش کرتے تھے ۔ ایسا ہی خیال اہل یونان ۔ روم ۔ جرمن ۔ مین بھی دیوتاؤن کی بابتہ پیدا ہوا اگر مذہب عیسوی نے آکر انسان کے خیال مذہبی کو طمانیت دی ۔ ہند مین کوئی ایسا مذہب باہر سے آنیوالا نہ تھا ۔ جسکی وجہ سے برہمن اپنے دیوتاؤن کو چھوڑکر اوسمین پناہ لیتے ۔ اونھون نے بجاے اسکے کہ مثل یونانی ۔ رومی ۔ جرمنی کے پچھلے دیوتاؤن کو چھوڑکر نیا راستہ لیتے پرانی راہ پر چلنے لگے ۔ اگرچہ اونھون نے

کس طرح سے آریہ غیر محدود کو درخت۔ دریا۔ پہاڑون۔ سورج۔ چاند۔ رعد۔ بجلی۔
مین سمجھتے تھے اور اونمین وجود ایک شے کا خیال کرتے تھے جو نظر نہین آتے تھے۔ اور
بالآخر قدیم آریا اوس خیال پر یہانتک بڑھے کہ ایک باپ آسمانی کا خیال آیا۔
صفحہ ۲۴۳ لغایت ۲۴۴۔ ہندؤن کے دلون مین خیال گناہ۔ اور دوسری دنیا کا۔
اور غیر فانی ہونیکا تغیرات جو دنیا مین واقع ہوتے تھے اونکو دیکھکر اور خیالی دیوتاؤن
کو ذہن مین رکھنے سے پیدا ہوے۔
صفحہ ۲۴۲۔ انہین ہندؤن کے ذہنون مین خیال ایک قسم کے اصول اور قاعدہ کا
تغیر متواتر واقع ہونے سے آیا (اور اسیوجہ سے جب خیال مذہب جم گیا وہ ہمیشہ
کیلئے اونکے ذہنون مین جانشین ہوگیا۔

لکچر ۶۔

صفحہ ۲۶۱۔ اس امر کا خیال کرنا بالکل فضول اور غیر ضروری ہے کہ مذہب کا آغاز
وحدانیت یا تعدد وحدانیت سے ہوا۔ جسقدر کہ تعلق مذہب اہل ہند اور اہل
یورپ کا ہے یہ خیال بیکار ہے۔
صفحہ ۲۶۲۔ بجاے اسکے کہ عام مذاہب کو مذہب یہود کا بگڑا ہوا خاکہ خیال کرین
محققین کو چاہیئے کہ مختلف مذاہب کے تاریخی حالات ترقی کے دریافت کرین
اور اونکی ترتیب کرین۔ اور پھر اوسپر راے زنی کرین۔
صفحہ ۲۶۴۔ یہ نہایت ہی مشکل ہے کہ ابتدائی حالت مین وحدانیت کا خیال ہو
مثلاً اگر کسی مشنری سے کہیئے کہ دقیق اصول عیسائیت کے وحشی اقوام کو سمجھائے

۵ - فیہر ج پہلے سے لغویت مین اور بہی بڑہگیا ہے - وہ کہتا ہے کہ اپنے نفس کی محبت کرنا یہ دنیا کا عام قانون ہے - اور ہر قسم کی محبت مین داخل ہے - اور مذہب سے جابجا اسکی تصدیق ہوتی ہے -

۶ - بالآخر مصنف اپنی یہ راے ظاہر کرتا ہے - ایمان ایک مذہبی قوت انسان مین ہے جسکے سبب سے ہم مذہبی اغراض سمجہتے ہین - اس تعریف سے اور بہی ابہام پیدا ہوگیا - بغیر ایمان کی تعریف کے مذہب سمجھ مین نہین آسکتا -

لکچر دویم - قابل گرفت کے اشیا ر موجودات سے آغاز مذہب کا ہوا - اس لکچر مین مصنف نے وحشی اقوام کے مذہب کا حوالہ دیاہے کہ وہ ہڈی - پتھر - ہتیار - کی پرستش کرتے تھے - اور بعض کا خیال ہے کہ یہی ابتدائی حالت ہر مذہب کی ہوتی ہے - یہ محض استنباط ہے اور حجت بلا ثبوت ہے - خود مصنف نے صفحہ ۱۰۹ مین لکھا ہے کہ مسٹر وٹیس کی راے یہ ہے کہ یہ چیزین وحشی اقوام مین مذہبی پیرایہ سے پرستش نہین ہوتین - واقعی یہ راے صحیح ہے - ہندوستان مین کایتھ کی اقوام مین قلم دوات کی پوجا ہوتی ہے - اور یہ قوم خدا کو مانتی ہے - بوجہ اسکے کہ اس قوم کا پیشہ نوشت وخواند کا ہے اور قلم دوات ذریعہ نوشت وخواند کا ہے اسلیئے اوسکا ادب اور تعظیم کرتے ہین اور اوسکے اوصاف کے اظہار کیلیئے سال مین ایک وقت معین کرلیا ہے مہذب اقوام مین بہی دستور ہے کہ نامور اشخاص کی استعمالی اشیا ربطور یادگار کے رکہتے ہین جو اور ایک وقت معین پر اونکی نمائش کرتے ہین - ایسی یادگارین تبرکا وحشی قومین بہی رکھتی ہونگی - یہ ہرگز بنیاد مذہب کی نہین ہوسکتی - بالآخر خود مصنف بہی صفحہ ۱۳۳ مین لکھتا ہے کہ وحشی اقوام سے آغاز مذہب کا ثابت ہونا مشکل ہے - لہذا اگر یہ

پُرانے نام ترک کئے مگر جس اعتقاد سے کہ اونہین وہ نام رکھا تھا وہ نہ چھوڑا۔ پُرانے دیوتاؤن کی قربانی گاہ خراب اور ویران کر کے اونہین پریشان مصالحہ سے نامعلوم اور حاضر ناظر کے نام قربانی گاہ بنائین ۔

مین نے اس محقق کے سات لکچرون کا انتخاب کیا ہے ۔ اور ہر ایک لکچر کی بابت علٰحدہ بحث ہوگی ۔

لکچر اول ۔ اس مین تعریفات مذہب بموجب اقوال حکمار کے بیان کی ہین اور آخر مین اپنی رائے سے تعریف لکھی ہے ۔ انمین ایک تعریف بھی واقعات مذہب سے منطبق نہین ہوتی ۔

۱ ۔ کانٹ کہتا ہے کہ مذہب اخلاق ہے ۔ بیشک اخلاق بھی ایک جزو مذہب ہے مگر محض اخلاق پر مذہب کا انحصار نہین ۔ مذہب مین مقدم توحید ہے ۔ اوس سے اخلاق سے کیا تعلق ہے ۔

۲ ۔ فجٹ تعریف مذہب کی یہ بیان کرتا ہے ۔ مذہب اپنے نفس کے خیال کرنیکی قوت دیتا ہے اور بڑے بڑے معمہ کھولتا ہے اور دل کا اطمینان اور دماغ کی صفائی پیدا کرتا ہے ۔ یہ ذکر مذہب کی تاثیرات کا ہے ۔ یہ واقعات مذہب نہین ہین ۔

۳ ۔ شلرمسر مذہب کی بابت یہ کہتا ہے کہ مذہب کلیتًا بھروسہ کرنا ایسے پر ہے کہ جو ہمارے لئے تجویز کرتا ہے مگر ہم اوسکے لئے کچھ تجویز نہین کر سکتے ۔ یہ تعریف مذہب کی نہوئی ۔ بلکہ اعتراضًا یہ مذہب کا نقص ظاہر کیا جاتا ہے ۔

۴ ۔ کامٹی یہ کہتا ہے کہ انسان خود اس لائق ہے کہ مذہبی پرستش اُسکی کیجائے نہ یہ کہ اور کی کرے ۔ یہ بھی ایک لغو اعتراض ہے ۔ اور مضحکہ اوڑانا ہے ۔

نیم محسوس جو حس و ادراک کے اندر ہے اوسکی پرستش کی - بعد ازان غیر محسوس جنکو
دیکھ سکتے تھے یا سُن سکتے تھے اونکو دیوتا بنایا - اور ان دیوتاؤن کو دنیا پر محیط سمجھا -
بعد ازان ایک دیوتا یعنی خدا سب پر محیط سمجھنے لگے - یہ سب ترقی حس و ادراک کے
ذریعہ سے ہوئی - اسلئے اسپر اعتراض وارد نہین ہوسکتا -
لکچر نمبر ۵ - ۶ - ۷ - کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کے ذہن مین ابتدا ءً خدائے غیر محدود کا
خیال قائم نہین ہوا - بلکہ درجہ بدرجہ حس و ادراک کے ذریعہ سے ترقی کرنے مین یہ
مرحلہ نیم محسوس طے کرنا پڑا - اور اس مرحلہ پر پہونچکر ایک آسمانی باپ قرار دینا پڑا -
مصنف کا یہ محض خیالی منصوبہ ہے - اور واقعہ کے خلاف ہے - اور یہ درجہ بدرجہ ترقی
قیاس مین نہین آتی - مذہب مین تجربہ داخل نہین ہے بلکہ عقیدہ ہے اور عقیدہ
مین درجہ بدرجہ ترقی اختیاری نہین محض اتفاقی ممکن ہے -
رگ وید سب سے قدیم ہے اوس مین جہان سیارون کی تعریف ہے وہان خدا واحد کا
بھی ذکر ہے - (دیکھو انتخاب آریہ)
پس ایک ہی زمانہ مین خدائے واحد کا خیال ہندؤن مین تھا اور اوسیوقت مین سیارون
کی بھی وہ تعظیم کرتے تھے - تو نتیجہ یہ ہے کہ یا ایک ہی گروہ دونون قسم کی پرستش کرتے
تھے یا یہ ہوسکتا ہے کہ خواص خدا پرست تھے عوام کواکب پرست تھے - مگر یہ نتیجہ نہین
ہوسکتا کہ اول کواکب پرست تھے بعدہ خدا پرست ہوئے - یہی محقق اپنے لکچر و مین
خود فرما چکے ہین کہ فلسفی اور آزاد خیال والون کی یہ رائے ہے کہ انسان غیر محدود کو
نہین سمجھہ سکتا اور تمام مذاہب کی بنیاد اسی پر ہے کہ مذہب کا مدعا (یعنی خدا)
انسان کی سمجھ سے باہر ہے - باوصف اسکے ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ اسوقت

مذہب کے نشو نما پر بحث کرونگا - اس مذہب کے حالات کثرت سے ملتے ہین مصنف نے
باقی لکچرون مین آریہ مذہب سے بحث کی ہے -
لکچر سویم - مین وید کے فروغ کے چار درجہ قرار دئے ہین -
۱ - سترا عہد ۵۰۰ برس قبل عیسٰی - اس زمانہ مین برہمنون کا علم یکجا ہوا -
۲ - عہد برہمنان ۶۰۰ برس قبل عیسٰی لغایت ۸۰۰ قبل عیسٰی قربانیون کی تشریح ہے -
۳ - عہد منترا - ۸۰۰ برس قبل عیسٰی لغایت ۱۰۰۰ قبل عیسٰی چارون وید یکجا ہوے -
۴ - عہد کہانڈا ۱۰۰۰ برس قبل عیسٰی -
جب قربانیون کا فروغ ہوتا جاتا تہا -
لکچر چہارم - مین یہ بحث ہے کہ کائنات مین تین قسم کی اشیاے ہین دو انسان کی
گرفت مین کم و بیش آتی ہین - تیسری گرفت سے باہر ہے -
۱ - محسوس مثل ہڈی - پتھر - کوڑی - جانور وغیرہ -
۲ - نیم محسوس - زمین - پہاڑ - دریا - درخت وغیرہ -
غیر محسوس - ہوا - ابر - آسمان - رعد - سورج - چاند - ستارہ - صبح - شام -
مصنف کی راے یہ ہے کہ اول قسم کی اشیار کی بابت بعض کا خیال ہے کہ انکی قدردانی
محض صنعت کے خیال سے ہے - بعض کی راے ہے کہ یہ آغاز مذہب کا ہے - دوسری
قسم کی اشیار نیم محسوس کی بابت مصنف کی راے ہے کہ اونکو آریہ - یونانی پرستش
کرتے تھے - اور اونکو دیوتا سمجھتے تھے - اور ان دیوتاؤن کے ہاتھ مین نظام عالم تہا
اور وہ سب پر محیط تھے - اس خیال کی ترقی ہوئی اور پھر یہ سمجھنے لگے کہ کوئی ایک
ایسا دیوتا ہے جو سب پر محیط ہے یعنی خدا کا خیال قائم ہوا - مطلب یہ ہے کہ اول

اونکو داخل ہونا چاہیئے - یعنی دروازہ حس وادراک سے - اور جو امدد روازہ سے داخل ہو خواہ وہ دروازہ الہام ہو - خواہ وہ دروازہ فطرتی عقل مذہبی ہو وہ غلط ہے -

اس بیان سے ظاہر ہے کہ جو رہنما الہام کے ذریعہ سے خدا کے وجود کو تسلیم کرتے ہین اور اوسکا اعلان کرتے آئے ہین وہ خدا پرستی کی تعریف مین نہین آتے کیونکہ درجہ بدرجہ ترقی نہین کی - صاحب ممدوح نے جو نتیجہ مذہب اہل ہند کے نشو و نما سے نکالا ہے یہ نتیجہ اوسیوقت صحیح ہو سکتا ہے جب اہل ہند کی ابتدائی حالت بھی مان لیجاے جو اس لکچر مین ظاہر کی ہے - مگر اہل ہند کو تمام یورپ آریا قوم کی ایک شاخ سمجھتا ہے اور یہ قوم جسوقت متفرق ہوئی اوسوقت اس قوم مین تہذیب قدیم تھی اور سلطنت بھی قائم ہو چکی تھی - اور قبل متفرق ہونیکے یزدان پرستی اس قوم مین تھی - اور سیارے اور آگ قبلہ نماز تھی اور یہ امر مضامین سابق مین ثابت ہو چکا ہے - تو ہند مین اگر جو انقلاب مذہبی خیالات مین ہوا اوسکو ابتدائی حالت نہین کہ سکتے - علاوہ اسکے مذہب خواہ علمی اور فلسفیانہ طریقہ سے ثابت ہو یا نہو یہ حس وادراک سے پیدا نہین ہوا -

مذہب اہل دنیا کی خواہشات نفسانی کی اندرونی روک ہے - اور بیم اور رجا اوسکے آلہ ہین - جنسے انسان کی خواہشات پر ہر وقت اور ہر جگہ اثر پہونچتا ہے - جہان شاہی احکام کا اثر نہین پہونچتا - وہان مذہب کا اثر موجود ہوتا ہے - مذہب سے انسان اپنی کمزوری پہچانتا ہے بادشاہ کا وہ مقابلہ کرے - مگر مذہب کا وہ مقابلہ نہین کر سکتا - اور اپنے آپ کو بے حقیقت سمجھتا ہے - مذہب سے ہی

تو تمام دنیا کے فلسفی اور صاحب مذہب یہ کہہ رہے ہین کہ انسان غیر محدود کو نہین سمجھ سکتا مگر چار ہزار برس پہلے انسان موجودات کی پرستش کرتے کرتے غیر محدود کو سمجھ گیا۔ اور اوسپر پورا بھروسہ اور یقین بھی ہوگیا۔ اور اوسکی عبادت بھی کرنے لگا۔ حالانکہ نہ وہ حس وادراک مین آیا اور نہ ظاہری نفع جیسا سورج چاند وغیرہ سے ہوتا تھا وہ ظاہر ہوا۔

خدا پرستی محض آخر سبب فرض کر لینے سے نہین ہوتی۔ موجودات مین سیارون کی پرستش شروع ہوئی تو اونکے تاثیرات کے اعتقاد سے ہوئی یا یہ کہ وہ ایرانیون مین قبلۂ نماز تھے انسانونکی پرستش ہوئی تو اونکے ناموری کے باعث ہوئی۔ برہما۔ بشن مہیش کے پرستش شنکراچارج۔ اور راما نند وغیرہ بزرگون کے اعتقادات اور ہدایت سے ہوئی۔ (بت پرستی کا مضمون لائق ملاحظہ ہے)۔

اس یورپین محقق پر تعجب ہے کہ ایک مذہب کے نشو نما کا فرضی منصوبہ قائم کرکے یہ اصول بنا دیا کہ درجہ بدرجہ بت پرستی سے ترقی کرکے خدا پرست ہوے ہین۔ یہ منصوبہ صرف اس غرض سے بنایا ہے کہ حس وادراک سے مذہب کا پیدا ہونا ثابت ہوجاے اور بالآخر ڈارون کا مسئلہ ارتقا اوس مین داخل کرکے فلسفہ خدا پرستی کی تکمیل کردیجاے اور یہ نہ سوچا کہ رہنمایان مذہب اہل کتاب نے جو خدا پرستی بتلائی ہے وہ صریح اس فرضی اصول کے خلاف ہے اوس مین پیوند کیسے لگایا جائیگا۔ ہان یہ سوچا ہوگا کہ انکو مقلد آریہ کا بنا دینگے اور ان رہنماؤن کیلئے کہدینگے کہ خدا کو سن سنا کر خود ادعا کیا۔ اس فرضی منصوبہ پر یہانتک اس محقق کو وثوق ہے کہ لکچر نمبر ۵ کے صفحہ ۲۲۹ مین یہ لکھتے ہین۔ ہم یہ کہہ چکے ہین کہ جملہ قسم کے علم اگر علم کا اطلاق اونپر ہو۔ دو دروازون سے

مذہب جبکہ انسانی ضرورت سے ظاہر نہین ہوا - اوسکی قدامت اور متواتر مختلف قومونمین خدا کا تصور
قائم ہونا بجز اسکے کہ یہ فطرت کی ودیعت ہو - دوسری صورت قیاس مین نہین آتی -
یہانتک جرح قدح لکچر کے ہر جزو پر ہوئی - اور اوسکے ضمن مین مذہب کی تشریح بہی ہوگئی اب عموماً سر سید
اور مسٹر میکس میولر - کی رائے کا موازنہ کرکے نتیجہ نکالا جائیگا - مینے دونون محققون کے حالات اور
رائے پر خوب غور کیا اور مین اس نتیجہ پر پہونچا ہون کہ سر سید کا خیال مذہب کے حقیقت کی
طرف گیا ہے - چونکہ وہ ضمنی بحث تہی اسلیئے اوسکی تکمیل نہین کی اور سرسری طور پر ختم کیا اور
یورپین محقق مسٹر میکس میولر کے لکچر کا موضوع یہ تہا - تمکو یہ جاننا چاہئیے کہ مذہب کسطرح ممکن ہے -
کسطرح سے انسانمین مذہب داخل ہوا - اور مذہب کیا ہے اور کیسے ہوا (صفحہ ۲۲۵) صاحب ممدوح لکچر
شروع اسطرح کرتے ہین - ہم یہ کہہ چکے ہین کہ جملہ قسم کے علم اگر علم کا اطلاق اونپر ہو دو دروازون سے
اونکو داخل ہونا چاہیئے - یعنی دروازہ حس اور دروازہ ادراک - اور جو اور دروازہ سے خواہ وہ دروازہ
الہام ہو - خواہ وہ دروازہ فطرتی عقل مذہبی کا ہو وہ غلط ہے - (ص ۲۲۶) - اس سے ظاہر ہے
کہ بغیر مذہب کے حقیقت کی جانچ کرینگے کہ وہ کس راہ سے چلتا ہے اپنا راستہ خود اختیار کرلیا
اور اوسی پر چلا یا یعنی موجودات پرستی سے خدا پرستی پر پہونچا یا - مینے خدا پرستی - اور بت پرستی
کی بحث مین یہ ظاہر کیا ہے کہ اصلی مذہب خدا پرستی ہے - اور بت پرستی ابتر حالت مذہب کی ہے
اور خدا پرستی کا وجود بغیر رہنما اور الہام کے ممکن نہین - اور رہنما مین خاص فطرت مذہبی ہے - اور
عوام مین مادہ نمایش مبدا اور معاد کا ہے - یعنی یہ کہ کہان سے آئے اور کہان جائینگے - خاص فطرت کے
فیضان کا اثر عام پر پڑنے سے مذہب پیدا ہوا -
انسان اوسی کام مین ترقی کرسکتا ہے جو اوسنے بنایا یا ایجاد کیا ہو - مذہب انسان کا بنایا ہوا نہین ہے -
مذہب بنایا یا نہیں رہنما کے ذریعہ سے اُسکو پہنچا ہے - یہ قانون قدرت رہنما کو خاص فطرت ہونیکے سبب سے

انسان ایسا مضبوط ہوتا ہے کہ تمام دنیاوی سامان جہان اوسکی مدد نہین کرسکتے مذہب اوسکو ایسا قوی کردیتا ہے کہ آفت سب آفت اور مصیبت کو وہ آسانی سے برداشت کرتا ہے۔ یہ ہرگز حس وادراک کا کام نہین ہے۔ جہان تک آثار ظاہری پر بڑہنے کا تعلق ہے ہم بالکل سپنسر ہیولر سے متفق ہین۔ مگر آخر پر جو روکنے کا سبب نامعلوم قدرت پر ہے اوس سے ہم کیا سب ذی ہوش انکار کرینگے۔ کیونکہ اس نامعلوم قدرت کا ظاہری انتفاع کچھ نہین۔ اور اگر محض فرض کرلینا ہمارا مقصود ہوتا تو کیون نہین چاند۔ سورج۔ بجلی۔ رعد۔ پرندے کے وہ بظاہر سب مخلوقات مین بڑے تھے۔ اور ذی منفعت باہیبت اور باجاہ وجلال۔ اور شان وشوکت کے تھے جب ایسی عظیم الشان قدرتون پر ہمارا ٹھکانا نہوا۔ اور انکو بھی ہمنے چھوڑا تو منطقی نتیجہ یہ ہے کہ ہم لامذہب اور ملحد اور دہریہ اور محض فلسفی ہوتے۔ خداپرست بے کرشمہ دیکھے ہونا محال تھا۔ کیون ان ظاہری اشیاء کو چھوڑکر ایک بیجان اور بے ٹھکانہ شئے قبول کرتے۔

مذہب کا داخل انسانی معاشرت ہونا ابتدای سے ثابت ہے۔ مذہب مجوس۔ بابل۔ مصر مین ابتدا ہی سے خالق کائنات کا خیال اور اوسکی پرستش ہوتی تھی۔ قدیم قومون مین جسقدر تخیل کو دخل بوجہ ناتجربہ کاری کے تھا اوسی قدر متعصب بھی تھین۔ ان قومون مین خدا کا خیال جم جانا ممکن نہ تھا۔ بغیر اسکے کہ اوس قدرت کے ظاہری کرشمہ کسی ذریعۂ مستقل یعنی رسالت سے نہ پہونچتے۔ نجوم بالعموم قدیم قومون مین تھا مگر نجوم کے اتفاقیہ عمل سے اوسکی مضبوطی انسان کے دلون مین ہوتی محض ایک صانع فرض کرلینے سے متواتر اوسپر انسان کا بہارہنا قیاس مین نہین آتا۔

حصہ سوم

نمبر ۱

مذہب کا آغاز کیسے ہوا

مذہب کی دو قسمین ہین - خداپرستی - بت پرستی -
ان دونون قسمون پر پہلے بحث ہوچکی ہے - اور یہ قرار پایا ہے کہ خداپرستی
اصل مذہب ہے اور مقدم ہے اور افضل ہے
اور بت پرستی بگڑا ہوا مذہب ہے - اسلئے اس مضمون مین صرف خداپرستی کے
آغاز ہونے پر بحث ہوگی - اور وہی اصل مذہب ہے - مذہب یا خدا کے وجود کو
دو قسم کے انسانون نے ظاہر کیا ہے اور اوسیوقت سے مذہب کا آغاز ہونا
تسلیم کیا جاتا ہے - سب سے متقدم بانیان مذہب ہین - اونکی زندگی کے حالات پر
غور کرنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اونکا مدعائے زندگی یہی ایک کام تھا اور یہی
کام کے لئے وہ مخلوق ہوے تھے اور اوسکی اشاعت تاحیات کرتے رہے اور
اسی مین خاتمہ ہوا -
دوسرا گروہ بزرگان دین کا ہے کہ اونکے دلون مین خدا کا خیال مرتکز ہوا - اور
وہ اوسکی تلاش مین سرگردان رہے - بالعموم اشاعت مذہب انکا مدعا نہ تھا -
اپنا ذاتی ولولہ اور شوق تھا جسکے سبب سے وہ مرکز کی تلاش مین بیچین تھے

منکشف ہوا۔ اور اوس نے اپنے ہمچشموں پر اوسکا اعلان کیا۔ یہ اصل مذہب ہے۔ رہنما کے بعد جو ابتری
پیدا ہوئی اور قانون قدرت بگاڑا گیا یہ انسانی کام ہے۔ اور یہ بت پرستی ہے۔ اسی کی اصلاح کیلئے
رہنما یکے بعد دیگرے ظاہر ہوتے رہے۔ مسٹر میکس میولر کا یہ فرضی منصوبہ کسی طرح سے نہین سلجھتا۔
ایک طرف تو یہ کہتے ہین کہ محسوس و نیم محسوس جو نفع رسان یا ہیبت ناک تھے اونکی پرستش کرنی
شروع کی۔ پھر غیر محسوس کی طرف عروج ہوا۔ اور بالآخر خدا تک پہونچے۔ اگر یہی واقعیت کا
تسلیم کیا جاے تو یہ امر تسلیم کرنا لازمی ہوگا کہ انسان مین ایک خاص شے کی تلاش کی
فطرت تھی۔ اوسکو وہ ہر جگہ تلاش کرتا تھا۔ اور ناکام رہتا تھا بالآخر منشاے تلاش۔
(یعنی خدا) پر پہنچکر رک گیا۔ مگر اس رکنے اور اطمینان حاصل ہونیکے لئے کوئی بڑی وجہ چاہئے
مگر محقق کے بیان مین ہم کچھ نہین پاتے۔ وہ وجہ خاص فطرت (یعنی رہنما) ہے جسنے
شہادت دی کہ خدا ہے۔ اور مین خدا کا حکم لایا ہون۔ اور اس رہنما کے افعال اور عادات
اور بے نفسی نے سب کے دلونمین تاثیر پیدا کی۔ یہ حقیقی کڑی زنجیر کی محقق لگانا بھول گئے۔
رہنما سے پہلے جو کچھ عمل تھا وہ مذہب نہ تھا۔ وہ مادہ تلاش مذہب کا تھا۔ رہنما نے اگر ٹھیک طور سے بتایا۔
اور اس پر تشفی ہوئی۔ مذہب کی علت غائی دنیا اور عاقبت ہے۔ اس دنیا مین انسان اپنی اصلاح دوسری
دنیا کیلئے کرتا ہے۔ دنیا مین وہ ذمہ دار اور مواخذہ دار امور مذہبی کی وجہ سے قرار دیا گیا ہے اور عاقبت
مین اسکا ثمر ملیگا۔ علاوہ اسکے اس دنیا مین بھی اتحاد باہمی یعنی تمدن کیلئے مذہبی امور فائدہ مند
ہین اسلئے یہان بھی اونکی ضرورت ہے۔ یہ حقیقی مسئلہ ارتقا ہے جو مذہب نے ظاہر کیا ہے
سواے مذہب کے جو عقلی نظام ہے انسان خود نفع نقصان اپنے فعل سے اوٹھاتا ہے اور اوس سے
وہ تمدن بناتا ہے۔ مذہب قانون قدرت ہے وہ انسان کی حالت کی مناسبت سے اوسی داخل ہوتا ہے
انسان اوسمین اضافہ نہین کرسکتا۔ اور جب انسانی راے داخل ہوتی ہے تو وہ بگڑتا ہے۔

رہتا ہے۔

(سوانح عمری سری کرشن)

ماخوذ از کتاب بابو منمتہ

تخمیناً چار ہزار برس پہلے ممالک متحدہ کے مشہور شہر متھرا مین قدسی صفات سری کرشن مہاراجہ نے ظہور فرمایا۔ اُسوقت متھرا کا حکمران راجہ کنس تھا اوسکے ظلم اور بیرحمی اور ناانصافی سے رعایا اوس سے نفرت کرتی تہی اور اسوجہ سے وہ خود بہی خائف رہتا تہا۔ اوس نے اِس امر کے دریافت کرنے مین سعی کی کہ اوسے کس شخص سے ضرر پہونچنے کا اندیشہ ہے جب اوسکو نجومیون سے معلوم ہوا کہ اوسکی بہن دیوکی کا آٹھوان فرزند اوسکا قاتل ہوگا تو اوس نے اپنی بہن دیوکی کو اور اوسکے شوہر باسدیو کو اپنے محل مین قید رکھا اور اونکے سات بچے یکے بعد دیگرے قتل کئے آٹھوین دفعہ ایک حسین صاحب جمال فرزند دیوکی کے بطن سے پیدا ہوا۔ باسدیو نے راتون رات اوس لڑکے کو موضع گوکل جو گوالون کی بستی تہی وہان لیجا کر اپنے دوست آنند اور اوسکی زوجہ جسودہ کے سپرد کیا جسودہ نے باسدیو اور دیوکی کے نورِ بصر کو بڑی شفقتِ مادری سے دودہ پلایا اور نند نے بہت احتیاط سے اوسکی پرورش کی اِس جادون خاندان کے شاہزادہ نے گوکل مین گوالون کے بچونکی طرح نشوونما پایا۔ اِس لڑکے کا نام اوسکی مان کنہی کہہ کے پکارتی تہی اور گوالون مین اوسکا نام سری کرشن مشہور تہا۔

سری کرشن نے جب ہوش سنبہالا تو گلہ بانی کی خدمت اوسکے سپرد کی گئی اور سری کرشن کو کسی علم و ہنر سے بہرور نہ تہے بالنسلی بجانے مین ید طولے رکھتے تہے۔ گوکل کے سب

اور مرشد کی رہنمائی سے وہ منزل مقصود پر پہونچے
پہلا مقدس گروہ قدرتی مادہ کا اظہار کرنے والا دوسرون کے فائدہ کے لئے تھا۔
دوسرا برگزیدہ گروہ اپنی پیاس بجہانے کے لئے تہا۔ یہ اسرار حقیقت کا متلاشی تہا۔
وہ اسرار سے فیضیاب تہا۔ ان دونون مین متقدم پہلا قدسی صفات فرقہ ہے اور
دوسرا اوسکا ضیمہ ہے۔ پہلے کو تقدیم اسوجہ سے ہے کہ یہ قدرت عام مخلوق کی
فائدہ رسانی کے لئے ہے۔
بانیان مذہب کی مختصر سوانح عمری ظاہر کرنا واجب ہے کیونکہ اسی سے اونکی
حقیقت روشن ہوتی ہے۔ اور بزرگان دین کا طریقہ عمل بیان کرنے سے اونکی کیفیت
کہلتی ہے۔
اسلئے اس مضمون کے دو حصہ کئے گئے۔
اول حصہ بانیان مذہب کی سوانح عمری کا ہے۔
دوسرا حصہ بزرگان دین کا طریقہ عمل ہے۔

اول حصہ مین
۱۔ سری کشن
۲۔ زردشت
۳۔ گوتم
۴۔ حضرت رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
کی سوانح عمری درج کیجاتی ہے۔ انکی سوانح عمری مذہب کی عکسی تصویر ہے۔ اور
اسی سے مذہب کے آغاز ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ اور یہی سوانح عمری معیار صداقت

موقع پر سریکرشن نے بالکل نیا مذہب تعلیم کیا اور اوس مذہب کے خلاف وعظ کہا جو اوسوقت بڑی قدر کی نگاہوں سے دیکھا جاتا تہا - اِس نئے وعظ نے اون لوگون کے دلی مقاصد کو بالکل پلٹ دیا اور اونہین قدرت پرستی کیجانب رغبت دلائی -
سریکرشن نے فرمایا کہ انسان کی ہستی اوسکے اعمال کا لب لباب ہے - انسان کی پیدائش راحت مصیبت نیکی بدی سب اوسکے اعمال پر منحصر ہے - انسان سے اعمال سرزد نہون تو اوسکو سزا جزا کسی قسم کی نہین مل سکتی دنیا مین اگر کوئی شے اعلےٰ اور برتر سمجہی جائے تو وہ صرف اعمال ہو سکتے ہین - اندر کی پرستش فعل عبث ہے - اوسکے اختیار مین کچہہ بہی نہین - کل عالم قدرت کاملہ سے وابستہ ہے اور قدرت خالق اکبر کا فعل ہے اسلئے وہ چیز جو ہمین زندہ رکہتی ہے قابل پرستش ہے - گائین ہماری وجہہ معاش ہین یہ چراگاہ اور سامنے والی پہاڑی ہماری گاؤن کی پرورش کا ذریعہ ہے - ہم کو اونہین کے واسطے قربانیان کرنی مناسب ہین - اندر کی پرستش فضول ہے -
سریکرشن بالکل کم سن تہے مگر ان لوگون کے دل پر اونکی محبت اور عظمت کا نقش کچہہ ایسا مرتسم ہو گیا کہ وہ روحانی بہبودگی کے لئے اپنی قدیمی مذہب کو پامال کر کے سریکرشن کے پیرو ہو گئے اور اونکے گووردہن پہاڑ پر جا کر قدرت کاملہ کی پرستش مین مشغول ہوئے راجہ کنس نے اس واقعہ کی سُن گُن پائی تو اوسے بہت اندیشہ ہوا اسلئے اوس نے سریکرشن کو دغا سے قتل کرنے کا قصد کیا - اور ایک شخص اکرور متہرا مین رہتا تہا اوس سے سریکرشن سے بہت اتحاد تہا راجہ کنس نے اوسے اپنے دربار مین طلب کر کے بڑی تعظیم اور توقیر سے استقبال کیا اور بہت سی تحائف دیکر کہا کہ اے نیک مرد ہم نے سنا ہے کہ سریکرشن ہماری ہمشیرہ زادہ ہین ہماری غیرت نہین چاہتی

مرد زن اونہین از حد پیار کرتے تہے مگر اس بے انتہا محبت کا سبب سمجہہ مین کسی کے نہ آتا تہا۔ سری کرشن سیدہے سادہے نہ تہے بلکہ بے انتہا شوخ وشریر اور چلبلے تہے گوکل کے رہنے والے کچہہ ایسے ان پر گرویدہ ہورہے تہے کہ کبہی حرف شکایت زبان پر نہ لاتے تہے۔

سری کرشن اپنے ساتہیون کے ہمراہ گائین لیکر چراگاہ کو جاتے اور جسو دہ کہانا اونکے ساتہہ دیتی۔

سری کرشن اپنے ساتہیون کے ساتہہ طرح طرح کے کہیل کہیلتے اور نئے نئے کہیل ایجاد کرتے سری کرشن نے اپنے لڑکپن کے زمانہ مین اکثر معجزنما اور فوق العادت باتون کا اظہار کیا اور بہت سے خون خوار جنگلی درندہ مارے۔

رفتہ رفتہ سری کرشن دائرہ محبت کے مرکز ہوگئے۔ اونہون نے اپنے لئے فرحت اور انبساط کی ایک نئی دنیا پیدا کرلی تیرہوان سال شروع ہوتے ہی اونہون نے گوکل کی کل دوشیزہ لڑکیون کو لبہا لیا۔ ان کی حسن خوبی خوش مزاجی اور محبت اور جادو بہری بانسلی کے سحر فن تانون کی بدولت وہ ان پر بے اختیار فریفتہ ہوگئین برسات مین جہولے ڈالے جاتے۔ اور موسم بہار مین گلال اور عبیر کے قمقمون سے ہولی کہیلی جاتی۔ گوکل کی سب گوپیان اور گوال ان دونون تقریبون مین شریک ہوتے تہے۔ ایک مرتبہ سری کرشن نے رقص دائرہ کا ایک بڑا جلسہ قرار دیا خزان کی پورن ماشی کی شب ماہ مقرر ہوئی۔ اس ہی دل کش نظام اور اس ہی سہانے وقت مین یہ رقص کا جلسہ بڑی شان وشوکت سے منعقد ہوا۔ قرب وجوار کی تمام حسین نوجوان گوپیان اس رقص مین شریک ہوئین۔

ایک دن گوکل کے سب بزرگ ایک بڑے مجگ کی تیاری مین مصروف تہے اس

تشفی دی اور اونکے پاؤنپر سر رکھکر معافی مانگی پہر شاہی جلوس سے کنس کی تجہیز وتکفین کا حکم دیا اور راجہ اوگرسین تخت پر بٹھیا ۔ سری کرشن نے اسکے بعد تحصیل علم کے لئے سندی پنشی کے پاس جانی کی تیاری کی ۔ یکایک انکی طبیعت مین ایسا تغیر واقع ہوا کہ سب کو کمال حیرت ہوئی ۔ اونکے ہمجولی لڑکے جب اونکے دربار مین حاضر ہوے تو اونہون نے بڑی سنجیدگی کے ساتہہ کہا کہ گوکل کی بود و باش کا زمانہ ختم ہوگیا اب تم ہمکو اپنا لنگوٹیا یار نہ سمجھو اور پیشوا سمجھو ۔ جسطرح سے ہم مختلف تفریحون سے گوپیون کا جی بہلاتے تہے اوسی طرح تم بہی اونہین خوش رکہنے کی کوشش کیا کرو ۔ اب یہی مناسب ہے کہ تم گوکل واپس چلے جاؤ ۔ آج سے ہم کو اپنا بادشاہ اور حکمران جانو ۔ جسوقت گوپیان آنسو بہاتی اونکے دروازہ پر آئین تو اونہون نے بکمال متانت اونسے واپس جانے کو کہا اور جب اونکی مان جسودہا اور باپ نند اونکے دیدار کو آئے تو اونہون نے نہایت ادب سے التجا کی کہ اب سے آپ مجہے اپنا فرزند تصور نہ کرین ۔ بلکہ جادون خاندان کا شاہزادہ اور اپنا موجودہ فرمان روا مانین ۔ سندی پنشی کے مکان پر سری کرشن نے علوم فلسفہ الہیات اور سیاست مدن اور اصول حکمت کی تعلیم پائی اور فنون سپہ گری بہی حاصل کئے اپنی فطری قابلیت کے سبب سے سری کرشن چند ہی سال مین علوم مروجہ الوقت مین یگانہ آفاق اور فنون سپہ گری مین طاق ہوکر شہر متہرا کو واپس آئے ۔

اونکی غیبت مین راجہ جراسندہ نے متہرا پر چڑہائی کی ۔ اسکی دو بہنین راجہ کنس کے ساتہہ منسوب تہین وہ سری کرشن کی سخت شاکی ہوئین اسبات پر جراسندہ کو طیش آیا اور بیشمار سپاہ سے متہرا پر دہاوہ کیا مگر سری کرشن بہت جلد پہونچ گئے اور غنیم کو جادون سلطنت سے مارکر نکال دیا ۔ جراسندہ نے متواتر متہرا پر سترہ حملہ کئے مگر ہر مرتبہ شکست پائی ۔

کہ وہ ایک گھوسی کے لڑکے بن کر رہین - یہ بہی سنا ہے کہ سری کرشن کو تمسے محبت ہے -
پس تم ہی اونکو سمجھا بجھا کر باعزاز تمام ایوان شاہی مین لے آؤ -
یہ شاہی پیام لیکر اکرور گوکل مین پہونچا سب کو سری کرشن کی قدر افزائی کی جسقدر خوشی
تہی اوسیقدر رنج وصدمہ اونکی مفارقت نے دیا تہا -
سری کرشن نے رخصت کے وقت سب کی تسلی تشفی کی اور وعدہ کیا کہ ہم بہت جلد
واپس آئینگے - راجہ کنس نے نہایت شفقت اور مہربانی سے سری کرشن کی آؤ بہگت کی
اور اونکی آمد کی خوشی مین طرح طرح کی تفریحونکا انتظام ہوا - ان کہیل تماشون مین ایک
مشت زنی کی لڑائی بہی تہی - اسمین سری کرشن سے بہی شرکت کی درخواست کی گئی
راجہ کنس نے خفیہ طور پر سری کرشن کی ہلاکت کے لئے مفسدون کو اشارہ کردیا تہا
سری کرشن فوراً تاڑ گئے اور ادہر حاضرین جلسہ بہی اس ارادہ سے واقف ہوگئے -
سری کرشن نے مشت زن کو بڑی آسانی سے ہلاک کیا اور اوسکے بعد راجہ کنس پر
حملہ کیا اور آن کی آن مین اوسے بہی جہنم واصل کیا - آخر کار اہل متہرا نے متفق الراے ہوکر
سری کرشن کو تخت پر بٹہیانا چاہا - اونہون نے کہن سال راجہ اوگرسین کو جو قید تہا طلب کیا
اور کہا مجہے سلطنت کی حاجت نہین مجہے تو گوکل کی رمنون مین رہنے کے سوا کوئی
بات بہلی نہین معلوم ہوتی - مین نے تمہارے فرزند کو تخت وتاج کی طمع سے نہین قتل کیا ہے
اوسکی بدکرداری حد کو پہونچ گئی تہی اور ظلم وتعدی رعایا پر کرتا تہا مین نے صرف رعیت کے
حفظ وامن کی غرض سے اوسکی جان لی ہے تمہارا تخت وتاج تم کو مبارک ہو -
میری یہی تمنا ہے تمہین تخت نشین ہوکر رعایا پر حکمرانی کرو -
اسکے بعد سری کرشن راجہ کنس کی بیوہ رانیون کی طرف مخاطب ہوے اونکو ہر طرح تسلی

کہا کہ اخلاقی نیکیون کی قید اوٹہا دو اور کیا والدین اور کیا اوستاد اور کیا برہمن
اور کیا حقیقی اور چچیرے بہائی اور کیا مرد اور کیا عورت اور کیا بچہ سب کو بیدریغ
تہ تیغ کرو اور اسکے عملدرآمد مین ہر طرح کے مکر و فریب اور دروغ اور نا راستی سے
فائدہ اوٹہاؤ۔ متہرا کی تخت نشینی کے دن سے سر کرشن کے واقعات زندگی
ایک اخلاقی اسرار ہو گئے تہے۔ اگرچہ بدذاتون اور بدکاردن کو صفحہ روزگار سے
نیست و نابود کر دینا اونکا اصل مطلب اور دلی منشا رہتا اور محبت اور خوشحالی
کی نئی ایجاد کرنا اونکے ہر کام سے پایا جاتا تہا مگر اونہون نے بجائے خود اپنے
آپ کو ایک ایسا شخص ثابت کیا جسکے قالب مین انسانی دل ہی نہ تہا۔ جس کو
رنج راحت برائی بہلائی کا کچہ اثر نہوتا تہا جو مجسم دنیا داری کا پتلا تہا اور جو اپنے
مطلب براری کے لئے کسی قسم کے نیک و بد کام کرنے مین متدہی نہ تہا غرض
اونکا چال چلن امور اخلاقی سے بالکل متناقص بلکہ بہت بڑا اسرار مخفی تہا۔
(یہ عبارت بجنسہ کتاب سی نقل کی گئی)
سر کرشن مذہبی اصول و فرائض زندگی کی تشریح کئے بغیر دنیا کے سر سے اپنا ہاتہ
اوٹہا لیتے تو اسمین شک نہین کہ لوگون کے خیال اونکی جانب سے بہت ہی
فاسد ہو جاتے مگر جب اونکے دوست ارجن نے کرکشتر کی جنگ عظیم مین اونکو
انوکہے اصول و قواعد مذہبی کی پیروی سے قطعی انکار کیا تو اونہین مجبوراً دلائل
اور براہین سے اونکی تشریح اور تائید کرنی پڑی اور وہ اصول ایسے معقول سچے
اور قابل عظمت ثابت ہوے کہ اونکی بدولت اوس دن سے تمام عالم
مین اونکی پرستش خالق اکبر کے اعلیٰ اوتار کی طرح ہونے لگی اور اونکا مذہب

اٹھارہوین دفعہ جراسندہ نے پہاڑی راجہ کال یاہن کی بیشمار فوج لیکر متھراپر چڑہائی کی۔ سری کرشن نے پیش بینی کرکے متھرا کو غیر محفوظ خیال کیا اور سمندر کے کنارہ پر اپنی عیال و اطفال کو لیکر آیا اور نیا شہر آباد کیا اور اوسکا نام دوارکا رکھا۔ پہر متھرا کی طرف رجوع ہوے اور کال یاہن کو قتل کیا مگر اتفاق وقت سے جراسندہ اس فتحیاب فوج پر ٹوٹ پڑا اور اوسکو شکست دی۔ سری کرشن کسی تدبیر سے بخیر و عافیت دوارکا پہونچ گیے سری کرشن نے کورو۔ پانڈو کے خاندان سے رشتہ داریان کین اور اونکے معاون اور سرپرست بنے اور جب کوروں اور پانڈون مین باہم جنگ ٹہر گئی اور دونو مستدعی امداد سری کرشن سے ہوے تو ایک فریق کو اپنی فوج دی اور دوسرے فریق کے ساتھہ یعنی پانڈون کے ہمراہ جنگ مین موجود رہے۔ قبل شروع ہونے جنگ کے دونون فریق سے یہ کہدیا تہا کہ مین کسی کے ساتھہ ہوکر نہ لڑونگا اور اسوجہ سے خود لڑائی نہین کی مگر ایک طرف جنگ مین حاضر رہے اور ترکیبین بتاتے رہے بالآخر پانڈو فتحیاب ہوے اور کوروؤنکا خاتمہ ہوا۔

سری کرشن کو ابھی ایک اور بڑا کام کرنا باقی تہا اسے اپنے جادون خاندان کی بداعمالیوں سے دنیا کو پاک کرنا منظور تہا۔

جن مین اونکے بیٹے اور پوتے بھی تھے۔

فی الحقیقت اگر سری کرشن جنگ مین موجود نہوتے اور اپنی حکمت عملی سے غریب پانڈوؤنکی اعانت نہ کرتے تو اونکا فتحیاب ہونا ناممکن تہا۔ سری کرشن نے صرف مشورہ اور ترغیب منہیات ہی سے اپنے پیارے دوست ارجن کو فتحیابی حاصل کرنے مین مدد نہین دی بلکہ اوسے ایک ایسا مذہب تلقین کیا جو بالکل انہو کے اصول پر مبنی تہا سری کرشن نے

خاصی لڑائی وہین شروع ہوگئی۔ تہوڑی دیر مین چارون طرف خون کی ندی بہنے لگی اور جادون کے شاہزادے درختون کے پتون کی طرح کٹ کٹ کر ہر طرف گرنے لگے۔ اِس خانہ جنگی اور کشت وخون کے روکنے کے لئے سری کرشن سے عرضداشت کی گئی مگر وہ بہی اس ہنگامہ مین ہوائیون کی طرح شریک ہوکر خود اپنے لڑکون اور پوتون کو قتل کرنے لگے اسطرح بہت جلد کل فرقہ کا خاتمہ ہوگیا اور سری کرشن کے سوا کوئی باقی نہ بچا۔

اِس واقعہ کے بعد سری کرشن نے اپنے رتہ بان کو حکم دیا۔ کہ وہ ہستناپور پہونچکر اونکے رفیق ارجن سے یہ تمام سرگذشت بیان کرے اور پیام دے کہ دوارکا کی بے سرپرست شاہزادیون اور لاوارث بیوون کو وہ فوراً ہستناپور لیجاین اور اونکے حفظ وامن مین مصروف ہون۔ خیر جو کچہہ بہی ہوا اونہون نے کم توجہی کے ساتہ مقتل مین اپنے عزیز واقارب کی بے کفن نعشون پر ایک نگاہ غلط انداز ڈالی اور وہان سے روانہ ہوکر خرامان خرامان ایک طرف کو چلدئے۔

چلتے چلتے وہ ایک درخت کے پاس جا پہونچے اور اوسکے سایہ مین پڑکر سو رہے بہت جلد وہان ایک شکاری کا گذر ہوا۔ اوسنے دور سے گھنے پتون کی آڑ مین اونکو پڑا ہوا دیکھکر خیال کیا کہ کوئی شکار ہے۔ فوراً شست باندھکر نشانہ لگایا۔

افسوس وہان گھنے جنگل مین ایک سبز پوش درخت کے نیچے سوتے ہوئے اِس فخر روزگار نے زخم کاری کہایا۔ اور ساری دنیا سے الگ تہلگ ایک گوشہ مین اپنی جان شیرین خالق جہان آفرین کے سپرد کی۔ ہم پہلے ہی بیان کرچکے ہین کہ سری کرشن کی ہدایات اور تعلیمات کا مجموعہ بہگوت گیتا مین پایا جاتا ہے مگر یہان یہ ظاہر کردینا

کُل بنی نوع انسان کا مذہب ہو گیا۔
اسیطرح وہ اپنے رشتہ دارون کو بلا سزا دئے چہوڑ دیتے تو ضرور ہمکو اونکے
مقصد کی صداقت مین کلام ہوتا مگر اورونکا تو ذکر کیا اونہون نے اپنی ذات
قدسی صفات تک کو باقی نہ رکہا۔
پہلی پہل اپنے قریبی رشتہ دار اور دوست کو رؤن کا خاتمہ کیا پہر اپنے خاص
عالیقدر فرقہ کو جسمین اونکے بیشمار لڑکے پوتے بہرے تہے خاک مین ملا دیا۔
امر آخر الذکر کے انجام دہی کے لئے وہ ان سب کو پرداش کی ٹہری جاترا کے
لئے لیگئے۔ پرداش نہایت خوشنما۔ فرحت افزا۔ اور متبرک مقام تہا۔
اِس جاترا کے اہل دوارکا کو بڑی خوشی ہوئی۔ سری کرشن کے لڑکے پوتے جادون
خاندان کے شاہزادہ وغیرہ سب بڑی سرگرمی سے تیاریان کرنے لگے۔
کہانے پینے کو طرح طرح کی نعمتین۔ شراب کے بیشمار قرابے۔ اور جملہ سامان عیش
نشاط ساتہ لیا۔ غرض جاترا کا لطف اوٹہانے کے لئے کسی چیز کی کمی نہ تہی۔ اِس
متبرک مقام مین پہونچکر پہلے سب نے دینی رسوم اور مذہبی فرائض ادا کئے۔ غربا
مساکین کو خیرات تقسیم کی۔ برہمنون کو کہانا کہلایا۔ اِسکے بعد خورونوش
اور عیش وطرب مین مشغول ہوئے محفل رقص وسرود گرم ہوئی دور شراب چلنے لگا
مَیخواری کی مضرتین اہل خرد پر مخفی نہین۔ رفتہ رفتہ نشہ ایسا تیز ہوا کہ ہر طرف فتنہ و
فساد کے شعلے بہڑکنے لگے ایک نے کچہ کہا۔ دوسرے نے سخت کلامی کی۔
باتون باتون مین تلوار کہچ گئی اور کسی کی جان مقتول کے دوست جہپٹ کرکے
قاتل پر ٹوٹ پڑے قاتل کے حامی اوسکی مخلصی کے لئے دوڑے۔ یون ایک اچہی

مجھے چکر آرہے ہین - یہ شگون بہت برے معلوم ہوتے ہین - ہائے اپنے عزیز و
یگانون کو جنگ مین قتل کر کے مجھے کونسی خوشی اور بہتری حاصل ہوگی - مین فتحیابی سے
باز آیا - اب مجھے نہ ملک گیری کی آرزو ہے نہ عیش و عشرت کی تمنا - اُف ہم
جنکے لیئے بادشاہت کی خواہش رکھتے ہین وہی یہان اپنے جان نہ مال پر خاک
ڈالے لڑنے کے لیئے آمادہ کھڑے ہین - ان مین اوستاد شاگرد باپ بیٹے دادا
پوتے - ماموں بھانجے خسر داماد - سالے بہنوئی - سبھی ہین - مجھے تینون کی
سلطنت مل جائے تب بھی انکو قتل کرنا نہین چاہتا خواہ وہ مجھے مار ہی ڈالین پھر
دنیا کی بادشاہت کی کیا اصل و حقیقت ہے - ہم دیکھتے ہین کہ ہم جہانداری کی طمع
اپنے یگانونکو مار ڈالنے کی کوشش کر رہے ہین - آہ ہم کسی گناہ کبیرہ کے مرتکب ہین
اے سری کرشن مین آپکا مرید ہوا - فرمائیے میرے حق مین کونسی بات مفید ہوگی -
سری کرشن نے ارجن کے سوالات کے جواب مین فرمایا تم ایسے شخصونکے لیئے
رنج و افسوس کرتے ہو جو بالکل اسکے مستحق نہین ہین - ذی علم نہ زندون کا رنج کہاتے ہین
نہ مردون کا غم کرتے ہین - نہ کبھی میرا وجود تہا نہ تمہارا - اور نہ کسی حکمران کا - اسیطرح
ہم مین سے کبھی کوئی معدوم بہی نہوگا - جو روح کو قاتل ٹہیراتا ہے یا مقتول سمجھتا ہے
یقیناً عقل سے خالی اور سمجھ سے عاری ہے - وہ نہ کسی کو ہلاک کرتی ہے نہ خود ہلاک
ہوتی ہے - نہ کبھی پیدا ہوتی ہے - نہ مرتی ہے - پس روح کو ان صفات سے
موصوف سمجھکر تمکو ہرگز کسی بات کا رنج و غم نہ کرنا چاہیئے -
اسی بنیاد پر سری کرشن اپنے فلسفہ کی عمارت اوٹھاتے ہین وہ فرماتے ہین دنیا عالم
مثال ہے یا عالم برزخ کا سایہ ہے اس نمودار سایہ کے اسطرف ایک اور دنیا ہے

مناسب ہو گا کہ گیتا کس کو کہتے ہین۔

گیتا سنسکرت کی نظم بدیع مہابھارت کا قصہ درقصہ ہے۔ اِس کتاب مین وہ ہدایات اور نصائح مندرج ہین جو سری کرشن نے ارجن کو کرک شیتر کے میدان مین اوس وقت کی تہین جب اوس نے اپنے اعزا و اقربا کے ساتہ جنگ کرنے سے انکار کیا تہا۔ ہم سے اگلے نازک خیال مصنفین اور منشیان گرانمایہ اس معاملہ مین بہت کچہہ خامہ فرسائی کر چکے۔ پس ہم یہان اس امر کی بحث ہی نہ کرینگے کہ آیا گیتا دراصل اس اعلیٰ نظم رزمیکا حصہ ہے یا بعد کا اضافہ۔ ہدایات و نصائح مندرجہ گیتا فی الحقیقت سری کرشن کی تلقین ہین یا مصنف کی قوت متخیلہ کا نتیجہ۔ اور سری کرشن کو اس حصہ نظم سے کچہہ تعلق بہی ہے یا نہین۔ کچہہ ہی ہو مگر کہا جاتا ہے کہ ہدایات و نصائح مذکورہ سری کرشن کے بیان کئے ہوے ہین۔ خود مہابھارت کے عالیقدر مصنف نے سری کرشن کو گیتا کا متکلم قرار دیا ہے اور سلف سے خلف تک عموماً ہندؤن کا یہی عقیدہ ہے۔ نیز سری کرشن کے واقعات زندگی پر نظر ڈالنے سے بہی یہ امر بخوبی واضح ہوتا ہے کہ اونکے پُر ماجرا حیات کے حالات مسائل و ملفوظات گیتا مین موجود ہین۔ جسوقت دونون فوجین میدان جنگ مین معرکہ آرائی کے لئے صف بصف کہڑی ہوئین تو ارجن نے اپنے دوست سری کرشن سے کہا کہ میرا رتہ ایسے مقام پر کہڑا کیا جائے جہان سے مین لڑنے والی فوجون کو اچہی طرح دیکہہ سکون انہون نے اِس درخواست کو پورا کیا اسوقت ارجن نے غُل مچا کر کہا اے سری کرشن ان یگانون کو دیکہکر میرا مُنہ خشک ہوا جاتا ہے میرا بدن ہہنکا جاتا ہے۔ رونگٹے کہڑے ہوتے ہین جسم تہراتا ہے عضو عضو جدا ہوا جاتا ہے کمان ہاتہ سے گری جاتی ہے۔ مجہہ مین اب کہڑے ہونے کی بالکل سکت نہین

اگر ہم کسی آدمی کی حالت پر غور کرین تو ثابت ہوگا کہ اوسکا وجود اصلی نہین بلکہ کسی شخص ماسبق کے افعال کا نتیجہ ہے۔ انسان کے مرنے کے بعد اوسکے افعال کے نتائج باقی رہتے ہین اور وہ دوسرا انسان پیدا کردیتے ہین بلاخواہش و آرزو کام کرنے کے یہ معنے ہین کہ ہم اپنے افعال کو غیر موثر بنائین۔ یعنی اون ہین اغراض و مقاصد دلی نہ ہون۔ بیشک عالم مثال کا مغالطہ اور اوسکی پیدا کی ہوئی خودی اور خودبینی دور کرنے کا یہ نہایت آسان طریقہ ہے۔

ہم بیان کرچکے ہین کہ مغالطہ سے شخصیت پیدا ہوتی ہے اور شخصیت سے فعل پس اگر ہمارے افعال سے نتائج نہ پیدا ہون تو اون سے آئندہ بھی افعال پیدا نہونگے یون اونکا خاتمہ ہوجائیگا لیکن یہ کیونکر ہوسکتا ہے یہ امر آسان نہین بلاکسی غرض یا بلغیر اپنے افعال کا ثمرہ پانے کی خواہش کے ہم کوئی کام کرسکین سرکریشن فرماتے ہین اپنے فرائض ادا کرو مگر اونکے ادا کرنے سے کوئی فائدہ اوٹھانے کی خواہش نہ کرو یہ کیونکر ہوسکتا ہے۔

سرکریشن نے جواب دیا مغالطہ دور کرنے سے۔ اور اوسکے اونھون نے چار جداگانہ طریقہ بیان فرمائے۔

(۱) مراقبہ یعنی دھیان۔
(۲) ریاضت ہائے جوگ۔
(۳) استقلال عشق الہی۔
(۴) ادائے فرائض بلا اغراض وخواہش۔

الفاظ ذیل مین سرکریشن اپنی تعلیمات کو مجملاً بیان کرتے ہین۔

جو لازوال غیر متبدل۔ پیوستہ۔ پایدار مستحکم۔ اور ابدی ہے۔ یہ عالم مثال ایک سراب ہے جس مین ذاتی اصلیت اور پایداری مطلق نہین ہے۔ پس تمہارے اچھے یا افعال بُرائی تبدیلیان ہین اور اونکا اثر عالم برزخ پر کچھہ نہین پڑسکتا۔ تمہین جو پسند ہو وہ کرو۔ تمہارا فعل اس حیرت انگیز عالم کے لئے کچھہ نفع ونقصان نہین کرسکتا تمہین رنج محسوس ہوتا ہے کیونکہ تمہارا عقیدہ ہے کہ ہمارے افعال سے عالم برزخ پر موثر ہونگے۔ لیکن یہ خیالات اورعقائد بالکل خام اور باطل ہین تمہاری ہستی مثل خواب کے ہے وہ فرماتے ہین جبکہ دل خودبینی کے دہوکے مین پڑا ہے اپنے ہی آپ کو ہر فعل کا فاعل خیال کرتا ہے گو ہر کام حالت مین قدرتی خاصیتون سے انجام پاتا ہے کیونکہ عالم موجودات قدرت کاملہ سے وابستہ ہے۔ پس اے ارجن جو کام تم مغالطہ کی وجہہ سے کرنا نہین چاہتے اوسے بلا قصد وارادہ کرنے لگوگے ہر متنفس کے دل مین مالک حقیقی جلوہ گر ہے اور وہ اوسے اپنی قدرت سے ہر وقت اس طرح متحرک رکھتا ہے گویا کوئی چلا رہا ہو۔ اسکا مطلب صاف لفظون مین یہ ہے کہ تمہاری ہستی فی نفسہ سایہ کی مانند ہے تم کوئی کام خود نہین کرتے۔ تمہارے کامون کی فاعل کوئی اور ہستی ہے جسے تم خدا کہتے ہو مگر تم اپنی خودبینی کے پھیر مین اپنے آپ کو فاعل جانتے ہو اور یہ بڑی غلطی ہے۔

اب یہ سوال ہے کہ زندگی کیا چیز ہے۔

حیات انسانی افعال ظاہری اور باطن کا سلسلہ ہے۔ افعال کے بغیر زندگی قائم نہین رہ سکتی۔ افعال سے نتائج اور نتائج سے افعال پیدا ہوتے ہین۔ یون مغالطہ مین پڑے ہوے انسان کی موت زیست کا سلسلہ دور ابد تک قائم رہتا ہے

سر کرشن فرماتے ہین کہ ہمین خدا پر پورا بھروسہ کرنا چاہیئے اسکے ساتہ ہی وہ ہدایت
کرتے ہین کہ ہمکو خدا کی پرستش شکل نمایان مین کرنی چاہیئے کیونکہ دنیا کے مغالطہ کی
وجہ سے انسان خدا کو بے دیکھے نہین جان سکتا جسطرح سویا ہوا آدمی اپنی خواب
گاہ کو نہین دیکھہ سکتا - پس انسان کو کوئی ایسا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے جو اوسکے امکان
مین ہوا ور جسکے ذریعہ سے وہ خدا کا معتقد ہوسکے - عالم مثال جھوٹا نا راست اور
غیر حقیقی نہین ہے بلکہ مغالطہ کی وجہ سے وہ انسان کو جھوٹا اور غیر حقیقی معلوم ہوتا ہے
فی نفسہ وہ سچا اور اصلی ہے مگر جس نظر سے انسان اوسکا مشاہدہ کرتا ہے ویسا نہین ہے
سر کرشن فرماتے ہین - عالم مخلوقات اصل مین ویسا نہین ہے جیسا انسان اوسکو
سمجھتا ہے تاہم وہ جھوٹا اور غیر حقیقی نہین ہے عالم مثال گو مغالطہ کی وجہ سے انسان
پیدا کیا ہوا ہو مگر وہ خدا کی شکل نمایان ضرور ہے یعنی وہ شکل جس مین خدا کو انسان اپنی
حالت خواب مین دیکھہ سکتا ہے -

خدائے حقیقی کو جاننا مغالطہ مین پڑے ہوے انسان ضعیف البنیان کے امکان سے
خارج ہے - ع اوسے کون دیکھہ سکتا کہ یگانہ ہے اور یکتا - جو دوئی کی بو
نہو تی تو کہین دو چار ہوتا -

لہذا قدرت کاملہ یعنی عالم موجودات کو اپنا خدا ماننا چاہیئے -
خدا نہ سہی تو خدا کی شکل ظہوری سہی -

تم ثابت قدمی سے میری جانب (اول سے آخر تک گیتا مین سری کرشن نے اپنی ذات قدسی صفات کو خدائے عزوجل قرار دیا ہے) اپنے خیالات کو رجوع کرنے کی قابلیت نہین رکھتے تو سختی عشق وعبادت سے میری قربت حاصل کرو۔ عشق مین ثابت قدم نہ رہ سکو تو ادائے فرائض مین سرگرم رہو۔ سختی عشق سے علم بہتر ہے۔ علم پر مراقبہ یعنی تصور کو ترجیح ہے اور تصور پر ترک خودغرضی یا خواہشات نفسانی کو فضیلت ہے کیونکہ اوس سے روح کو کامل آزادی کے لئے ذیل کے چار طریقہ اس ترتیب سے بتائے ہین۔

اول۔ افعال بلاخواہشات نفسانی (فرائض)

دویم۔ مراقبہ یا تصور (سمادہی)

سویم۔ ریاضت ہائے جوگ۔

چہارم۔ استقلال عشق الہی۔

ان سب مین انہون نے افعال یا فرائض کو فائق قرار دیا ہے مگر یہ افعال ایسے ہون جنکے ادا کرنے مین اغراض ومقاصد کچہ نہون۔ یہان چند طریقہ سری کرشن نے معرفت اور خداشناسی کے بیان کئے ہین مگر ہم ان فلسفیانہ امور پر بحث کرنے کی ضرورت نہین سمجھتے۔ بالاخر اونہون نے فرمایا کہ بے دیکھے بہالے خدا کی پرستش کرنی انسان فانی کے لئے سخت دشوار ہے۔ لہذا بہ شکل نمایان پرستش کرنی چاہئے اور وہ نمایان شکل عالم مخلوقات ہے۔

انسان مخلوقات کی پرستش کیونکر کرسکتا ہے۔ سری کرشن نے فرمایا بہگتی یا عشق کے ذریعہ سے۔

لے گیا اسکے بعد زردشت کو سات دفعہ اور الہام ہوا۔

اب یہان سے سب الہامون کی کیفیت لکھی جاتی ہے۔

الہام اول ۳۰ سلہ جلوس شاہ گستاسپ مین واقع ہوا۔ صبح کے وقت جبکہ زردشت دریا کے کنارہ پر کھڑا ہوا تھا اوسکو فرشتہ نورانی آتا ہوا نظر آیا اور اوسکے ہاتھ مین نورانی عصا تھا۔ فرشتہ نے اوسکے قریب آکر یہ کہا کہ اپنا لباس اوتار رلے۔ اور بعد ازان زردشت کی روح کو فرشتہ خدا کے پاس لے گیا جب وہ خدا کے حضور مین حاضر ہوا تو سجدہ کیا اور فرشتون کی تعظیم کی۔ خدا تعالےٰ نے جو ضروری امور مذہب کے تھے اوسکی ہدایت زردشت کو کی اس واقعہ سے دو برس کے زمانہ تک زردشت اپنے مذہب کا وعظ دیتا پھر اگر کسی نے اوسطرف توجہ نہین کی۔ زردشت طران کے پادشاہ کے پاس گیا اوس نے اوسکو امن و امان سے رکھا مگر اوسنے اوسکا مذہب اختیار کرنے سے انکار کیا۔ بادشاہ کے امرا نے زردشت کے قتل کرنے کے لئے شور و غل مچایا۔ بعد ازان زردشت دیو دست کے پاس گیا جو کہ بڑا مالدار شخص تھا۔ اس امیر سے زردشت نے سو جوان لڑکے اور لڑکیان اور چار گھوڑے مانگے مگر اوسنے بری طرح سے اوسکی استدعا نامنظور کی۔ زردشت نے اوسکو بد دعا دی۔

زردشت وہان سے ہو اور اسیچ کے پاس گیا اور وہان بھی ناکام رہا زردشت ان لوگون کو بد دعا دیتا تھا اور حیران تھا کہ اب کہان جاؤن وہ اسوقت بیم و یاس کی حالت مین تھا۔

زردشت کی سوانح عمری کا خلاصہ

(ماخوذ از کتاب جیکسن)

سنہ ۶۶۰ قبل عیسیٰ زردشت بمقام آذربائجان پیدا ہوا۔ بعض رے جائے پیدائش کہتے ہین۔ یہ دونون مقام مغرب ایران مین واقع ہین اور سلسلہ نسب منوچہر (خاندان پیشدادیان) سے ظاہر کیا ہے۔

جب زردشت کی عمر سات برس کی ہوئی تو اوسکے باپ پورشسپ نے تعلیم کے لئے برزین خسرو کے سپرد کیا۔ اور جب پندرہ برس کا ہوا تو جنیو پہننے کی رسم اور مذہبی پابندی شروع ہوی۔

پندرہ برس سے تیس سال تک کے واقعات اوسکی زندگی کے کم ملتے ہین تاہم یہ صورت نہین کہ کچھہ بہی نہون۔ اوسکی رحم دلی کا ذکر ہے کہ وہ بوڈہون کی اعانت کیا کرتا تہا۔ اور قحط کے زمانہ مین اپنے باپ کے مویشیون کا چارہ غیر لوگون کو دیتا تہا۔ راہ مین ایک دفعہ اوسنے فاقہ مرتے ہوی کتیا اور پانچ بچے دیکہے۔ وہ اونکے لئے روٹی لانے کو جہپٹا اور جب آیا تو وہ مر چکے تہے۔ اوسکے والدین نے اوسکی شادی تجویز کی تو اوسنے خواہش کی کہ مین لڑکی کی صورت دیکہہ لون تو رضامندی ظاہر کرون۔

اِس قسم کے قصہ بہی مشہور ہین کہ سات برس تک زردشت خاموش رہا۔ بعض کہتے ہین کہ اوسنے تیس سال تک محض پنیر پر جنگل مین زندگی گذاری۔ اوس نے تیس برس عمر کی مذہبی تیاری عبادت مراقبہ۔ اور گوشہ نشینی مین گذاری تیسوین سال اوسکو خواب مین فرشتہ دکہائی دیا اور یہ فرشتہ اوسکو خدا کے حضور مین

جسوقت زردشت خدا کے حضور سے واپس آتا تھا تو شیطان اوسکو ملا اور اوسنے گمراہ کرنا چاہا۔ زردشت نے کچھ کلمے اپنے مذہب کے پڑہے اور شیطان بھاگ گیا۔

دس برس کے عرصہ مین جب یہ سب الہام پورے ہو گئے اور زردشت اپنے مذہب کا وعظ کرتا پھرا تو اوسوقت صرف ایک شخص میتی وماہ دین زردشتی مین داخل ہوا۔ بارہوین برس زردشت کو الہام ہوا کہ تم اب شاہ گستاسپ کے پاس جاؤ۔ یہ بادشاہ اور اوسکے مصاحب اور رعایا دین باطل مین گرفتار ہین جاکر انکی اصلاح کرو۔ زردشت تنہا دین کی اشاعت کے لئے بادشاہ کی طرف متوجہ ہوا۔

ایرانی اور عربی مورخ یہ لکھتے ہین کہ بادشاہ اوسوقت بلخ مین تھا۔ اس راہ مین دو اور چھوٹے چھوٹے بادشاہون کی سلطنتین تہین زردشت نے اونکو ہدایت کی کہ تم میرا دین اختیار کرو مگر اونہون نے انکار کیا۔ اوسوقت زردشت نے اونکے واسطے بد دعا کی اور ایک بڑی سخت آندہی اوٹھی۔ اوس مین یہ دونون بادشاہ اوڑ گئے اور ہوا مین معلق رہے اور چیل کوے اونکو لپٹ گئے اور سب نے اونکا گوشت کہا لیا اور ہڈیان اونکی زمین پر گر پڑین۔ یہ ذکر افسانہ کے طور مشہور ہے۔

زندوستا مین لکھا ہے کہ زردشت کی ملاقات گستشپ سے گہوڑدوڑ پر ہوئی۔ زردشت نے بہت قابلیت سے اپنے دین کی تعریف کی اور گستشپ اوسکو خوب غور سے سنتا رہا اور قریب تہا کہ زردشت سے معجزہ کی فرمایش کرے اوسوقت اونکے امرا اور حواشی نے اوسکے عیوب بادشاہ پر ظاہر کئے اور بادشاہ نے

بعد ازان زردشت فرمان روائے سیستان کے پاس گیا جسکا نام پرشسط تہا
اِس حاکم سے زردشت نے کہا کہ تم نیکی اختیار کرو۔ اور بدکارون سے نفرت
کرو اور میرا مذہب اختیار کرو۔ پرشسط نے پہلے دو باتین قبول کین اور مذہب قبول کرنیسے
انکار کیا۔ یہان سے لاچار ہوکر زردشت اپنے وطن آذربائیجان کو واپس گیا۔
الہام ثانی۔ سات برس کے بعد ہوا۔ اور اوسوقت چہہ فرشتون سے ملاقات
ہوئی۔ یہ فرشتے رب النوع حیوانات اور آتش اور فلزات اور خاک اور پانی اور
درخت کے تہے۔ اونہون نے اِن اشیا کی حفاظت کیواسطے زردشت کو
ہدایت کی اور انکا محافظ قرار دیا۔
یہ الہام کوہ البرز کے قریب واقع ہوا۔
الہام ثالث۔ اسوقت آگ کے فرشتہ سے ملاقات ہوئی اوس نے اوسکی
حفاظت کی ہدایت کی۔
الہام چوتہا۔ مازندران کے قریب واقع ہوا۔ اور وہان رب النوع فلزات نے
اوسکی حفاظت کی زردشت کو ہدایت کی۔
پانچوان۔ چہٹا۔ اور ساتوان الہام یکے بعد دیگرے واقع ہوے۔ اور ہر ایک
مین رب النوع خاک اور پانی اور درختون کے فرشتون سے ملاقات ہوئی اور
اونہون نے اون اشیا کی حفاظت کی ہدایت کی۔
اسکے بعد اور بہی الہامات ہوے اور دس برس کے عرصہ مین سب تکمیل ہو گئی
اسکے بعد آخری ہدایت خدائے تعالے کے ہان سے اوسکو یہ ہوئی کہ تم مضبوطی سے
ہمارے احکام پر قائم رہنا اور کسی کے بہکانے مین نہ آنا۔

وہ بہی آپ اب مہربانی کرکے پوری کردیجیے۔
اول یہ استدعا یہ ہے کہ مجہکو اپنی عاقبت کا حال معلوم ہوجائے۔
دوم یہ کہ میرا بدن ایسا ہوجائے کہ اوسپر کوئی چیز تاثیر نہ کرسکے۔
سویم یہ کہ مجہے علم غیب حاصل ہو کہ مین گذشتہ اور آئیندہ اور حال بتلا سکون
چوتہی یہ کہ مین تا قیامت زندہ رہون۔
زردشت نے جواب دیا کہ ایک شخص کے لئے چارون باتین پوری نہین ہوسکتین
آپ کوئی ایک امنین سے انتخاب کرلین۔
بعد بہت سی قیل وقال کے بادشاہ کو ایک جہلک بہشت کی دکہائی گئی اور بادشاہ کو
آئیندہ کامیابیون کا بہی جلوہ دکہایا۔ بادشاہ کے ایک بیٹے پشوتن کو حیات دوام
عطا کی گئی اور دوسرے بیٹے اسفندیار کا بدن ایسا مضبوط کردیا گیا کہ کوئی چیز
اوسپر اثر نہ کرتی۔ اور جاماسپ وزیر کو عقل کل عطا ہوئی۔
بادشاہ اور بادشاہزادی کے دین زردشتی اختیار کرنے سے یہ نتیجہ ہوا کہ تمام
درباریون نے یہی دین قبول کرلیا اور اشاعت دین کی تمام سلطنت مین ہونے
لگی۔ زردشت نے جاماسپ سے اپنی بیٹی کی شادی کی اور جاماسپ کے بہائی نے
اپنی بیٹی زردشت کو دی۔ بادشاہ کا بہائی ضریر اور اوسکا بیٹا اسفندیار دونون
دین زردشتی مین داخل ہوئے اور ان دونون کی تقلید امرا نے کی۔ لہراسپ بادشاہ کا
باپ اوسوقت زندہ تہا اوسکی بابتہ بہی بعضون کی یہ رائے ہے کہ اوسنے بہی دین
زردشتی اختیار کیا۔ زردشت نے بادشاہ کے دین اختیار کرنے کی یادگار مین ایک
سرو کا درخت کشمار کے آتشکدہ کے سامنے لگایا اور اس درخت پر یہ لکہدیا کہ بادشاہ

اوسکو قید خانہ مین بسبب یا گستشپ کے قید ہونے کی وجہ یہ ہوی کہ اوسکے مخالفین نے
باہم سازش کرکے اوسکے رہنے کے مکان مین بال اور ناخن اور سر کتے اور
بلیون کے رکھوا دے تاکہ اوسپر شبہ جادوگر کا ہوے بعد ازان بادشاہ کو
مخفی خبر کراکے یہ سب اشیا پکڑوا دین۔ بادشاہ نے اوسے جادوگر سمجھکر قید خانہ
مین ڈالدیا۔ زردشت معجزہ سے قید خانہ سے چھوٹا۔ معجزہ یہ تہا کہ بادشاہ کا
مشکی گھوڑا جسکو وہ بہت عزیز رکھتا تہا اوسکو عجیب قسم کا مرض پیدا ہوا کہ اوسکے
چارون پانون پیٹ سے چپٹ گئے اور زردشت نے اس واقعہ کو سنکر
بادشاہ سے کہلا بھیجا کہ آپ چار باتین میری قبول کرین تو یہ گھوڑا بالکل اچھا ہو جائے
بادشاہ یہ سنکر بہت خوش ہوا۔ اور اوسنے وعدہ کرلیا کہ مین تمہارے چارون
کام پورے کرونگا۔ وہ چارون شرائط یہ ہین جو زردشت نے پیش کئے
اول ایک پانون بادشاہ کے گھوڑے کا اگر سیدہا ہو جائے تو بادشاہ دین
زردشتی قبول کرے اور جب دوسرا پانون اوسکا اچھا ہو جائے تو بادشاہ
یہ وعدہ کرے کہ اشاعت دین کے لئے اوسکا بیٹا اسفندیار جہاد کرے اور
تیسری شرط یہ ہے کہ جب تیسرا پانون سیدہا ہو جائے تو شاہزادی دین قبول
کرے اور چہوتہی شرط یہ تہی کہ جب چوتہا پانون سیدہا ہو جائے تو زردشت کے
مخالفین کو جنہون نے جعلسازی کرکے اوسکو قید کرایا تہا سزا دیجائے۔
چنانچہ ہر پانون کے سیدہا ہونے پر بادشاہ زردشت کے شرائط پوری کرتا
گیا یہانتک کہ چارون شرائط پورے کردئے۔ بادشاہ نے دین زردشتی
تو اختیار کرلیا مگر زردشت سے یہ خواہش کی کہ میری چار استدعا اور ہین

لکھوائین گئین اور بمقام اسطخر دفن کرا دین اور پہلوی مصنف یہ لکھتے ہین کہ جاماسپ نے بمقام شائدان لکھوا کر دفن کرا دین۔

زردشت نے جابجا آتشکدہ قائم کیئے۔ اسلامی مورخ مسعودی اور شہرستانی یہ لکھتے ہین کہ زردشت سے قبل دس جگہ آتشکدہ ایران مین موجود تھے۔ زردشت نے ایک نیا آتشکدہ نیشاپور مین بنایا اور بادشاہ کے حکم سے جمشید کے آتشکدہ کی تلاش ہوی اور اوسکا پتہ فارس مین معلوم ہوا۔ اور وہان سے آذربائیجان منگاکر قائم کیا گیا اِس آتشکدہ کی سب سے زیادہ تعظیم وتکریم ہوتی ہے۔ پورانے آتشکدہ سیستان۔ روم۔ بغداد۔ یونان۔ ہندوستان۔ اور چین مین تھے ساسانیون کے عہد مین تین قسم کے آتشکدہ ہوتے تھے۔ ایک آتشکدہ بیوپاری آدمیون کے لئے اور ایک فوجی لوگون کے لئے اور ایک مزدورون کے لئے ہوتا تھا۔

بیوپاریون کے آتشکدون کو آذر فرہنگ کہتے ہین ان آتشکدون کی آگ متعدس خیال کی جاتی تھی اور یہ سب سے قدیم تھی۔

کہتے ہین کہ جمشید نے خوارزم مین ایک آتشکدہ بنایا تھا اور اوسکو گستشپ کابل مین لے آیا۔ دوسری قسم کے آتشکدہ کو آذرگستشپ کہتے ہین یہ آگ بھی بہت قدیم ہے اور اس آگ کا ذکر کیخسرو کے کارنامہ مین مذکور ہے۔ تیسرے آتشکدہ کو آذر برزین مترکہتے ہین۔

اسکے بعد دینی لڑائین طوران سے شروع ہوئین اور ارجاسپ بادشاہ طوران نے گشتشپ کو نامہ لکھا کہ تم نے باطل دین اختیار کیا ہے اوسکو ترک کرو

دین مقدس اختیار کیا ہے۔
ایک عربی مورخ ابن اطہر یہ لکھتا ہے کہ جب بادشاہ نے دین اختیار کرلیا تو اوسنے اپنی رعایا کو جبرًا اس دین مین داخل کیا اور جس نے انکار کیا اوسکو مار ڈالا۔
اس طرحسے دین زردشتی ایران مین پہیل گیا اور اہل ایران کا یہ قومی دین ہوگیا۔ طران مین بہی کچہ کچہ اس دین کی اشاعت ہوی۔ حضر یرا و راسفند یار کی قوت بازوسے مغرب ایشیا اور ہندوستان مین بہی یہ دین پہیل گیا بعضونکا یہ قول ہے کہ اہل یونان بہی اس دین کے کچہ کچہ معتقد ہوے اور خود اہل یونان کا یہ قول ہے کہ افلاطون ہرموڈرس تہیو پاؤن پس دین زردشتی سے موثر ہوئے تہے۔ پےتہی گورس کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ اوس نے بابل مین دین زردشتی کی تعلیم پائی تہی اور پہلوی کتابون مین یہ بہی لکہا ہے کہ جادو کا کارخانہ جو ضحاک نے بنایا تہا اور تمام دنیا کو بت پرستی مین مبتلا کیا تہا وہ دین زردشتی سے معدوم ہوا۔
بعض مورخون کی یہ بہی رائے ہے کہ زردشت حکیم بہی تہا۔ شہرستانی نے یہ لکہا ہے کہ بمقام زما ور زردشت نے ایک اندہے کی آنکہہ مین ایک نباتاتی عرق ڈالا اور اس سے اوسکی اصلی روشنی پیدا ہوگئی اہل یونان کے مورخ یہ لکہتے ہین کہ زردشت نے طبعیات۔ ہئیت اور معدنیات پر کتابین لکہی ہین۔ اور پہلوی کتاب ونکارت مین یہ لکہا ہے کہ طبابت اور علم قیافہ مین زردشت کو کمال تہا اور وباؤن کو بہی دور کرنے کی اوسے قدرت تہی اور درندے جانورونکو بہی مطیع کرلیتا تہا۔ اور جسوقت چاہتا مینہ برسا سکتا تہا اور جادوگرون پر بہی وہ غالب تہا۔ زردشتی کتاب ژندوستا کی بابت مسعودی یہ لکہتا ہے کہ بارہ ہزار گاؤ کے چمڑے پر سنہری حرفون سے

حالات زندگی ساکیامی یا گوتم بدہا

بدہا کا باپ سادہو دانا کپلاوستو کا بادشاہ تہا - یہ ملک شمال ملک اودہ اور متصل نیپال کے واقع ہے - یہ بادشاہ سورج بنسی راجپوت ساکیا قوم کا تہا - جب بدہا مکتب مین بٹہایا تو اوس نی لکہنے پڑہنے مین کم توجہ کی - ہمیشہ دہیان مین لگا رہتا تہا - جب وہ قابل شادی کے ہوا تو باپ نے بیٹے سے شادی کے لئے دریافت کیا - اوسنے سات روز کی مہلت مانگی - اور بعدہ یہ جواب دیا کہ مین ایسی عورت سے شادی کرنا چاہتا ہون جو صالح اور پارسا ہو - اسکی پرواہ نہین کہ وہ کسی قوم کی ہو - بعد تلاش ساکیا خاندان کی لڑکی گوپا نام تجویز کی گئی - لڑکی کے والدین نے یہ چاہا - کہ فن سپاگری اور علم مین اوسکا امتحان لیا جائے - وہ سب باتون مین کامیاب ہوا بالآخر گوپا کے ساتہ شادی ہوئی -

شادی سے گوتم کے خیال مین کوئی تغیر نہین ہوا محل مین تمام عیش و عشرت کے سامان مہیا تہے مگر گوتم اسی سوچ مین رہتا تہا کہ انسان کی زندگی مثل بجلی کی چمک کے ہے - جسطرح دریا پہاڑ سے جاری ہوکر بہتا ہے اسی سرعت کے ساتہ زندگی گذرتی ہے - وجود - خواہشات نفسانی - اور جہل یہ تین خرابی کی راہ ہین - جاہل مثل کمہار کے چاک کے چکر مین رہتا ہے خواہشات نفسانی اور خوف مصیبت مین آلودہ کرتے ہین - اِنسے ایسا ڈرنا چاہیے جیسے تلوار کی تیز دہار - یا زہردار پتہ سے - مرض انسان کے حسن کو ضایع کرتا ہے

ورنہ لڑائی کیواسطے آمادہ ہو۔
گستشپ نے اوسکا بہت سخت جواب دیا اسپر خون ریز لڑائی شروع ہوئی
اور لاکہون آدمی دونون طرف کے ضایع ہوئے۔ اِس لڑائی مین گستسپ کا
بہائی ضریر اور اڑتیس بیٹے مارے گئے۔
بالاخر اسفندیار کے ذریعہ سے ایران کو پہر فتح حاصل ہوی۔ یہ لڑائی سنہ ۶۰۱ع
قبل حضرت عیسیٰ کے واقع ہوئی۔
دوسری لڑائی اس سے بہی زیادہ خون ریز تہی جبوقت گشتسپ سیستان
گیا ہوا تہا۔ ارجاسپ نے موقع پاکر بلخ پر حملہ کیا اور اِس لڑائی مین زردشت
اور لوراسپ عبادت کرتے ہوے مارے گئے۔
یہ لڑائی سنہ ۵۸۳ع قبل حضرت عیسیٰ کے واقع ہوی اوسوقت زردشت کی
عمر ستتر برس کی تہی۔

اور یہی اصل جڑ قانون یعنی فطرت کی ہے۔
ہم سمجھتے ہین کہ اسی قانون سے دنیا کی نجات ہے اور ہم اب دیوتاؤن اور انسانون پر ایسے ظاہر کرینگے۔ مین نے اکثر اسکی فکر کی کہ جب ہم عقل کل ہوجائینگے تو ہم تمام ذی روح کو جمع کرکے یہ بتائینگے کہ یہی صورت تعالی ہی اور ہم اونکو قعر خلقت سے نکالینگے اور اونکو سکون اور اطمینان کی جگہ قائم کردینگے اور اس حواس کے جھگڑے سے چھڑا کر اطمینان کی جگہ رکھینگے۔ یہ مخلوق جو تاریکی جہالت مین غرق ہے ہم اونکو قانون کا انکشاف کرینگے۔ اور ہم اونکو ایسی نظر دینگے کہ ہر شئے جیسی ہے اوسے صاف دیکھہ سکین اور ہم اونکو ایک جھلک خالص عقل کی عطا کرینگے جس سے قانون کو بے لاگ لپیٹ کے دیکھہ سکین۔ یہی خیالات نوعمر سدہارتا کے خواب مین نظر آتے تھے۔ ایک شب کو ہردیوا جو دیوتا حیا کا تھا اتشتا اپنے مقام عیش سے آیا اور خبر دی کہ آپ اپنی خدمت یعنی مشن پر جائے جسکے لئے آپ اسقدر عرصہ سے تیار ہو رہے تھے۔ دیوتا نے کہا کہ اب وقت آگیا ہے کہ آپ اپنے آپ کو دنیا مین ظاہر کیجئے۔ جس نے اپنے آپ کو آزاد نہین کیا وہ دوسرون کو آزاد نہین کر سکتا۔ اندہا اندہے کو کیا دکھا سکتا ہے۔ جو آزاد ہوگیا وہ اورون کو بہی آزاد کر سکتا ہے۔ اور جسکی آنکھین ہین وہ راستہ بتلا سکتا ہے۔ وہ لوگ جو اپنی خواہشات نفسانی سے مکان کے اولاد کے۔ دولت کے۔ ذوق مین الوہ ہین اونکو تارک الدنیا ہونے کی ہدایت کرو۔ اور مقدس بناو۔ بادشاہ اپنے بیٹے کے منصوبہ پر غور کرکے بہت پریشان رہتا تھا۔ اور اوسکی حفاظت کرتا تھا۔ اوسکے لئے تین مکان مین

ضعیف حواس کو توڑے کو کمزور کرتا ہے۔ اور دولت کوئی کام نہین آتی
پھر موت کا وقت آتا ہے اور تناسخ کے لئے انسان تیار ہوتا ہے۔
ان دردناک خیالات کے بعد گوتم کہتا ہے کہ سب مرکب اشیا مین زوال
شامل ہے۔ مرکب اشیا مثل مٹی کے جہاز کے ہین کہ ذراسی ٹھیس سے بکھر جاتا ہے
دولت مستعار مثل ریتے کے انبار کے ہے جسکا پشتہ نہین بن سکتا۔ تمام
مرکب اشیا کبھی دوسری شے کا سبب ہوتی ہین اور کبھی دوسری شے سے
متاثر ہوتی ہین یہ دونون باہم ایسی قوام ہین جیسا کہ تخم مین نمو کا ہونا۔ مگر اصل
مادہ مین کچھہ تفاوت نہین ہوتا۔ کوئی شے ایسی نہین جو دوسری شے سے
پیدا نہوتی ہو۔ اور یہی صورت پائداری مادہ کی ظاہر کرتی ہے۔ دانا آدمی
ان شکلون سے دہوکہ نہین کہاتا۔ مثلاً کوئی شخص ایک لکڑی دوسری لکڑی
سے رگڑے ان تین کے فعل سے آگ نکلے گی۔ اور پھر غائب ہوجائیگی
دانا آدمی اوسکی تلاش مین سرگردان ہوگا۔ مگر سوائے حیرت کے اور کچھہ نہ پائیگا
یہی سوچیگا کہ کہان سے آئی اور کہان گئی۔ لفظون کی آواز ہونٹ اور تالو
اور زبان کی حرکت سے نکلتی ہے اور اوسکو فکر سے بول چال نام رکھتے ہین
اور ملکی زبان کہتے ہین۔ یہ آواز کوہ کی سی آواز ہے مگر بولی کہین موجود نہین
پھر بانسری کی آواز سنکر دانا سوچ کرتا ہے کہ کہانسے آئی اور کہان گئی۔ یہ
سب شکلین جو سبب اور نتیجہ سے پیدا ہوتی ہین اور جوگی یا دانا آدمی غور
کرتا ہے کہ یہ سب صورتین لاشے ہین۔ اور یہی لاشے زوال ہے۔ جو شے
ہمارے حواس کو معلوم ہوتی ہے اوسکو حقیقت مین کوئی پائداری نہین ہے۔

افسوس جوانی پر جسکو بڑہاپہ برباد کریگا۔ اور ہائے صحت جسکو مرض غارت کریگا
اور ہائے زندگی جسکو موت کہائیگی۔ کوئی ایسی جگہ ہی ہے جہان نہ بڑہاپہ ہو
نہ مرض ہو۔ نہ موت ہو۔ اور کیسے یہ تینو نیست ہوسکتی ہین۔ پہر شاہزادہ نے
حکم واپسی کا دیا اور کہا کہ ہم اسپر دہیان لگائینگے کہ انسے کیسے نجات ملے۔
ایک دن شاہزادہ ہمراہیون کے ساتہ پہرنے کو نکلا تہا کہ راہ مین اوسکو ایک
برہمچاری ملا۔ وہ نیچی نظر کئے کہڑا تہا اور لباس فقیرانہ پہنے ہوے تہا۔ اور
ہاتہ مین خیرات لینے کا کچکول تہا۔ شاہزادہ نے پوچہا کہ یہ کون ہے۔
کوچوان نے کہا کہ یہ بہکشو ہے اسنے نفسانی خواہشات کو ترک کردیا ہے
اور سختی سے زندگی بسر کرتا ہے۔ نہ کسی سے کچہہ خواہش ہے نہ کسی سے حسد
کرتا ہے اور گہومتا پہرتا ہے۔ اور خیرات پر بسر کرتا ہے۔ شاہزادہ نے
سواری کی واپسی کا حکم دیا اور کہا کہ جو فیصلہ کیا ہے اوسکو مخفی نہ رکہنا چاہیے۔
سب سے پہلے اپنی رانی گوپا سے اپنے ارادہ کا اظہار کیا۔ پہر باپ کے
پاس جاکر نہایت ادب سے وہی مقصد بیان کیا۔ باپ کو بہت صدمہ ہوا
اور اوسنے بہت سمجہایا۔ اور تمام اکابرین قوم نے منت اور التجا کی کہ اس
ارادہ سے باز آؤ۔ مگر کسی کا کہنا نہ مانا۔ آدہی رات گذری تہی کہ شاہزادہ نے
کپلا وستو سے سفر اختیار کیا اوسوقت ستارہ پشیا جو پیدایش کے وقت
تہا چمک رہا تہا۔ چلتے وقت شاہزادہ کے دل پر سب کی جدائی کا کچہہ قلق ہوا
اور نرم آواز سے یہ کہا کہ اب مین اس شہر مین اوسوقت تک نہ آؤنگا جب
موت اور زندگی دونون کا خاتمہ نہ کرلون۔ اور جب تک مجہے عقل کامل نہ حاصل ہو

تین موسم برسات گرمی سردی کے لئے بنائے تہے کہ جہان اوسکا جی چاہے رہے
ایک روز گوتم اپنے باغ۔ بہشتی کو سوار جا رہا تہا تو راہ مین ایک بہت ضعیف
آدمی ملا۔ اوسکے بال سفید۔ بدن لاغر۔ اور رعشہ سے کانپتا تہا۔ رگین سب
ابہری ہوئی۔ لکڑے کے سہارے رگڑتا ہوا چلا جاتا تہا۔ گوتم نے کوچوان سے
پوچہا کہ یہ کون ہے۔ کیا اسکے خاندان مین ایسے ہی پیدا ہوتے ہین۔ اوسنے
جوابدیا کہ یہ بوڑہا ہے اور بیکار ہوگیا ہے۔ اور گہر والون پر بار ہے اونہونے
نکالدیا ہے۔ اور آخرکار سب کا بڑہاپے مین یہی حال ہوتا ہے۔ یہ سنکر گوتم کے
دل مین خیال پیدا ہوا کہ جاہل اور کمزور طبیعتون مین جوانی سے نشۂ غرور پیدا ہوتا ہے
اور بڑہاپے کا خیال نہین کرتے۔ اب مجہے باغ کی سیر کو نہ جانا چاہئے اور پیچہے
لوٹ چلو کیونکہ مجہہ مین بہی بڑہاپے کی جگہ موجود ہے۔ مین عیش وعشرت کو
کیا کرونگا۔ شاہزادہ واپس چلا آیا۔ پہر ایک روز شاہزادہ معہ اپنے ہمراہیون کے
سوار چلا جاتا تہا راہ مین ایک بیمار۔ آدمی ملا۔ اوسکے ہمراہ نہ کوئی عزیز تہا
نہ دوست تہا۔ بخار کا لرزہ چہڑہ رہا تہا۔ اور چلنے کی قدرت نہ تہی۔
اور بیکسی سے موت کا منتظر تہا پہر اوسنے اپنے کوچوان سے اوسکا حال
پوچہا اور وہی جواب ملا۔ شاہزادہ سنے سوچا کہ صحت بہی ناپائدار مثل
خواب کے ہے۔ اور ہوشیار آدمی کے لئے خوشی کبہی نہین ہے۔ شاہزادہ
اپنے شہر کو لوٹ آیا۔ ایک دن اور اسیطرح سیر کو جا رہا تہا۔ راہ مین ایک
لاش دیکہی۔ کفن اوسپر پڑا تہا۔ اوسکے عزیز روتے ہوسے اور خاک اوڑاتے
چلے جاتے تہے۔ پہر شاہزادہ سنے اپنے کوچوان سے مخاطب ہوکر کہا کہ

یہ خیال ہوا کہ یہ راستہ عقل کل کے حاصل کرنے کا نہین ہے اور اوسوقت سے
نفس کشی کے مراسم مین کمی کی اور معمولی کھانا کھانے لگا۔ اور یہ کھانا ایک لڑکی سجاتا
گانونسے لاتی تھی۔ تھوڑے زمانہ مین اوسکی طاقت بھی بڑھ گئی اور صورت بھی اچھی
ہوگئی۔ اوسکے پانچون شاگرد اوسکے اس رنگ بدلنے سے پھر گئے اور اوسکا اعتبار
اونکے دلونسے جاتا رہا۔ اوسے چھوڑکر بنارس چلے گئے۔ اب سدہارتا تنہا
اروِلہ کے ایک گوشہ مین رہکر مراقبہ مین مشغول رہا اور اسی جگہ رہکر اوسنے اپنے
اصول واسطے ہدایت اپنے معتقدین کے قائم کئے۔ پورانا لباس جو اوسنے رکھا
لیا تہا وہ چھہ برس کے عرصہ مین پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔ سجاتا کی ایک لونڈی
رادہا نام کی تھی وہ مرگئی اور اوسکی لاش کو موٹے کپڑے مین لپیٹ کر دفن کردیا تھا
سدہارتا نے اوس قبر کو کھودکر چیتھڑے نکالے اور تالاب مین دھویا اور اپنے
ہاتھ سے سیکر اوسکا لباس بنادیا۔ اور یہی قاعدہ پڑی ہوئی چیتھڑون کے لباس
بنانے کا اپنے معتقدین مین جاری کیا۔ سدہارتا نے اب فکر کرنا شروع کی کہ آیا
مجھکو اب کافی علم اسکا حاصل ہوگیا ہے کہ انسان کے نجات کی تدبیر کرون اوسنے
یہ سوچا کہ جو کچھہ مین نے حاصل کیا ہے وہ انسانی علم سے برتر ہے۔ مگر مین ابھی اپنے
عقل کل کے درجہ پر نہین پہونچا۔ اور نہ ابھی مین نے نجات پایا اور موت پر فتح
حاصل کیا۔ پھر اوسنے اپنے بچپن کے زمانہ کو یاد کیا کہ اوسوقت اوسکو کیسے کیسے
خواب نظر آتے تھے اور کیسی کیسی امیدین اوسکو ہوتی تھین اور یہ خیال کرتا تھا کہ
انسان کا نجات دہندہ ہونگا یا نہین۔ آخرش ایک ہفتہ تک مراقبہ مین مشغول
رہا اور اس عرصہ مین کئی دفعہ اوسکو جوش پیدا ہوا۔ اور اوسوقت اوسنے

اور جب مین واپس اؤنگا تو اس شہر کی کچی اور ستی جاتی رہے گی۔ شہزادہ رات مین ۳۶ میل چلا۔ اور صبح کے طلوع پر گھوڑے سے اوترا۔ گھوڑا۔ ٹوپی۔ موتی کی مالا۔ چند کا کے حوالہ کی اور اپنا رشمین لباس ایک شکاری کے حوالہ کیا۔ اور اوسکا لباس کمال کا خود پہن لیا۔ راہ مین چند کا کو شاہی اُمرا شہزادہ کی تلاس مین پہرتے ہوے ملے۔ چند کا نے اونسے کہا کہ شہزادہ نہ تم سے ملیگا اور نہ وہ اپنے عزم سے باز رہیگا۔ واپس چلے جاو۔ گوتم پیادے چلتے چلتے ویسلا پہونچا۔ اور راہ مین برہمنون کے یہان مہمان رہتا تہا۔ یہانسے وہ راجگرہے کدہ کی دارالسلطنت مین پہونچا۔ اِس شہر مین ایک بڑا نامور برہمن اودر کا رہتا تہا۔ اور اوسکے ساتہ سو شاگرد تہے۔ اودر کا سے جب ملے بات چیت ہوی تو اوسنے سمجہا کہ یہ بہی بڑا عالم ہے۔ تو اوسنے اِس سے کہا کہ ہم دونون ملکر لڑکون کو تعلیم دین۔ گوتم نے کہا کہ یہ طریقہ بہی دنیاوی معاملات اور خواہشات سے بری نہین ہے وہانسے بہی چلدیا۔ اِس جگہ سے پانچ شاگرد اودر کا کے ساتہ ہوے۔ سدہارتا اول اون پانچون کے ساتہ گیا کی پہاڑی پر گیا اور وہانسے نربجنا دریا کے کنارہ پر قریب ایک گانون اُرولے کے پہونچا اور اِس جگہ اوسنے ارادہ کیا کہ معہ اپنے ہمراہیون کے ٹہیردن۔ اوسوقت تک برہمنون کے دستور کے موافق نفس کشی کا عمل کرتا رہا۔ جب سدہارتا اپنے گہر سے نکلا تہا اوسوقت اوسکی عمر اونتیس ۲۹ برس کی تہی اور چہہ برس تک ارولے مین رہکر نہایت سخت مراسم نفس کشی کے عمل کرتا رہا اور اپنے نیک کامون سے شیطانونکو بس با کیا۔ اِن چہہ برس کی تکالیف اور متواتر روزہ داری سے سدہارتا کو

یعنی اپنے مذہب مین داخل کیئے۔ یہ شخص دو بہائی تہے اور دونون تاجر تہے
بدہی منڈل کے قریب ہوکر گذر رہے تہے وہان سے اونکا ارادہ تہا کہ شمال
کی جانب مال تجارت کا اپنے گہرون کو لیجائین۔ اِنکے پیچہے ایک قافلہ تجارت کا
تہا جسمین سیکڑون گاڑیان مال کی بہری ہوی تہین کچہہ گاڑیان ولدل مین پہنس
گیئین تو دونون بہائی جنکا نام تراوپشا دوسرے کا بہلیکا تہا اونہون نے اِس
مقدس جوگی یعنی گوتم سے مدد چاہی اور جب اوسکی ہدایت کے بموجب وہ عمل
کر رہے تہے۔ گوتم کی نیکی اور عقل کا اونپر اثر ہوا۔ اوسوقت دونون بہائی معہ
اپنے سب ساتہیون کے گوتم کے مذہب مین داخل ہوگیئے۔
ایک دن گوتم بیٹہا ہوا یہ سوچ رہا تہا کہ اگرچہ مجہکو حقیقت مل گئی ہے۔ آیا مخلوق
بہی اِس سے فیض پانے کیواسطے تیار ہے یا نہین اور وہ روشنی حاصل کرنیکے
لیئے آنکہین کہولیگی یا نہین۔ اور پہر اس سوچ مین غرق ہوگیا۔ اور کہنے لگا کہ جو قانون
جاری کرتا ہون یہ بہت بڑا ہی روشن ہے۔ مگر مشکل سے سمجہہ مین آتا ہے اوسکی
تشریح نہین ہوسکتی احاطہ عقل سے باہر ہے اور صرف عالم اور ہوشیار اوس سے
فیض پاسکتے ہین۔ یہ قانون دنیاوی عقل کے خلاف ہے۔ مین نے منفرد حالت
ترک کی اور خیالات معدوم کیئے مین نے اپنی خواہشات نفسانی فرد کین اور
آئیندہ وجود مین آنا بند کیا اور یہ سبب نجات کا ہے مگر یہ قانون لوگون کی
سمجہہ مین نہ آئیگا اور مجہکو آزار پہونچائینگے پہر کہا نہین نہین یہ خواہش نفسانی ہے
اِس سے بچنا چاہیئے۔
تین دفعہ یہی خطرہ بدہا کے دلمین آیا اگر وہ اپنے ارادہ اور عزم سے باز آتا تو یہ

یہ خیال کیا کہ سب امور مجھکو حاصل ہوگئے ہین مجھے ایسی نیکی کا راستہ مل گیا جسمین نہ حسد ہے نہ جہل ہے نہ خواہش نفسانی ہے جسپر شیطان کا کچھہ اثر نہین ہوتا اور اس راستہ مین تناسخ کی ضرورت نہین اور یہ راستہ تمام عالم کے بزرگون سے بہتر ہے اور یہ راستہ عقل کل کا ہے اور یہ راستہ نجات کا ہے۔ اسوقت سدہارتا نے خیال کیا کہ مین انسان۔ اور دیوتاؤن سے سب سے برتر ہون۔ مجھے عقل کل حاصل ہوگئی اور جس جگہ اوسکا یہ خیال قائم ہوا۔ اوس جگہ کو بوڈی منڈا کہتے ہین۔ اسوقت سے گوتم کا نام بدہی ستوا ہوا۔ جسکے معنے ہین کہ عقل کل کا تلاش کرنے والا۔ بدہی ستوا دریاے نرنجنا کی طرف چلاجاتا تھا اوسنے دیکھا کہ ایک شخص نرم اور خوشبودار گھاس چٹائی کے لئے جمع کر رہا ہے۔ بدہی ستوا نے تھوڑی سی گھاس لیکر ایسی چٹائی بنائی کہ نرم جانب نیچی اور جڑین اوپر کو رکھین اور پلھتی مارکر اوسپر بیٹھہ گیا۔ اور بیٹھتے وقت یہ کہا کہ اگر میرا جسم گل جاے ہڈی۔ چمڑا۔ گوشت۔ سڑ جاے۔ مین اس گھاس سے اوسوقت تک نہ اوٹھونگا جب تک عقل کل مجھے نہ حاصل ہو۔ تمام دن اور رات بے حس و حرکت اوسپر بیٹھا رہا۔ اور صبح کیوقت جبکہ نیند سب پر غالب ہوتی ہے اوسوقت عقل کل اوسکو حاصل ہوگئی۔ اوسوقت اوسنے کہا کہ ہان اب مین انسان کے غم کو دور کرونگا۔ اور یہ کہا کہ یہ زمین جسمین سب مدفون ہین یہ میری شاہد ہے کہ مین کبھی جھوٹھہ نہین بولتا۔ اسوقت بدہا کی ۳۶ برس کی عمر ہے اور اسوقت سے نیا مذہب جاری ہوا۔

سواے سجاتا اور اوسکے جوان ہمراہیون کے بدہا نے دو اپنے مرید اور کئے

قدرت سے باہر ہے۔ گوتم نے جواب دیا کہ مجھے خطاب مہاراجی کا مت دو
پہلے مین عرصہ تک تمہارے کچھہ کام نہین آیا اور کسی قسم کی مدد تمکو نہین دے سکا۔
اب مجھکو صاف راستہ بقا کا نظر آتا ہے اور اب بدھا یعنی عقل کل ہو گیا ہون مین سب کچھہ
جانتا ہون۔ سب کچھہ دیکھتا ہون۔ گناہ سے پاک ہون۔ اور قانون قدرت کا
مالک ہون۔ آؤ مین تمکو قانون سکھاؤن۔ اور تم میرے کہنے پر کان رکھو۔ مین
تمکو نصیحت کرتا ہون۔ اور تمہاری روح گناہ سے نجات پائیگی۔ اور تمکو اپنے
نفس کا علم ہوگا۔ اور تم روز روز کے جھگڑے پیدایش سے چھوٹ جاؤگے۔
اور تم برم چاری بن جاؤگے۔ اور اس زندگی کے بعد دوسری زندگی نہوگی
اسکے بعد نہایت نرمی سے اوسنے کہا کہ تم ابھی میری نسبت کیا کہہ رہے تھے
اوسکے پانچون مرید شرمندہ ہوے اور اوسکے قدمون پر گر پڑے۔ اور اوسکو
تمام دنیا کا بدھا قبول کیا۔ اور اوسکا طریقہ بھی اختیار کیا یہی لوگ تھے جو بودھ مذہب
مین داخل ہوے۔ بنارس والے بودھ مذہب کی بہت تعظیم کرتے ہین اور یہ پہلی
جگہ ہے جہان بودھ مذہب شایع ہوا۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ بدھا بنارس بہت
نہین رہا اور سواے ان پانچ کے اور بھی مرید کئے۔ زیادہ زمانہ اوسکی عمر کا مگدہ
اور سراوستے کی سلطنتون مین گذرا۔ یہ دونون سلطنتین شمال مین گنگا کے واقع ہین
اور بقیہ عمر یہین گذاری۔ وہ چالیس برس تک اور زندہ رہا ان دونون ملک کے
بادشاہون نے اوسکو پناہ دی اور اوسکا مذہب اختیار کیا۔ بدھا نے یہان
رہکر بہت بڑے بڑے شخص اپنے مذہب مین داخل کئے اور اپنے شاگرد بنائے
راجگرہی کے قریب ایک اور جگہہ تہی جسکو نالندہ کہتے تھے اور وہان بدھا اکثر

راز ہمیشہ مخفی رہتا بالآخر یہ خطرہ دل سے کہو یا۔
کہتا ہے کہ تمام دنیا کے انسان تین ہی درجہ مین آسکتے ہین یا وہ اچھی ہین یا خراب ہین یا وہ ان دونون سے لاپرواہین۔
پھر کہتا ہے کہ ایک ثلث غلطی مین ہے اور ایک ثلث حقیقت کا ماہر ہے اور ایک ثلث معلق حالت مین ہے۔ اگر مین ان لوگون کو قانون کی تعلیم کرون تو جو لوگ غلطی مین پڑے ہین وہ کبھی آگاہ نہونگے۔ اور مین کیسے ہی سکھانا چاہون جو حقیقت کے ماہر ہین وہ ہمیشہ ہوشیار رہینگے۔ مگر وہ لوگ جو معلق حالت مین ہین اگر مین اونکو قانون سکھاؤنگا تو اونکو سمجھ آئیگی اور اگر نہ سکھاؤنگا تو وہ ناسمجھ رہینگے گوتم نے اپنے اصول قائم کرکے یہ ارادہ کیا کہ انکو شائع کرون اور یہ سوچا کہ کس سے پہلے شروع کرون۔ اول اوسکو یہ خیال ہوا کہ اپنے اصول راجگرہی اور ویسالے کے استادون پر ظاہر کرون مگر اتفاق سے معلوم ہوا کہ وہ دونون مرچکے ہین پھر اوسکا خیال ان پانچون مریدون کی طرف گیا جو اوسکو چھوڑکر چلے گئے تھے۔ گوتم ہیا نسے چل نکلا اور گنگا پر پہونچا مگر عبور کرنے مین اوسکو بہت دقت ہوئی کہ اوسکے پاس پیسہ نہ تھا اور جب وہان کے بادشاہ کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو جوگیون کے لئے محصول معاف کر دیا۔ گوتم چلتے چلتے بنارس پہونچا اور جہان اوسکے پانچون مرید تھے اونکی طرف گیا۔ اونہون نے گوتم کو دیکھکر یہ دلمین ارادہ کیا کہ اوسکی ہر طرح سے توہین کرین اور خاطر تواضع نہ کرین مگر وہ جب اونکے پاس پہونچا۔ بے اختیار وہ اوسکی تعظیم کے لئے اوٹھہ کھڑے ہوئے اور اوس سے مخاطب ہوکر کہنے لگے کہ اے گوتم مہاراج آپ بالکل پاک ہین اور آپ مین ایک ایسی روشنی چمکتی ہے کہ انسان کی

سامنے وعظ کرتا رہا مگر اوسنے مشکل طریقہ علم کا کبھی اظہار نہ کیا۔ کیونکہ عوام اوسکو نہ سمجھ سکتے تھے۔ اور برہمن بہی اون اصولون کو پورے طور سے ظاہر نہین کرسکتے تھے
گوتم نے یہ ادعا کیا کہ مین انسان کی نجات کے لئے ہون۔ بلکہ اس سے بہی زیادہ یہ کہنا کہ تمام کائنات کی اصلاح کے لئے ہون اسلئے اوسنے ایسے اصول ظاہر کئے کہ سب پر حاوی ہون اور سیدہے سادے ہون۔ گوتم کے دو فلسفانہ اصول تناسخ اور نجات کے ہین۔ مگر یہ نہایت مبہم۔ اور مہمل ہین۔ باقی اصول اخلاقی اور دہیان کے ہین۔

گوتم نے خود کچہہ نہین لکھا اور اوسکے خاص معتقدین سنے اوسکی وفات کے بعد ایک کونسل قائم کی۔ اور گرو کے الفاظ مین مضامین منضبط کئے۔ پہلی کونسل کے بعد دو اور کونسلین قائم ہوئین اور اوسمین قواعد درج کئے۔ حضرت عیسیٰ سے پہلے دو سو برس یہ کام ہوا۔ اول کونسل بمقام راجگرہی ملک مگدہ مین ہوی تہی اور اس کونسل مین تین قسم کی کتابین بنای گئین۔ ایک کتاب وہ تہی جس مین مکالمہ گوتم کا تہا۔ اور دوسری تعلیم۔ اور تیسری فلسفہ مذہب۔ اونکا مقدم اصول یہ تہا کہ دنیا مین چار حالتین ہین اول حالت تکلیف کی کہ انسان کسی نہ کسی صورت مین برداشت کرتا ہے۔ اور دوسرے اسباب اوس تکلیف کے۔ اور بدہا یہ کہتا ہے کہ یہ سب خواہشات نفسانی گناہ سے پیدا ہوتی ہین۔ اور تیسرے ایک حالت اطمینان جسکو نجات کہتے ہین۔ اور چوتھے وہ راہ کہ جس سے رنج دور ہو اور نجات ہو۔ نجات کے آٹھہ راستہ ہین۔ اول سچا خیال کرنا۔ دوسرے سچا فیصلہ جسمین کوئی شک شبہ نہو تیسرے سچے الفاظ جسمین کوئی شائبہ جہوٹ کا نہو۔ اور چوتھے نجات کی شرائط

جایا کرتا تہا۔ اِس جگہ ایک آم کا باغ تہا جو حوض کے کنارہ واقع تہا اور بڑے مالدار شخص کا ملکیت تہا۔ پانسو سوداگرون نے ملکر اِس باغ کو بدہا کیواسطے خریدا۔ اور وہان رہکر اوسنے قانون قدرت سکہایا۔ اِس جگہ دس ہزار جوگی رہتے تہے اور بادشاہ کے یہان سے اونکو خرچ ملتا تہا۔ بارہ برس کے بعد بدہا کا باپ اوس سے آکر ملا اور ساکیہ قوم نے اور نیز باپ نے بودہ مذہب اختیار کیا۔ اور بدہا کی تینون بی بیون نے بہی وہی مذہب اختیار کیا۔ اور بدہا کا برہمنون سے ہمیشہ جہگڑا رہتا تہا اور طرح طرح سے اوسکو تکلیف پہونچائی اور اوسکے مارنے کا بہی ارادہ کیا مگر بدہا بچ گیا۔

بدہا کی جائے وفات کی بابت بہت اختلاف ہے مگر اکثر کی یہ راے ہے کہ کوسی نگلا ملک کو سالہ مین مرا ہے۔ اوسوقت عمر اوسکی اسی برس کی تہی اور راجگری سے واپس آتا تہا اور اوسکے ہمراہ اوسکا بہتیجا انند اتہا اور بہت مجمع جوگیون کا تہا گنگا کے جنوبی کنارہ پر پہونچا۔ اور دریا سے اوترکر ایک پہتر پر کہڑا ہوا۔ اور نہایت مہربانی سے اپنے ساتہیون کی طرف تکتا رہا اور یہ کہا کہ آخروقت ہے کہ مین سچ مچ سے اپنے شہر راجگری کو دیکہ رہا ہون۔ گنگا کو اوترکر شہر ویسالے کو گیا اور وہا بہی اسیطرح خیرباد کہی اور رمالا کے ملک مین ایک مقام کوسی نگلا تہا وہان جب اوسکو غشی پیدا ہوی ایک درخت کے نیچے بیٹہ گیا وہان وہ مرگیا۔

(اخلاقی اصول مذہب)

مصنف کہتا ہے کہ گوتم ایک فلسفی تہا۔ اور اس سے زیادہ اوسنے کبہی اظہار کیا اِس نظام کے باقاعدہ ہونے کی امید نہ کرنی چاہیئے۔ وہ تمام عمر مخلوق کے

مرید کو چاہیئے کہ رات کے وقت ہر مہنہ مین قبرستان پر جاوے اور اس امر کا دہیان کرے کہ انسان کیسا ناپائدار ہے۔

گوتم کا یہ خیال تہا کہ انسان کو چاہیئے کہ ان سب قواعد کی پابندی کرے اور ان سب سے اہم یہ چہہ قاعدہ ہین۔ خیرات دینا۔ نیت نیک رکہنا۔ صبر کرنا تحمل کرنا۔ دہیان کرنا۔ اور عقل کل کو سوچنا۔

گوتم چہہ اور نیک کامونکا ذکر کرتا ہے۔ اول صرف جہوٹ کی ہی ممانعت نہین ہے بلکہ تہمت گوئی اور بدزبانی کی اور بیہودہ گوئی کی ممانعت ہے۔ دوسرے انسانیت اور مروت۔ تیسرے اپنے نیک کام کو چہپاؤ۔ گناہون کو ظاہر کرو۔ چوتہے اپنے رشتہ دارون کے ساتہ مہربانی اور عزت کے ساتہ پیش آؤ۔ پانچوین اپنے گروکا ادب کرو۔ چہٹے والدین کی عزت کرو۔

گوتم کے اگرچہ بادشاہ معاون اور سرپرست تہے اور خود باپ بادشاہ تہا مگر مذہب کے پہیلانے مین اوسنے جبر اختیار نہ کیا اور ہمیشہ لوگون کو اخلاقی طرز سے سمجہاتا رہا اور ترغیب دیتا رہا۔

جسوقت گوتم ظاہر ہوا اوسوقت ہندوستان کے لوگون کی حالت بہت خراب تہی اوسنے اونکے عیوب پر اعتراض نہین کیا بلکہ نیکیون کی خوبیان اونکے دلنشین کین۔ ایک شخص پرانا نام ڈومسی بچہ تہا مگر تجارت سے اوسکو فرصت نہ ملتی تہا اور جسوقت وہ مال تجارت لئے ہوے جاتا تہا تو اوسکے ہمراہیون مین بودہ مذہب کے بہی سوداگر تہے۔ اونکے مذہبی طریق کا اثر پرانا کے دل پر ہوا۔ پرانہ گوتم کے پاس آیا اور مذہب بودہ کا اختیار کیا۔ گوتم نے اوسکو ہدایت کی کہ

یعنی وہیان سچا رکہے اور ہمیشہ اوسی ڈہنگ پر رہے - پانچوین سچے طور سے زندگی بسر کرنا یعنی یہ کہ مذہبی پیشہ سے - چہٹے یہ کہ خیال کو سچائی مین لگانا - ساتوین یاد داشت سچی ہو - اور آٹہوین وہیان سچا کرنا جس سے نجات ہو - بعد ازان گوتم اخلاقی اصول ظاہر کرتا ہے اور وہ پانچ ہین - ۱ کسی کو قتل نکرو - ۲ چوری نکرو - ۳ زنا نکرو - ۴ جہوٹ نہ بولو - ۵ شراب نہ پیو - اور اسکے ساتہ پانچ اور ہین کہانا وقت پر کہاو - اور ناچ گانا راگ اور کہیل سے پرہیز کرو - ہار نہ پہنو - خوشبو نہ لگاؤ - اور آرام کے بچہونے پر نہ سوؤ - کسی سے چاندی سونا نہ لو - یہ سب ملکر دس اخلاقی اصول ہوے - اول پانچ عام لوگون کیواسطے ہین - دوسرے پانچ اصول مریدون کے لئے ہین -

مریدونکے لئے اوس نے اور بارہ اصول قائم کئے ہین - اول یہ کہ کپڑونکے چہتڑے جو قبرستان یا کوڑہ پر ملین اونکو جمع کرکے لباس بناؤ - دوسرے لباس کے تین عدد ہووین اور یہ چہتڑون سے اپنے ہاتہ سے بنائے جائین اور اوپراون کا زرد لباس ہو جو چہتڑون سے بنایا گیا ہو - تیسرے کہانا جہانتک ممکن ہو سادہ ہو - چوتہے کہانا بہیک مانگ کر جمع کیا جائے اور ایک لکڑی کی کچکول مین رکہا جاے - پانچوین جوگی کو ایک وقت کہانا چاہئے - چہٹے دوپہر کے بعد کسی قسم کا کہانا نہ چاہئے - ساتوین بودوباش کے لئے بہی قاعدے ایسے سخت تہے مریدون کو جنگل مین رہنا چاہئے - آٹہوین درخت کے سایہ مین رہو - نوین زمین پر بیٹہو اور درخت سے کمر لگاؤ - دسوین بیٹہے بیٹہے سوؤ لیٹو نہین - گیارہوین جس ڈہنگ سے چٹائی پڑی ہے اوسکو مت بدلو - بارہوین

ایک شاہی حکم آیا کہ شہزادے کی آنکھین نکال لی جائین۔ یہ حکم بادشاہ کی رانی نے بادشاہ کی مہر لگاکر براہ عداوت اپنا کینہ نکالنے کیواسطے بہیجا تہا۔ تمام رعایا سے اونکی آنکھین نکالنے کیواسطے کہا مگر سبنے انکار کیا۔ آخر چنڈالوں سے کہا اونہون نے بہی انکار کیا۔ شہزادہ نے جب اپنے باپ کی مہر اوس حکم پر دیکہی تو اوس حکم کی تعمیل کیواسطے آمادہ ہوگیا۔ بالآخر ایک جرامی اِس مکروہ فعل کے کرنے پر آمادہ ہوا شہزادہ تیار ہوا۔ اور جلاد سے کہا کہ اول ایک آنکھہ نکالو اور وہ میرے ہاتہ پر رکھو۔ سب لوگ نالہ و فریاد کرنے لگے اور اس شہزادہ نے اپنی نکلی ہوئی آنکھہ ہاتہ پر رکہی اور اوس سے مخاطب ہوکر کہا کہ تجہکو ابہی نظر آتا تہا اب بہی تو کچہہ دیکہتی ہے پہر کہا افسوس تو پارچہ گوشت ہے۔ انسان کیا احمق ہے۔ کہ ایسی چیز کو کہتا ہے کہ یہ میری ہے۔ پہر اوسکی دوسری آنکھہ نکالی گئی اوسوقت شہزادہ نے کہا کہ میرے گوشت کی آنکھہ تو جاتی رہی اور میرے علم کی آنکھہ کہل گئی اگر مجہکو بادشاہ نے چہوڑ دیا ہے تو مین ایک بڑے بادشاہ کا بیٹا بن گیا ہون اگرچہ مجہے ایک بڑے رتبہ سے زوال ہوا۔ وہ درجہ ایسا تہا کہ جس کے ساتہ رنج اور تکلیف شامل تہی اب مجہے وہ بادشاہت حاصل ہوگئی ہے کہ مجہکو نہ رنج ہے نہ تکلیف ہے شاہزادہ نے اس مصیبت کو بہت تحمل کے ساتہ برداشت کیا اور جب اوسکو یہ معلوم ہوا کہ یہ فعل رانی کی سازش سے ہوا ہے تو اوس نے رانی کو دعا دی اور کہا کہ ہمیشہ تم خوش رہو۔ تم نے ایسا فعل کیا کہ مجہکو دائمی نجات ہوگئی۔ یہ اندہا شہزادہ اپنی عورت کے ساتہ ادہر اودہر گہومتا پہرتا تہا جب اپنے باپ کے گہر پہونچا تو باپ کو خبر ہوئی۔ غصہ مین آکر رانی کے قتل کا حکم دیا شہزادہ نے اوسکی

اصل اصول اِس مذہب کا ترک دنیا ہے۔ پرانہ کو اسوقت سے خیال کرنا چاہئیے کہ مین دنیا سے مرگیا ہون اور مین دوسری دنیا مین اس غرض سے آیا ہون کہ بودہ مذہب کی اشاعت کرون اور جگہ ایسی ہے کہ جہان بیرحمی اور خونریزی بہی ہے۔ اور بجز دلیر آدمی کے کوئی وہان جانے کی جرات نہین کرتا۔

گوتم اوس سے کہتا ہے کہ یہ آدمی جہان تم جاتے ہو نہایت جابر بے رحم اور غصہ ور اور مغرور ہین اور جب تم وہان جاؤگے تو تمہارے سات بدزبانی کرینگے اور تم کو مارپیٹ کرینگے تم کیا کروگے۔ اوسنے کہا کہ اگر وہ میرے اوپر غصہ کرینگے اور مارینگے تو خیال کرونگا کہ وہ اچہے آدمی ہین۔

گوتم نے پوچہا کہ تمہارے اوپر پتہر پہینکینگے تو تم کیا خیال کروگے پرانہ نے جواب دیا کہ مین اونکو نیک سمجہونگا اور خیال کرونگا کہ اونہون نے تلوار۔ لکڑی سے نہین مارا پتہر ہی پہینکے۔ پہر پوچہا کہ اگر وہ لکڑی اور تلوار چلائین تو تم کیا خیال کروگے جواب دیا کہ مین اوسوقت بہی اونکو نیک سمجہونگا اور یہ خیال کرونگا کہ اونہون نے میری جان ہی چہوڑدی۔ پہر گوتم نے پوچہا کہ اگر تمہاری جان بہی لے لین تو کیا خیال ہوگا پرانہ نے کہا مین یہ سمجہونگا کہ مجہے تکلیف سے نجات دیدی۔

گوتم اس تقریر سے بہت خوش ہوا۔ اور پرانہ سے کہا اچہا جاؤ اور لوگون مین مذہب پہیلاؤ۔

دوسرا ذکر ایک بادشاہ کے بیٹے کا ہے جو بودہ مذہب کا تہا بادشاہ نے اس اپنے بیٹے کو تشپتہ ملک کا صوبہ دار بناکر بہیجا۔ اِس شہزادہ کا نام کنالہ تہا اِس شہزادہ نے ایسی حکومت کی کہ ہر شخص اس سے الفت کرنے لگا۔ اوسیوقت مین

یہ سوچکر تاجر کا لڑکا وہان گیا جو عورت نے دیکھا۔ اپنے نوکر سے کہا کہ جو یہ عضو میرے کٹے پڑے ہین اونکو ایک جگہ کر کے ڈہانک دو۔ تاجر کا لڑکا جب آکر کہڑا ہوا تو اوس عورت نے کہا کہ جب میرا جسم پہول کے موافق تہا اور تمام قسم کے جواہرات سے آراستہ تہا اور آنکھون کو اوسکے دیکہنے سے رغبت تہی اوسوقت آپ میرے دیکہنے کو نہ آئے آج جو یہ میری حالت خراب ہے، اور نگاہ ڈالنے سے کراہت آتی ہے اور نفرت ہوتی ہے تو اوسوقت آپ آئے تاجر کے لڑکے نے جواب دیا کہ اے میری بہن پہلے عیش اوٹہانے کی غرض سے نہین آیا اور اب مین لاچار حالت جو قابل ہمدردی کے ہے دیکہنے کو آیا ہون۔ یہ سنکر عورت کے دل مین اطمینان پیدا ہوا۔ اور فوراً انتقال کیا۔

گوتم کے مذہب مین بادشاہ بہی داخل ہوے اور پہلا بادشاہ جس نے یہ مذہب اختیار کیا وہ بن بصارہ تہا جسکا دارالسلطنت راجگرہی تہا۔ اِس شہر کی بہت گنجان آبادی تہی اور مکان بہی گچ بچ تہے اور لکڑی کے بنے ہوے تہے۔ وہان اکثر آگ لگا کرتی تہی۔ اِس آفت کے روکنے کے لئے بادشاہ نے یہ حکم دیا کہ جس کی غفلت سے آگ لگے گی وہ نکال دیا جائیگا اور اوسکو جنگل اور قبرستان مین رہنا ہوگا۔ تہوڑے عرصہ بعد خود بادشاہ کے محل مین آگ لگ گئی۔ بادشاہ نے کہا کہ مین سب کا مالک ہون قانون کے خلاف ورزی کیسے کرون اور ایسا کرون تو مین توقع کیسے کرسکتا ہون کہ میری رعایا پابندی قانون کی کرے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ بیٹا مسند نشین ہوا اور خود جنگل بہر قبرستان مین جاکر رہا۔ گوتم کے حالات مین ایک اور دلچسپ قصہ بادشاہ کے بیٹے کا ہے جس نے

شفاعت کی اور یہ کہا کہ یہ مصیبت جو مجھپر پڑی یہ میرے کسی اعمال کا نتیجہ ہے۔
کتاب میں اور ایک قصہ مذکور ہے وہ یہ ہے۔ متھرا کے مقام میں ایک مشہور
عورت تھی وسعدتہ نام تہا اوسکی خادمہ ایک جوان تاجر کے پاس گئی جسکا نام
اوپاگفتہ تہا۔ اوس سے کچھ عطریات خریدے جب یہ خادمہ لوٹ کر آئی تو
اوسکے آقا نے اوس سے کہا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اس جوان تاجر کو پسند کرتی ہو
اور ہمیشہ اوسی کے یہاں لینے خریداری کرتی ہو۔ نوکر نے جواب دیا کہ اے میرے
آقا کی دختر یہ تاجر کا لڑکا بہت حسین ہے اور بہت ہوشیار ہے اور ہمیشہ اپنی زندگی
قانون قدرت کے موافق بسر کرتا ہے۔ یہ سنکر وسعدتہ کو اوسکی طرف رغبت پیدا
ہوی اور چند مدت کے بعد اپنے نوکر کے ہاتہ یہ پیغام بہیجا کہ میرا۔ ارادہ ہے کہ
مین تمہارے پاس آؤن اور عیش وعشرت سے بسر کرون۔ نوکر نے یہ پیغام پہونچا
دیا۔ اوس نوجوان آدمی نے یہ اوسکو جواب دیا کہ اپنے آقا سے یہ کہنا کہ اے
بہن ابہی تمہارے ملنے کا وقت نہین آیا تہوڑے عرصہ بعد اسی عورت نے
اپنے ایک عاشق کو قتل کیا اور یہ جرم ظاہر ہو گیا۔ اور بادشاہ تک خبر پہونچی اوسنے
جلاد کو حکم دیا کہ اس عورت کے ہاتہ اور پانون اور ناک اور کان کاٹو اور قبرستان
مین ڈالدو۔ اس بات کی خبر تاجر کے لڑکے کو ہوی۔ اور یہ معلوم ہوا کہ ایسی سزا
اوسکے واسطے تجویز ہوی۔ اپنے دل مین اوسنے سوچا کہ جب اوسکا بدن خوشنما
لباس سے آراستہ تہا اور قسم قسم کے جواہرات پہنے ہوے تہی اوسوقت ایسے
شخصون کو جو نجات کے خواہشمند ہین اوسکے پاس جانا نہ چاہیے۔ آج سب اوسکا
غرور خاک مین مل گیا اور وہ بے دست و پا پڑی ہے یہ وقت اوسکے دیکھنے کا

سوانح عمری حضرت رسالتمآب محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

تمہید

یہ سوانح عمری اُس آخر رہنما کی ہے جس نے سب پرانے مذہبی تمدن بالکل ماند کر دیے اور اپنا مذہبی تمدن مثل آفتاب نصف النہار کے دُنیا مین چوبیس برس کے قلیل زمانے مین روشن کر کے خود غروب ہوگیا اس تمدن کا نشو نما ملک عرب مین ساتوین صدی عیسوی مین ہوا جس کے جغرافیہ کی سچی حالت عربی النسل ہندی الاصل شاعر الطاف حسین حالی نے اسطرح سے بیان کی ہے

عرب جس کا چرچا ہے یہ کچھ وہ کیا تھا جہان سی الگ ایک جزیرہ نما تھا
زمانے سے پیوند جس کا جدا تھا نہ کشور ستان تھا نہ کشور کشا تھا

تمدن کا اُس پہ پڑا تھا نہ سایا
ترقی کا تھا وان قدم تک نہ آیا

نہ آب وہوا ایسی تھی روح پرور کہ قابل ہی پیدا ہون خود جس سی جوہر
نہ کچھ ایسے سامان تھے وان میسر کنول جس سے کھل جائین دل کے سراسر

نہ سبزہ تھا صحرا مین پیدا نہ پانی
فقط آب باران پہ تھی زندگانی

زمین سنگلاخ اور ہوا آتش افشان لؤون کی لپٹ باد صرصر کے طوفان
پہاڑ اور ٹیلے سراب اور بیابان کھجورون کے جھنڈ اور خار مغیلان

نہ کھیتون مین غلہ نہ جنگل مین کھیتی

اپنے باپ کو قتل کیا تہا وہ خود جانشین ہوگیا تہا اور ابہی تک بودہ مذہب نہین اختیار کیا تہا - یہ بادشاہ اپنے محل مین بیٹہا ہوا چاندنی کا لطف دیکہہ رہا تہا اوسوقت اوسکے دلمین خیال آیا کہ یہ مین نے کیسا گناہ کیا کہ اپنے نیک باپ کو مار ڈالا اسکے مکافات کے لیئے کسی اچہے برہمن کے پاس جانا چاہیئے - وزیرون سے پوچہا ایک نے گوتم کا ذکر کیا - بادشاہ نے اوسکے پاس جانے کا ارادہ کیا -

گوتم اوسوقت آم کے باغ مین تہا اوسکے گرد ساڑے تین سو فقیر جمع تہے بادشاہ نے ملاقات کی استدعا کی - گوتم نے اجازت دی - بادشاہ نے ابتداً غرض اپنے آنے کی ظاہر نہین کی اور اپنے گناہ کے اقرار سے پہلے اوسکے متعلق پہلے جو سوال برہمنون سے کیا تہا وہی سوال گوتم سے کیا - سوال یہ ہے کہ ایا اس زندگی مین قطعی طور پر کوئی یہ پیشین گوئی کر سکتا ہے کہ کسی شخص کے اعمال کا نتیجہ کیا ہوگا - برہمنون کے جواب سے بادشاہ کا اطمینان نہین ہوا تہا - اس سبب سے گوتم سے سوال کیا - گوتم نے جواب دیا - کہ ہر شخص کے اعمال کا نتیجہ اوسکے افعال پر ہوتا ہے بادشاہ اس جواب سے خوش ہوا - اور گوتم سے کہا کہ آپ اپنے مذہب مین داخل کر لیجیئے اور مجہے پناہ دیجیئے - مجہسے ایسا عظیم گناہ ہوا ہے کہ مین اوسکے سبب سے محزون ہون - مین نے سلطنت کے لیئے اپنے باپ کو مار ڈالا - میرا باپ نہایت عادل بادشاہ تہا اور گوتم سے کہا کہ آپ میری زبان سے جرم کے اقبال کو قبول کر کے میرے واسطے آئندہ کیا تجویز کرتے ہین - گوتم نے اپنے اصول کے موافق اوسکے گناہ معاف کیئے کیونکہ اوسنے اپنے گناہ کا اقرار کیا تہا اور پشیمانی ظاہر کی تہی -

چلن جتنے اُنکے تھے سب وحشیانہ ہر ایک لوٹ اور مار مین تھا یگانہ
فسادون مین کٹتا تھا اُن کا زمانہ نہ تھا کوئی قانون کا تازیانہ

وہ تھے قتل و غارت مین چالاک ایسے
درندے ہون جنگل مین بیباک جیسے

نہ ٹلتے تھے ہرگز جو اڑ بیٹھتے تھے سلجھتی نہ تھے جب جھگڑ بیٹھتے تھے
جو دو شخص آپس مین لڑ بیٹھتے تھے تو صدہا قبیلے بگڑ بیٹھتے تھے

بلند ایک ہوتا تھا گر وہان شرارا
تو اس سے بھڑک اُٹھتا تھا ملک سارا

وہ بکر اور تغلب کی باہم لڑائی صدی جس مین آدھی اُنھون نے گنوائی
قبیلون کی کردی تھی جس نے صفائی تھی ایک آگ ہر سو عرب مین لگائی

نہ جھگڑا کوئی ملک و دولت کا تھا وہ
کرشمہ ایک اُنکی جہالت کا تھا وہ

کہین تھا مویشی چرانے کا جھگڑا کہین پہلے گھوڑا بڑھانے پہ جھگڑا
لب جو کہین آنے جانے پہ جھگڑا کہین پانی پینے پلانے کا جھگڑا

یون ہی روز ہوتی تھی تکرار اُن مین
یون ہی چلتی رہتی تھی تلوار اُن مین

جو ہوتی تھی پیدا کسی گھر مین دختر تو خوف شماتت سی بے رحم مادر
پھرے دیکھتی جبکہ شوہر کے تیور کہین زندہ گاڑ آتی تھی اُسکو جا کر

وہ گود ایسی نفرت سے کرتی تھی خالی

عرب اور کل کائنات اسکی یہ تھی

اور تمدنی حالت کی ایسی دلفریب نظم مین ایسی تصویر کھینچی ہے گویا صداقت بیان کے لئے نثر مستزاد اور نظم موضوع ہے۔

نہ وہان مصر کی روشنی جلوہ گر تھی
نہ یونان کے علم و فن کی خبر تھی
وہی اپنی فطرت پہ طبع بشر تھی
خدا کی زمین بن جتی سر بسر تھی
پہاڑ اور صحرا مین ڈیرہ تھا سب کا
تلے آسمان کے بسیرہ تھا سب کا

کہین آگ پجتی تھی وان بیجا با
کہین تھا کواکب پرستی کا چرچا
بہت سے تھے تثلیث پر دل سے شیدا
بتون کا عمل سو بسو جا بجا تھا
کرشمون کے راہب کے تھا صید کوئی
طلسمون مین کاہن کے تھا قید کوئی

وہ دنیا مین گھر سب سے پہلا خدا کا
خلیل ایک معمار تھا جس بنا کا
ازل مین مشیت نے تھا جسکو تاکا
کہ اس گھر سے اُبلے گا چشمہ ہدی کا
وہ تیرتھ تھا اک بت پرستون کا گویا
جہان نام حق کا نہ تھا کوئی جویا

قبیلہ قبیلہ کا ایک بت جدا تھا
کسی کا ہبل تھا کسی کا صفا تھا
یہ عزا پہ وہ نائلہ پہ فدا تھا
اسی طرح گھر گھر نیا ایک خدا تھا
نہان ابر ظلمت مین تھا مہر انور
اندھیرا تھا فاران کی چوٹیون پر

پیدا ہونے والا تھا۔ یہ سب سے اول اور تاریخ کا آخری واقعہ ہے جو عرب پیدا کر رہے تھے۔
جہان سے ایک شخص ایسا پیدا ہوا جو دنیا کی طبیعتون کو رام کرنے والا اور دنیا کے حالات مین ایک انقلاب عظیم الشان پیدا کرنے والا تھا۔
دُنیا کی یہ افسوسناک حالت بیان کرنے کے وقت اگر مصنف افسانہ قومی کے سامنے حالی کا مدوجزر اسلام ہوتا تو وہ ضرور ان اشعار کا اعادہ کر کے خدا کا شکر ادا کرتا۔

یکایک ہوئی غیرت حق کو حرکت — بڑھا جانب بوقبیس ابر رحمت
ادا خاک بطحا نے کی وہ ودیعت — چلے آتے تھے جسکی دیتے شہادت

ہوئے پہلوے آمنہ سے ہویدا
دعاے خلیل اور نوید مسیحا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت سے بارہ برس تک کی عمر کا حال

ماخوذ از خطبات احمدیہ

عبداللہ بن عبدالمطلب والد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چوبیس برس کی عمر تھی جبکہ اُنھون نے بنت وہب سے شادی کی۔ آمنہ بنت وہب قریش کے قبیلہ سے تھین۔ جو عرب کے قبیلون مین نہایت معزز اور

بجنے سانپ جیسے کولی جبنے والی

جو انکو دن رات کی ال لگی تھی ۔ شراب اُن کی گھٹی مین گویا پڑی تھی

تعیش تھا غفلت تھی دیوانگی تھی ۔ غرض ہر طرح اُن کی حالت بُری تھی

بہت اس طرح اُن کو گذری تھی صدیان

کہ چھائی ہوئی نیکیون پر تھی بدیان

یہ اُس ملک کے جغرافیہ اور اُس قوم کے تمدن کی تصویر ہے جہان رہنما پیدا ہوا۔ اور تمام دُنیا کی حالت وقت پیدایش حضرت رسالتمآب یہ تھی جو مصنف افسانہ قومی نے لکھی ہے۔

رومی سلطنت

روم کے مشرقی ملک نہایت خراب اور ذلیل حالت مین تھے۔ شام۔ مصر۔ یونان مشرقی ایشیا کو خود ذلیل رومی نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اور رومیون کا یہ حال تھا کہ خواجہ سرا غلام اعلےٰ عہدون پر تھے۔ اور ملکی معاملات مین سراسر کھلی ہوئی دغا بازی اور علانیہ جھوٹ جاری تھا۔ مشرقی رومیون کے اوصاف بزدلی تعیش۔ دغا بازی تھی۔ اور ان افعال نے اُن کو خراب کر رکھا تھا بدی کی بُری سے بُری شکلون سے بڑے شوق سے بچتے تھے۔ اور قسطنطنیہ چھٹی صدی کی لندن انیسوین صدی سے مختلف نہ تھی ۶۲۸ء کے بعد یونانی۔ ایرانی لڑتے لڑتے عاجز ہو گئے تھے اور کسی مین جان باقی نہ رہی تھی۔ اُسوقت ان دونون کو ایک نئے دشمن کا مقابلہ تھا۔

جب خسرو۔ اور ہرقل۔ آپس مین لڑ رہے تھے عرب مین ایک عظیم الشان انقلاب

عبدالمطلب نے قربانی کی۔ اور تمام اراکین قبیلہ قریش کو دعوت مین بلایا۔
شرفاے مکہ کا دستور تھا کہ آب و ہوا کے لحاظ سے اور اس غرض سے کہ بچون
کے لہجہ اور زبان مین غیر زبان کا اثر ہونے پائے اپنے بچون کو جب کہ وہ
دودہ پلانیکے ہو جاتے تھے دودہ پلانے والیون کے سپرد کرکے باہر بھیجدیا کرتی
تھے۔ اسی رسم کے موافق آنحضرت کو حلیمہ سعدیہ کے سپرد کر دیا گیا اور وہ اپنے
گھر لے گئین اور ہر چھٹے مہینے لاکر اُن کی والدہ اور دیگر اقربا کو دکھلا جاتی تھین
دو برس بعد آپ کا دودہ چھڑایا گیا اور حضرت حلیمہ آپ کو لیکر حضرت آمنہ
پاس آئین تو حضرت آمنہ نے اس خیال سے کہ مکہ کی آب و ہوا آپ کو موافق نہوگی
پھر حضرت حلیمہ کے سپرد کر دیا اور وہ آپ کو پھر گھر لے گئین اور ہر چھٹے مہینے لاکر
ملا جاتی تھین۔ جب آنحضرت کی عمر چار برس کی ہوئی تو حضرت آمنہ نے آپ کو اپنے
پاس رکھ لیا۔ پس حضرت حلیمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دودہ پلائی
مان اور اُن کے خاوند حارث ابن عبدالعزیٰ دودہ کے رشتہ کے باپ اور
اُن کی اولاد عبداللہ اور انیسہ خذیمہ عرف شیمان دودہ بھائی اور دودہ بہن ہین
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دودہ کے رشتہ کو خون کے رشتہ کی برابر سمجھتے
تھے۔ اور حضرت حلیمہ سے نہایت محبت رکھتے تھے اور اُنکا ادب اور اُن کی تعظیم
مان کی برابر کرتے تھے۔ ایکدفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ردا ے
مبارک جس کو مسلمان سر پر رکھنے اور آنکھون سے لگانے کے لائق سمجھتے ہین
حضرت حلیمہ کے لیے بچھا دی تاکہ وہ اُس پر بیٹھین دودہ کے رشتہ کا ایسا پاس
لحاظ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرتے تھے اور محبت اور الفت کہ حضرت

شریف قبیلہ تھا۔ حضرت آمنہ حمل ہی سے تھین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
والد عبداللہ نے بغرض تجارت یثرب یعنی مدینہ کی طرف سفر کیا اور قبل پیدا
ہونے آنحضرت کے اُنھون نے وفات پائی۔ بنی نجار کے دار نقیعہ مین مدفون ہوے
اُنکی وفات کے بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوے جمہور مورخونکی یہ راے ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم بارہوین ربیع الاول عام الفیل کو پہلے برس یعنی ابرہ کی چڑہائی سے پچپن روز بعد پیدا ہوے
مگر اِس بات مین کہ عام الفیل سنہ عیسوی کے کونسے سال مین واقع ہوا تھا
مورخون کی راے مین اختلاف ہے۔ منقح امر یہ قرار پایا ہے کہ عام الفیل ۵۷۰ء
کے مطابق تھا کیونکہ سب مورخین اس بات پر متفق ہین۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
پیدا ہوئے تو حضرت آمنہ نے کسی کو عبدالمطلب کے پاس بھیجا اور آپ کے پیدا
ہونے کی اطلاع کی۔ عبدالمطلب فی الفور وہان آئے اور آنحضرت کو اپنے
ہاتھون پر اُٹھا کر کعبہ کے اندر لیگئے اور اللہ تعالےٰ کی حمد وثنا کی۔
چند روز تک ثویبہ نے جو آنحضرت کے چچا ابولہب کی آزاد کی ہوئی لونڈی تھین
آنحضرت کو دودھ پلایا۔ ثویبہ نے آنحضرت کے چچا حمزہ کو بھی دودھ پلایا تھا۔
اور اس سبب سے حمزہ اور مسروق ابن ثویبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
دودھ بھائی تھے۔ عبدالمطلب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام
محمد رکھا مگر حضرت آمنہ نے خواب مین ایک فرشتہ کو دیکھا تھا جس نے کہا
تھا کہ آپ کا نام احمد رکھنا اس لیے اُنھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا نام احمد رکھا اور اس طرح توریت وانجیل دونون کی بشارتون کی تصدیق
ہوگئی جن کا بیان ہم نے خطبہ بشارات مین کیا ہے۔ ولادت کے ساتوین روز

ایک دو کام کرنے سے امین کا لقب نہیں ملسکتا ہے۔

گوشہ نشینوں کے قیافہ شناسی قبل نبوت اور ایک شریف اور مالدار بیوہ کا آپکو اپنا کارکن بنانا اور پھر عقد کی خواہش کرنا۔ یہ واقعات ایسے ہیں جن سے گذشتہ و آئندہ زندگی پر روشنی پڑتی ہے پچیسویں سال آپنے حضرت خدیجہ رض سے عقد کیا۔ اور پچیسویں سال کا یہ واقعہ ہے کہ خانہ کعبہ میں سنگ اسود کے (جو ابتک ابھی قربان گاہ کا پتھر تھا اور مقدس سمجھا جاتا تھا) استحقاق نصب پر اقوام عرب میں تنازعہ تھا آپ مصلح قرار پائے۔ آپنے ایسا فیصلہ کیا کہ سب سردار قوم اُس سے راضی ہوے۔ آپنے یہ کیا کہ اپنی چادر بچھا کر سنگ اسود کو اُسپر دیا اور سب سرداران قوم نے گوشہ چادر پکڑکر اعزاز نصب کا حاصل کیا۔ حضرت کے زہد اور عبادت کا اسقدر پتہ لگتا ہے کہ قبل بعثت حضرت کا یہ دستور ایک عرصہ تک رہا کہ غار حرا میں جاکر عبادت کرتے مگر یہ نہیں کھلتا کہ طریقہ عبادت کا کیا تھا حضرت کبھی کبھی اپنی منکوحہ کو بھی ساتھ لیجاتے تھے۔ اسی غار حرا میں تھے اور چالیس سال کی عمر تھی جب پہلی وحی نازل ہوئی۔

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۝ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝ ترجمہ۔ پڑھ اپنے پروردگار کے نام سے جو خالق ہے۔ جس نے جمے خون سے انسان سا شخص بنایا۔ پڑھ اپنے پروردگار کے نام سے کہ بیحد کرم اُس نے کیا جس نے قلم (کتابت) کے ذریعہ سے علم سکھایا۔ ایسا علم جسکو انسان کچھ جانتا نہ تھا۔

یہ سمجھنا چاہیے کہ ان آیات سے ایک خاص قدرت اسوقت سے عطا ہوئی

حلیمہ اور اُن کی اولاد کے ساتھ برتتے تھے۔ اور جس احسان مندی کا اظہار دودھ
کے رشتہ دارون کے ساتھ کیا کرتے تھے نہایت اعلےٰ اور عمدہ مثالین آنحضرتؐ کی
اخلاق حمیدہ و نیک خوئی اور نرم دلی کے ہین جس کی نظیر اس سے پہلے کبھی نہین پائی
جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی عمر چھہ برس کی ہوئی تو حضرت آمنہ آپ کو
اپنے عزیز و اقارب سے ملانے کیلئے مدینہ منورہ لے گئین کچھہ عرصہ تک وہان
ٹھیرین اور پھر مکہ معظمہ کو مراجعت کی اور راستہ مین بمقام ابواء وفات پائی
جبکہ آنحضرتؐ مکہ مین پہونچے تو آپ کے دادا عبدالمطلب نے آپ کی پرورش
اور نگرانی اپنے ذمہ لی اور ہمیشہ آپ کے ساتھ شفقت پدری سے پیش آتے رہے۔
جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو آٹھوان برس شروع ہوا تو آپ کے دادا
عبدالمطلب نے بیاسی برس کی عمر مین وفات پائی عبدالمطلب کی وفات کے
بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پرورش ابوطالب آپ کے چچا نے جو
آپ کے والد عبداللہ کے حقیقی بھائی تھے اپنے ذمہ لی۔ یہ بھی آنحضرتؐ سے
نہایت محبت کے ساتھ پیش آتے رہے۔ اور مثل پدر مہربان کے ہر طرح سے
خبرگیری کی جب آپکی عمر بارہ برس کی ہوئی تو ابوطالب کو تجارت کے سبب سے
شام کا سفر درپیش آیا اور اُس کے سرانجام کے بعد پھر مکہ کو واپس آئے بارہ برس
سے آگے بھی مورخون نے کوئی سلسلہ وار واقعات تا زمان بعثت ایسے نہین
لکھے کہ جن سے یہ معلوم ہو کہ آفتاب نبوت کے طلوع ہونے کے آثار ہین
یہ سب کچھہ کمی قوم عرب کے جاہل ہونے کی وجہ سے ہوئی ایام جاہلیت مین
الامین کے نام سے آپ کا پکارا جانا خود کثرت واقعات کی دلیل ہے۔ ورنہ

آخر حضرتؐ سے مسلمانون کی تکلیف نہ دیکھی گئی۔ پانچویں سال نبوت سے
مسلمانون کو حبش کی ہجرت کا حکم دیا وہان بھی قریش نے مہاجرین کے نکلوانے
کی سعی کی مگر ناکام رہی۔ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد۔ قریش نے
تو مہاجرین کی مذلت کی کوشش کی تھی شاہ حبش نے ان مہاجرین سے
پیغمبر عربی کے حالات سنکر ان کا احترام کیا اور کہتے ہین وہ بعدہٗ اسلام بھی لایا۔
ساتوین برس قریش جمع ہوکر ابو طالب حضرتؐ کے چچا کے پاس گئے اور
کہا کہ محمدؐ کو ہمارے حوالہ کرو۔ یا ہمارے ساتھ جنگ کے لیے تیار ہو۔
اور یا محمدؐ کو ہمارے بتون کے بُرا کہنے سے روکو۔
ابو طالب نے حضرتؐ کو قریش کے ارادے سے متنبہ کیا اور کہا کہ تم اُنکے
بتون کی برائی نہ کیا کرو۔ حضرتؐ نے سمجھے کہ چچا حمایت سے معذور ہو گئے اور
فرمایا کہ اگر آفتاب میرے داہنے ہاتھ پر ہو اور ماہتاب بائین ہاتھ مین
ہو تو مین اپنے ارادے سے باز نہ آؤنگا تاوقتیکہ ختم نہ ہو جاؤن۔ اُسوقت
ابو طالب نے کہا کہ جو تمہاری خوشی ہو مین تمہارا حامی رہونگا۔ جب
کفار قریش ناکام ہوئے اور ترقی اسلام باوصف ان صعوبتون کے ہوتی
رہی تو حضرتؐ کے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ ابو طالب نے قبیلہ بنی ہاشم
کو جمع کر کے اُن سے حفاظت مین اعانت چاہی اور سب نے منظور کیا اور
شعب ابو طالب مین بنو ہاشم رہے۔ وہان اُنکا کھانا پہنچنا۔ راہ رسم رسد
بند کر دی۔ اور آپس مین اس کا معاہدہ لکھکر خانہ کعبہ مین رکھدیا۔ تین سال
تک ایسی تکلیف اور عسرت مین خاندان بنی ہاشم مبتلا رہا بعد ازان چند قریش نے

اور حضرتؐ نے خاموشی سے اپنی رسالت اور توحید کا معتقد بنایا اور مسلمان کرنا شروع کیا تین سال تک بعد ازان وحی بند رہی۔

چوتھی سال جب وحی اسلام کے اعلان کی آئی۔

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ اُسوقت پیغمبرؐ کوہ صفا پر گئے اور عرب کے قبیلون کو نام بنام پکار کر بلایا اور یہ کہا کہ سوائے اللہ کے کوئی دوسرا معبود نہین ہے۔ اور دعوت اسلام کی کی۔ کسی نے اس ہدایت کو منظور نہ کیا۔ اور جب حضرتؐ نے بتون کی مذمت اور عذاب کی تہدید کی تو قریش نے سخت مخالفت اور ایذا دہی شروع کی اور تیرہ برس متواتر قیام مکہ تک آزار رسانی جاری رہی۔ اندر اور باہر دونون جگہ ایذائین پہونچائی جاتی تھین گھر مین عین کھانے کے وقت کوڑا پھینکا جاتا تھا جس راہ سے گذر ہوتا تھا وہان کانٹے ڈالے جاتے تھے تاکہ حضرتؐ کے پانون زخمی ہون۔ حضرتؐ پانون سے کانٹے نکال لیتے اور راہ سے کانٹے دور کرتے تاکہ دوسرون کو تکلیف نہو۔ جب نماز پڑھتے یا کوئی ہدایت کرتے تو شور و غل مچاتے تاکہ خود پریشان ہون اور دوسرون کے کان تک بات نہ پہونچے یہان تک ہوا کہ سجدے کے وقت مویشی کا اوجھ میلہ سے بھرا ہوا اوپر ڈال دیا۔

حج یا طواف کے وقت اینٹین پتھر پھینکتے۔ اور جہان کہین مجمع ہوتا وہان حضرتؐ کے افعال اور اقوال کا مضحکہ اڑاتے۔

اہل اسلام کو جانکندن کی تکلیفین پہونچاتے یہان تک کہ وہ مرجاتے

اب چودھوان سال نبوت کا شروع ہوا - اور یہی سنہ اول ہجری قرار دیکر پھر
آغاز مطلب کیا جاتا ہے -
مدینہ مین پہونچکر حضرتؐ نے مسجد بنائی - یہان ایک سردار یہود عبداللہ
اور دوسرا سلمان فارسی مسلمان ہوے - قبلہ نماز ایک سال تک بیت المقدس
رہا - سال دوم مین کعبہ قبلہ نماز ہوا - گیارہ سال تک حضرتؐ بعد ہجرت زندہ
رہے اور مدینہ مین ہی رہے قیام مکہ مین انفرادی ایذا دہی بانیٔ مذہب اور
مسلمانون پر جاری رہے - اور جب مسلمانون کی جماعت مدینہ مین متحد ہوگئی
تو وہان یہود منافقانہ برتاؤ مسلمانون سے کرتے - اور قریش مکہ سے سازش
کرتے رہتے تھے - اب دو دشمن اسلام بڑے جتہ اور گروہ کے پیدا
ہوگئے - اب جنگ یہود اور جنگ قریش مسلسل ہوتی رہی اور اس جنگ
کی وجہ سے مسلمانون کی شہرت بڑہنی گئی اور نئے نئے قبائل مسلمان ہوتے گئے
اور علاوہ اس کے بہت سے قبائل شریک مسلمانون کے بذریعہ صلح نامہ کے
ہو گئے اور مسلمانون کو دن بدن عروج ہونے لگا اور قومون سے صلح
اور جنگ کے عہدنامہ ہونے لگے - عرب کے حصہ اسلام کے زیر
نگین ہوتے گئے -
چھٹی سال ہجرت اور بعضے کہتے ہین سانوین ہجرت کے حضرتؐ نے شاہ
ایران - شاہ روم - شاہ حبشہ - ملک غسان کے نام نامے بذریعہ
مسلمان سفیرون کے بھیجے - اور اسلام کی دعوت کی شاہ ایران نے
حضرتؐ کا نامہ لکھنا اپنی تحقیر سمجھی اور اسکو پھاڑ ڈالا - شاہ روم ہرقل نے

رحمت صلعم کہا کہ اس قید سے نجات دلوائی اور معاہدہ چاک کیا۔
دسوان سال کثرت حوادث اور غم اور اندوہ کا تھا۔ اول ابوطالب شریف مکہ
اور چچا حضرتؐ نے انتقال کیا۔ اور چند روز بعد حضرتؐ کی بیوی خدیجہؓ نے
انتقال کیا۔ اندر اور باہر سب ستاتا تھا۔ اب قریش نے ایذا دہی مین اور بھی
شدت کی۔ حضرت طائف کو چلے گئے کہ شاید امن ملے اور وہان اسلام شائع
ہو۔ وہان اینٹ پتھر مار کر نکالدیا حضرتؐ اسی تکلیف اور مایوسی کی حالت مین
مکہ واپس آئے۔ گیارہوان اور بارہوان سال بھی انہین تکالیف مین گذرا۔
تیرہوین سال ہجرت مدینہ کی تیاری ہوئی وہان کے لوگ مسلمان ہوتے جاتے
تھے۔ حضرتؐ نے اول مسلمانون کو اجازت ہجرت مدینہ کی دی اور وہ لوگ
روانہ ہونے شروع ہوئے۔ کفار قریش کو اس کی خبر ہوئی اور وہ متردد
ہوئے۔ یہ مشورہ ہوا کہ ہر قبیلہ سے ایک ایک شخص منتخب کیا جائے اور وہ
سب ملکر حضرتؐ کو قتل کرین تاکہ حضرتؐ کا قبیلہ انتقام نہ لے سکے۔ اس ارادے
سے مکان جا کر گھیر لیا مگر حضرتؐ کو بھی خبر ہوگئی اور ابوبکرؓ کے یہان چلے گئے اور
حضرت علیؑ کو وہان چھوڑ گئے۔ جب قاتل مکان مین گھسے تو وہان نہ پایا اور
پھر اشتہار گرفتاری کا دیا۔ مگر حضرتؐ نے ابوبکرؓ کو ساتھ لیا اور غار ثور
مین جا چھپے اور تین دن تک وہان رہے۔ حضرت ابوبکرؓ کا لڑکا وہان کھانا پہونچاتا
رہا تین دن کے بعد بہمراہی ابوبکرؓ مدینہ کو تشریف لے گئے اور اہل مدینہ نے حضرت
کا خیر مقدم کیا اور بہت خوشی سے اپنا مہمان کیا۔ اس وقت حضرتؐ کی عمر ۵۳ برس
کی تھی اور تیرہ برس نبوت کو ہوچکے تھے۔

ہمسایہ قوموں سے معاونت کی شرکت چاہی۔ سب بخوشی آکر شریک ہوے
بالاتفاق یہ ثابت ہے کہ دس ہزار کا لشکر حضرتؐ کے ساتھ فتح مکہ کے وقت
تھا حضرتؐ نے مکہ سے چار فرسنگ کے فاصلہ پر مع لشکر پہونچکر قیام کیا
اسوقت تک اہل مکہ کو اس مہم کی بالکل خبر نہ تھی۔ اتفاقاً ابوسفین سردار قریش کے
عباس بن چچا حضرتؐ سے ملاقات ہوگئی اسوقت ابوسفین کو معلوم ہوا کہ یہ لشکر
حضرتؐ کا ہے اور وہ خوف زدہ ہوکر عباس سے ملتجی امان کا ہوا۔ اور عباس
اپنے اونٹ پر بٹھاکر لشکرگاہ کو لیچلے۔ اہل فوج غیر کو دیکھکر معترض ہوتے تھے
مگر جب یہ دیکھتے کہ حضرتؐ کے چچا کے ساتھ ہے اُسے جانے سے نہ روکتے
حضرت عمرؓ ابوسفین کو عباس کے ساتھ جاتے ہوے دیکھکر بہت مشتعل
ہوئے اور اُنکے پیچھے پیچھے حضرتؐ کے خیمہ گاہ تک پہونچے۔ ابوسفین کے
گذشتہ واقعات کا ذکر کرکے قتل کی اجازت چاہی۔ حضرتؐ نے عباس سے کہا
کہ اسے شب کو اپنے پاس رکھو اور صبح کو ہمارے پاس لاؤ۔ دوسرے روز صبح
کو جب ابوسفین حاضر ہوا تو حضرتؐ نے فرمایا کہ کوئی معبود سوائے اللہ کے
سزاوار الوہیت نہیں ہے۔ ابوسفین نے کہا کہ آپ نہایت کریم اور حلیم ہیں
اور باوصف میری جفاؤں کے آپ میرے اوپر لطف فرماتے تھے ہیں نے
اب جانا کہ کوئی معبود سواے خدا کے اگر ہوتا تو میری مدد کرتا۔ اور یہ کہکر
ابوسفین مسلمان ہوگیا۔ ابوسفین نے قریش کے لیے امان چاہی۔
حضرتؐ نے فرمایا۔
جو تیرے گھر میں پناہ گزین ہو وہ امان میں ہے۔

سفیر کی خاطر تواضع کی اور دعوت اسلام قبول کرنے کو تھا مگر قوم کے خوف سے اعلان نہ کر سکا۔ شاہ حبشہ۔ اور ملک غسان نے سفیر کی بہت خاطر مدارات کیے۔ اور دونون نے اسلام قبول کیا۔ حضرت نے اُسی زمانے مین حج کا ارادہ کیا اور بلا ہتیار کے معہ کئی ہزار مسلمانون کے سفر اختیار کیا۔ قریش مطلع ہو کر آمادہ جنگ ہوئے بالآخر صلح نامہ حدیبیہ عمل مین آیا۔ اور حضرت اور مسلمانون کی جماعت بلا حج کے واپس آئی یہی صلحنامہ فتح مکہ کا ضمیمہ ہے فتح مکہ کا واقعہ حضرت کی تمام زندگی کا نتیجہ ہے۔

سال ہشتم ہجرت مین خلاف ورزی عہدنامہ حدیبیہ۔ کی قریش نے یہ کی کہ بنی خزاعہ جو حضرت کی حمایت مین از روے صلحنامہ کی تھی اُن کے خلاف بنی بکر کے جو قریش کی حمایت مین تھے معاونت کی۔ اور بنی خزاعہ کو قتل اور غارت کیا۔ بنی خزاعہ نے مدینہ پہونچکر عہد شکنی کی شکایت کی اور طلب نصرت کی حضرت نے جواب دیا کہ نصرت داوہ نشوم اگر نصرت ندہم قریش نے اپنی بدعہدی کا خیال کر کے معافی اور تجدید عہدنامہ کے لیے ابوسفین کو مدینہ بھیجا۔ اور وہ سب سے پہلے ام حبیبہؓ اپنی دختر کے پاس جو زوجہ آنحضرتؐ کی تعین گیا اور حضرتؐ کے بستر پر بیٹھنے کا ارادہ کیا۔ ام حبیبہؓ نے اُس کو تہ کر دیا اور کہا کہ یہ پاک ہے اور تو کافر اور نجس ہے۔ ابوسفین دہان سے ناخوش ہو کر خود حضرتؐ کے پاس گیا اور تجدید عہدنامہ کی چاہی اور وہان سے انکار ہوا بعد ازان ابوبکرؓ۔ عمرؓ۔ علیؓ۔ اور فاطمہؓ کے پاس گیا اور اُن سے تجدید عہد کی درخواست کی اور انکار ہوا حضرتؐ نے مہم مکہ کی تیاری کی اور اپنی

متواتر کامیابیون سے خوف اور انجام بینی کم ہوگئی۔ حضرت کو یہ پسند نہ تھی۔ چنانچہ نتیجہ یہ ظاہر ہوا۔ اور اہل اسلام کو شکست ہوئی۔ اور وہ فرار ہونے لگے حضرت نے استقلال نہایت درجہ کا ظاہر کیا اور قلیل جماعت کو ہمت دلاکر متحد کیا۔ کہتے ہین کہ قریب سو کے یہ مجمع تھا۔ اسی نے اہل حنین کو پس پا کیا اور بیشمار غنیمت ہاتھ آئی قریش کو اس غنیمت سے زیادہ حصہ دیا۔ انصار مدینہ کو یہ ناگوار ہوا حضرت نے فرمایا کہ انکا حصہ مال و دولت کا ہے اور تمہارے حصہ مین دین اور پیغمبر ہے۔ اس مختصر ہدایت نے ناگواری کو سرو کیا۔ اور اپنے حصہ پانے سے اہل مدینہ زیادہ محظوظ ہوے۔

حضرت نے اسی سال حاکم بحرین کے نام نامہ لکھا اور اسلام کی دعوت کی اُس نے بخوشی اسلام قبول کیا۔

مسدر سردار نے از خود آکر اسلام قبول کیا اور قایم مقام بھی اُس ملک کے آئے اور اسلام قبول کیا۔ عرب نے بذریعہ قایم مقامون کے دعوت اسلام قبول کرنی شروع کی۔ اور اس سال اس کثرت سے سفارتین اسلام قبول کرنے کی آئین اور اس سال کا نام سال وفود عرب کہنے لگے۔ اکثر سفارتین اسلام قبول کرنے کی آئین۔ اور جہان سے سفارت آئی وہان ہدایت کے لیے نقیب اور حاکم بھیجا۔ تاکہ ارکان اسلام اور قرآن کی تعلیم دے اور زکوۃ وصول کرے۔ سال نہم مین حضرت نے ابو بکر کو حج کے لیے بھیجا اور اُن کے بعد حضرت علیؓ کو خاص پیام لیکر بھیجا۔ کہ اُس کا اعلان کرین کہ سال آئندہ مین کوئی برہنہ حج نہ کرے جیسا کہ ایام جاہلیت مین کرتے تھے۔ اور نیز کوئی

جو خانہ کعبہ مین جائے وہ امان مین ہے۔

جو ہتھیار ڈالدے وہ امان مین ہے۔

جو دروازہ بند کرکے خاموش رہے وہ امان مین ہے۔

چنانچہ بروقت داخلہ لشکر ایسا ہی ہوا۔ جو مقابلہ پیش آئے اُن سے لڑائی خفیف ہوئی مگر حضرتؐ نے اسکو بھی پسند کیا اور یہان تک ہوا کہ اکثر اہل مکے کے مجرم قتل اور غارت کے تھے اُن مین سے بعض بعض بچ گئے۔ یہانتک عنایت اہل مکہ کے ساتھ حضرتؐ نے کی کہ انصار (اہل مدینہ) کو خوف ہوا کہ حضرتؐ نے اپنی قوم کو معاف کیا اور اب مکہ ہی جائے قیام ہوگا۔ حضرتؐ نے ان توہمات کو رفع کیا اور خانہ کعبہ مین جاکر بتون کو دور کیا اور تصویرون کو مٹایا۔ اور نماز شکرانہ ادا کی۔ پھر جوق جوق اہل مکہ آکر مسلمان ہونے لگے جب حضرتؐ اپنے خیمہ مین آئے اور غسل سے فراغت ہوئی تو اسوقت خواہش طعام ہوئی اور کھانا مانگا تو نان خشک اور سرکہ پیش ہوا۔ اور بہت رغبت سے کھایا۔ اور خانہ کعبہ کے سامنے اہل مکہ جمع تھے اور یہ انتظار تھا کہ نہین معلوم حضرتؐ کیا کرینگے حضرتؐ نے اہل مکہ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اب آپ کیا کہتے ہین اور میری نسبت کیا گمان ہے سب نے بالاتفاق کہا۔ یقول خیراً۔ نظن خیراً۔ تو کریم و پسر برادر کریمی حضرتؐ نے فرمایا کہ لے اہل قریش حق تعالی نے تم سے فخر جاہلیت باپ دادے کا دور کیا اور تم کو چاہئے کہ تم انسان پر فخر نہ کرو۔ افعال پر کرو۔ فتح مکہ کے بعد اور کئی لڑائیان بیرون مکہ دیگر اقوام سے ہوتی رہین اس مین غزوۂ حنین قابل تذکرہ ہے۔ اِس غزوہ کے وقت اہل اسلام کو اپنی جماعت کی کثرت اور

ہوئے لہجہ مین یہ آخری الفاظ آپ کے منہ سے نکلے۔ الٰہی میرے گناہ معاف کر

اس سوانح عمری مین تین حصے عمر کے ہین۔ پہلا حصہ قبل نبوت چالیس سال کا ہے
اس کے حالات بہت کم ہین۔ دوسرا حصہ تیرہ سال قیام مکہ یہ تکلیف اور رنج
اور اندوہ سے بھرا ہوا ہے۔ تیسرا حصہ فروغ اسلام گیارہ سال کا ہے یہ
لڑائیون کی کشمکش مین گذرا۔
چوبیس سال نبوت مین دشمنون کے مقابلہ اور اشاعت مین گذرے اس سے
ہر شخص استنباط کرسکتا ہے کہ اصلی مدعا کیا تھا۔
خون ریز جنگین ہوئین مگر سب مدینہ کے نواح مین یہود۔ قریش۔
(اندرونی بیرونی دشمن) سے اپنی جان بچانے کے لیے ہوئین۔
صرف ایک مہم مین مسلمانون نے چڑہائی کی اور فتح مکہ ہے۔
اُس کے حالات پڑھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپنے قاتلون کے ساتھ کیسا برتاؤ
کیا جنگین اس تہذیب کے زمانہ مین ہوتی رہتی ہین (روم۔ روس۔ جاپان۔ روس
جرمن۔ فرانس۔ یورپ۔ افریقہ۔ امریکہ۔ وحشی اقوام) اُنکی خونریزیون کا
نتیجہ دیکھنا چاہیئے کیا ہوا۔
اور اس گیارہ برس کی جنگ کے نتیجہ پر غور کرنا چاہیئے۔ گیارہ سال جنگ کا نتیجہ
اور اخلاقی حالت۔ اور صداقت رسالت مضامین ذیل وہان سے ثابت ہوگی۔

عیسائی مصنفون کی راے

اِس سے ظاہر ہوگا کہ بانی اسلام نے کیسا انقلاب کیا اور اُس سے نوع انسان کو

کافر مجاز حج کا نہین۔ سواے مومن کے کوئی کعبہ مین نہ داخل ہوگا اور مسلمان
اور کفار سے جو عہد ہوا وہ اتنی مدت تک قائم رہے گا۔
دسوان سال حج الوداع ہے اس سال حضرتؐ بہ نفس نفیس حج کو تشریف
لے گئے اور اسوقت حضرتؐ کے ساتھ ایک لاکھ چوبیس ہزار مسلمان حج کے
شریک تھے۔
گیارہوان سال وفات ہے۔ ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ ہجری مین حضرت نے انتقال
کیا (اور انتقال کے وقت کی آخری تحریر مین ایک عیسائی مورخ ڈربیر کی کتاب سے
نقل کرتا ہون) آخری تقریر جو آپنے مسلمانون کی جماعت کے سامنے کی اُس کے
الفاظ یہ تھے۔ ہر شئے خدا کی مرضی کے تابع ہے۔ اُس کے لیے ایک خاص
وقت مقرر ہے جس مین نہ تقدیم کو دخل ہے نہ تاخیر کو جس نے مجھے دنیا مین بھیجا
تھا مین اُس کی طرف مراجعت کرتا ہون اور تم کو میری آخری نصیحت یہ ہے
کہ بھائی بھائی ہوکر رہو۔ ایک دوسرے کے ساتھ عزت اور محبت کا برتاؤ کرو۔
وقت پر ایک دوسرے کے کام آؤ۔ ایک دوسرے کو ایمان پر ثابت قدم رہنے دو
اور نیک عمل کی ہدایت کرتے رہو۔ مین جبتک زندہ رہا تمہارے بھلائی کی
تدبیرین کرتا رہا۔ اب مرنیکے وقت بھی اگر مجھے کوئی خیال ہے تو تم لوگون کی بہبودی
کا ہے۔ (۱۱۶)
حالت نزع مین آپ کا سر حضرت عائشہؓ کے زانو پر تھا۔ فرط کرب سے آپ رہ رہ
کر اپنا ہاتھ پانی کے طشت مین جو پاس رکھا ہوا تھا ڈالتے تھے اور اپنا چہرہ تر
کرتے تھے۔ آخر اس کی بھی طاقت نہ رہی آپ کی نگاہین عرش برین کی طرف اُٹھ گئین اور ٹوٹی

وفات پائی مستعد نہین رہ سکتے تھے۔ جو لوگ ہر وقت اُن کے پاس رہتے تھے اور جو
اُن سے بہت ربط و ضبط رکھتے تھے اُن کو بھی کبھی اُنکی ریاکاری مین شبہ نہین ہوا۔
اور کبھی اُنھون نے اپنے نیک برتاؤ سے تجاوز نہین کیا۔
بیشک ایک نیک اور صادق طبیعت شخص جسکو اپنے خالق پر بھروسہ ہوا اور جو ایمان
اور رسم و رواج مین بہت بڑی اصلاح کرے حقیقت مین صاف صاف خدا
کا ایک آلہ ہوتا ہے۔ اُسکو ہم کہہ سکتے ہین کہ خدا کا پیغمبر ہے جسطرح خدا تعالے کی
وفادار خادم گذرے ہین اگرچہ اُنکی خدمت مین کامل نہ تھین اسی طرح محمد کو بھی
ہم خدا کا ایسا سچا خادم کیون نہ سمجھین جس نے خدا تعالے کی خدمت ایسے ہی
وفاداری سے کی جیسے اورون نے کی جو مثل اورون کی خدمت کے پورے اور
کامل نہ تھے اس بات پر کیون یقین نہ کیا جاوے کہ اُسکو زمانہ اور اپنے ملک مین اپنی
قوم کو خدا کی وحدانیت اور تعظیم سکھلانے کے لیے اورون کی حالت کے مناسب
اُن کو ملکی اور اخلاقی امور مین نصیحت کرنے کیلئے خدا نے بھیجا تھا۔ اور وہ راست
بازی اور نیک کرداری کا وعظ تھا۔
مسٹر جان ڈیون پورٹ نے اپنی کتاب مسمے "اپالوجی فار دی محمد اینڈ قرآن" مین یہ رائے
لکھی ہے کہ "اس بات کا خیال کرنا جیسا کہ بعضون نے کیا ہے بہت بڑی غلطی ہے
کہ قرآن مین جس عقیدہ کی تلقین کی گئی ہے اُسکی اشاعت صرف بزور شمشیر ہوئی
تھی کیونکہ جن لوگون کی طبیعتین تعصب سے مبرا ہین وہ سب بلا تامل اس بات کو
تسلیم کرینگے کہ حضرت محمد کا دین (جس کے ذریعہ سے انسانون کے خون یعنی قربانی
کے بدلے نماز اور خیرات جاری ہوئی اور جس نے عداوت اور دائمی جھگڑون

کیا فائدہ پہونچا۔

مسلمان مورخ کی رائے

جس سے بانی اسلام کی اخلاقی حالت ثابت ہوگی۔

بشارات

جن سے یہود۔ عیسائی۔ چینیون۔ زردشت۔ کی کتابون سے رسالت کی صحت ثابت ہوتی ہے۔

عیسائی مورخون کی راے نسبت آنحضرت صلعم

مسٹر جان دیون پورٹ لکھتے ہین۔ کیا یہ بات خیال مین آسکتی ہے کہ جس شخص نے اس نہایت ناپسند اور حقیر بت پرستی کے بدے جس مین اُس کے ہم وطن (یعنی اہل عرب) مدت سے ڈوبے ہوے تھے۔ خدائے واحد برحق کی پرستش قائم کرنے سے بڑی بڑی دائم الاثر اصلاحین کین مثلاً اولادکشی کو موقوف کیا نشے کی چیزون کے استعمال کو اور قماربازی کو جس سے اخلاق کو بہت نقصان پہونچتا ہے منع کیا بہتایت سو کثرت ازدواج کا اسوقت مین رواج تھا اُس کو بہت کچھ گھٹا کر محدود کیا غرضکہ ایسی بڑی اور سرگرم کو ہم فریبی ٹھیرا سکتے ہین اور یہ کہہ سکتے ہین کہ ایسے شخص کی تمام کارروائی مکر پر مبنی تھی۔

نہین ایسا نہین کہہ سکتے۔ بیشک محمدؐ بجز دلی نیک نیتی اور ایمانداری کے اور کسی سبب سے ایسے استقلال کے ساتھ اپنی کارروائی پر ابتدائے نزول وحی سے جو خدیجہؓ سے بیان کی آخر دم تک جبکہ عائشہؓ کی گود مین شدت مرض مین

اور زمانہ حال کے علم و ادب کے درمیان مین بطور ایک سلسلہ کے بیان کیے
گئے ہین۔ بلاشبہ وہ ایشیا کے مسلمان اور اندلس کے مؤرخ تھے جو خلفاء عباسیہ
اور بنی امیہ کے عہد مین وہان رہتے تھے۔ علم جو ابتدا اُس ایشیا سے یورپ مین
آیا تھا۔ اُس کا وہان دوبارہ رواج مذہب اسلام کی دانشمندی سے ہوا یہ بات
مشہور و معروف ہے کہ اہل عرب مین چھ سو برس کے قریب سے علوم وفنون
جاری تھے اور یورپ مین جہالت اور وحشیانہ پن پھیلا ہوا تھا اور علم ادب
قریباً نیست اور نابود ہو گیا تھا۔ علاوہ اس کے یہ بات بھی تسلیم کرنی چاہیے کہ
تمام علوم طبعیات ہیئت۔ فلسفہ۔ ریاضی جو دسوین صدی مین یورپ سے
جاری تھے ابتدأ عرب کے علما سے حاصل ہوئی تھے اور خصوصاً اندلس کے مسلمان
یورپ کے فلسفہ کے موجد خیال کیے جاتے ہین"۔
جان ڈیون پورٹ نے یہ بھی لکھا ہے کہ یورپ مذہب اسلام کا اور بھی زیادہ ممنون
ہے کیونکہ اگر اُن جھگڑون سے جو سلطان صلاح الدین کے وقت مین بیت المقدس
کی لڑائیون مین ہوے جس کو فریقین جہاد کہتے تھے قطع نظر کیجاوے تو بالتخصیص
مسلمانون کے سبب سے فیوڈل انتظام کی سختیان اور امیرون کی خود مختاری یورپ
سے موقوف ہو گئی جس کے باقی ماندہ اثرون پر ہمارے ملک یورپ کی آزادیون
کی نہایت بڑی عالیشان عمارت کی بنیاد قائم ہوئی اہل یورپ کو یہ بات بھی
یاد دلانی چاہیے کہ وہ حضرت محمدؐ کے پیرون کے (جو قدیمی اور زمانہ حال کے
علم ادب کے درمیان مین بطور سلسلہ کے ذریعہ ہین) اس لحاظ سے بھی ممنون ہین
کہ مغربی تاریکی کی مدت دراز مین یونانی حکما کی بہت سی کتابین اُنہین کی کوششون

کی جگہ فیاضی اور حسن معاشرت کی ایک روح لوگون مین پھونک دی اور جس کا
اسی وجہ سے بہت بڑا اثر شائستگی پر ہوا ہوگا مشرقی دنیا کے لیے ایک حقیقی برکت
تھا اور اسوجہ سے خاصکر اُس کو اُن خونریز تدبیرون کی حاجت نہ پڑی ہوگی جنکا
استعمال بلا استثنا اور بلا امتیاز کے حضرت موسٰی نے بت پرستی کے نیست و نابود
کرنے کو کہا تھا۔

پس ایسے اعلی وسیلہ کی نسبت جس کو قدرت نے بنی نوع انسان کے خیالات اور
مسائل پر مدت دراز تک اثر ڈالنے کو پیدا کیا ہے گستاخانہ پیش آنا اور جاہلانہ مذمت
کرنا کیسے لغو اور بیہودہ بات ہے۔

جب ان معاملات پر خواہ اِس مذہب کے بانی کے لحاظ سے خواہ اس مذہب کے
عجیب و غریب عروج اور ترقی کے لحاظ سے نظر کیجاے تو بجز اس کے اور کچھ چارہ
نہین ہے کہ اس پر نہایت دل سے توجہ کی جاے۔

اِس امر مین کچھ بھی شبہ نہین ہوسکتا کہ جن لوگون نے مذہب اسلام اور مذہب
عیسائی کی خوبیون کو بمقابلہ ایک دوسرے کے تحقیق کیا ہے اور اُن پر غور کی ہے اُن
مین سے بہت ہی کم ایسے ہین کہ جو اِس تحقیقات مین اکثر اوقات تردد اور صرف
اِس بات کے تسلیم کرنے پر مجبور ہوے ہین کہ مذہب اسلام کے احکام بہت ہی عمدہ
اور مفید مقاصد ہین بلکہ اس بات کا اعتقاد کرنے پر بھی مجبور ہوے ہین کہ آخرکار
مذہب اسلام سے انسان کو فائدہ کثیر پیدا ہوگا۔

جان ڈیون پورٹ نے یہ بھی لکھا ہے "کہ ہر ایک طرح کی شہادت سے یہ بات معلوم
ہوتی ہے کہ جن شخصون نے فلسفہ اور علوم وفنون کو سب سے پہلے زندہ کیا خود عیسی

پس اگر متعدد نکاحون کا کرنا ٹھیک ٹھیک نکاح ہو تو وہی جائز ہے" اسی حواری کا
قول ہے کہ" سب مین نکاح کرنا بھلا ہے اور بستر ناپاک نہین۔
ایڈورڈ گین صاحب لکھتے ہین کہ محمد کا مذہب شکوک اور شبہات سے پاک
وصاف ہے قرآن خدا کی وحدانیت پر ایک عمدہ شہادت ہے۔
مکہ کے پیغمبر نے بتون کی۔ انسانون کی۔ ستارون کی اور سیارون کی پرستش
کو اس معقول دلیل سے روکیا کہ جو شے طلوع ہوتی ہے غروب ہو جاتی ہے
اور جو حادث ہے وہ فانی ہے اور جو قابل زوال ہے وہ معدوم ہو جاتی ہی
اُس نے اپنی معقول سرگرمی سے کائنات کے بانی کا ایک ایسا وجود تسلیم کیا
جس کی نہ ابتدا ہے نہ انتہا نہ وہ کسی شکل مین محدود نہ کسی مکان مین نہ کوئی اس کا
ثانی موجود ہے جس سے اُسکو تشبیہ دے سکین۔ وہ ہماری نہایت خفیہ
ارادون پر آگاہ رہتا ہے بغیر کسی اسباب کے موجود ہے اخلاق اور عمل کا
کمال جو اس کو حاصل ہے وہ اُس کو اپنی ہی ذات سے حاصل ہے۔ اُن بڑے
بڑے حقائق کو پیغمبر نے مشہور کیا۔ اور اُس کے پیرؤن نے اُنکو نہایت مستحکم طور
سے قبول کیا۔ اور قرآن کے مفسرون نے معقولات کے ذریعہ سے بہت درستی
کے ساتھ اُنکی تشریح و تصریح کی ایک حکیم جو خدا تعالیٰ کے وجود اور اُس کے
صفات پر اعتقاد رکھتا ہو مسلمانون کے مذکورۂ بالا کے عقیدہ کی نسبت یہ کہہ
سکتا ہے کہ وہ ایسا عقیدہ ہے جو ہمارے موجودہ ادراک اور قواے عقلی سے
بہت بڑھکر ہے اِس لیے کہ جب ہم نے اُس نامعلوم چیز (یعنی خدا) کو زمان اور مکان
اور حرکت اور مادہ اور تفکر کے اوصاف سے مبرا کر دیا تو پھر ہمارے خیال کرنے

سے فنون اور علم ریاضی اور طب وغیرہ کی بعض نہایت بڑے بڑے شعبون کی اشاعت ہوئین"

نہایت مشہور و معروف عالم جان ملٹن تعدد ازدواج کا ایک مشہور حامی ہے جس نے اِس امر کی تائید مین بائبل مین سے بہت سی آیتین نقل کرنے کے بعد یہ تحریر کیا ہے کہ" علاوہ اِس کے خدا نے ایک تمثیلی صورت (حزقیل) مین مسماۃ اہولا و اہولیبا سے اپنا نکاح کرنا ظاہر کیا ہے اور یہ ایک ایسا طرز بیان ہے کہ اُسکو خدا تعالی بھی بالتخصیص اِس طوالت کے ساتھ ایک تمثیل مین بھی ہرگز نہ اختیار کرتا اور نہ درحقیقت ایسی بات کا مرتکب ہوتا اگر وہ رسم جسکی دلالت اُس سے ہوسکتی ہے فی نفسہ معیوب یا مذموم ہوتی۔ پس جس رسم کا امتناع انجیل مین بھی کسی کو نہین ہے وہ کیون کر معیوب یا مذموم خیال کی جاسکتی ہے۔ کیونکہ انجیل مین ان ملکی آئین مین سے کوئی بھی منسوخ نہین کیا گیا ہے جو انجیل سے پیشتر جاری تھے"

جان ملٹن یہ بھی کہتے ہین کہ"عبرانیون کے خط کے باب ۱۳ ورس ۴ سے اس طرز سے جواز تعدد ازدواج پر استدلال کرتا ہون کہ تعدد ازدواج کی رسم یا تو نکاح جائز ہے یا فجور ہے یا زنا ہے۔

پس اُس مقدس رسول نے کوئی چوتھی صورت تسلیم نہین کی پس مین یقین کرتا ہون کہ اُن بہت سے بزرگون کی تعظیم و توقیر کے لحاظ سے جو کثیر الازدواج تھے ہر ایک شخص اُس کو فجور یا زنا خیال کرنے سے باز رہے گا۔

کیونکہ خدا حرام کارون اور زانیون کو سزا دے گا۔

حالانکہ اِن بزرگون پر خدا کی خاص نظر تھی جیسا کہ خود اُس نے فرمایا ہے۔

کو۔ بطور کفارہ قرار دیا) اُن کے عقبیٰ کی جزا و سزا ایسی تمثیلون مین بیان کی جو ایک جاہل اور ہوا پرست قوم کی طبیعت کے نہایت موافق تھین شاید وہ اپنے ملک کا اخلاقی و ملکی انتظام ودرستی سے نہ کرسکے ہون مگر آنحضرت نے مسلمانون مین نیکی اور محبت کی ایک روح ڈالدی۔

آپس مین بھلائی کرنے کی ہدایت کی اور اپنے احکام اور نصیحتون سے انتقام کی خواہش اور بیوہ عورتون اور یتیمون پر ظلم اور ستم ہونے کو روک دیا۔

تین جو مخالف عقیدے اعتقاد ہین۔ فرمانبرداری مین متفق ہوگئین خانگی جھگڑون مین جو بہادری بیہودہ طریقہ سے صرف ہوتی تھی نہایت مستعدی سے ایک غیر ملک کے مقابلہ پر مائل ہوگئی۔

مسٹر ٹامس کارلیل صاحب لکھتے ہین کہ ہم لوگ (یعنی عیسائیون مین) جو یہ بات مشہور ہے کہ محمد ایک پرفن اور فطرتی شخص اور گویا جھوٹ کے اوتار تھے اور اُنکا مذہب دیوانگی اور خام خیالی کا ایک تودہ ہے اب یہ سب باتین لوگون کے نزدیک غلط ٹھیرتی جاتی ہین جو جو جھوٹ باتین دوراندیش اور مذہبی سرگرمی رکھنے والے آدمیون (یعنی عیسائیون) نے اُس انسان (یعنی محمد صلعم) کی نسبت قائم کی تھین اب وہ الزام قطعاً ہماری روسیاہی کے باعث ہین۔ چنانچہ ایک یہ بات مشہور ہے کہ پاکرک صاحب نے جب گروٹین صاحب سے پوچھا کہ یہ قصہ جو تمنے لکھا کہ محمدؐ نے ایک کبوتر کو تعلیم کیا تھا کہ وہ اُن کے کان مین سے میل نکالا کرتا تھا اور مشہور کیا تھا کہ وہ فرشتہ ہے جو اُن کے پاس وحی لایا کرتا ہے تو اس قصہ کی کیا سند ہے تو انھون نے جواب دیا کہ "اس قصہ کی کوئی سند کچھ

اور سمجھنے کے لئے کیا چیز باقی رہی وہ اصل اول (یعنی باری تعالے) جس کی بنا
عقل وحی پر ہے محمد کی شہادت سے استحکام کو پہونچی چنانچہ اُس کے معتقد
ہندوستان سے لیکر مراکو تک موحد کے لقب سے ممتاز ہین اور بتون کو ممنوع
سمجھنے سے بت پرستی کا خطرہ مٹا دیا گیا۔
مشہور اور نہایت لایق اور قابل مورخ گبن اپنی کتاب مین جہان یہ بحث کرتا ہے
کہ حضرت محمد اپنے ملک کی نسبت کیسے تھے اس طرح پر لکھتا ہے کہ "حضرت
محمد کی سیرت مین سب سے آخر بات جو غور کرنے کے لائق ہے وہ یہ ہے کہ اُنکا
عظم و شان لوگون کی بھلائی اور بہبودی کے حق مین مفید ہوا یا مضر۔ جو لوگ
کہ آنحضرت کے سخت دشمن ہین وہ بھی اور نہایت متعصب عیسائی اور یہودی
بھی باوجود پیغمبر برحق نہ ماننے کے اس بات کو تو ضرور تسلیم کرین گے کہ آنحضرت
نے دعوی رسالت ایک نہایت مفید مسئلہ کی تلقین کے لیے اختیار کیا گو وہ
یہ کہین کہ صرف ہمارے ہی مذہب کا مسئلہ اُس سے اچھا ہے (گویا وہ اس بات
کو تسلیم کرتے ہین کہ سواے ہمارے مذہب اور تمام دنیا کے مذہبون سے مذہب
اسلام اچھا ہے) آنحضرت یہودیون اور عیسائیون کی کتب سماویہ قدیمہ کی سچائی
اور پاکیزگی اور اُنکی بانیون یعنی اگلے پیغمبرون کی نیکیون اور معجزون اور ایمانداری
کو مذہب اسلام کی بنیاد خیال کرتے تھے۔ عرب کے بت خدا کے تخت کے روبرو
توڑ دیے گئے اور انسان کے خون کے کفارہ کو نماز۔ روزہ۔ خیرات سے بدل دیا
جو ایک پسندیدہ اور رسید ہے سادہ طریقہ کی عبادت ہے (یعنی جو انسان کی
قربانی بتون پر ہوتی تھی اُسکو معدوم کیا اور بعوض اُس کے نماز۔ روزہ۔ اور خیر

حقیقت کو سچ نہ جانے اور پختہ مکان بناے وہ پختہ مکان کاہے کبھو گا بلکہ خاک کا ایک ڈھیر ہو گا۔ بارہ سو برس تک اُس کو کب قیام ہو سکتا ہے اور اٹھارہ کروڑ آدمی اُس مین کب رہ سکتے ہین۔ بلکہ ابتک وہ مکان کبھی کا سر کے بل گر پڑا ہوتا۔ ضرور ہے کہ ایک آدمی اپنے طریقون کو قانون قدرت کے مطابق کرے اور قدرت کے سامانون کی حقیقت کو سمجھے اور پھر عمل کرے ورنہ قدرت سے اُسکو یہ جواب ملے گا کہ نہین ہرگز نہین ہو سکتا۔

جو جو قانون اور قاعدے خاص ہین وہ خاص ہی رہتے ہین عام نہین ہو جاتے افسوس ہے کہ کوئی شخص مثل کاگ لسٹر ڈیا اور ایسے ہی بہت سے دُنیا کے سربرآوردہ لوگون کے چند روز کے لیے اپنے فند فطرت سے کامیاب ہو جاتے ہین مگر انکی کامیابی ایک جعلی ہنڈوی کے مانند ہوتی ہے جس کو وہ اپنے نالائق ہاتون سے جاری کرتے ہین اور خود الگ تھلگ رہتے ہین اور اورون کو اُس کے سبب سے نقصان پہونچاتے ہین مگر قدرت آگ کے شعلون اور فرانسیسی ہنگامون اور اسی قسم کے اور غضبناک ظہور سے ظاہر ہو کر یہ بات بہت غضب اور قہر سے دُنیا پر ظاہر کر دیتی ہے کہ جعلی ہنڈویان جعلی ہی ہین۔

طامس کارلیل نے جو اس زمانہ کی دنیا مین نہایت نامور عالم ہین اپنی کتاب مین جس کا نام "لکچر آن ہیروز" ہے اس مضمون کی نسبت جس پر ہم بحث کر رہے ہین یہ رائے لکھی ہے کہ اسلام کا عرب کی قوم کے حق مین گویا تاریکی مین روشنی کا آنا تھا عرب کا ملک پہلے ہی پہل اُس کے ذریعہ سے زندہ ہوا۔ اہل عرب گلہ بانون کی ایک غریب قوم تھی اور جب سے دنیا بنی تھی عرب کے چٹیل میدانون مین پھرا کرتی تھے

ثبوت نہین"۔ حقیقت یہ ہے کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ ایسے ایسے قصون کو بالکل
چھوڑ دیا جاے۔ جو جو باتین انسان (یعنی محمد صلعم) نے اپنی زبان سے نکالین بارہ سو
برس سے اٹھارہ کرور آدمیون کے لیے بمنزلہ ہدایت کے قائم ہین ان اٹھارہ کرور
آدمیون کو بھی خدا نے اسی طرح پیدا کیا ہے جس طرح ہمکو پیدا کیا اُسوقت
جتنے آدمی محمد کے کلام پر اعتقاد رکھتے ہین اس سے بڑھکر اور کسی کے کلام پر لوگ
اس زمانہ مین یقین نہین رکھتے پھر کیا ہم یہ خیال کرسکتے کہ جس کلام پر خدا ے
قادر مطلق کی اسقدر مخلوق زندگی بسر کر گئی اور اُسی پر مر گئی کیا وہ ایسا جھوٹا کھیل
ہے جیسا ایک بازیگر کا ہوتا ہے۔

مین اپنے نزدیک ہرگز ایسا خیال نہین کرسکتا بلکہ مین بہ نسبت اور چیزون کے
اس پر جلد یقین کرتا ہون۔ اگر جھوٹی اور فریب کی باتین دُنیا مین اسقدر زور آور
ہون اور رواج پکڑ جائین تو پھر اس دُنیا کی نسبت کوئی کیا سمجھے گا۔ اس قسم کے
خیالات جو بہت پھیلے ہوے ہین بہت ہی افسوس کے قابل ہین۔ اگر ہمکو
خدا کی سچی مخلوق کا علم کچھ حاصل کرنا منظور ہو تو ہم کو ایسی باتون پر یقین
کرنا ہرگز نہ چاہیے۔ وہ باتین ایسے زمانے مین پھیلی تھین جب کہ توہمات کو دخل بہت
تھا اور اُنہین توہمات کے سبب خیال تھا کہ آدمی کی روحین غمگین خرابی مین پڑی
ہوئی ہین جو اُن کی ہلاکت کا سبب ہے میرے نزدیک اس خیال سے کہ ایک
جھوٹے آدمی نے ایک مذہب قائم کیا اور کوئی اُس سے زیادہ بد اور ناخدا
پرست خیال دنیا مین نہین پھیلا۔

بھلا یہ کب ہوسکتا ہے کہ ایک جھوٹا آدمی جو چونہ اور اینٹ اور مصالح کی

گیا ہے کہ ایشیا کے گرم ملکون کی تاثیر سے دونون گروہ یعنی مرد و عورت مین ایک ایسا اختلاف ہوتا ہے جو یورپ کی آب و ہوا مین نہین ہے جہان دونون برابر اور بتدریج عالم ضعیفی کو پہونچتے ہین مگر ایشیا مین صرف مرد ہی کو یہ بات حاصل ہوتی ہے ضعیفی مین بھی قوی اور طاقتور رہتا ہے اگر یہ بات سچ ہے تو بانی مذہب اسلام کے لیے اس بات کی کہ اُنہون نے متعدد جوروٗن کی اجازت دی ایک وجہ بڑی تھی اور یہ ایک کافی سبب اس بات کا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے اِس مضمون کی نسبت اپنی کوئی راے ظاہر نہین کی بلکہ اس کو ملکون کے گورنمنٹون کے آئین پر چھوڑ دیا کیونکہ جو بات ایشیا کے واسطے مناسب ہوگی وہ یورپ کے واسطے نامناسب ہوگی مسٹر کہتر بیان کرتے ہین کہ حضرت محمدؐ نے اُس نہایت قدیم موسوی کے مقنن کی پیروی کر کے اپنی قوم کو جو اسمعیٖل کی اولاد ہے (جو مسلمانون کے باپ کا بیٹا تھا) متعدد بیبیون کی اجازت دی اس واسطے عیسائی ہمیشہ اس پر عیب نکالتے ہین اور کہتے ہین کہ اُنہون نے اپنے پیرون کی کمینہ خواہش کو پورا کیا۔ لیکن مین نہین جانتا کہ متعدد بی بیون کی اجازت کی نسبت ایسا سخت طعن کیون کیا جاتا ہے۔ حضرت سلیمانؑ کی نظیر اور حضرت داوٗدؑ کی نظیر پر (جو خدا کی دلی مرضی کے مطابق چلتے تھے اور جن کو خدا نے خاص اپنی شریعت کے احکام کی تعمیل کے لیے بنایا تھا) یہ امر چندان اعتراض کے لائق نہین ہے خصوصاً اس وجہ سے کہ عیسیٰ مسیحؑ نے بھی ان بیش انجیلون مین سے جن کو اُن کے معتقدون کے گروہ مین سے کسی نہ کسی نے اُن کے احکام قلمبند کرنے کے واسطے تحریر کیا تھا کسی انجیل مین اِس کی ممانعت نہین ہے۔

اور کسی شخص کو اُن کا کچھ خیال بھی نہ تھا اس قوم مین ایک اُلوالعزم پیغمبر ایسے کلام
کے ساتھ جس پر وہ یقین کرتے تھے بھیجا گیا۔ اب دیکھو کہ جس چیز سے کوئی واقف
ہی نہ تھا وہ تمام دُنیا مین مشہور و معروف ہوگئی اور چھوٹی چیز نہایت ہی بڑی چیز
ہوگئی۔ اُس کے بعد ایک صدی کے اندر عرب کے ایک طرف غرناطہ اور ایک
طرف دہلی ہوگئی عرب کی بہادری اور عظمت کی تجلی اور عقل کی روشنی زمانہ بائے
دراز تک دُنیا کے ایک بڑے حصہ پر چمکتے رہے۔
اعتقاد ایک بڑی چیز ہے اور جان ڈالنے والا ہے۔
جسوقت کوئی قوم کسی بات پر اعتقاد لاتی ہے تو اُس کے خیالات بارآور اور
روح کو عظمت دینے والے اور رفیع الشان ہوجاتے ہین یہی عرب اور یہی
حضرت محمد اور یہی ایک صدی کا زمانہ گویا ایک چنگاری ایسے ملک مین پڑی
جو عظمت مین کس مپرس ایک ریگستان تھا۔ مگر دیکھو کہ یہ ریگستان زور شور سے
اُڑ جانے والی باروت نے نیلے آسمان تک اُٹھتے ہوئے شعلون سے دہلی سے
غرناطہ تک روشن کر دیا۔
مسٹر کھتر صاحب لکھتے ہین کہ علم قوائے انسانی اور علم طبعیات کے ماہرین نے
بعض وجوہات ایسے دریافت کیے ہین جو کثرت ازدواج کے واسطے ضروری
متصور ہو سکتے ہین اور ہم شمالی ملکون کے سرد خون والے مینڈک کے سے
مزاج کے جانورون سے متعلق نہین ہو سکتے ہین۔ مگر بنی اسمٰعیل سے جو گرم
ریگستان کے رہنے والے ہین متعلق ہو سکتے ہین۔ علاوہ اس کے وہ بیان
کرتے ہین کہ سر ڈبلیو اوسلی صاحب کے مشرقی مجموعہ صفحہ ۱۰۰ مین یہ بیان کیا

بہت سی کتابین پیدا ہوگئین جن مین سے اکثر اُسوقت تک جاری رہینگی اور تعلیم دیجاوے گی جتبک نسلین تعلیم ہونے تک کیواسطے پیدا ہوتی رہین گی۔

ایک جواب مضمون لکھنے والے نے جس سے یہ مضمون اختیار کیا تھا کہ" اسلام ایک ملکی انتظام ہے جو مشرق و مغرب مین جاری ہے"

اسلام کی نسبت یہ لکھا ہے کہ" اسلام نے بچہ کشی کا انسداد کر دیا جو اِس مانہ مین قرب و جوار کے ملکون مین جاری تھی

گو عیسائی مذہب نے بھی اُسکو روکا تھا مگر اسلام کی برابر اُسکو کامیابی نہین ہوئی اسلام نے غلامی کو موقوف کر دیا جو اُس ملک کی پُرانی جاہلیت کی رسم تھی اسلام نے ملکی حقوق کو برابر کر دیا اور صرف انہین لوگون کے حق مین انصاف نہین کیا جو اس مذہب کے معتقد تھے بلکہ اُن شخصون کے ساتھ بھی برابر انصاف کیا جنکو اُس کے ہتیارون نے فتح کیا تھا۔ اسلام نے اس محصول کو جو سلطنت کو دیا جاتا تھا گھٹا کر صرف دسوان حصہ کر دیا۔ اسلام نے تجارت کو تمام محصولات اور مزاحمتون سے آزاد کر دیا۔ اسلام نے مذہب کے متعقدون کو اس بات سے کہ اپنے مذہبی سرگروہ کو یا مذہبی کام کو جبراً روپیہ دین اور تمام لوگون کو اس بات سے کہ غالب مذہب کو ہر ایک قسم کا مذہبی چندہ دین بالکل بری کر دیا اسلام نے فرقہ فتحمند کے تمام حقوق مفتوحہ لوگون مین سے اُن شخصون کو دیے جو اُس مذہب کے پابند تھے اُن کو ہر قسم کی پناہ دی۔ اسلام نے مال کی حفاظت کی سود لینے کو اور خون کا بدلہ بغیر حکم عدالت کے لینے کو موقوف کیا۔ صفائی اور پرہیزگاری کی حفاظت کی اور ان باتون کی صرف ہدایت ہی نہین بلکہ اُن کو پیدا

انسائکلوپیڈیا برٹانیکا میں ایک آرٹیکل لکھنے والے نے مذہب اسلام کی نسبت
یہ رائے ظاہر کی ہے کہ مذہب اسلام کا وہ حصہ بھی جس میں بہت کم تغیر تبدل
ہوا ہے اور جس سے اُس کے بانی کی طبیعت نہایت صاف صاف معلوم
ہوتی ہے اُس مذہب کا نہایت کامل اور روشن حصہ ہے اس سے ہماری
مراد قرآن کے علم اخلاق سے ہے۔
نا انصافی۔ کذب۔ غرور۔ انتقام۔ غیبت۔ استہزا۔ بخل۔ طمع۔ اسراف۔ عیاشی۔
بے اعتباری۔ بدگمانی۔ نہایت قابل ملامت کی گئی ہین۔
نیک نیتی۔ فیاضی۔ حیا۔ تحمل۔ صبر۔ بردباری۔ کفایت شعاری۔ سچائی۔ راست
بازی۔ ادب۔ صلح سچی محبت۔ اور سب سے پہلے خدا پر ایمان لانا اور اُسکی مرضی
پر توکل کرنا۔ سچی ایمانداری کا رکن ہے۔ اور سچے مسلمان کی نشانی خیال کی گئی ہے
اُسی مصنف نے یہ بھی لکھا کہ ہم اس بات پر غور نہین کرسکتے ہین کہ اسلام نے تمام انسانون
کی بھلائی کے لیے کیا کیا۔ لیکن اگر نہایت ٹھیک کہا جاوے تو یورپ مین علوم
و فنون کی ترقی مین اُسی کا حصہ تھا۔ مسلمان علے العموم نوین صدی سے تیرہوین صدی
تک وحشی یورپ کے لیے روشن ضمیر معلم کہے جاسکتے ہین۔
خاندان عباسیہ کی خلفا کی نہایت عمدہ زمانہ سے یونانی خیالات اور یونانی
تہذیب کا از سر نو سرسبز ہونا شمار کیا جاسکتا ہے۔ قدیم علم ادب ہمیشہ کے
واسطے بغیر کسی علاج کے مفقود ہوجاتا اگر مسلمانون کے مدرسہ مین اُسکو پناہ ملتی
عربی فلسفہ۔ قدرتی چیزون کی تواریخ۔ جغرافیہ۔ علم تاریخ۔ صرف نحو۔ علم
کلام۔ اور فن شاعری۔ کی (جس کی تعظیم پر لانے اُستاد دیتے تھے)

اخلاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

از مدارج النبوۃ

حضور کا اخلاق اعظم واتم واکمل اخلاق تھا۔ جسقدر اخلاق حمیدہ صبر و علم و رحم و شفقت و سخاوت وغیرہ اصناف و اقسام اخلاق ہین وہ سب ذات اقدس مین مجتمع تھے۔ صبر و رحم کی یہ کیفیت کہ غزوہ احد مین جب کفار نے مقابلہ و محاربہ حضرت سے کیا۔ اور جسقدر آزار پہونچاے سب پر آپ نے صبر فرمایا۔ اور عفو کیا۔ اور کچھہ صبر و عفو پرہی اکتفا نہ کیا۔ بلکہ اُن پر شفقت و رحم کیا۔ اور آپ کو جہالت اور ظلم مین معذور رکہا اور دعا کی کہ اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون۔ یعنی یا اللہ میری قوم کو ہدایت فرما کہ بہ تحقیق وہ جانتے نہین ہین۔ یہ دعا صحابہ کرام پر شاق ہوئی۔ اونہون نے عرض کیا۔ کہ یارسول اللہ کاش حضور اُن کی ہلاکت کی دعا فرماتے آپ نے فرمایا کہ مین لعان مبعوث نہین ہوا بلکہ مین مبعوث ہوا ہون اللہ کیطرف بلانے کو اور رحمت واسطے عالمین کے۔ اور روایت ہے کہ علماے یہود مین سے ایک شخص اسلام لائے۔ اُنکا نام زید بن سعنہ تھا وہ کہتے ہین کہ حضور کے چہرہ مبارک مین مین نے تمام علامات نبوت پہچانین مگر دو چیزون کو امتحان نہ کیا تہا۔ ایک یہ کہ توریت مین لکھا ہے کہ اُنکا حلم طیش پر غالب ہوگا دوسرے یہ کہ بمقابلہ درشت گوئی نرمی زیادہ کرین گے۔ سو مین حضرت کے ساتھہ تلطف

کیا اور قائم کر دیا۔ حرام کاری کو موقوف کر دیا۔ غریبون کو خیرات دینے اور ہر ایک شخص کی تعظیم کرنے کی ہدایت کی"

وہی مصنف یہ بھی لکھتا ہے کہ "جو نتیجے اسلام سے ہوے وہ اسقدر وسیع اور دقیق اور مستحکم ہین کہ اُن کی تکمیل کر لینا تو درکنار ہم یقین نہین کر سکتے کہ وہ انسان کے خیال مین بھی آسکین اسی سبب سے بعوض اس کے کہ اسکی نسبت اس طرح پر دلیلین کی جاوین جسطرح کہ سومن کے قانون یا نپولین کے فتوحات کے نتیجون کے اندازہ کرنے مین کیجاتی ہین یہ ٹھیک نہین ہے۔ یا تو اُن کی نسبت یہ کہا جاے کہ اتفاقیہ ہوگئی ہین یا بہ مجبوری ربانی مرضی کی طرف منسوب کیا جاوے۔ باین ہمہ یہ نظم ایک شخص واحد نے کیا تھا جس نے اپنے ملک کے تمام باشندون مین اپنی روح پھونک دی اور تمام قوم کے دل پر نہایت تعظیم و تکریم کا خیال جو کسی انسان کے واسطے کبھی ظاہر نہین کیا گیا نقش کر دیا۔

جو سلسلۂ قوانین و اخلاق کا انھون نے بنایا وہ اعلی درجہ کی ترقی سے بھی اسی طرح موافق تھا جیسا کہ لٹے تےترین لوگون سے اور اُس سلسلہ نے ایک قوم سے دوسری قوم مین گذر کر ہر ایک قوم کو جس نے اُس کو قبول کیا اُن قومون اور سلطنتون سے فائق کر دیا جن سے اُن کا میل ہوا۔

کہ حضور گھر مین کس طرح خلوت کرتے تھے اونہون نے فرمایا کہ سب آدمیون سے زیادہ تر نرم مزاج تھے۔ تبسم اور خندہ پیشانی رہتے تھے۔ حضرت کو کبھی اصحاب کے درمیان مین پیر پھیلاتے نہین دیکھا۔ اور جو کوئی اصحاب اور اہلخانہ مین سے بلاتا۔ اس کے جواب مین لبیک فرماتے۔ جس کے معنی ہین۔ حاضر ہون۔ اور آپ تالیف کرتے تھے نہ تنفر۔ جو کسی قوم مین بزرگ ہوتا۔ اوسکا اکرام فرماتے اور اُسکی قوم کا اسکو والی کرتے اور اپنے اصحاب کے ساتھ مہربانی فرماتے اور ہمنشین کے ساتھ التفات وعنایت سے پیش آتے۔ آپ کا ہر ہمنشین یہ گمان کرتا تھا۔ کہ مجھسے زیادہ حضرت کے نزدیک کوئی بزرگ نہین اور جو آپ کے پاس آکر بیٹھتا۔ آپ اُسکے پاس بیٹھے رہتے اور جب تک وہ اوٹھکر نہ جاتا۔ آپ وہان سے نہ اٹھتے۔ اور جب کوئی آپ سے سرگوشی کرتا۔ تو آپ سر مبارک اُسکی طرف سے نہ پھیرتے۔ جب تک وہ خود نہ پھیرتا۔ اور جو کوئی آپ کا دستِ مبارک پکڑ لیتا۔ آپ اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ مین دیدیتے۔ اور نہ چھوڑاتے۔ جب تک وہ خود نہ چھوڑتا اور لڑنے جھگڑنے سے پرہیز فرماتے۔ آپ نے تازہ روئی اور خوشخوئی کو آدمیون مین گویا پھیلا دیا تھا۔ اور سب کے لئے مثل باپ کے ہوگئے تھے اور سب آپکے نزدیک حق مین برابر تھے۔ کسی طرح درشت وسخت گو نہ تھے۔ نہ آواز کسی پر بلند فرماتے نہ کسیکو بُرا کہتے۔ نہ کسی کا عیب ظاہر کرتے۔

حضرت عائشہؓ صدیقہ فرماتی ہین۔ کہ آپ سے زیادہ کوئی خوش خلق نہ تھا۔
حضرت انسؓ کہتے ہین۔ کہ مین نے رسول خدا صلعم کی دس برس خدمت کی آپنے کبھی اُف تک نہ کیا اور کبھی آپ نے نہ فرمایا کہ یہ کام ایسے کیون کیا اس طرح

کرتا تھا۔ تاکہ اُن سے مخالفت کرون اور اُنکے حلم وعلم کو پہچانون۔ مین نے
اُن سے ثمر وعدہ پر خرید کئے زرِ قیمت پیشگی دیدیا اور ثمر دینے کا وعدہ ٹھیرالیا
اُسوقت موعودہ سے دو تین روز پیشتر مین نے حضرت کے پاس جاکر مجمع مین
آپ کی قمیص اور ردائے مبارک کو پکڑ کر آپ کی جانب بنظر تیز نظر کی اور کہا
اے محمدؐ میرا حق ادا نہین کرتے۔ قسم خدا کی اے پسران عبد المطلب تمہارا
خاندان اداے حق مین لیت ولعل کرتا رہا ہے۔ پس حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ
اے دشمنِ خدا پیغمبر صاحب کی نسبت جو کچھ مین سنتا ہون۔ تو قسم خدا کی اگر
اُن کی نافرمانی کا اندیشہ نہ ہوتا تو مین تلوار سے تیرا سر کاٹتا۔ حضور نے حضرت
عمرؓ کیطرف نرم نگاہ اور تبسم کے ساتھ دیکھکر فرمایا کہ مین اور یہ شخص اس بات
کے علاوہ دوسرے بات کی تم سے احتیاج رکھتے ہین اور وہ یہ کہ مجھکو اداے حق
کا حکم کرو اور اُسکو حسن تقاضہ کا امر۔ اب جاؤ اور اُسکا حق ادا کرو اور اُسکے
حق سے بیس صاع زیادہ دو۔ بعوض اس کے کہ تم نے اسکو ڈرایا اور تہدید
کی۔ پس حضرت عمرؓ نے ویسی ہی تعمیل کی۔ جیسا ارشاد ہوا تھا اُسوقت کہا اُس
یہودی نے کہ اے عمرؓ مین نے تمام علامات نبوت کے آپ کے چہرۂ مبارک سے
پہچانی تھے مگر دو خصلتین باقی تھین جنکا اسوقت امتحان کیا۔ پس مین تمکو گواہ
کرتا ہون۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا الرَّسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ رسول اللہ صلعم نے کسی کو
اپنے ہاتھ سے نہین مارا۔ مگر جہاد فی سبیل اللہ مین۔ اور کبھی اپنے نفس کے لئے
بدلہ نہین لیا۔ اور خادم کو بہ آواز سخت نہین جھڑکا۔ حضرت عائشہ صدیقہ سے پوچھا

بہ نفس نفیس محنت اوٹھائی - فرمایا کہ اللہ تعالے اپنے بندہ سے اس بات کو مکروہ رکہتا ہے کہ اپنے یارون مین ممتاز ہوکر بیٹھے - اور اُنکا شریک نہو

بخاری مین لکہا ہے - کہ مدینہ کی چہوکریون مین سے کوئی چہوکری حضور کا ہاتہہ پکڑ کر جہان چاہتی تھی - لیجاتی تہی - آپ انکار نہ فرماتے تھے اور حضرت کے عہد مبارک مین ایک عورت تھی - کہ اُس کی عقل مین اختلال ہوگیا تہا - اسکو خیالات فاسد آتی تھے - اور اُن خیالات کا اظہار آدمیون کے سامنے کرنے سے حیا آتی تھی - بار بار حضور کے پاس آتی - اور تنہا بیٹھتی - اور وہ سب واہی کہتے - اور جب کسی کو دور سے آتا ہوا دیکہتی - تو متوہم ہوکر کہتی کہ اس جگہہ سے اوٹھکر کھڑے ہو - دوسری جگہہ خلوت مین چلو - حضور یہ سب تکلیفات اُس کی قبول فرماتے تھے

آپکی خوش خلقی یہانتک بڑی ہوئی تھی - کہ چہوٹے چہوٹے بچون کے ساتہ آپ کا اخلاق بہت وسیع تھا - حضرت انس ابن مالک کا ایک بہائی لڑکا تہا کہ اس نے ایک لال پال رکہا تہا اتفاقاً وہ لال مرگیا - تو حضور اس لال کی تعزیت کے واسطے اُس لڑکے کے پاس گئے اور فرمایا - یا ابا عمیر فعل النغیر - تاکہ اُس بات کے سننے کر وہ خوشدل ہوا اور غم نہ کرے - حضرت اپنے گہر والون کی خدمت کرتے تھے اپنے کپڑے اور جوتون مین پیوند آپ لگاتے تھے - بکریون کو دوہتے تھے چارہ انکو ڈالتے تھے خادم کے ساتہ کہاتے تھے - اوسکے کامون مین اُسکو مدد دیتے تھے - حالانکہ خادم اور غلام بہت تھے - کبہی بہ نفس نفیس کام کرتے تھے - کبہی دوسرے کو حکم دیتے تھے - بازار سے اپنی چیز آپ اوٹہا لاتے تھے - سخاوت حضور کی اسدرجہ بڑہی ہوئی تہی - کہ جو کوئی جو چیز مانگتا تھا دیدیتے تھے - اور کبہی کسی کے جواب مین

کیون نہ کیا۔

جریر ابن عبداللہ کہتے ہین کہ مین نے حضور کو جب دیکھا تبسم کرتے دیکھا اور کبھی نہین دیکھا کہ اپنے ہمنشینون کے سامنے آپ نے پیر پھیلایا ہو اور جو کوئی آپ کے پاس آتا اوسکا اکرام فرماتے۔ اور اس کے واسطے اپنے کپڑے کو فراخ کر دیتے اور تکیہ جو اپنے پاس رکھا ہوتا وہ اسکو دیتے اور نہ کاٹتے تھے کسی کی بات یعنی ہر ایک کی بات حد سے زیادہ سنتے تھے اور اسکو کاٹتے نہین تھے۔ جب تک وہ خود نہ اٹھہ جاے یا چپ نہو۔ اور کبھی آنے والی کی خاطر سے نماز مین کمی فرماتے۔ اور اس کی حاجت دریافت فرماتے اور جب اوس کی حاجت سے فارغ ہوتے۔ تو پھر نماز پڑھتے۔ مساکین کی عیادت فرماتے۔ فقرا کے ساتھ بیٹھتے۔ غلامون کی دعوت قبول۔ جو کی روٹی اور چربی بودار کی بھی دعوت قبول فرماتے۔ مجلس کی آخر صف مین بیٹھ جاتے اور جب سوار ہوتے کسی کو پیچھے بٹھا لیتے۔

تاریخ طبری مین لکھا ہے کہ حضور ایک روز سفر مین تھے یارون سے فرمایا کہ آج ایک بکرہ کے کباب کرنا چاہتے ہین۔ اونہون نے عرض کیا بہتر ایک نے اُن مین سے کہا کہ مین ذبح کرون گا۔ دوسرا بولا کہ مین کھال اوتارونگا تیسرے نے کہا کہ گوشت کاٹنا میرے ذمہ۔ چوتھے نے پکانا اپنے ذمہ لیا۔ غرض سب کام آپس مین تقسیم کر لئے۔ تاکہ جلدی تیار ہو جائے وہ لوگ اپنے اپنے کام پر مشغول ہوئے۔ آنحضرت صلعم اوٹھہ گئے اور تھوڑی دیر بعد جنگل سے لکڑیان لیکر تشریف لائے اصحاب نے عرض کیا کہ اس کام کو بھی ہم کر لیتے کیا ضرور تھا کہ آپ نے

خرید فرماتے اور قیمت ادا کرکے پہر اُس اسباب کو اُسی بیچنے والے کو بخشدیتے - اور
کبھی قرض لیتے - اور قرض سے زیادہ ادا کرتے - اور کبھی اسباب خرید فرماتے اور قیمت
زیادہ دیتے کبھی ہدیہ قبول فرماتے - اُس سے دو چند انعام دیتے - اپنی زندگانی فقر آمیز
کرتے ایک ایک دو دو مہینہ گذر جاتے - آپ کے گہر مین آگ روشن نہ ہوتی اور اپنا
شکم مبارک پر بوجہ گرسنگی پتھر باندہے -

لفظ لا نہین کہا۔ چنانچہ فرزدق شاعر نے آپ کی نعت مین یہ شعر لکھا ہے ؎

ما قال لا قط الا فی تشہدہ　　لولا التشہد کانت لاءہ نعم

کسی شاعر نے اس کا ترجمہ فارسی مین کسی ظالم کی مدح مین کہا ہے جو اسکا مستحق نہ تھا

نہ رفت لا بزبان مبارکش ہرگز　　مگر بہ اشہد ان لا الہ اللہ

اور اگر فرضاً کوئی چیز موجود نہ ہوتی۔ تو آپ سکوت فرماتے اور سائل کی دلجوئی کرتے اور معذرت فرماتے مگر صریح نہ کہتے کہ نہین دیتے۔ غرض کہ سائل کے سوال کو رد نہ فرماتے۔ اگر کچھ پاس نہ ہوتا۔ تو فرماتے کہ ہم پر قرض کر لو۔ جب میری پاس آئیگا۔ مین ادا کرونگا۔ ایک بار ایک سائل آیا آپ نے فرمایا۔ میرے پاس تو کچھ نہین تم جاؤ اور قرض لے لو۔ حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ خدا تعالے اُس چیز کی تکلیف نہین فرماتا۔ جو آپ کی قدرت مین نہین۔ یہ بات حضور کو ناگوار ہوئی۔ ایک شخص انصار مین سے تھے اونہون نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ آپ دیجئے۔ اور خداوند عرش سے اندیشہ نہ کیجئے۔ آپ نے تبسم فرمایا۔ اور چہرۂ مبارک پر تازگی اور خوشحالی پائی گئی۔ آپ نے فرمایا کہ مین ایساہی حکم کیا گیا ہون۔

ترمذی سے روایت ہے کہ نو ہزار درہم حضور کے پاس آئے اور ایک تخت پر رکھے گئے۔ آپ نے سب تقسیم کر دئے۔ اور کسی سائل سے انکار نہ کیا روز حنین ہر ایک عرب کو سو سو شتر اور ہزار ہزار گوسفند دئے غرض جو کچھ ہاتھ آتا آپ دیدیتے۔ اور فقر نیستی کا اندیشہ نفرماتے۔ جب کسی محتاج کو دیکھتے باوصف اپنی حاجت کے اُسکو عنایت کرتے کبھی کوئی چیز ہبہ کرتے۔ اور اگر کسی پر حق اور قرض آپ کا ہوتا۔ تو اُسکو بری فرماتے۔ اور کبھی صدقہ دیتے کبھی ہدیہ کرتے کبھی اسباب

ہوئی ہین۔اول یہ کہ مین نے اُسکو برکت دی۔ دوم یہ کہ اُسے بار آور کیا۔اور
اُسے بہت کچھ فضیلت دی۔سوم یہ کہ اُسکو بڑی قوم کرونگا۔پس اب ہم پوچھتے ہین
کہ کیا یہ کہنا صحیح ہے۔کہ ان تینون جدا جدا لفظون کے ایک ہی معنی ہین۔یعنی
اولاد کا زیادہ ہونا۔

بشارت دوم

خداوند تعالےٰ نے حضرت موسیٰ کو بہت سے احکام بتلائی ہمین یہ بھی فرمایا
قائم کرے گا تیرا معبود موجود تیرے لئے نبی تجھہ مین تیرے بہائیون مین سے
مجھہ سا اُس کو مانیو۔ ان کے بہائیون مین سے نبی تیرا سا قائم کرونگا۔ اور
اپنا کلام اُسکے منہ مین دونگا۔ اور جو کچھ مین اس سے کہونگا وہ اُنسے کہدیگا
(توریت کتاب پنجم باب ۱۸-۱۵-۱۸)
ان آیتون مین محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبعوث ہونے
کی ایسی صاف اور ایسے مستحکم بشارت ہے جس سے کوئی بہی انکار نہین کرسکتا
خدا نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ بنی اسرائیل کے بہائیون مین سے ایک نبی مثل
موسیٰ کے مبعوث کریگا۔ اور کچھہ شبہ نہین ہوسکتا۔ کہ بنی اسرائیل کے بھائی
بنی اسمٰعیل ہین اور بنی اسمٰعیل مین بجز محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے اور کوئی نبی نہین ہوا اور اُس سے صاف ثابت ہوگیا کہ یہ بشارت ہمارے
ہی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھی۔

انتخاب خطبات احمدیہ

بشارت توریت نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بشارت اول

مین نے تیری دعا اسمٰعیل کے حق مین قبول کی۔ ہان مین نے اُسی برکت دی اور اُسی بارآور کیا۔ اور اُسے بہت کچھ فضیلت دی۔ اُس سے بارہ امام پیدا ہونگے۔ اور اُسکو بڑی قوم کرونگا (توریت کتاب اول باب ۱۷- ۲۰) کہا اللہ نے ابراہیم سے تیری نظرون مین بُرا نہ معلوم ہو اس لڑکے اور اپنی لونڈی کی وجہ سے جو کچھ تجھسے سارہ کہے۔ اسکی بات مان لے کیون کہ اسحاق سے تیری نسل کہلائیگی۔ اور اس لونڈی کے لڑکے کو بہی ایک قوم کرونگا کیونکہ وہ تیری نسل ہے (توریت کتاب اول باب ۲۱- ۱۲- ۱۳) ان آیتون مین محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صریح بشارت ہے کیونکہ خدا تعالےٰ نے حضرت اسمٰعیل کو برکت دینے کا جو وعدہ کیا تہا وہ اسطرح پر پورا ہوا کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو اسمٰعیل کی اولاد سے تھے۔ تمام دنیا کے لئے دنیا کی ختم ہونے تک نبی مقبول مقرر کیا جو لوگ ہمارے مخالف ہین وہ یہ کہتے ہین کہ خدا نے اسمٰعیل سے یہ وعدہ کیا تھا۔ کہ اُسکی اولاد مین بارہ سردار پیدا ہونگے چنانچہ حضرت اسمٰعیل کے بارہ بیٹے جو بمنزلہ بارہ بادشاہون یا بارہ سردارون کے تھے پیدا ہوئے۔ اور جس برکت دینے کا اسمٰعیل سے وعدہ ہوا تہا وہ دنیاوی برکت تھی نہ روحانی۔ مگر یہ تاویل کسی طرح صحیح نہین ہوتی۔ ہر ایک منصف مزاج ان آیتون کو پڑھکر معلوم کریگا۔ کہ ان آیتون مین جدا جدا تین لفظ استعمال

اور سعیر سے چمکا۔ یعنی یونانی زبان مین بھی شریعت دی گئی (جس سے مراد انجیل ہے) اور مسلمان کل عیسائیون کو رومی کہتے تھے۔

اور فاران کے پہاڑ سے ظاہر ہوا۔ اور اسکے ہاتھ مین شریعت روشن یعنی عربی زبان مین شریعت دی گئی۔ جس سے مراد قرآن مجید ہے۔ پس اس عالم کے قول سے ثابت ہے کہ فاران وہی جگہ ہے جہان سے مذہب اسلام ظاہر ہوا یعنی حجاز یا مکہ معظمہ۔

بشارت چہارم

حضرت سلیمان اپنے محبوب سے ملنا چاہتے ہین۔ اور جب نہین ملسکتے تو خدا کی مناجات اور اپنے محبوب کی تعریف اسطرح پر کرتے ہین میرا دوست نورانی گندم گون ہزارون مین سردار ہے اوسکا سر ہیرہ کا سا چمکدار ہے۔ اسکی زلفین مسلسل مثل کوتے کے کالی ہین۔ اسکی آنکھین ایسی ہین۔ جیسے پانی کے کنڈل پر کبوتر دودہ مین ڈہلے ہوئے نگینہ کی مانند جڑے ہین خانہ مین۔ اسکے رخسارے ایسے ہین۔ جیسے ٹٹی پر خوشبودار بیل چھائی ہوئی اور چکلے پر خوشبو رگڑی ہوئی اسکے ہونٹ پھول کی پنکھڑیان جن سی خوشبو ٹپکتی ہے۔ اسکے ہاتہ ہین سونے کے ڈہلے ہوئے جواہر سے جڑے ہوئے اسکا پیٹ جیسے ہاتھی دانت کی تختی جواہر سے لپی ہوئی اسکی پنڈلیان ہین۔ جیسے سنگ مرمر کے ستون سونے کی بیٹھکے پر جڑے ہوئے اوسکا چہرہ مانند مہتاب کے جوان مانند صنوبر کے اسکا گلا نہایت شیرین اور وہ بالکل محمدؐ یعنی تعریف کیا گیا ہے۔ یہ ہی میرا دوست اور میرا محبوب اے بیٹیو

بشارت سوم

حضرت موسیٰ پیغمبر اور حضرت حبقوق نبی نے نبی عربی حجازی محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبعوث ہونے کی اسطرح بشارت دی ہے اور کہا خدا سینا سے نکلا اور سعیر سے چمکا اور فاران کی پہاڑ سے ظاہر ہوا۔ اسکے داہنے ہاتہ مین شریعت روشن ساتہ لشکر ملائکہ کے آیا۔

(توریت کتاب پنجم باب ۳۳ - ۲)

آئیگا اللہ جنوب سے اور قدوس فاران کے پہاڑ سے۔ آسمانون کو جلال سے چھپا دیا۔ اسکی ستایش سے زمین بھر گئی (کتاب حبقوق باب ۳ - ۳)

ان آیتون مین جو کوہ فاران سے خدا کا ظاہر ہونا اور شریعت کا اسکی ہاتہ مین ہونا بیان ہوا ہے۔ علانیہ محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبعوث ہونے اور قرآن مجید کے نازل ہونے کی کہ وہی شریعت ہی بشارت ہے۔ یہ بات عرب کے قدیم جغرافیہ سے اور بڑے بڑے عالمون کی تحقیق اور تسلیم سے اور توریت کے محاورات سے بخوبی ثابت ہو گئی ہے کہ مکہ معظمہ کے پہاڑون کا نام فاران ہے۔ چنانچہ امر مذکور کے ثبوت کی کافی دلیلین بیان کرتے ہین۔ اکتوبر سنہ ۱۸۶۹ء کے کوارٹرلی ریویو مین اسلام پر ایک آرٹکل چھپا ہے جو ایک بہت بڑے عالم یہودی زبان جاننے والا کا لکھا ہوا ہے اسکے صفحہ ۳۹۹ مین لکھا ہے کہ سٹیفر نے اُن خاص آیتون کی جنمین سینا اور سعیر اور فاران کی بشارت مذکور ہے۔ اس طرح پر تشریح کی ہے کہ خدا سینا سے نکلا۔ یعنی عبرانی زبان مین شرح دی گئی (جس سے مراد توریت ہے)

اور سچ ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کون شخص محمدیم کہلانیکا مستحق ہے۔

پس یہ ایسی بشارت ہے۔ جس مین صاف صاف نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بتلایا گیا ہے

بشارت پنجم

حجی نبی ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبعوث ہونے کی اسطرح بشارت دیتے ہین۔

سب قومون کو ہلا دونگا۔ اور حمد سب قومون کو آوے گا اور اس گہر کو بزرگی سے بہرونگا۔ کہا خداوند خلائق نے (کتاب حجی نبی باب ۲ - آیت ۷)

اس آیت مین لفظ حمدث جو آیا ہے۔ اُس سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت بشارت نکلتی ہے۔ ریورنڈ مسٹر پارک ہرسٹ حمد کے مادہ کی نسبت کہتے ہین۔ کہ ہر قسم کی پاک چیزون کے لئے بولا جاتا ہے اسی مادہ سے محمد اور احمد اور حامد اور محمود ہمارے پیغمبر خدا صلعم کے نام مبارک نکلے ہین اور اس بشارت مین لفظ حمدث کے کہنے سے صاف اشارہ ہے کہ جس شخص کے مبعوث ہونیکی اس مین بشارت ہے۔ وہ ایسا شخص ہے۔ کہ اُسکا نام حمد کے مادہ سی مشتق ہے اور وہ کوئی نہین۔ سوائے محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عیسائی مذہب کے پادری خیال کرتے ہین کہ یہ بشارت حضرت عیسیٰ کے مبعوث ہونے کی ہے۔ مگر یہ خیال دو وجہ سے صحیح نہین۔ اول - اسلئے کہ

یروشلیم کے (کتاب تسبیحات سلیمان باب ۵ - آیت ۱۰ لغایت ۱۷)
اگرچہ اس مقام پر حضرت سلیمان نے خدا کی تسبیح مین گیت گایا ہے اور اسکی مناجات کی ہے - مگر ضرور وہ ایک کسی بڑے شخص قابل تعظیم و ادب کے متوقع ہین - اور اُسکی بشارت دیتے ہین - اور اُسی کو اپنا محبوب بتاتے ہین اور اپنے اس محبوب کی شاعرانہ تعریف کرتے ہین اور پھر صاف بتاتے ہین - کہ وہ میرا محبوب محمدؐ ہے - صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم -
محمدؐ کے معنے تعریف کئے گئے ہین -
پس حضرت سلیمان نے اپنی مناجات مین اپنے محبوب کی تعریف کرتے کرتے اُسکا نام ہی لے دیا - کہ اگر اُسکے معنی لو تو وہ بھی ایک لفظ تعریف ہے ورنہ صاف صاف نام تو ہے یہ مقام ایسا ہے جسمین صاف نام محمدؐ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا بتا دیا گیا ہے - مگر ہماری خطبہ کے پڑھنے والون کے دل مین شبہ جائیگا - کہ اگر نام بتانا تھا - تو محمدؐ کہا ہوتا (محمدیم) کیون کہا - مگر یہ بات یاد رکھنی چاہیے - کہ عبرانی زبان مین لے اور میم علامت جمع کی ہین اور جب کوئی بڑی قدر کا شخص اور عظیم الشان ہوتا ہے - تو اسکے اسم کو بھی جمع بنالیتی ہین - جیسا کہ خدا کا نام الوہ ہے اسکی جمع الوہیم بنالی ہے - اسی طرح بعل جو ایک بت کا نام تھا - جسکو نہایت عظیم الشان سمجھتے تھے اس کی جمع بعلیم بنالی تھی اور یہی قاعدہ اسم استروث مین لگایا گیا ہے جو دوسرے بت کا نام ہے پس اسطرح اس مقام پر بھی حضرت سلیمان نے بسبب ذیقدر اور عظیم الشان ہونے اپنے محبوب کے اُسکے نام کو بھی صیغہ جمع کی صورت مین بیان کیا ہے

اس آیت مین حضرت اشعیاہ نبی نے دو شخصون کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جو خدا کی سچی پرستش از سرِ نو قائم کرین گے۔ اُن مین سے ایک کو گدہے کی سواری کے نشان سے بتلایا ہے۔ اور اس مین کچھ شبہ نہین ہے۔ کہ اس سے حضرت عیسےٰ کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ جناب ممدوح گدہے پر سوار ہوکر یروشلم (بیت المقدس) مین داخل ہوئے تھے۔ اور بلاشبہ حضرت عیسےٰ نے خدا کی سچی پرستش قائم کی۔ اور یہودیون نے جو مکاری اور دغابازی سے شریعت کے صرف ظاہری احکام کی ریاکاری سے پابندی اختیار کی تھی اور دلی نیکی اور روحانی پاکیزگی کو بالکل چھوڑ دیا تھا۔ اُسکو بتلایا اور سچی پرستش خدا کی قائم کی دوسرے شخص کو اونٹ کی سواری کے نشان سے تبایا۔ اور اسمین کچھ شبہ نہین۔ کہ اس سے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیطرف اشارہ ہے۔ جو عرب کی خاص سواری ہے۔ بچے سے بوڑہے تک اور عالم سے جاہل تک جس سے چاہو پوچھو۔ اونٹ کا نام لیتے ہی عرب کا اشارہ سمجھ جائیگا اور جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مین داخل ہوئے تو اونٹ پر سوار تھے اور بلاشبہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدائے واحد کی پرستش قائم کی۔

حضرت عیسےٰ کے بعد جو لوگون نے حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا مانا اور تین خدا قائم کرکے پھر تین سے ایک خدا بنایا تھا۔ اور خدائے واحد کی پرستش مین خلل آگیا تھا۔ اُسکو مٹایا۔ اور پھر سے خدا کی سچی پرستش قائم کی۔

حضرت متی نے جسقدر بشارتیں عہد عتیق مین حضرت عیسیٰ کی کی ہین - اُن سب کو بالتفصیل اپنی انجیل مین لکھا ہے - کیونکہ وہ انجیل عبرانی زبان مین یہودیون کی ہدایت کے لئے لکھی گئی تھی - اور اسی سبب سے تمام بشارتین جو توریت و زبور و صحف انبیا مین حضرت عیسیٰ کی نسبت تہین - ان سب کو حضرت متی نے لکھا تھا مگر اس بشارت کا ذکر حضرت متی نے نہین کیا + اگر یہ بشارت حضرت عیسیٰ سے متعلق ہوتی - تو ضرور حضرت متی اسکا ذکر کرتے -

دوسرے یہ کہ حمد کے مادہ سے حضرت عیسیٰ کے نام پر کسی طرح اشارہ نہین ہوسکتا - بلکہ یہ اشارہ خاص اُسی شخص کے نام کا ہے - جس کا نام اسی مادہ سے مشتق ہوا ہے - اور اس لئے یہ بشارت حضرت عیسےٰ کی نہین ہے - بلکہ اُسکی بشارت ہے - جس کی نسبت حضرت عیسےٰ نے بشارت دی تھی -

گاڈفری ہیگنس نے بھی اپنی کتاب مین استدلال قول ریورنڈ پارک ہرسٹ کی لکھا ہے - کہ یہ بشارت حضرت عیسےٰ کی نہین ہوسکتی - بلکہ اُس شخص کی ہے جس کے آنے کی بشارت خود حضرت عیسےٰ نے دی تھی

بشارت ششم

حضرت اشعیا نبی وحی کی روسے اُن لوگون کا ذکر جو خدا کی سچی پرستش از سر نو قائم کرین گے - اسطرح پر کرتے ہین -

اور ایک جوڑی سوارون کی دیکھی - ایک سوار گدہے کا اور ایک سوار اونٹ کا اور متوجہ ہوا (کتاب اشعیاہ نبی باب ۲۱ - آیت ۷)

پس ہم مسلمانون کا یہ یقین ہے - کہ حضرت عیسےٰ نے اس مقام پر فارقلیط کا لفظ فرمایا تھا - کہ لشپ مارش صاحب کی بھی رائے ہے -

بشارت دوم

جب بعد مصلوب ہونے اور قبر مین دفن کئے جاتے کے حضرت عیسیٰ زندہ ہوکر اُٹھے

اور حواریون سے ملے اور اُنکے سامنے مچھلی کا ٹکڑا اور شہد کھایا تو بیت عینا

مین جانے اور آسمان پر چلے جاتے سے تھوڑی دیر پہلے اونھون نے اپنے حواریون سے یہ فرمایا - دیکھو مین بھیجتا ہون - وعدہ اپنے باپ کا تم پر لیکن تم ٹھیرو - شہر یروشلم مین جب تک کہ تم مین عطا ہو قوت اوپر سے -
(انجیل لوقا باب ۲۴ - آیت ۴۹)

اب ہمکو اوس شخص کی تلاش کرنی مناسب ہے - جس کے آنے کی حضرت عیسےٰ نے بشارت دی - جب ہم اس آیت کو دیکھتے ہین کہ حضرت عیسےٰ نے حواریون سے فرمایا - کہ اُس وعدہ کے آنے تک تم شہر یروشلم مین ٹھیرے رہو - تو سب کو تعجب ہوتا ہے - کہ اس وعدہ کے آنے اور شہر یروشلم مین ٹھیرے رہنے سے کیا تعلق ہے - اگر بالفرض اُس وعدہ سی حواریون پر روح قدس کا نازل ہونا ہی مراد تھی - تو بھی یروشلم مین رہنے اور روح قدس کے آنے سے کوئی ضروری مناسبت نہین پائی جاتی کیونکہ اگر حواریون مین شہر کے باہر چلے جاتے - تو بھی اُنکے پاس روح قدس

بشارت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انجیل مین سے

بشارت اول

عید فسح سے تھوڑی مدت پہلے جب حضرت عیسےٰ کو معلوم ہوا کہ اب اُن کا وقت بہت قریب آگیا ہے - اور اب وہ گرفتار ہونے والے ہین تو انہون نے اپنی حواریون کو بہت سی نصیحتین کین - اُنہین نصیحتون مین یہ بھی فرمایا - کہ یہ امور مین نے تم سے کہے - جبکہ تمہارے ساتھ ہون - لیکن پیریکلیطاس پاک روح جس کو باپ بھیجے گا - میرے نام سے ہر بات تم کو سکھا دیگا اور یاد دلادیگا تمکو وہ باتین جو مین نے تم سے کہی ہین -

(انجیل یوحنا باب ۱۴ - ۲۵ و ۲۶)

تاہم مین تم سے سچ کہتا ہون - یہ بھلا ہے تمہارے لئے کہ یہان سے مین چلا جاؤن - کیونکہ اگر مین نہ جاؤن - تو پیریکلیطاس تمہارے پاس نہ آوے گا (انجیل باب ۱۶ - ۷)

بالفعل جو انجیل کے نسخے موجود ہین - ان مین لفظ پیریکلیطاس اسی املا سے لکھا ہوا ہے - جسطرح کہ ہم نے لکھا ہے -

مگر ہم مسلمان یہ یقین نہین کرتے کہ حضرت عیسےٰ نے یہ یونانی لفظ بولا تھا کیونکہ اُن کی زبان عبرانی تھی - جس مین کالدی یعنی خالدیہ زبان کے لفظ بھی ملے ہوئے تھے -

عبرانی و خالدی دونون زبانین ایک ہین -

پوچھا۔ اُس سے پھر کون۔ کیا تو الیاس ہے۔ اور اس نے کہا مین نہین ہون۔ تو وہ نبی ہے۔ اور اُس نے جواب دیا نہین۔
تب اونھون نے اُس سے کہا کہ کون تو ہے تاکہ ہم جواب دیسکین۔ اُن کو جنھون نے کہ ہمکو بھیجا ہے۔ اپنے تئین تو کیا کہتا ہے۔ اس نے کہا مین ہون آواز اُس کی جو کہ جنگل مین چلاتا ہے۔ سیدھا کرو راستہ خداوند کا جیسا کہ نبی اشعیاہ نے کہا۔ اور وہ جو بھیجے گئے تھے۔ فردوسی تھے۔ اور اونھون نے اُس سے پوچھا۔ اور اس سے کہا کہ تو کیون اصطباغ کرتا ہے۔ جبکہ تو نہ کرستاس ہے یعنی عیسیٰ مسیح ہے اور نہ الیاس اور نہ وہ نبی۔
(یوحنا باب ۱۔ آیت ۲۰ لغایت ۲۵)
اِن اوپر کی آیتون مین تین پیغمبرون کا ذکر ہے۔ ایک حضرت الیاس کا اور دوسرے حضرت عیسیٰ کا تیسرے اُس پیغمبر کا جو علاوہ حضرت عیسیٰ کے ہونے والا تھا۔ یہودی یقین کرتے تھے۔ پیغمبر الیاس جنکو مسلمان خضر کہتے ہین۔ مرے نہین ہین۔ بلکہ صرف انسانون کی نظرون سے غائب ہوگئے ہین۔ اور یہودیون کو حضرت عیسےٰ مسیح کی نسبت یہ یقین تھا اور اب بھی ہے کہ وہ کسی نہ کسی دن آوین گے۔ لیکن اُن آیتون سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ علاوہ حضرت مسیح کے ایک اور پیغمبر کے آنے کی اُمید رکھتے تھے اور وہ پیغمبر ایسا مشہور تھا کہ بجائے نام کے صرف اشارہ ہے اُسکے بتانے کو کافی تھا۔ جیسا کہ ہم مسلمان بھی پیغمبر کے نام کی جگہ کی آنحضرت اشارہ مین لکھتے بولتے ہین۔

اُسی طرح آسکتے تھے۔ جیسے کہ شہر مین رہنے کی حالت مین آسکتے تھے۔
پس شہر یروشلم مین ٹھرے رہنے سے یہ مطلب نہین ہے۔ جو اُسکی لفظی معنون
سے نکلتا ہے۔ بلکہ یہ مطلب ہے۔ کہ جب تک وہ وعدہ پورا ہو تم شہر یروشلم
سے وابستہ رہو۔ اور اُسی کی عزت و تعظیم جیسے کہ پیشتر سے کرتے آئے ہو کرتے رہو
اُسی کی طرف اپنا سر جھکاؤ اپنا منہ اُسی کی طرف رکھو جب تک وہ وعدہ پورا ہو
چنانچہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے اور وہ وعدہ پورا
ہوا۔ اور یروشلم مین رہنے کا زمانہ منقطع ہوگیا۔ اور بیت اللہ مین رہنے کا
زمانہ آیا۔ باپ کا وعدہ پورا ہوا۔
اور اوپر سے عطا ہوگئے۔ بیت المقدس کی طرف جو مدت دراز سے قبلہ
تھا موقوف ہوا۔ اور مکہ مین ابراھیم کے بنائے ہوئے خانہ خدا اور کعبہ معظم
کی طرف قبلہ اہل ایمان قرار پایا۔ پس یہ بشارت صاف ہمارے پیغمبر کے مبعوث
ہونے اور بیت المقدس کے قبلہ رہنے کے زمانہ کے اختتام اور بیت اللہ الحرام
کے قبلہ ہونے کی بشارت ہے۔

بشارت سوم

جبکہ یحیٰے پیغمبر ہوئے تو یروشلم سے یھودیون نے کاہنون اور لیویون کو
انکے پاس بھیجا۔ تاکہ اون سے پوچھین کہ وہ کون ہین چنانچہ وہ لوگ گئے
اور اُن سے یہ گفتگو ہوئی۔ اُس نے یعنی حضرت یحیٰے نے اقرار کیا اور انکار
نہ کیا۔ اور اقرار کیا کہ مین کرستاس یعنی عیسے مسیح نہین ہون اور انھون نے

غیر قوموں کی اخبار
انتخاب از کتاب سیل صاحب مصنف ترجمہ قرآن

صفحہ ۱۹۹ — ۴۰۰ — مطبوعہ ۱۹۰۶ء

پہلے مسلمان جو چین مین آئے۔ وہ عرب کے تاجر تھے۔ یہ کہتے ہین کہ تجارت کے تعلقات مابین عرب اور چین کے حضرت کے زمانہ پہلے سی تھے زبانی ایک اہل چین کی روایت ہے۔ کہ بادشاہ چین جسکا نام تای سانگ تھا۔ اوس نے ۶۲۷ء مین خواب دیکھا۔ اور خواب مین ایک سپاہی نظر آیا۔ جو پگڑی باندہے ہوئے تھا۔ اور وہ سپاہی ایک دیو کے پیچھے تھا۔ اور یہ دونون کمرہ مین داخل ہوئے۔ نجومیون نے ستارونکے نظام پر غور کرکے یہ تعبیر خواب کی دی۔ کہ ایک مقدس شخص عرب مین پیدا ہونیوالا ہے۔ اور سپاہی جو تم نے خواب مین دیکھا ہے۔ وہ سلطنت عرب سی آیا ہے اور جو تم نے دیکھا ہے۔ کہ سپاہی نے دیو کو قتل کیا۔ اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ قوم بہت قوی ہے۔ اور شاہ عرب دولتمند اور طاقتور ہے اور نیز ایک ولی اللہ ہے۔ اور اُسکے تولد کے وقت عجیب عجیب واقعات ظاہر ہوئے ہین اگر اُسکے ساتہ دوستانہ تعلقات رکھے جائینگے تو سلطنت کو نفع ہوگا۔ بادشاہ نے بعد غور و تامل کے فیصلہ کیا۔ کہ ایک سفیر تحائف لیکر عرب کو بھیجا جاے۔ اسکے بعد سفارت عرب سے آئی۔ جسکا سرغنہ قاسم تھا

اور یہ مشہور پیغمبر کون ہوسکتا ہے - بجز اُسکے جسکے سبب خدا تعالے
نے ابراہیم و اسمٰعیل کو برکت دی - اور جس کی نسبت خدا تعالے نے موسیٰ سے
کہا - کہ تیرے بھائیون مین تجھسا پیغمبر پیدا کرونگا - اور جس کی نسبت حضرت
سلیمان نے کہا - کہ میرا نام محبوب سرخ و سفید سب مین تعریف کیا گیا محمدؐ ہے
یہی میرا محبوب ہے - اور یہی میرا مطلوب ہے - اور جس کی نسبت یحییٰ نبی نے
فرمایا - کہ محمد تمام قومون کا آوے گا - اور جس کی نسبت حضرت عیسٰی نے فرمایا
کہ میرا جانا ضرور ہے - تا کہ فارقلیط آوے - اب مین نہایت مضبوطی سے
کہتا ہون - کہ یہ نامی اور مشہور پیغمبر محمدؐ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ہین و اللہ حضرت محمدؐ ہین

سنہ ۶۳۲ء مین وہ عرب کو واپس آیا۔ مگر اُس وقت حضرت کا انتقال ہو چکا
تھا۔ یہ شخص اپنے گھر بہت دنون نہین رہا۔ اور پھر کانٹن کو واپس آیا اور
اپنے ساتھ حضرت ابوبکر کا قرآن مرتب کیا ہوا لایا۔ یہ شخص کانٹن مین رہا
اور وہین وفات پائی۔
مسلمان اس کے مزار کی بہت تعظیم کرتے ہین۔ کیونکہ
ہے جس نے چین مین اسلام پھیلایا۔

شہنشاہ چین نے اس سفارت مین سے ایک شخص کو شناخت کیا۔ کہ اُسی مین نے خواب مین دیکھا تھا۔ شہنشاہ نے عرب کے حالات دریافت کرنے کے بعد یہ کہا۔ کہ تمہارے ملک مین کانفیوکس کے اقوال پہونچے ہین یا نہین۔ تو سفیرون نے جواب دیا۔ کہ ہم اون اقوال سے واقف ہین اور یہ بھی کہا۔ کہ ہمارے پاس جو کتاب مقدس آسمانی ہے۔ ہم اُسکو قرآن کہتے ہین۔ اور وہ تمام دنیا کی کتابون سے بہتر ہے۔ اسمین بہت قسم کی ہدایتین چھوٹی و بڑی تحریر ہین۔

قاسم نے نماز کے ارکان ظاہر کیئے۔ اور اسلام کے اصول بھی بتلائے بادشاہ قاسم کی مستعدی سے خوش ہوا۔ اور مسلمان سفیرون کی خاطر تواضع کی۔ اور اُنکو احترام کے ساتھ رکھا۔ اور اُنکو اجازت دی۔ کہ آپ لوگ نانکن اور کانٹن مین آباد ہون۔ اور وہان انہون نے ایک مسجد بنائی اور اُسکا نام یادگار مقدس رکھا۔

اس گروہ نو آباد کے سرغنہ کا چینی نام دنگ قاضی تھا جس کے معنی صحابی رسول ہین۔

مصنف دیری پرسینٹ یہ کہتا ہے۔ کہ اس شخص کا عربی نام وہاب تھا اور حضرت کا چچا تھا۔ اور تاریخ اس سفارت کی سنہ ۶۲۸ع ہے۔ ہمکو رشتہ داری کا تذکرہ ٹھیک نہین معلوم ہوتا۔ کیونکہ بعض لوگ یہ کہتے ہین کہ اس نام کا حضرت کا کوئی چچا نہین تھا۔

یہ شخص جو کوئی تھا۔ یہ پہلا چینی مسلمان ہے۔

آخر کنند اندرین مان فره خشنودی فرازبروند از این مان اوی داد ار-
آذرفرد و امشاسفندان مه فه چشیج گرزشن بروند از این مان ماهاکه مازد
یسنی ایم- معنی که خود ایشان کرده اند این است امشاسفندان ازین مان
پرش وستایش شایه کاروکرمه برند هیچ وفره وهران خشنود گردید در این
خانه بیایند و خشنود گردیده درین خانه و پاے ارشوالک یعنی دولت که از
خویش کاری و فراخی جمع شده باشد بکنند و بدهند و خشنود گردیده ازین خانه
بگذرند و ازین خانه ستایش ونیایش کاروکرفه که بپاکی و فروتنی کرده شده
بدادار اورمزد و امشاسفندان ببرند و آن فره و هران ازین خانه که ازان
ما مازدیسنان است فریاد و زاری کنان وازرده شده نروند- عرض میشود
که ترجمه این عبارت را مثل عبارت سابق مطابق نکرده اند بجهته ندانستن
بعضے از لغات یا بجهته اختصار و بر هر تقدیر مقصود معلوم است که بعد ازان که
مژده میدهد- در چهار موضع که خشنود باشید میگوید و جز مید هد بآمدن مردمان بزرگ
که بخوشنودی میآیند و در بزرگی ایشان همین بس که میگوید امشاسفندان و فره
وهران اندرین مان بخوشنودی آیند و روند و ملایکهاے بزرگ را امشاسفندان
میگویند- که گویا آن مردمانے که باید بیایند ملایکهاے مقرب بزرگ هستند و عبارت
آخری که میگویند و آن فره و هران ازین خانه که ازان ما مازدیسنانست فریاد
وزاری کنان و آزرده شده نروند دلیل است بر آن که این آیندگان از مجوس
نیستند چراکه میگوید- ایشان از این خانه که خانه ما مازدیسنانست- پس چون
در آن زمانها سلطنت باکیانیان بود و ایشان بدین مجوس بودند مملکت

اخبار زردشت بآمدن پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ

چنانکہ در ہمین کتاب منسوب بزردشت رسالۂ مفصلی در اخبار بآمدن او صلی اللہ علیہ وآلہ ہست کہ عنوانات آن رسالہ چترم و بیاد است - کہ چترم بمعنی آشکار است وبیاد بمعنی بیداری و ہوشیاری است - پس در آیۂ اول میگوید -

چترم بیاد اہمہ نماند فتوم بیاد اہمہ نماند توام فتوم بیاد اہمہ نماند پیدا ے باد اندرین این مان دہان کہ ہمیشہ بد سخ دادا دانہ فرستہ بادفہ یزدان بادرہ دہان ماہمانی دوستان اندرش باد - معنی کہ خود ایشان کردہ اند این است آشکار باد - درین خانہ دہان ہمیشہ آسانی وآبادی برساد و درین خانہ بدد فرشتگان دہان مہمانے دوستان - غرض میشود کہ لغت این کتاب را الطوریکہ باید وشاید ندانستہ اند - ابتدائی ترجمہ را ازین عبارت کردہ اند کہ گفتہ پیدائی باد ومقصود این است کہ پیدا شوند - دراین خانۂ دنیا خوبان کہ ہمیشہ بواسطۂ ایشان آسانی وآبادی برسد بدد فرشتگان مہمانی دوستان یعنی ارزاق ظاہرہ وباطنۂ ایشان و در آیۂ دوم میگوید وہ وشیو خشنیا اینتوا ہمسہ نمانہ خشنیا ویچہر نتو ہمسہ نمانہ خشنیا افرینتوا ہمسہ نمانہ وہم شیم خاپہ رام خشنیا پارہ میتو ہچہ اہماد نماناد ستو ماچہ زازہ رچہ ہرنتو وتوشوا ہوریہ فرداشنام سینتنام ماچیم کرہ ترانا پارہ نیتو ہچہ اہماد نماناد اہما کچہ مزدہ لیسنہ نام وخشنودی آیند امشاسپندان وفرہ وہران اندر این مان فہ خشنودی آیندور وند اندرین مان فہ خشنودی

که جز۔ دهند۔ از مردمانے که آنهارا باوصاف حسنه نامیده باشند وحال آنکه
ایشان وینز غیراز دین مه آباد داشته باشند۔ چراکه مراد بزرگان مجوس از
دین مه آباد دینے است۔ که از جانب خدا باشد۔ نه آنکه بزبان جمیع جزئیات
دین حق باید از کتاب مه آباد باشد واگرچنین بود بایستی تفاصیلے که در کتاب
زردشت است وورکتاب مه آباد نیست۔ باطل بدانند وحال آنکه بااینکه
تفاصیل کتاب زردشت درکتاب مه آباد نیست۔ بسیارے از ایشان تصدیق
حقیه زردشت وکتاب اورا دارند۔ حتے آنکه کشتن زندبارکه درکتاب
مه آباد وسائرکتب مه آدبایان جائزنیست وگناه آنرا ازاغلب گناہا
بزرگ تردانسته اند زردشت ازبراے قربانی بهرام کشتن گوسفندان
سفید راجائز دانسته بلکه امرکرده که درجهانے که باید بهرام امداد کند
گوسفندے سفید راقربانی کنند وگوشت آن رامردمانے که اهل ازدین
ایشانند وپرهیزگارند بخورند نه غیرایشان وبااین حال بسیارے تصدیق
اورادارند واین مطلب راخود ایشان هم تصریح کرده اند۔ چنانکه درسمنا
سیم درآیه دویم از کتاب ساسان اول است که گفته آئین مه آباد استوار
کن وخود ایشان درشرح این فقره میگویند اینکه یزدان همه جامی برماند
آئین بزرگ آباد رااستوارکنید نه آنست که این آئین برنهاده آباد است
پیش مادرست آن است که آئین یزدان پسند گوئیم۔ چه باینکه یزدان
رسند یزدان پسند است وآن آئین یزدان پسند راایزد بزرگ آباد
روان شاد داده وبرهمان آئین وخشوران همه آمدند وچم آباد یزدان

ایشان و خانۂ خانۂ ایشان کہ آنمردمان خوب کہ باید بیایند در مملکت ایشان خواہند
آمد و دلیل اینکہ از مجوس نیستند۔ اگر میخواست جبرد ہد۔ از آمدن یکے از بزرگان
مجوس نمے گفت۔ از خانۂ ما ماز دیستان چراکہ اگر بزرگ مجوس مے آمد مملکت
مملکت خود آنہا بود و معنی نداشت کہ بگوید از مملکت ما فریاد و زاری کنان نروند
و مقصود از این کہ مردمان آئیندہ فریاد و زاری کنان و آزردہ شدہ نروند
این است کہ ایشان بر مجوس غالب خواہند شد۔ پس فریاد و زاری و آزردگی
از مجوس نخواہند داشت۔ یا آنکہ مجوس عداوت زیاد با ایشان نخواہند داشت
مثل سائر فرقہا کہ آن مردمان نیک را آزار کنند کہ ایشان از دست فریاد و
زاری کنان و آزردہ بروند۔ بارے و مقصود از مردمانے کہ باید بیایند عیسےٰ
و تابعان عیسےٰ نخواہند بود چراکہ بعد ازین خواہد گفت کہ این مردمان آیندہ
مانند زردشت ہستند۔ در پیغمبری و مانند گشتاسپ ہستند در پشوتنی و حضرت
عیسےٰ کتاب مفصلے نداشت۔ در احکام شرع بلکہ بتوریۃ رجوع میکرد در احکام
شرع مگر نادری و خود اُو و اصحاب او جہادی نکردند۔ و مملکتی را تسخیر نکردند
اما پیغمبر آخر الزمان صلے اللہ علیہ وآلہ بود کہ بعد از زردشت آمد و کتاب مفصلے
آورد مانند کتاب مفصل زردشت و بجہاد برخواست و مملکتہا تسخیر کرد مانند گشتاسپ
گشتاسپ را بالصفت پشوتن توصیف میکنند چراکہ بسیار شجاع و قوی البدن
بود و شجاعت ہائے حضرت امیر علیہ السلام و قوت ہائے بدنی او بود کہ شہرۂ
آفاق بود۔ مانند گشتاسپ کہ در زمان خود مشہور بود بہ پشوتنی بارے و کسی گمان نکند
کہ عقیدہ مجوسان اینست کہ دینِ حق دینِ مہ آباد است و بس۔ پس چگونہ میشود

و قوت بدنی داشتن - و صاحب سخاوت بودن و بخشش کردن و دین زردشت
آزاد گرفتن و رواج دادن و مشهور کردن و بسی معلوم است که بعد از زردشت
کسانے که از مجوسان بودند و پیغمبر ایشان بودند - ساسان اول و ساسان
پنجم بودند - که ہیچ یک صاحب کتاب مفصلے مانند زردشت نبودند و پیغمبرے
که غیر از ایشان بعد از زردشت آمد - پیغمبران بنی اسرائیل بودند مانند یحییٰ
و عیسےٰ و ہیچ یک صاحب کتاب مفصلے نبودند و کتاب مفصل ایشان توریتہ بود
که بآن عمل میکردند و آن را حضرت موسےٰ پیش از زردشت آورده بود - و
ہیچ یک جهادی نکردند - و کشورے بدست نیاوردند - پس بسے واضح است
که زردشت مژده آمدن پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ و آلہ را داده که بعد
از او مے آید که مانند زردشت صاحب کتاب مفصل است و بنائے او بر جنگ
و جهاد کردن و کشور بدست آوردن و حضرت امیر المومنین علیہ السلام بود
که مانند گشتاسپ که دین از زردشت گرفت دین را از رسول خدا صلی اللہ
علیہ و آلہ گرفت و دین او را در حیات و ممات او رواج داده و جهاد با در حیات
و ممات او کرد و شجاعتها و قوت ہا بدنی و پشوتنی از و ظاهر شد و همت ہا و سخاوتها از و بروز
کرد و فتح ہا از و ظاهر شد بارے در آیہ هفتم میگوید - هودینه هو فرمانه اندر ایران کیهان روان
کناد و جُددینه جُد فرمانه اندر ایران کیهان به او سهناد یعنی نیک دینی و نیک فرمانی در کشور ایران
رواج کناد و جز دین نیک و جز فرمان نیک و راستی از کشور ایران نابود
گرداناد - عرض میشود - که اگرچه جمیع ادیانے که از جانب خداوند عالم
جلشانہ در این عالم ظاهر شده همه نیک است و هر کتابے و هر فرمانے که از

پسند است۔ پس یزدانی را چون پرسند۔ چہ کیش داری گوید یزدان پسند
کیش و من یزدانیئم۔ بارے پس بتصریح خود ایشان معلوم شد کہ پیشوے و پیغمبرے
بیاید۔ و امرے را از جانب خداوند عالم جلشانہ بیاورد کہ آن امر برنھادہ
مہ آباد نباشد۔ پس ازین جہت خبر میدہند از آمدن مردمانے نیک از جانب
خداوند عالم جل شانہ کہ امورے چند را اظہار کنند کہ آن امور برنھادہ مہ آباد
نیست و با این حال یزدانیت بارے بعد از آیہ دویم آیہ سیم و چہارم و پنجم
را در مژدہ کسانے کہ خبر آیندگان نیکان را بایشان دادہ و شادمانی و
دعائے در حق ایشان ذکر میکند و در آیہ ششم باز عود میکند مطلب اول و میگوید
کہ ہر چہ زود تر شہد بید تا برسادا نہ مردان داد ار استار کیہان و یرا ستارا
شایہ ورزید ار مرد اشید رزرہ تشتان و پشوتن و گشتاسبان و دبہرام ہماوند
زود اوی پیدایہ دین دہ آیند و رسند و ار دین دہ او اانہ او رمزد دین پدوند
یعنی کہ آنچہ زود تر شایستہ برساد تا ازان مردان مردانے کہ راستی از ستار
کیہان پیر استار و اشایہ ورزندہ اند چون اشید رزردشت و پشوتن گشتاسپ
و بہرام ہماوند یعنی ہمت مند باشکار کردن دین دہ زود بیایند و برسند و راستی
دین دہ باآن دین او رمزدی پایندہ بمانا دعرض میشوند۔ کہ عبارت صریح است
در اینکہ باآن مردمانے کہ مژدہ دادہ کہ بعد ازین مے آیند مانند زردشت
و گشتاسپ و بہرام اند پس مانند زردشتند در آوردن کتاب مفصل چراکہ
زردشت کتاب مفصلے داشت۔ اگرچہ الحال درمیان نیست و آن را سوز ایندند
و مانند گشتاسپ و بہرام اند در جنگ کردن و کشور بدست آوردن و شجاع بودن

یعنی من انفکاک الروح
فی آیہ ۱۲ ۱۲ ۱۲

که باین دین فرخ و پادشاد زمانه که همه دهان و به دینان وبسته کشتیان هفت کشور
زمین را نیک نظر و نیک بینده میکناد - عرض میشود که این عبارت صریحست
که آن نیکان و نیک دینان و کمربستگان و داد آرایندگان و جهان پیرایندگان
پادشاه زمان و هدایت کنندگان هفت کشور زمین که تمام روے زمین باشد
و رهنمائے جمیع روسے زمینند - که جمیع آنها را نیک نظر و نیک بین مے کنند از این
جهته دعا مے کنند - کسانے را که پذیرندگان و ایمان آوران بان بیدینان اند
که از آن دین نیکی بایشان برسد که جزاے پذیرفتن و ثواب آن باشد تا وقتیکه
آن نیکان بیایند و آن دین نیک را بیاورند و پذیرندگان آن دین را
بپذیرند و ایمان آورند - و بعد از این توضیح مے کند و در توصیف آن آیندگان
بجهته تاکید در آیهٔ نهم ومیگوید دهان اور دست اوی وشتار و پروراز بند
و تران اور دست اوی زد را و سیند ار بند تا و هان اوی کام در سند
یعنی نیکان بدست دارنده و پرورش کننده باشند و بدکاران بدست
زدار و نابود باشند تا نیکان بمراد و کام رسند - عرض میشود که ممکن است
که مراد از نیکان و بدکاران مطلق مردمان خوب و مردمان بد باشد پس دعا
کرده برائے خوبان و نفرین کرده بر بدان و احتمال قوی میرود که مقصودش
از نیکان همان مردمانے باشد که پیش مژده داده که مے آیند و مانند زردشت
وگشتاسپ و بهرامند و مقصودش از بدکاران دشمنان ایشان باشد بلکه
در نزد مردمان صاحب شعور نکته دان واضح است - که مقصودش از نیکان همان
اشخاص موعودی است که در عبارت سابق مژده داد پس دعا میکند بعد ازان

جانب او جلشانہ آن ہمہ خوب و راست است ولاکن مخفی نیست کہ چون خداوند عالم جلشانہ حجتی و پیغمبرے فرستاد و فرمانے و کتابے بر او نازل کرد و تغیرے و تفصیلے از جانب او جلشانہ ظاہر شد مردم نمیتوانند تخلف ازان حجت و پیغمبر و فرمان او کنند و نمیتوانند۔ اکتفا کنند۔ بانچہ سابق در دست دارند و اگر اکتفا کنند۔ بانچہ در سابق داشتہ اند بہبانہ آنکہ انچہ در سابق بود از جانب خدا بود۔ دین ایشان دین نیک و فرمان سابق ایشان بعد از فرمان لاحق در حق لاحقین نیک نخواہند بود۔ پس بر مردمان صاحب شعور مخفی نخواہد ماند کہ زردشت این مطلب را در این عبارت پرورده و بعد از عبارت اول گفتہ کہ دین نیک و فرمان نیک کہ بعد از این خواہد آمد ہمان دین و فرمان از برای اہل آن زمان نیک است و ازاین جہتہ دعا کرده کہ آن دین نیک و فرمان نیک در ایران کیہان رواج کناد و جز آن دین و فرمان راستی و نیک از کشور ایران و کیہان نابود گرداناد و چون این دعا را کرد باز رفت بر سر اصل مطلب

و در آیہ ہشتم گفت۔ کہ دین برداران شان از دین نیک رساد تا آنہ مدن مردان داد آستار کیہان و براستار اشایہ و رزیدار مرداشید

زرہ وتشان پشوتن وشتاسبان وہرام ہماوند دین فرخ بادہ شاہ زمانہ او اد رہماوہان وہ نیان بستہ کشتیان ہفت کشور زمین ہو چشم ہونکر بیارکنان

یعنی و او شان کہ دین پذیرندگان اند۔ از دین نیکی باو شان رساد تا برسید آن مردانے کہ داد آرایندہ و جہان پیرایندہ و آشوبے و پاکی ورزندہ اند چون اشید رندہ قشت و پشوتن گستاسپ و بہرام ہماوند یعنی ہمت از دو

داستار یعنی عدل کنندگان
براستار یعنی پیرایندگان
اشایہ یعنی مردان پاک
ورزیدار یعنی پیرایندگان

ایدون باد ایدون ترج بادفه اورمزد اشاسفندان کامه باد - یعنی اینچنین باد اینچنین تر باد - بیاری خداوند و ملائکه مقربان کام و مراد ایشان برآورده باد و این عبارت آخر آن رسالہ ایست کہ تمام آن مژده آمدن آن مردمان نیک است - کہ بعد از زردشت باید بیایند کہ مانند زردشت صاحب کتاب و فرمانی مفصل باشند و مانند گشتاسپ پشوتن و قوی البدن و شجاع و کشورکشا و مانند بهرام باهمت و سخاوت باشند -

انتخاب از ورنجکیه صفحه ۲۷۹ لغایت ۲۸۶

بلا فاصلہ کہ آن نیکان دست آور باشند یعنی قدرت داشتہ باشند کہ
دشمنان خود را بدست آورند و داشتار باشند یعنی دارا باشند کہ بتوانند
عطا ہا کنند و پرورتار باشند یعنی بتوانند مردم را پرورش دہند و تربیت
کنند و بدکاران و دشمنان ایشان دست شان از کار ماندہ و مغلوب و
مقہور باشند تا نیکان بمراد خود برسند و بازدر آیہ دہم دعا میکند باآن
اشخاص موعود میگوید- ہرچہ وہمان وہان آفرین پیدا یہ ایزدیکر را دہ دہ را
صد صد را ہزار ہزار تا بیوران بیور زود رساد و یرفتا ما ہمان باد-
یعنی انچہ آفرین نیکان و دہان پیدا است با یزدیک تا دہ دہ تا صد صد
تا ہزار ہزار تا بیوران بیور زود برساد و پایدار و رسیدہ باد عرض
میشود- کہ مقصود این است کہ انچہ آفرین خداوند دربارہ آن نیکان پیدا ست
و مراد از آفرین خدا دربارۂ ایشان رضامندی اوست از ایشان پس دعا
مے کند درحق ایشان کہ یک را دہ و دہ را صد و صد را ہزار و ہزار را
دہ ہزار ہزاران کردہ بایشان زود برساد و بیوہ ہزار است و دیر
پایندہ و جاوید ہمان باشند- یعنی در فیوض آلہی منعم باشند بعد ختم میکند
دعا را در آیہ یازدہم بانیکہ میگوید انہ یزدان ادی یزدان رساد
آنہ وہان ادی وہان رساد- ہرچشے یعنی ہرچیز کہ آن یزدان است
بیزدان رساد و ہرچیز کہ آن نیکان است بہ نیکان رساد و مقصود این است
کہ انچہ شایستہ خداوند عالم جلشانہ و ثنائے اوست بازگشت آن باد باد
و انچہ شایستہ و جزائے آن نیکان موعود است۔ بایشان برساد بعد میگوند

پایا جاتا ہے۔ وہ حیوان اور انسان دونون سے بہت ہمدردی کرتے تھے۔ اور ریاضت ہاے شاقہ کرتے تھے اور عبادت کرتے ہوئی ماری گئی اونھون سنے سیارون۔ اور اگ کو محض قبلہ نمازہی نہین بنایا تھا۔ بلکہ ان کو ذریعہ پہونچانے عبادت کا کیا تھا۔ وہ سمجھتے تھے۔کہ ہر ستارہ اور آگ کا رب النوع یعنی پروردگار ہے۔ اور وہ مقرب بارگاہ آلہی ہے اس لئے اسکو واسطہ پہونچانے عبادت کا کیا تھا۔ اور بالآخر توحید ابتر ہوئی۔ اور نتیجہ یہ ہوا۔کہ ایرانیون مین رب النوع کی خود پرستش ہونے لگی۔ یہ اپنے سلسلہ کے آخر رہنما ہین۔ اور اپنے مقدم رہنماؤن کی ہدایتونکو تسلیم کرتے ہین۔

تیسرے رہنما گوتم ہین۔ یہ حضرت عیسےٰ سے چارسو برس پہلے گذری ہین یہ اسوقت پیدا ہوئے کہ سانکیا فلسفہ جاری تھا۔ اور تصوف پر اعلیٰ تصنیفات ہوچکی تہین۔ اور عوام مین بت پرستی پھیلی ہوئی تھی۔ یہ بھی ابتدائی عمر سے تا زمان وفات مذہب پر فدا رہے۔ اور سب سے نرالا فلسفہ نکالا۔ نہ سری کشن کے موافق بے غرض کام کئے۔ نہ علامہ الوہیت کا ادعا کیا نہ سانکیا فلسفون کی طرح انکار خدا کا کیا مگر اپنے آپ کو عقل کل قرار دیا جو دوسرے لفظون مین الوہیت مراد ہے۔ ان کا مذہبی طریقہ درویشانہ ہی دنیا داری بہت کم تھی۔ گوتم اپنے سلسلہ کے رہنماؤن مین آخر ہے۔ اور اپنے پہلے جینی بودھون کو اور ان کی ہدایتون کو تسلیم کرتا ہے۔

اس سلسلہ مین توحید بالکل نہین ہے۔

اول رہنما سری کشن کی سوانح عمری مکمل نہین ملی - کیونکہ ان کو تین چار ہزار برس کا زمانہ گذرا - اُس زمانہ کے حالات قصون اور افسانون مین منتشر تھے - اور کتابت کا بھی وجود اُس وقت پایا نہین جاتا - تاہم جو کچھ اُس سوانح عمری سے معلوم ہوتا ہے - وہ یہ ہے کہ سن تمیز سے تا وفات وہ جنگ وجدل مین آلودہ رہے - مگر اس جنگ وجدل کا عقدہ کچھ نہین کھلتا - ان لڑائیون سے مطلق فائدہ ذاتی سری کشن نے نہین اُٹھایا - جب کنس بادشاہ متھرا کو مارا - اُسوقت سلطنت اُن کے ہاتہ مین تھی - مگر کنس کے چچا کو تخت پر بٹھایا - پھر کورو - پانڈون کی باہمی لڑائی مین کورون کو اپنی فوج دی اور پانڈون کے خود شریک ہوکر انکو داؤن گھات بتائی - اور فتحیاب کرایا تیسرے واقعہ کے ساتہ اُن کا خاتمہ ہے - اپنے تمام خاندان کو جمع کرکے جلسہ کیا - اور شراب مین پلاکر کُشت وخون کرایا - بعد ازان خود ایک شکاری کے نشانہ بنے - اور عالم بقا کو سدہارے -

اس زندگی کا نتیجہ یہ ہے - کہ بلا غرض یہ سب کام دنیا کے کئے اور خدا سے بھی لَو لگائے رہے - اور بالآخر خود انا الحق کہا - اور دوسرونکو مظاہر قدرت کی پرستش کی رہنمائی کی - ان کی ابتداء عمر کے حالات حضرت موسٰے سے ملتے ہین - مگر یہ اُن سے پہلے گذرے ہین - ان کے الوہیت کے ادعا نے بالآخر معبود خلائق بنایا -

دوسرے رہنما زردشت ہین - یہ حضرت عیسٰے سے سات سو برس پہلے ہوئے ہین - ان کی آغاز زندگی سے آخر تک ایک خاص رنگ مذہبی

حصۂ دویم بزرگان دین

اس حصہ مین بزرگان دین کا طریقہ عمل مندرج ہے - اس حصہ مین زردشتی (یعنی پارسی) آریہ (یعنی اہل ہند) اور اہل اسلام کے مقدس لوگون کا طریقہ عمل لکھا جاتا ہے -

طریقہ بزرگان دین کا عمل ریاضی کا سا نہین ہے کہ نتیجہ فی الفور سامنے آجاے عمل کی بابت روایتین چلی آتی ہین - اور جن پر اُس عمل کا اثر ہوا وہ مذہب کے سرگروہ ہین - اور وہ سب تاریخی قصہ ہین - مگر جو آثار ان بزرگون کے باقی ہین وہ مذہب کا نمونہ ہے -

میری اس مضمون سے یہ غرض ہے - کہ سرگروہان مذہب نے خدا شناسی کے لئے کیا کیا عمل کئے - اور کس طریقہ سے خدا کو پہچانا - جو اصل مذہب کا ماخذ ہے -

یہ امر خیال کرنا یا ثابت کرنا نہایت مشکل ہے - کہ جب خدا شناسی کے خاص طریقہ ہین - تو کیون نہین اس امر کو پہلے ہی نہ ثابت کیا گیا - اور محض خدا کا تسلیم کرنا منقول پر منحصر رکھا - اور ہمیشہ کے لئے یہ عقدہ اور راز رہا - بزرگان دین کو چاہئے تھا - کہ جو منکر تھے اُن کو خدا شناسی کے طریقہ بتلاتے اور وہ عمل کرکے خود قائل ہو جاتے -

یہ سوال ایسا ہی ہے - کہ ہر انسان کی طبیعت اور مزاج اور عادت کیون ایک سی پیدا نہ کی گئی - کہ سب مساوی ہوتے - اور یہ سب دقتین

چوتھے اور آخری رہنمائے دین اسلام کے ہین - ان کو تیرہ سو برس ہوئے - ان کی زندگی بھی مذہب کی اشاعت مین گذری - انھون نے توحید کی بہت سختی کی - اور معاشرت مین نیک و بد کا امتیاز بتلایا -

اس سلسلہ مین پہلون نے آیندہ رہنماؤن کی بشارت دی ہے - چنانچہ آخر رہنما کے متعلق بشارتین درج ہین -

ان چارون رہنماؤن کی زندگی کا خاص کام مذہبی ہے - اور بلحاظ نسب کے سب اپنی قوم مین اعلے درجہ رکھتے تھے - اور بعض شاہی خاندان سے تھے - رہنماے دوم و چہارم جو مغربی ایشیا کے تھے اُن کا اصول توحید خالق اور مخلوق مین امتیاز پیدا کرنا تھا -

رہنمائے اول اور سویم جو مشرقی ایشیا کے تھے وہ مظاہرِ قدرت اور اصل قدرت کو جدا نہین سمجھتے تھے -

(۲) خاموشی۔

(۳) بیداری۔

(۴) تنہائی۔

(۵) یاد یزدانی۔

واذکار در ایشان بسیار است۔ انچه پسندیده این فرقه است ذکر یک ژوب
است۔ ومک در لغت اذربیان چار را گویند۔ ژوب ضرب است واین
ذکر را چار سنگ وچار کوب نیز خوانند۔ دیگر ذکر سیا ژوب ا[illegible] سیاسه را
نامند۔ یعنی سه ضرب وسه کوب هم سرائند ونشستهاے نزد ایشان بسیار است
وانچه پسندیده برگزیده آید هشتاد وچهار است وازان هم چهارده انتخاب
بوده اند۔ وازان پنج برآورده۔ وازان پنج دو برگزین اند وچندی از جلسات
موبد سروش۔ وزردشت افشار آورده۔ ویکے ازان برگزیده اند۔ آنست
که چارزانو نشیند۔ وپای راست به فراز ران چپ گذارد۔ وپاے چپ بر بالاے
ران است۔ ودستهاے پس پشت۔ وبدست راست نرانگشت پای چپ گیرد
وازچپ پشت۔ پاے راست وچشم بر سر بینی بدارد واین جلسه را فرنشین
خوانند۔ وجوگیان هند پدم آسن گویند۔ پس اگر ذکر یک ژوب کند بدستهاے
نرانگشتان پا بگیرد۔ بلکه اگر خواهد پاے ها از ران بردارد وبه جلسه متعارف
نشیند۔ که پسندیده وکافی است۔ وچشم فروبندد ودستها بر ران ها گذارد
وبغل ها کشاده دارد۔ وپشت راست سازد۔ وسر در پیش افگند وکلمه نیست
را از سر ناف به نیروے۔ تمام بر آهیخته کند۔ وآهسته گویان بسوی پستان راست

رفع ہوجاتین - خدا شناسی کے لئے مقدم خلوص عقیدت تلاش کی ہے
معترض ہین کس طرح ممکن تھا - کہ یہ کیفیت پیدا کیجاتی - اور علاوہ اسکے
ہرکسی را بہر کارے ساختند -
ہر شخص جبکہ اعلےٰ ریاضی دان نہین بن سکتا - تو یہ کیسے ممکن ہے کہ ہر شخص
مین قابلیت خدا شناسی کی ہو -
طریقہ عمل بزرگان دین کو دیکھکر ہر ذی شعور یہ اندازہ کرسکتا ہے کہ یہ مجبونانہ
ہین یا شعبدہ بازی ہے - یا نمایش دنیا حاصل کرنے کے لئے ہے - یہی لوگ
اس کے مدعی ہین - کہ ہمکو روح موجودات سے فیضان حاصل ہوا ہے
سب سے پہلے پارسیون کے طریقہ عمل کو ظاہر کیا جاتا ہے -
صاحب دبستان مذاہب پارسیون کے طریقہ عمل کو اس طرح سے
بیان کرتا ہے - در شرح موسوم بجام کیخسرو کہ متن منظومہ شت آذر کیوان
نوشتہ آوردہ است کہ رہ سپر را باید خود بہ پزشکی دانا نماید - تا انچہ از اخلاط
برتر و بیشتر بود بہ اصلاح آرد - پس ہمہ عقائد دین و آئین و کیشہا و راہ ہا
از خویش دور کند - و باہمہ صلح گیرد - و در جاے تنگ و تیرہ نشیند - و خواہش
بتدریج کم سازد - و آئین کم خوری در سارستان حکم الٰہی فرزانہ بہرام ابن
فرہاد چنین آوردہ کہ از غذاے میعاد روزی سہ درم کم کند تا بدہ درم رسد
انگاہ تنہا نشیند - و بخود پردازد - و ازین گروہ بساکس بہ یکدرم رسانیدہ
اند و مدار ریاضت ایشان بہ پنج چیز است -
(۱) گرسنگی -

در تو اثر نکند۔ و باوجود حیات و حس ظاہر اگر باد سرد و گرمے آفتاب ببدن تو برسد کیفیت آن ندانی کہ چیست و چنان باشی۔ کہ جان ترا خواب دیدن توان گفت و خواب کلان کہ عبارت از بیداری عوام است نیز برو اطلاق نتوان کرد در ین صورت خبر داناے لطیف کہ از تغیر و زوال منزہ است۔ ہیچ باقی نے ماند۔ و آن عین حق است۔

مسلمانون کے اوستادِ طریقت یعنی مولانا روم تصور خدا شناسی کیلئے فرماتے ہین۔

مدتے سبے گوش بے فکرت شوید ۔ تا خطابے ارجعی را بشنوید
مدتے خاموش خو کن ہوش دا ۔ گفتگوے ظاہر آمد چون غبار
پنبہ اندر گوش حسِ دون کنید ۔ بند حس از چشم خود بیرون کنید
پنبہ آن گوش سر گوش سر است ۔ تا نگردد این گران باطن کر است
تا بہ گفت و گوئے پندار اندری ۔ تو بہ گفت خوب بوئے کے بری
ہمچو آہن زا ہنے بے زنگ شو ۔ در ریاضت آئینہ بے زنگ شو
جہد کن تا ترک غیرِ حق کنی ۔ دل ازین دنیائے فانی بر کنی

بعد اس کے مولانا یہ ہدایت کرتے ہین کہ رہبر کی تلاش کرو۔

پیر را جوئے زانکہ بے پیر این سفر ۔ بس دراز است و پُر از خوف و خطر
آن رہے را کہ ہمیشہ رفتۂ ۔ بے قلا وزر اندر و آشفتۂ
پس رہے کہ ندیدستی گہے ۔ اندر این رہ چون روی بی ہمرہے
ہے بجو پیرے کہ باشد زاہدان ۔ مرد را بگزین عین راہ دان

بسر اشارت نماید - و مگر سرایان سر بالا برد - و یزدان خوانان بجانب پستان چپ
که آن جائے دل است سر خم کند - و درمیان کلمات جدای نیاورد - و اگر تواند
چند ذکر بیکدم گوید - و به آهستگی بیفزاید - و کلمات ذکر نموده اند - نیست هستی مگر
یزدان - یعنی نیست موجودے مگر الله - یا نیست ایزدی جز از یزدان - یا
نیست بایستی جز از بایست - یا آنکه پرستش سزاے این معنی هست ناپسند بود
یا آنکه بیچون و بیچگون - بیرنگ - بهمون - و این ذکر به جهر نیز جائز است - ولے
پسندیده بمریدان و پرهیزگاران ذکر خفی است - چه از افعال و خروش
حواس پریشان گرداند - مراد از خلوت همه جمعیت حواس است و در عین
ذکر سه چیز حاضر دارند - نخست ایزد - دویم دل - سویم روان استاد - و
معنی ذکر در دل گذارند - یعنی نیست موجود مگر حق - و اگر بدم گرفتن پردازد
و دل داشش مردم وسمر اواست - یعنی علم دم و وهم - پس چشم نه بندد
کشاده بر سر بینی برگمارد - چنانچه در نخست جلسه گفته آید -

و این آئین در سرودستان است - و این نامه گنجایش بیان به تفصیل
ندارد -

آریہ ہند کا بھی قریب قریب یہی طریقہ ریاضت کا ہے - جوگ بششت سے
چند فقرہ یہان نقل کیئے جاتے ہین -

اگر انانیت و پندار از خود دور کنی و دل را از حرکت باز داری و نسبت
وجود و فعل تعین خاص نہ کنی - کہ من چنین کردم هیچ چیز خبر هستی باقی نماند -
و اگر ادراک خود را از محسوسات نگاهداری - چنانکه تغیر و تبدیل محسوسات

تا توانی پیش کس مکشای راز | بر کسے این در مکن زنہار باز
چون کہ اسرارت نہان در دل شود | آن مرادت زود تر حاصل شود
گفتمش پوشیدہ بہتر سرِ یار | خود تو در ضمن حکایت گوش دار

یہ طریقہ ریاضت اور تصور بزرگان دین کے ہین۔ بانیان دین نے بجز ظاہری طریقہ عبادت اور خلوص نیت کے کبھی زبان نہین کھولی۔ اگر کچھ کہا تو رمزاور کنایہ مین کہا۔ جس کو خاص سمجھ سکتے ہین۔ عوام کو کبھی طریقۂ معرفت کی ہدایت نہین کی۔ کیونکہ عوام مین قابلیت نہ اس راز کے سمجھنے کی تھی۔ اور نہ وہ ضبط کر سکتے تھے۔ جیسا کہ وہ مولانا کا قول اوپر مذکور ہوچکا ہے۔ اس طریقہ کو ہر شخص دیکھکر سمجھ سکتا ہے۔ کہ اسمین کہان تک دنیا داری کا شائبہ ہے۔ اور اگر بانیان دین اس طریقہ کی عام ہدایت کرتے۔ تو دنیا کیسے آباد رہ سکتی۔ اور کیسی ابتری ناقابلون کی وجہ سے تمدنی حالت انسان مین پڑتی۔ یہ فریشن کا سارا راز سینہ بسینہ اس وجہ سے چلا آتا ہے جب کہ انسان خواب کی حالت مین ہوتا ہے۔ کہ اُسکی حس بغیر جگانے کے کام نہین دیتی۔ اور ادراک بغیر حس کے ناقص ہوتا ہے۔ کیونکہ خیالات خواب کی حالت مین پیدا ہوتے ہین۔ وہ ہمیشہ صحیح نہین ہوتے۔ اسی طرح حس کو بظاہر معطل کر کے قوت واہمہ و ارادہ سے نامعلوم قدرت کیطرف رجوع کیا جاتا ہے۔ یہ نہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ حس اور ادراک بیکار ہونے سے یہ کیفیت روح کو حاصل ہوتی ہے۔ ورنہ فاتر العقل اور وہ اشخاص جن کے حواس زائل اور نکمے ہو جاتے ہین۔ ان مین زیادہ تر ایسی قابلیت پیدا ہو جاتی۔ مگر یہ ہرگز نہین ہے

ہر کہ او بے مرشدے در راہ شد | او ز غولان گمرہ و در چاہ شد

مولانا فرماتے ہین کہ ہر شخص کو یہ قابلیت نہین ہے کہ فیضان حاصل ہو

ہر گہر را علم و فن آموختن | دادن تیغ است دست راہ زن

تیغ دادن در کفِ زنگیِ مست | بہ کہ آید علم ناکس را بدست

علم مال و منصب و جاہ قران | فتنہ آید در کف بدگوہران

چشم خاکی را بہ خاک افتد نظر | با دبین نوعے بود چشم دگر

اسپ نے راکب چہ داند رسم راہ | شاہ باید تا بداند شاہ راہ

چون کہ نورِ حس نمے بینی بہ چشم | چون بہ بینی نور آن غیبی بہ چشم

مولانا تلاش کی صورتین تبلاتے ہین۔

در طلب زن دائما تو ہر دو دست | کین طلب در راہ دنیا رہبر است

گہ بگفت و گہ بہ خاموشی و گہ | بوئے کردن گیر ہر سو بوئے شہ

ہر کجا بوئے خوش آید بو برید | سوئے آن سر کاسہاے آن سر برید

اسم خواندی رو مسمی را بجو | رو بدریا کار بر ناید ز جو

در گذر از نام و بنگر در صفات | تا صفاتت رہ نماید سوئے ذات

مولانا مثالاً فرماتے ہین کہ اس تلاش صادق کا نتیجہ کیا ہے۔

دانۂ پُر مغز با خاک دژم | خلوتے و صحبتے کرد از کرم

خویشتن در خاک کلے محو کرد | تا نماندش رنگ و بوئے و سُرخ و زرد

پیش اصل خویش چون بے خویش شد | رفت صورت جلوہائے معنیش شد

مولانا کی یہ ہدایت ہے کہ یہ راز مخفی رہے۔

حصہ چہارم

نمبر ۱۲

کیا مذہب کی انسان کو احتیاج تھی یا یہ کہ انسان کی فطرت تھی
فلسفی جو حس اور ادراک کے بندہ ہین وہ تو یہی کہتے ہین کہ مذہب ایک
خیالی ڈہکوسلہ ہے اوہام پرستون کی اختراع ہے۔ نہ اسکی انسان کو
ضرورت ہے۔ اور نہ یہ انسان کی فطرت ہے۔ مذہب کسیطرح انسان کی
عقل مین نہین آتا۔ وہ ایسا جال ہے کہ انسان اسمین پہنس کر بیکار ہوجاتا ہی
اور دنیا کے لذائذ کا کچھ لطف نہین اوٹھاتا۔ مگر تعجب یہ ہے کہ انسان کو
جو اس خیالی کیفیت مین مزہ آتا ہے اگر اسکی حقیقت کچھہ نہین تو دنیا کی
موجودہ نعمتون کو کیون حقیر سمجھتا ہے اور اس خیالی کیفیت مین محو رہتا ہے
ظاہری احتیاج تو کچھہ نہین۔ نہ یہ ایسا مشغلہ ہے کہ دل بہلانے کے یا خالی
وقت کاٹنے مین کام مین لایا جائے۔ بوستان خیال۔ یا الف لیلے
کا قصہ نہین نہ بازیگر کا تماشہ ہے۔ کہ اسمین جی لگے۔ زاہدون کو عبادات
و ریاضت۔ صوفیون کو نفس کشی تصور اور مراقبہ مین کیفیت پیدا ہونا
ظاہر کرتا ہے کہ انسان کی فطرت مین مذہب کا مادہ تھا جسنے جوش
اور ولولہ پیدا کیا۔ اور نہ معلوم قدرت کی طرف عشق کی نیرنگیان دکھائین
اگرچہ انسان کو مذہب کی ضرورت ظاہری نہین تھی مگر وہی انسانی معاشرت
کا وہ جزو غالب رہا ہے۔ اگر ضرورت نہ تھی تو کیسے ایسا عظیم الشان نظام
قایم ہوا۔ اور جب سے تاریخی دنیا ہے اوسوقت سے ابتک برابر نوع

حس و ادراک کا دنیاوی یا ظاہری دروازہ بند کیا جاتا ہے - اوران سی محض
نامعلوم شئے کیطرف ارادہ اور خیال سے ہیجان پیدا کیا جاتا ہے - اور وہ ہی
روح اپنی مرکز اصلی سے ملجاتی ہے - اُسوقت روح مخفی آئینہ بن جاتی ہے
اور تمام موجودات اسکے پیش نظر ہوتے ہین - اہل ایجاد جس طرح سی ظاہری
سامان سامنے رکھکر نامعلوم شئے کی ایجاد کی کوشش کرتے ہین اور وہ نامعلوم
شئے اتفاقیہ ان کے متواتر عمل سے نکل آتی ہے وہی صورت بزرگان دین
کی مشق کی ہے - کہ تمام سامان تصور کے فراہم کرکے اپنی خودی کو مٹا دیتے ہین
پھر ایک ہی دھیان باقی رہتا ہے - اور وہ اپنے مرکز اصلی سے واصل ہوجاتا ہے
اس قضیہ پر یہ اعتراض ہوگا - کہ بانیان مذہب کی جب روح مین ایک کیفیت
مقناطیسی پیدا ہوگئی - اور روح موجودات کا پرتو اوسپر پڑنے لگا - تو پھر
دنیاوی تعلقات کا مذاق اُن مین کیون باقی رہتا ہے - اور یہ دورنگی کیسی رہتی
ہے - گہے بر طارم اعلےٰ نشینم ؛ گہے بر پشت پائے خود نہ بینم -
اسکا جواب یہی ہوگا - کہ اُن کا حس اور ادراک موجودات کے تعلقات پر راغب
کرتا ہے - اور اصل ہمدردی فطرت کی ان مین پیدا ہوجاتی ہے - کہ جس کی اصلی
غرض بقائے نوع انسان ہے - اور انہین دونون کیفیون کے جمع ہونے سے
دیگر نوع سی برتر ہوتی ہین اُن سی نوع انسان کو حد سی زیادہ نفع پہونچتا ہی کہ اوسی تذکیہ
نفس کے سبب سے اخلاق انسانی کے حسن و قبح اچھی طرح سی ظاہر ہوتے ہین اوران ہادیونکی
اقوال و افعال اخلاق مین جان ڈالدیتے ہین اور اوسکو مضبوط کرتے ہین - اور
یہی سبب ہے - کہ رہنمای مذہب سے دینی اور دنیادی فائدہ پہونچتا ہے -

وہ بڑہتا جاتا ہے اور اوس مین خاص کیفیت اوسکو معلوم ہوتی ہے اور اپنی معلومات سے دوسرونکو موثر کرتا ہے۔

تمدن کے چار ارکان ہین۔

۱۔ معاشرت۔

۲۔ مذہب۔

۳۔ سلطنت۔

۴۔ علم۔

انمین سے پہلے تین کے اصول اور قواعد کا انسان پابند مقلد اور مطیع ہوتا ہے اور چوتہے کا عامل ہوتا ہے۔ یعنی پہلے تین کا خادم بنتا ہے۔ انمین معاشرت اور سلطنت کے خادم ہونیکے اسباب ظاہر ہین مگر مذہب مین تو ظاہری سبب کچہہ بہی نہین اوسکا خادم کیون بنا۔ سب سے زیادہ تعجب خیز یہ امر ہے کہ سوا ے مذہب کے اور سب مین باہم داد ستد اور انتفاع ہے جس سے مضبوط اور مستحکم سلسلہ تبادل اور قیام کا ہے۔ مگر مذہب مین کوئی بین اور بدیہی سلسلہ معاوضہ اور انتفاع کا نہین ہے جس سے مذہب کے تبادل کو قوت ہوتا ہم انسانی تمدن کے ساتہ ساتہ ابتدا سے بہت قوت اور اثر کے ساتہ چل رہا ہے۔ اگر اسکی گہری جڑ انسان کی فطرت مین نہوتی تو اتنی پایداری محال تہی۔

ایک کرشمہ اس مین یہ ہے کہ باوصف عدم معاوضہ اور انتفاع کے انسان کے دل اور دماغ پر ایسا محیط ہے کہ موت کی تکلیف شدید کا خوف بہی اسکو

بشر مین چلا آتا ہے ۔ اگر اسکی حقیقت کچہہ نہین تو اسکی مسلسل پایداری کیون چلی آتی ہی
اور مختلف اقوام مین مختلف طریقہ سی کیون معبود کا خیال قائم ہوا ۔ اس سی معلوم ہوتا ہی کہ
انسان کی فطرت مین ہی جسطرح جمادات ۔ نباتات ۔ حیوانات کی خاص فطرت ہے اوسیطرح مذہب انسان کی فطرت
ایک بدیہی ثبوت مذہب کے داخل فطرتِ انسان ہونے کا یہ ہے کہ انسان کی
حسن وادراک مین نامعلوم شئے کی تحقیقات کا مادہ ہے تحقیقات سے مطلب
یہ ہے کہ انسان ہر شئے کے اسباب اور تعلقات کو مسلسل کرکے اوسکی
بابتہ فیصلہ کرتا ہے اور اوسکو اپنی دلیل راہ کی قرار دیتا ہے ۔ کچہہ تحقیقات
معاشرت انسانی کی ضرورت سے ہوتی ہین اور بعض ابتدأً محض غیر معین
ہوتی ہین جنکی اصلی غرض نظام عالم کے تسلسل قائم کرنے کے لئے ہوتی ہے
اور کچہہ حقیقت اشیاء کے دریافت کے لئے ہوتی ہین ۔ ان سب کو
کسی کو فنِ معاشرت کسی کو فلسفہ اور کسی کو علم کہتے ہین یہی تلاش اور تحقیقات کا
مادہ مذہب کی فطرت ہے جسکے علم بردار رہنما ۔ صوفی ۔ زاہد ۔ گوشہ نشین ہین
فن فلسفہ ۔ اور علم ۔ مین ابتدأً ایک غیر معین یا مجہول بنیاد ہوتی ہے اور
انسان یہ چاہتا ہے کہ اِس مجہول کو معروف کرون ۔ یہ خیال مجہول کو معروف
کرنے کا تمدنی انسان مین ترقی کی حالت مین ہوتا ہے ۔ اور وحشی مین ٹہرا
ہوتا ہے ۔ اور وہ تجربہ سے پختہ ہوجاتا ہے ۔ یہ وہ خیال ہے جسے فطرت
مذہب یا نامعلوم شئے پر غور کرنے کا مادہ کہنا چاہئے ۔ جسطرح جسے شاعری
یا موسیقی کے آغاز مین اوس فن کے خیالات نشو نما ہونے مین اسیطرح
جس مین قدرتی خاص مادہ نامعلوم شئے کے تحقیقات کرنے کا ہوتا ہے ۔

بعض کوتہ نظر جو مذہب کو اوہام پرستی کہتے ہین وہ یہ نہین سوچتے
کہ قدیم متمدن قومین جنمین باہم ذرائع آمد و رفت کے نتھے وہان
مذہبی رہنما اور مذہبی اقوال کیون مقبول ہوتے رہے اور وہم کی
مقبولیت عام دنیا مین کیون ہوتی ہے۔ خواہ اسکو وہم کہے خواہ اسکو
خبط سے منسوب کیجے یہ ایک عام فطرت نوع انسان مین پائی جاتی ہے
اور اس سے انسان کو بے انتہا فائدہ پہونچتا رہا ہے اس سے چشم
پوشی نکرنا چاہیئے۔
ان معترضون نے اوہام پرستی کہکر سکوت اختیار نہین کیا بلکہ بانیِ مذہب
کی پاک زندگی 'مجنونانہ حالت سے تعبیر کی ہے۔ اور الہامی کیفیت کو
دماغی عارضہ قرار دیا ہے تمام دنیا کی رہنماؤن مین جب یہ عارضہ موجود
تھا اور متمدن قومون نے اونکی تقلید کی تو یہ عارضہ رہنماؤن کی فطرت
مذہب موسوم ہونا چاہیے۔ اور متواتر رہنماؤن کے ظہور کے وقت
جوش اور ولولہ پیدا ہونا یہی فطرت کا ثبوت ہے۔

تنزل نہین کرسکتا۔ بلکہ اوسکے جوش مین اکثر خود مہالک مین گھس پڑتا ہے
اتباع۔ اور مہالک۔ سے بے خطر ہونا ہی اسکا بڑا وصف نہین ہے بس
مین کمال یہ ہے کہ اصلی محبت کا وجود اسی سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسی بے
معاوضہ شے اور اوسکے لئے انسان مال۔ جان۔ آبرو۔ تصدق کر دیتا ہے
یہی جذبہ محبت ہے جو حقیقت کی طرف لیجاتا ہے۔ واقعی یہ ہے کہ اگر
مذہب محض وائمہ ہوتا تو فدایانہ محبت جو انسان اور خیالی معبود کو ایک
کر دیتی ہے اور انسان اپنی خودی کو بہول جاتا ہے تو یہ جذبہ کبھی ایسی
ترقی نہ کرتا۔ اور نہ تمدن مین اتحاد اور تسلسل قایم ہوتا۔ اس سے زیادہ
اور کیا ثبوت فطرتی ہونے کا ملسکتا ہے۔

بہ لحاظ تسلسل قدامت۔ اور نیز اس وجہ سے کہ نوع انسان مین یہ
موجود ہے اور بغیر معاوضہ اس مین فدایانہ محبت پائی جاتی ہے اسکے
فطری ہونے مین کلام نہین ہوسکتا۔

احتیاج مذہب کے ہونے کا علانیہ ثبوت یہ ہے کہ تمدن کی روح
یہی ہے۔ قوم معاشرت سلطنت۔ کے اصولون کا قیام اسی سے ہے
اور علوم کی تحقیقات کے لئے مذہب کی فطرت (جسے نامعلوم قدرت
کی تلاش کہنا چاہئے) نے انسانی عقل کو روشن کر دیا ہے۔
اور مذہب ایک ایسی مستقل قوت ہے جس سے قومی روح قایم
ہوتی ہے اور انسان کو ایک مضبوط سہارا ملتا ہے جسکی وجہ سے
انسان تمام کائنات کو مسخر کرتا چلا جاتا ہے۔

یہی گوتم نے کہا کہ مین اپنے تین ماسبق جینی بودہ کا مقلد ہون -
اب سلسلہ کے رہنماؤن کے باہم تو کوئی حجت باقی نہین رہی کیونکہ ہر سلسلہ کے
رہنما اپنے سلسلہ کے ماسبق رہنماؤن کی صداقت کے شاہد ہین اور
اپنے سلسلہ کے ماسبق مذاہب کو مسترد نہین کرتے بلکہ یہ کہتے ہین کہ اُسکو
تازہ کرنے کو آئے ہین اب جو کچھہ اختلاف ہے وہ ایک سلسلہ کا دوسرے
سلسلہ سے یا ایک قوم کے مذہب کا دوسری قوم کے مذہب سے ہے -
اسکی بابت ہر سلسلہ کے رہنما کے اقوال کا مقابلہ کرنا ہے کہ ایک نے
دوسرے کو کیا کہا یعنی یہ کہ یہودی اپنے وقت مین - زردشت اور
گوتم کی بابت کیا کہتے رہے - اگر یہ کہا جاے کہ حضرت موسیٰ صرف
بنی اسرائیل کے رہنما تھے تو اُسوقت زردشت اور جینی مذہب کے
رہنما پرسرام یا گوتم کا مقابلہ رہے گا مگر یہ معلوم ہوتا ہے کہ زردشت نے
چین یا بودہ مذہب کے مخالف جنگ کی جو اوسوقت وسط ایشیا مین
پھیلا ہوا تھا - اسکا نتیجہ یہ ہے کہ زردشت نے موجودہ جین یا بودہ
مذہب کو تسلیم نہین کیا اور ہر مذہب مین بوجہ امتداد زمانہ اور
کثرت روایات سے اختلاف پیدا ہوجاتا ہے اور اصلیت مذہب کی
تاریکی مین پڑجاتی ہے - یہانتک کہ ایک ہی سلسلہ مین نئے رہنما کی
ضرورت پڑتی ہے اور اوسکا انتظار رہتا ہے جیسا کہ حضرت عیسیٰ کی
آمد کا انتظار تھا اور اونہون نے اگر موسوی مذہب کی اصلاح کی -
اسی طرح یہ سمجھنا چاہئے کہ زردشت نے جین مذہب سے مقابلہ کیا

نمبر ۱۳

مذہب کی صحت کا اندازہ کیسے ہو سکتا ہے

مذہب کی صداقت کا معیار دریافت کرنا باہمی الہامی مذاہب کا
مقابلہ کرنا اور ان مین کسی ایک کو سچا سمجھنا اور دوسرون کو رد کرنا یہ
انسان کا تو کام نہین۔ جہان حسن و ادراک کام کر سکے وہان انسان اپنی
عقل دوڑا سکتا ہے۔ تاہم واقعات سے جو کیفیت ظاہر ہوتی ہے
وہ بیان کیجاتی ہے۔ اس سے ہر ایک اندازہ کر سکیگا کہ معیار صداقت
کیا ہونی چاہیئے۔ دنیا مین تین بڑے سلسلہ مذاہب کے اس وقت تک
موجود ہین۔

۱۔ مذہب اہل کتاب یعنی یہودی۔ عیسائی۔ مسلمان۔

۲۔ مذہب اہل کتاب زردشت۔

۳۔ بودھ۔

ان تینون سلسلون مین یہ اصول مشترک ہے کہ ہر رہنما اپنے سلسلہ کے
ماسبق کو رد نہین کرتا بلکہ تصدیق کرتا ہے اور اپنی رسالت کے ادعا کے
ساتھ یہ کہتا ہے کہ مین اپنے ماسبق ہادی کے مذہب کو تازہ کرنے
آیا ہون۔ اس سے رہنما مذہب اور اصول مذہب دونون کی صداقت
تسلیم ہوتی ہے۔ یہی حضرت عیسی نے کہا کہ مین شریعت موسوی کو زندہ
کرنے آیا ہون۔ یہی زردشت نے کہا کہ مین مذہب مہ آباد کو تازہ کرنے
آیا ہون۔

دوسرے سلسلہ کے رہنما کو جعلی یا فرضی تبلایا ہو۔ یہ اصلی واقعات
ہین جو ظاہر کیئے گئے۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک الہامی مذہب
دوسرے کی اصلاح کے لئے پیدا ہوا رہنماؤن مین باہم معاوضہ نہین
ہوا۔ نہ تاریخ سے یہ ثابت ہوتا ہے ہر سلسلہ مین ایک ہی وقت مین رہنما
جدا جدا ظاہر ہوے ہون جس سے اختلاف کی صورت پیدا ہو۔
تینون سلسلون مین یکے بعد دیگرے رہنما ہوتے آئے ہین زردشتی
مذہب مین سات سو برس قبل عیسیٰ زردشت ہوا۔ اسکے بعد
کوئی رہنما نہین ہوا اور بودھ کے سلسلہ مین گوتم کے بعد سے کوئی رہنما
نہین ہوا جسکو قریب چوبیس سو سال کے ہوے۔ اور مذہب اہل
کتاب مین دو ہزار برس ہوے کہ حضرت عیسیٰ ہوے یہ صرف بنی
اسرائیل کے لئے تھے۔ ان کے بعد ۱۳ سو برس ہوے کہ حضرت
رسالتماب کا ظہور ہوا۔ انکا ادعا، مذہب تمام دنیا کے لئے ہی۔
میرے نزدیک کوئی صاحب رائے اس امر سے انکار نہین کرسکتا کہ
ان تینون سلسلون مین ایک قدرتی امر انکی صداقت کے لئے موجود ہے
یعنی یہ کہ ہر سلسلہ مین یہ بات پائی جاتی ہے کہ آخر رہنما اپنے سلسلہ کے
ماسبق کے رہنما کی صداقت کی گواہی دیتا ہے اور اپنا ادعا، یہ کرتا ہے
کہ مین مذہب کو تازہ کرنے آیا ہون۔ چینی۔ ایرانی۔ شامی۔ رہنما۔ کی
زبان سے ایک ہی بات نکلنا سب سلسلون کی صداقت کی قدرتی
دلیل ہے اور ایک ہی وقت مین تینون سلسلون مین رہنما کا نہ ظاہر ہونا

تو اوسکی غرض موجودہ جین مذہب کی خرابی دور کرنے کی تھی۔ نہ کہ اصلی جین مذہب کی مخالفت مقصود تھی۔ زردشت جسوقت ظاہر ہوئے اوسوقت گوتم پیدا نہین ہوا تھا۔ اُس زمانہ مین جینی مذہب ایشیا کے مشرق مین جاری تھا۔ زردشت کا زمانہ سات سو برس قبل حضرت عیسے کے قرار دیا جاتا ہے۔ اوسوقت یہودی مذہب زندہ تھا۔ اس مذہب سے چھیڑ چھاڑ زردشت نے نہین کی۔

اسلئے یہ سمجھنا چاہیئے کہ زردشت نے ایشیا کے شرقی حصہ کے مذہب (یعنی جینی) سے اختلاف کیا۔ غربی ایشیا مین دست اندازی نہین کی یعنی یہود کے مذہب کو اپنی حالت پر چھوڑا۔ زردشت سے تین سو برس بعد گوتم پیدا ہوا۔ اوسنے جینی مذہب کو زندہ کیا۔ زردشتی مذہب سے مواخذہ نہین کیا۔ گوتم سے چار سو برس بعد حضرت عیسے مبعوث ہوئے اُنھون نے یہودی مذہب کی اصلاح کی اور کسی سلسلہ کے مذاہب کو نہین چھیڑا۔

حضرت عیسے سے چھہ سو برس بعد ہمارے حضرت مبعوث ہوے آنھون نے تینون سلسلون یعنی دنیا کے مذاہب کی اصلاح کا دعوےٰ کیا اپنی حیات مین مصر۔ روم۔ ایران۔ مین سفارتین بھیجین۔ اور چین مین سفارت گئی۔ جسکا ذکر ہم حضرت کی حیات کے ذیل مین کر چکے ہین۔

ان حالات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک سلسلہ کے رہنما نے اپنے موجودہ وقت کے مذہب کو تسلیم نہین کیا۔ یہ کہین معلوم نہین ہوتا کہ

اور اگر وہ مذہب انسانی فطرت اور اوسکی خلقت اور اون قوا کے
جو انسان مین ہین اور اون حقوق کے جو اون قوا سے انسان کے لئے پائے
جاتے ہین اوسکے برخلاف ہے اور اونکو فائدہ مندی سے کام مین لانے
سے باز رکھتا ہے تو اس بات مین شبہ ہوتا ہے کہ وہ مذہب اوس شخص کا
بھیجا ہوا ہے جس نے انسان کو بنایا ہے کیونکہ ہر شخص غالباً اس بات کو
قبول کریگا کہ مذہب انسان کے لئے بنایا گیا ہے اور اگر اوسکو الٹ
دو اور یون کہو کہ انسان مذہب کے لئے بنایا گیا تو بھی متحد نتیجہ پیدا ہوتا ہے
۲ - پس مین نے مذہب کی صداقت دریافت کرنے کے لئے اور
مذہب اسلام کے صداقت کی جانچ کے لئے بھی یہ اصول قرار دیا ہے
کہ وہ فطرت انسانی کے مطابق ہے یا نہین جو انسان مین بنائی گئی ہے یا
انسان مین موجود ہے اور مجکو یقین ہوا ہے کہ اسلام اوس فطرت کے مطابق ہے
اس معیار کے قائم کرنے کے بعد مین نے یہ تصفیہ کیا ہے کہ اسلام بالکل فطرت
کے مطابق ہے اور اسلئے مین نے کہا کہ الاسلام ہو الفطرت و الفطرت ہو الاسلام
بہت ٹھیک مسئلہ ہے مگر افسوس ہے اون لوگون پر کہ جنہون نے ونسبتہ
فطرتی یا نیچری ہونیکا دوسرے معنون مین مجھ پر الزام لگایا ہے۔
۳ - آپ لوگون نے مجھسے چاہا ہے کہ مین بیان کرون کہ اسلام کیا چیز ہے
اوسکے جواب مین مین کہتا ہون کہ وہ چیز جسپر یقین کرنے سے کوئی شخص مسلم
یا مسلمان کہا جا سکتا ہے وہ خدا کی توحید ہے جو شخص خدا کو برحق جانتا ہے اور
اوسکی توحید پر یقین رکھتا ہے وہ مسلم یا مسلمان ہے یہی رکن اول اور رکن

یہ ہی صداقت کی دلیل ہے کیونکہ تینون سلسلون مین توحید مختلف طریقہ سے ظاہر ہوی ہے اور ایک ہی وقت مین تین طریقہ سے توحید کا ظاہر ہونا آیہ ہی قانون قدرت کی سبب ہے سب کے بعد دیگرے ظاہر ہونا کل جدید لذیذ کی کیفیت ہی۔ اب حس ادراک سے صداقت کی جانچ کیجئے۔

سرسید نے جو صداقت مذہب کے معیار اپنے لکچر مین بیان کی ہے بجنسہ اس جگہ درج کیا جاتا ہے اسکے بعد اوسکا حسن و قبح آخر مین جانچا جائیگا

انتخاب از لکچر اسلام سر سید احمد خان ۱۸۸۴ء

ہم مذہب کی صداقت پہنچانے کے لئے ایک ایسی معیار پیدا کرین اور ایسی کسوٹی قائم کرین جو سب مذہبون سے یکسان نسبت رکھتی ہو اور جس سے ہم اپنے مذہب یا اعتقاد کو سچا ثابت کر سکین۔

ا۔ کوئی شخص لامذہب یا کسی مذہب کا معتقد اس بات سے انکار نہین کر سکتا کہ انسان کی بناوٹ اس قسم کی ہے یا خدا نے اوسکو ایسی قوا سے مرکب سے پیدا کیا ہے جن سے وہ کسی کام کے کرنے کے لائق ہے اور کسی کے نہ کرنے کے لائق ہے اور اس لئے حالت زندگی مین اوسکو ایک ایسی روش اختیار کرنی چاہئے جس سے اوسکے قوائے بیرونی و اندرونی وہ کام دین جنکے لئے اونکا ہونا یا پیدا کرنا پایا جاتا ہو۔ پس جو مذہب کہ ہمارے سامنے پیش کئے جاتے ہین اونکی صداقت کی یہی معیار ہو سکتی ہے کہ اگر وہ مذہب فطرت انسانی یا نیچر کے مطابق ہے تو سچا ہے اور اس بات کی صداقت دلیل ہے کہ وہ مذہب اوس شخص کا بھیجا ہوا ہے جس نے انسان کو بنایا ہے

یعنی ابراہیم نہ یہودی تہا اور نہ نصرانی بلکہ مسلمان تہا۔ پس جو حقیقت اسلام کی خدا نے تبلائی وہ خدا کو ماننا اور اوسپر یقین ہونا ہے۔

بلاشبہ تصدیق نبوت دوسرا رکن اسلام کا ہے۔ موحدین محض کے مخلد فی النار ہونے یا نہ ہونے پر قدیم سے علماء مین بحث ہوتی چلی آئی ہے کوئی کہتا ہے مخلد فی النار ہونگے کوئی کہتا ہے کہ بعد عذاب نجات پائینگے۔ اس بحث کو اونہین عالمون کے لئے چہوڑ دو۔ اور ہم کو اپنے حبیب کے اس قول پر رہنے دو۔

۴۔ وحدانیت و رسالت کی تصدیق کے بعد اور چیزین بہی اسلام کے ساتہ جنکو خدا تعالے نے فرض قرار دیا ہے مثلاً نماز۔ روزہ زکاۃ۔ وغیرہ وغیرہ۔ جسطرح خدا کو اپنی ذات وصفات مین وحدت ہے اوسی طرح رسول کو تبلیغ احکام یا احکام شریعت کے قرار دینے مین وحدت ہے اور کسی کو اسمین شرکت نہین۔

پس جو شخص رسول کے سوا کسی اور شخص کے احکام کو دین کی باتون مین اسطرح پر واجب التعمیل سمجہتا ہے کہ اوسکے برخلاف کرنا گناہ ہے اور اوسی کی تابعداری کو باعث نجات یا ثواب سمجہتا ہے وہ بہی ایک قسم کا شرک کرتا ہے۔ خدا نے یہود اور نصاری دونون کو اسی بات پر ملزم ٹہیراکر فرمایا۔ اتخذوا احبارہم و رہبانہم اولیاء من دون اللہ۔ پس اسطرح کی ہمدردی اربابا من دون اللہ تک پہونچا دیتی ہے۔

۵۔ محمدی ہونے کے لئے یا مرادف معنی کے لحاظ سے اسلام کے دائرہ

اعظم اسلام کا ہے اور باقی ارکان اوسکے تحت مین اور اوسکے ساتھ بعض
ملے ہوے ہین جیسے کہ کسی خالص دوا کی معجون ہو اور اوسکے ساتھ اور اجزا
بہی ملے ہوے ہون۔ خدا کو واحد مطلق اور خالق تمام چیزون کا جاننا اور
سمجھنا نہ صرف جاننا اور سمجھنا بلکہ اوسپر یقین ہونا اسلام ہے اور جو اوسکا
یقین کرے وہ مسلم ہے۔ خدا تعالے نے قران مجید مین یہود و نصاری
کی تکرار کا ذکر فرما کر فرمایا۔ "بلی من اسلم وجہہ للہ وہو محسن فلہ اجرہ عند ربہ"
یعنی جسنے خدا پر یقین کیا اپنا منہ خدا کے سامنے کیا اور نیک کام کیا ہی
تو اوسکا اجر اوسکے خدا کے پاس ہے۔ خدا نے اہل کتاب سے اور
کچہ نہین چاہا بجز اسکے کہ خدا کی توحید مانین اور اوسی کی عبادت کرین۔
جہان فرمایا۔ "یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم ان لانعبد
الا اللہ" اور ایک جگہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا میری
نماز اور میری عبادت اور میری زندگی اور میری موت خدا کے لئے ہی
اور اوسکے بعد فرمایا۔ "انا اول المسلمین" اسمعیل و ابراہیم نے یہ دعا
مانگی۔ "ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک" حضرت
عیسی کے حواریون نے بہی خدا پر ایمان لانے کے بعد کہا کہ "واشہد باننا
مسلمون" حضرت ابراہیم کو خدا نے کہا "اسلم" حضرت ابراہیم نے
کہا "اسلمت لرب العالمین" حضرت ابراہیم نے اپنی اولاد کو نصیحت کی
"یا بنی ان اللہ اصطفے لکم الدین فلا تموتن الا وانتم مسلمون" اور ایک جگہ
خدا نے فرمایا کہ "ما کان ابراہیم یہودیا ولا نصرانیا ولکن کان حنیفا مسلما"

پائی نہ سقراط بقراط اور افلاطون کے مسائل کو سنا نہ کسی استاد
کے سامنے تعلیم کو بیٹھا نہ حکما اور فلاسفروں اور پولیٹکل و مارل شیٹر کے
عالمون کی صحبت اوٹھائی بلکہ چالیس برس اپنی زندگی کے نا
تربیت یافتہ اور بداخلاق اونٹ چرانے والون مین بسر کیے۔
چالیس برس تک بجز ایسی قوم کے جو بت پرستی اور باہمی جنگ
جدال مین مبتلا تھی چوری اور زناکاری پر عورت مرد کو فخر تھا اور کسی کو
نہین دیکھتا تھا وہ دفعتاً اپنی تمام قوم کے برخلاف اوٹھا۔ چارون طرف سے
وہ بت پرستی مین گھرا ہوا تھا مگر اوسنے کہا تو یہ کہا کہ "لا الہ الا اللہ"
اوسنے صرف یہ کہا ہی نہین بلکہ تمام قوم سے ہی جو سیکڑون برس سے
لات و مناۃ وغیرہ کو پوجتے آتے تھے یہی کہلوا دیا۔
اون تمام بداخلاقیون و مارل عادتون کو تمام قوم سے مٹوا دیا۔ بتون
کو زمین پر گروایا انکو توڑوایا اور خدا کے نام اور خدا کی پرستش کو
تمام عرب کے جزیرہ نما مین بلند کیا۔ وہ جزیرہ جو ابراہیم و اسمعیل کے
بعد سے ہزارون ناپاکیون سے ناپاک ہوگیا تھا پھر اوسکو اوسکی اصلی پاکی
اور دین ابراہیم کی بزرگی تک پہنچا دیا۔ چالیس برس کے بعد کس نے
یہ نور اوسکے دل مین ڈالا جسنے نہ صرف جزیرہ عرب کو بلکہ تمام دنیا
روشن کر دیا اوسنے لا الہ الا اللہ کی تعلیم کے بعد جو احکام دین کے
اخلاق کے لوگون کو بتاے کیا کوئی فلاسفر اس سے زیادہ صحیح بتا
سکتا ہے جو اوس امی نے بتائے صرف بتائے ہی نہین بلکہ اپنی پاک

مین داخل ہونے کیواسطے رسالت یعنی نبوت کی تصدیق بہی واجب ہے
اسلام کی نسبت نوجوان انگریزی خوان یا آزاد خیال والون کو دو
چیزین ہین جو شک مین ڈالتی ہین ایک تصدیق نبوت - دوسرے
وہ مسائل جو اس زمانہ کی حکمت و فلسفہ یا عقل کے برخلاف یا بعید
از عقل معلوم ہوتے ہین نبوت کی بحث فطرت کے اصول پر ایک
طولانی بحث ہی اسوقت مین اوسکو نچھیڑونگا -
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نبوت کی صداقت پر چند
باتین بطور خطابات کے جنکو دل قبول کرسکتا ہے بیان کرونگا -
بڑے بڑے فلاسفر جو گذر گئے ہین اور جواب بہی موجود ہین جنہون نے
علوم مین بہت بڑا درجہ حاصل کیا اور عمدہ عمدہ کتابین تصنیف کی
ہین وہ بہی اصل اسلام کی ہدایتون کو اور اون اصولون کو جن پر
اصل اسلام مبنی ہے لاثانی تسلیم کرتے ہین -
اونکو جانے دو اور خود جانچو کہ اصل اسلام کے اصول فقہا کے
اجتہادات اور پیچیدہ مسائل کو چہوڑکر جو سیدہے سادے اصول اسلام سے
مناسبت نہین رکہتے کیسے عمدہ اور نچلہ ثانی ہین جسنے تمام عمر فلسفہ
اور حکمت و علوم طبیعی اور ایقان کے نیچر کی حقیقت کی تحقیق مین بسر
کی ہو وہ بہی ایسے اصول قائم نہین کرسکتا پس اب کیا میرا یہ کہنا سچا
ہوگا کہ ایک ایسے شخص نے جو ایک ریتیلے اور کنکریلے ملک مین پیدا
ہوا اور جو چہوٹی عمر مین یتیم ہوگیا اور جس نے نہ کسی دار العلوم مین تعلیم

ہون کہ وہ خدا کا کلام اور وحی خدا ہے اوسکے الفاظ وہی ہین جو خدا
کی طرف سے رسول کے دل مین ڈالے گئے تہے اور رسول کی زبان سے
ہم لوگون تک پہونچے اور مین بھی قبول کرتا ہون کہ آجتک کسی نے بہی
مثل اوسکے نہین کہا گیا۔ مگر مین اس دلیل کو ایک خام دلیل سمجھتا ہون
اور جو الفاظ قران مجید مین اس امر کی نسبت آئے ہین اونکا یہ مطلب
قرار نہین دیتا ہون اور اگر یہ دلیل ایک دلیل ہونے کی رتبہ مین بہی ہو تو
بہی ایسی نہین ہے جو غیر معتقد لوگون کے مقابلہ مین پیش کیجا سکتی ہو۔ اور
اونکے دل کو تسلی دیسکتی ہو۔ مین ایک اور دلیل رکہتا ہون جسکو مین اوس
دلیل سے زیادہ مضبوط سمجھتا ہون وہ دلیل کیا ہے وہ ہدایتین انسان
کے لئے ہین جو قرآن مجید مین بیان کی گئی ہین کوئی اور ہدایت اوسکی
مثل بیشک نہین ہوسکتی۔ مین اوسکو بہی معجزہ بلکہ اصلی معجزہ قرآن مجید کا
سمجھتا ہون۔

۷۔ اب مین اون بعض احکام کی نسبت کچہہ کہنا چاہتا ہون جو قران
مجید مین مذکور ہین۔ مثلاً نماز۔ مین سمجھتا ہون کہ انسان مین جو فطرت
خدا نے رکہی ہے اوسکے لحاظ سے نماز کو فرض کیا ہے۔
جس سے یہ مراد ہے کہ معبود کی یاد دلمین رہے اور انسان اوسکو
بہول نہ جاوے۔ اپنا دلی نیاز و تذلل اوسکے سامنے ادا کرتا رہے
یہی اصلی جزو نماز کا ہے جو خدا نے فرض کیا ہے مگر اسلئے کہ یہ فرض کیونکر
ادا ہو اوسکے لئے ارکان مقرر کئے ہین جو حقیقت مین اوسکی اصلی جزو نہین

دل اور پاک زبان کے اثر سے لوگون کے دلون مین ٹھلا دئے یہ
کام وہ تھا جو نہ کسی فلاسفر سے ہوسکتا نہ کسی سلطان مقتدر سے - یہ
کیا چیز اوس یتیم بچہ مین تھی جسنے نہ جزیرہ عرب کو بلکہ تمام دنیا کو
خدائی کا کرشمہ دکھلا دیا -

اے میرے دوستو - کوئی سخت سے سخت دہریہ اور لا مذہب
بھی ایسے شخص کو معاذ اللہ نبی نہ مانیگا تو اوسکو یہ ماننا تو ضرور
پڑیگا کہ بعد خدا کے کوئی دوسرا شخص بزرگ ہے تو یہی ہے -

روحی فداک یا رسول اللہ پس کوئی شخص نبوت کی حقیقت کو
سمجھ لیگا تو امکان سے خارج ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی تصدیق نکرے - یہ مختصر الفاظ تصدیق نبوت کے ایسے
شخص کے دل کی تشفی کے لئے جو کچھ بھی سمجھ بوجھ رکھتا ہے - مین سمجھتا
ہون کہ بالکل کافی ہین -

قرآن مجید مین جو تیرہ سو برس سے (۱۳۰۰ ہجری) معجزہ یقین کیا جاتا ہے
مین بھی اسکو معجزہ مانتا ہون مگر ہماری قدما نے صرف ایک اوپری دلیل اسکی
معجزہ ہونے کی قرار دی تھی یعنی فصاحت اور کلام کی عمدگی اور وہ بھی اسوجہ
سے کہ آجتک کسی بشر سے نہ کسی فصیح بلیغ سے اوسکی ایک یا دس
آیتون کی برابر بھی ویسا فصیح کلام نہین کہا گیا باوجودیکہ اونسے بطور
مقابلہ کے کہا گیا کہ اگر کہہ سکتے ہو تو کہہ لاؤ بلا شبہ مین بھی قرآن مجید
کا ہی فصیح و بلیغ تسلیم کرتا ہون اور کیون نہ تسلیم کرون جبکہ مین یقین کرتا

مین ہین اور اون حقوق کی جو اون قوار سے انسان کیلئے پائے جاتے ہین
اوسکے برخلاف ہے اور اونکو فائدہ مندی سے کام مین لانے سے
باز رکہتا ہے تو اس بات مین شبہ ہوتا ہے کہ وہ مذہب اوس شخص کا
بہیجا ہوا ہے جسنے انسان کو بنایا - اگر عام طور سے اس مضمون کا نتیجہ
نکالا جائے تو جن مذہبون مین رہبانیت - تجرد - یا کسی عضو کا بیکار
کردینا - یا محنت شاقہ کرنا جسکا انسان متحمل نہو - یہ امور جائز ہین وہ اس
معیار سے خارج ہوجائینگے - اور یہان تک یہ اصول ٹہیک ہوگا -
مگر جب انسان کی فطرت - خلقت - قوار سے خاص بحث کیجائیگی تو اوسوقت
یہ مشکل پیش آئیگی کہ وحشی - اور تعلیم یافتہ کی فطرت خلقت - قوار - مین بہت
فرق ظاہر ہوگا - علاوہ اسکے مراسم ملک اور موسم کا اختلاف بہی ان
تینون مین امتیاز پیدا کردیتا ہے ایسے وقت مین مذہب کی مناسبت
مختلف فطرت - خلقت - قوار سے کیسے باقی رہسکتی ہے - اور کیسے
موازنہ ہوسکتا ہے -

البتہ اگر اس بات پر زور دیا جائے کہ جو مذہبی احکام ہین وہ ہر ملک - ہر
موسم - وحشی - تعلیم یافتہ - کے لئے مناسب ہین - اور ملک - موسم
تعلیم - جہل - کی موافقت یا ناموافقت کا کچہہ خیال نہ کرنا چاہئے تو اوسوقت
یہ قاعدہ معیار مذہب - اور فطرت کی مطابقت کا ٹوٹ جائیگا - مگر حقیقت
یہ ہے کہ مذہب ایک قسم کی تعلیم ہے اور اوس سے انسانی فطرت
خلقت - قوار - کی بقا اور اصلاح مقصود ہے - یہ معلم انسان کے اخلاق

ہین بلکہ اوسکے محافظ ہین اور محافظ ہونے کی حیثیت سے اصلی جزو سے جدا نہین ہوسکتے اور اسلئے اصلی جزو مین داخل ہوگئے ہین اور بطور اصلی جزو کے واجب الادا ہوگئے ہین۔ اب کون کہہ سکتا ہے کہ یہ طریقہ نماز کا خلاف فطرت انسان ہے۔

سرسید کے اِس مضمون کا خلاصہ یہ ہے۔

۱۔ مذہب کی معیار صداقت یہ ہے کہ وہ انسان کی فطرت کے موافق ہو۔

۲۔ اسلام فطرت انسان کے موافق ہے۔

۳۔ اسلام کیا چیز ہے اِس ضمن مین توحید اور رسالت اوسکے ارکان خیال کئے ہین۔

۴۔ تبلیغ احکام شریعت مین سوائے رسول کے دوسرے کا اتباع شرک فی الرسالت ہے۔

۵۔ تصدیق نبوت کی بحث ملولانی ہے۔ نبوت کی صداقت پر چند باتین بطور خطابیات بیان کی جاتی ہین۔

۶۔ قرآن شریف کی خوبی پر بحث کی ہے۔

۷۔ احکام قرانی فطرت انسان کے موافق ہے۔

ہر حصہ پر جدا گانہ بحث ہوگی۔ سرسید نے اول دفعہ مین مذہب کی معیار صداقت یہ قرار دی ہے کہ وہ فطرت انسانی کے موافق ہو۔ اور فطرت انسانی کی گو تعریف نہین لکھی مگر اوسکی توضیح ان الفاظ مین کی ہے اگر مذہب انسانی فطرت اور اوسکی خلقت اور اون قوا کے جو انسان

بیٹیون کو گماری جاتی تہین اور جو فاحشہ بنی ہوئی تہین اونکو محترم بیبیان
بنایا۔ غلامونکو جنکی حالت بار برداری کے جانورون سے بدتر تہی
اونکے حقوق قائم کیئے اور اونکی آزادی کی ترغیب دی۔ اوامر ونواہی
کا پورا قانون دیا۔ جسنے وحشی عرب کو مہذب انسان بنادیا۔ اور بقول
ایک یورپین مورخ کے انسانی قربانی کی جگہ نماز اور سجدہ اور خیرات
کی تعلیم دی۔
ایشیا۔ افریقہ۔ جزائر۔ یورپ۔ مین یہی ایک قانون قدرت تہا
جو سب ورجہ کے لئے مناسب تہا۔ اسوقت تک مہذب یورپ
امریکہ۔ اپنی حالت کے مناسب سمجہتے ہین اور قبول کرتے جاتے ہین۔
خطابیات کا حصہ سرسید کا آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ اسکے
بعد کون صداقت نبوت مین کلام کرسکتا ہے کہ ایک اُمی شخص نے
کس خوبی سے قومی اصلاح کی اور اوسکا نتیجہ بہی دیکہہ لیا کہ ایک بت
پرست قمار باز۔ شراب خوار۔ عیاش قوم کو جو بیشمار فرقون مین
منقسم تہی وہ ایک متحدہ قوم بن گئی اور تمام عیوب سے پاک ہوگئی
یہ سب کچہہ ۲۳ برس کے ایک شخص واحد کی محنت کا نتیجہ تہا۔ اور
اسی قوم نے تمام دنیا کی قومون مین ایک نئی روح پہونک دی۔
اور اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ۳۰ کرور انسان یعنی ۱/۵ حصہ دنیا کی آبادی کا ایک
رنگ مین رنگا ہوا ہے۔ اور ایک مختصر کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
اوسکے پورے مذہب کا خلاصہ ہے۔

اداب ۔معاشرت کا ہے ۔

میری راے مین سرسید کا خیال اگر بالفعل اور فوری موازنہ کرنے مذہب اور فطرت کا ہے تو صحیح نہین ہے بلکہ اگر مقصود اونکا امتحان مذہب او فطرت کا ہے تو بیشک صحیح ہے ۔یعنی یہ کہ جو مذہب امتحان مین معزب فطرت ثابت ہو وہ غلط ہے اور جو مصلح ثابت ہو وہ سچا ہے ۔

تجویز دویم یہ ہے کہ اسلام فطرت انسان کے موافق ہے

اس امر کی بابتہ سرسید نے وجوہ پیش نہین کئے نمبر ۳ مین توحید اور رسالت کا مجمل ذکر کیا ہے ۔نمبر ۴ مین تبلیغ احکام شریعت کو رسول پر محدود کیا ہی نمبر ۵ مین رسول کی صداقت خطابیات سے ثابت ۔نمبر ۶ ۔ ۷ ۔ مین قران کی خوبیان اور اوسکا فطرت انسان کے موافق ہونا ثابت کیا ہی ان سب کو ملا کر اگر غور کیجیے تو سرسید کی تجویز کے بموجب اسلام فطرت انسان کے موافق ہے ۔مین اپنے آپ کو اس قابل نہین سمجھتا کہ سرسید کی رائے کی اصلاح یا ترمیم کرون مگر اوسکی توضیح اور تفسیر کرنا چاہتا ہون ۔

نمبر ۲ ۔کی بابت میری یہ رائے کہ اسلام ہر قسم کی فطرت کا مصلح ثابت ہوا ۔کل جزیرہ نما عرب رسالت سے قبل وحشیانہ حالت مین تہا ۔ اوسکی اصلاح کی ۔قمار بازی مین قوم مبتلا تہی وہ اوس سے چھوڑوائی اور اوسکو قبیح سمجھنے لگے ۔شراب خواری وبائے عام کی طرح پہیلی ہوئی تہی اوسکو محض متروک ہی نہین کرایا بلکہ دلی نفرت اوس سے قوم کے لوگون مین پیدا کردی ۔ دختر کشی مٹائی ۔اور فحش اور زنا کو بند کرکے انہین مظلوم

نمبر ۱۴

ہر سلسلہ مین برابر قدیم سے تغیر تبدل رہنما کا جاری رہا۔
اور آخر کو ایک رہنما عام ہونا۔ آیا انقلاب فطرت مین داخل ہے

تمام کائنات جو محسوس ہوتی ہے اوس پر غور کرنے سے یہ امر ظاہر ہوتا ہے
کہ انقلاب ہی اصلی صفت اس دنیا کی ہے۔ اور تنوع اور ترقی
کا باعث ہے۔ یہ انقلاب ہمیشہ بیرونی اثر سے ہوتا ہے۔ یا یہ کہنا
چاہیے کہ دو چیزون کے باہمی اتصال سے نئی صورت پیدا ہوتی ہے
پھر یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ تواتر انقلاب کے بعد قیام اور استقلال کی
صورت بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور دوام کی شکل عادتاً پائی جاتی ہے
انقلاب۔ اور دوام۔ دونون صورتون مین اصل حقیقت معدوم
نہین ہوتی کثرت۔ اور وحدت۔ دونون کا جلوہ نظر پڑتا ہے۔
انقلاب اور دوام طبعیات۔ اور معقولات دونون مین جہانتک
قدرتی امور کا دخل ہے پایا جاتا ہے۔ مذہب بھی اسی قانون قدرتی
کا پابند ہے۔

مذہب کی صورت بوجہ اختلاف معاشرت۔ زبان۔ قوم
ملک کی بدلتی رہتی ہے۔ اور اسوجہ سے تین سلسلہ مذہب (مندرجہ
نمبر ۱۳) کے دنیا مین پیدا ہوتے ہین۔ اور ہر سلسلہ مین رہنما نئے آتے
رہے ہین۔ مگر باوصف تجدید مذہب ہر سلسلہ کے رہنما بھی کہتے رہے
کہ ہم نیا مذہب نہین لائے۔ پرانے کو تازہ کرنے آئے ہین۔

کلام الہی کی بے انتہا خوبیون مین سے ایک خوبی کا ذکر کیا جاتا ہے
کہ نفس طبیع کی اصلاح کسطرح کی۔
فطرتی اصلاح کے درجہ قانون قدرت (کلام الہی) مین اسطرح ہین
اول درجہ طبعی یا فطرتی ہے۔ جسے نفس امارہ کہتے ہین۔
بانیٔ مذہب کا اخلاقی اثر پڑنے سے وہی فطرت نفس لوامہ کا رنگ
پکڑتی ہے اور تیسرے قلبی روحانی ہے اوس سے نفس لوامہ کو
نفس مطمئنہ کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔ ان فطرتون کو آریہ مذہب والے
تموگن۔ رجوگن۔ ستوگن۔ کہتے ہین یہی اصلاح مذہب اسلام فرمائی
میری رائے یہ ہے کہ مذہب کی صداقت کا ثبوت نتیجہ بانیٔ مذہب
کی سعی کا دیکھنا ہے کہ کیسا ہوا۔ جسکو سرسید نے خطابیات نمبر ۹ کے
ذیل مین بیان کیا ہے۔
دوسرا ثبوت رہنما کے حالات زندگی۔ اور تیسرا النفس مذہب کا
جانچ کرنا ہے۔ یہ سب ملا کر صحت مذہب کا ثبوت ہو سکتا ہے
در اصل معیار صداقت کی بحث مناظرہ کی راہ کھولتی ہے۔ معیار صداقت
کے اصول کوئی صاحب مذہب ایسے قائم نہین کر سکتا کہ مخالف
جواب نہ دے سکے۔ البتہ ایک محقق ان تینون امور سے جو اوپر ذکر
ہوئے ہین نتیجہ نکال سکتا ہے اور وہ قابل لحاظ ہو سکتا ہے۔ اور علاوہ
اسکے تینون سلسلہ مذاہب سے کچھ کچھ استنباط صداقت کا ہو
سکتا ہے۔

دوسری وجہ یہ تھی کہ قدیم رہنماؤن مین سے کسی نے ادعا رعام عملاً نوع انسان کے لئے رہبر ہونے کا نہین کیا اسلئے حدود ارضی مذہب کی کم بدلتی رہی۔

تقریب قریب پانچ چھ ہزار برس تک ہر سہ سلسلہ مین رہنماؤن کا ظہور بغرض اصلاح مذہب کے ہوتا رہا ہے۔ شرقی سلسلہ مین چوبیس سو برس سے رہنما جدید کا مبعوث ہونا بند ہوا۔ آخری رہنما گوتم بودھ تھا۔ وسطی سلسلہ زردشتی مین ستائیس سو برس سے جدید رہنما کا ظہور نہین ہوا۔ غربی سلسلہ مین دو ہزار برس حضرت عیسیٰ کو ہوئے۔

ہر سلسلہ مین توحید کا اظہار الگ الگ ڈھنگ سے ہوا۔ شرقی مین خدا۔ انسان۔ کائنات۔ کو ایک قبول کیا۔ اور وحدت الوجود کا اظہار کیا۔ اور اوسکا نام بودھ یا عقل کل رکھا۔ اور انسان نفس کشی اور تصور سے ترقی کر کے خدا سے واصل ہوتا ہے۔

وسطی مین خدا۔ انسان۔ رب النوع (جنکے ہاتھ مین نظام کائنات ہے) جدا جدا اور درجہ بدرجہ ہین۔ انسان۔ رب النوع کے وساطت سے خدا تک پہونچتا ہے۔

غربی مین خالق۔ مخلوق۔ بالکل جدا ہین۔ مخلوق مین انسان اشرف المخلوقات ہے۔ اس مین رہنماؤن کو خالق نے اپنی خاص نشانی مثل عصار موسوی۔ شان مسیحائی امتیاز کے لئے عطا کی۔ ہر سہ سلسلہ مین رہنماؤن کے بعد شرک پیدا ہوا۔ شرقی مین رہنما کو الوہیت کا درجہ دیا گیا۔

اگرچہ ظاہری صورت ایک سلسلہ کے قدیم اور جدید مین کچھ کچھ فرق ضرور نظر آتا ہے مگر یہ تغیر زیادہ تر اس وجہ سے پیدا ہوتا ہے کہ اصل مذہب رہنما کے بعد جماعت کے ہاتہ مین ٹرجاتا ہے۔ اور مختلف رائین اور حالات مذہب مین داخل ہوجاتے ہین اور مذہب ایک مجموعہ الہامی۔ اور انسانی۔ ترکیب کا ہوجاتا ہے۔ اور اس عرصہ مین تمدن بہی نیا رنگ پکڑ لیتا ہے۔ ان اسباب سے مذہب جدید خواہ مخواہ نئی صورت مین پیش ہوتا ہے۔ قدیم صورت اگر پہر اختیار کیجاتی تو جوش اور ولولہ پیدا نہین ہوتا۔ علاوہ اسکے مجموعہ الہامی۔ انسانی۔ کی ترکیب بدلنا گویا نیا مذہب بنانا ہے۔ اور پہر آپس مین ضد اور اختلاف پڑہتا ہے۔ یہ اصلی سبب قدرت کے نئے رنگ مین نشو نما ہونے کا ہے۔ یہی فطرت تمام کائنات مین ہے اور یہی مذہب کے تغیر کا باعث ہے۔

مضامین سابق (نمبر ۱۔ ۱۳ سے) ظاہر ہوتا ہے کہ ایشیا کے تین حصے مذہب نے کردئے تہے۔ شرقی بودہ یا چینی مذہب۔ وسطی آریہ یا ویدی مذہب۔ غربی۔ مذہب اہل کتاب۔ اور ان تینون سلسلون مین سے ہر سلسلہ مین یکے بعد دیگرے رہنما ہوتے آئے مگر ہر سلسلہ کے رہنماؤ کے حدود ارضی قریب قریب مثل سابق کے رہی یعنی قدیم رہی۔ خال خال تجاوز ہوا۔ باعث یہ تہا کہ ذریعہ آمد و رفت دشوار گذار تہے اسلئے دوسرے سلسلہ کی حد مین کم دست اندازی ہوتی تہی

اب ایک ہی رہنما دنیا کی قوموں کے لئے ہونا چاہیئے۔ علاوہ اسکے
تمدن یورپ کا میلان کل بنی نوع انسان کے متحد کرنے کا ہے ۔ اور
یہی مدعا مذہب کا ہے کہ وہ بھی انسان کے لئے یکسان ہو۔ آخر رہنما
کی کتاب مقدس بھی یہی ظاہر کر رہی ہے کہ یہ قانون سب قسم کے انسانون
کی ضرورتون کے خیال سے بنایا گیا ہے۔ اور اِس مین دیگر کتب
مقدس مین خاص قانون اور عام قانون ہونیکا فرق ہے۔ اسکی چند
مثالین ہر قسم کی یہان درج کیجاتی ہین اون سے اِس کے عام قانون ہونیکی
تائید ہوگی۔
۱۔ توحید کے ذہن نشین کرنے اور شرک کے مٹانے کا اہم مقصد
اِس کتاب مقدس کا ہے اور اوسکا اظہار ایسے طریقہ عام فہم سی
کیا گیا ہے کہ سب کی سمجھہ مین آسکے۔ اور مختلف حصہ دنیا مین
شایع ہونا خود اِس امر کی دلیل ہے کہ یہ عام فہم ہے۔
۲۔ مسئلہ تعدد ازدواج ۔ و ازدواج واحد۔ کس خوبی سے ہر قوم اور
ملک کے لحاظ سے قائم کیا گیا ہے۔
گرم ممالک جہان پہلے سے دستور تعدد ازدواج جاری تہا۔ وہان
مرد اور عورت دونون کے طبیعتین عادی ہوگئی تہین وہان عدل ممکن تہا
اسلئے وہان تعدد جائز کیا گیا۔ سرد ممالک مثل یورپ جہان ازدواج
واحد کا قاعدہ تہا وہان کے باشندے اسی کے عادی تھے وہان
تعدد ازدواج مین عدل ہونا غیر ممکن تہا اسلئے وہان ایک ہی جائز ہونا

وسطی مین خود رب النوع کی پرستش ہونے لگی۔ غربی مین خدائی کی تجزی خاص نشانی کی وجہ سے ہوے اور تثلیث قائم ہوئی جب تینون سلسلون مین توحید اسطرح ابتر ہوگئی اور شرک عام ہوگیا اوسوقت غربی سلسلہ مین رہنما کاظہور ہوا جسکو ابتک تیرہ سو برس ہوئے۔ اور حضرت عیسیٰ کے بعد سات سو برس ہوے۔ پہلے رہنما اپنے سلسلہ کی صداقت کرتے چلے آتے تھے۔ اِس آخر رہنمانے سب قومونکے ہادیونکی صداقت خدا کے کلام سے کی۔

۱۔ لکل قوم ہاد۔

۲۔ وان من امتہ الاخلا فیہا نذیر

۳۔ قولوا امنا باللہ۔ وما انزل الینا۔ وما انزل الی ابراہیم۔ و اسمعیل و اسحق۔ و یعقوب والاسباط۔ وما اوتی موسےٰ۔ وعیسیٰ وما اوتی النبیون من ربہم۔ لانفرق بین احد منہم ونحن لہ مسلمون۔ اِس صداقت عامہ کے ساتہ یہ ادعا رکیا کہ یہ رسالت تمام دینا کے لئے و دوام کو ہے۔ اور اسکے بعد اختتام رسالت ہے۔ ہر ذی ہوش خیال کرسکتا ہے کہ بعد مختلف قومی تعلیم مذہب کے اور اوسکے ایک قسم کی ابتری پیدا ہونے سے قدرتاً یہ ضروری اور لازمی ہے کہ اب تعلیم مذہبی یکسان ہو۔ اور چونکہ شرک تینون سلسلہ مین پیدا ہوا باوصف اسکے کہ تینون مین طریقہ توحید کے مختلف تھے اب اصلاح شرک کی واجب ہوی۔ اب سب اسباب پر غور کرنے سے

ہونا چاہیئے۔
یہ چند نمونہ اوس قانون کے ہین جسکا دعوے ہے کہ انسان نہین بنا سکتا ہے۔ فصاحت بلاغت کے موازنہ سے عرب کا مونہ بند کرنا مقصود تھا۔ اور ضد ونکو جائیز کرکے تمام دنیا کے مدبرون کے قائل کرنے کی غرض تھی۔
مین اب اِس مضمون کو ناسخ ومنسوخ۔ مذہب کے بعد ختم کرتا ہون۔ خدا کا بہیجا ہوا مذہب ایک قانون قدرت ہے جو لازوال چشمہ سے نکلا ہے۔ وہ ازل سے ابدتک ایکسا رہیگا جسطرح آفتاب کی شعاعین ایک قسم کی ہین مگر نشیب وفراز آراضی اپنی حالت کی موافق جذب کرکے مختلف موسم پیدا کرتی ہین۔ اسیطرح قومون اور ملکون کے اختلاف سے مذہب کی شکل بدلجاتی ہے۔ اور پہر رہنما کے بعد رنگ آمیزی شروع ہوتی ہے۔ اور ذاتی رائین اور تصنع اوسمین مخلوط ہوکر مذہب مین الہامی۔ وانسانی ترکیب داخل ہوجاتی ہے۔ اور اِس آلایش اور آمیزش کی قدرت ہی اصلاح کرسکتی ہے۔ اور ایسی آمیزش پر ناسخ اور منسوخ کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ ورنہ قانون قدرت کبہی بدلتا نہین۔ ناسخ اور منسوخ کی مثال صاف پانی۔ اور غلیظ پانی یا متعفن پانی۔ سے بہت مشابہ ہی متعفن پانی غیر چیزون کے مخلوط ہونے سے خراب ہوجاتا ہے۔ پانی کی اصلیت نہین بدلتی۔ غیر چیزین سڑکر اوسکو زہر کردیتی ہین۔ ایسے ہی

سمجھنا چاہیئے - اِس قانون نے صندین ایسے طریقہ سے جائیز کی ہین
جس سے بے انتہا خوبی ظاہر ہوتی ہے - اور تمام دنیا کے لئے اور
دوام کے لئے ہونا واجب ہے -
۳ - طلاق دینے کی سخت احتیاط اور اوس سے ایک حد تک بازگشت
کی اجازت - اور پہر جب اصلاح غیر ممکن ہو تو اوسکا جواز - یہ تینون صورتین
کس خوبی سے انسان کے فائدہ کی غرض سے یکجا جمع کی گئی ہین - یہ ہی تمام
دنیا مین دوام کے لئے درست ہو سکتی ہین -
۴ - وراثت کی توسیع کس خوبی سے کی ہے کہ جس سے کثرت سے
انسان منتفع ہون - اور مال کی مساوات نوع انسان مین ہو - غربت
کی اصلاح ہو - یہی صورت ہمیشہ کے لئے تمام دنیا کو مفید ہو سکتی ہے -
۵ - زکوۃ کا ہر مسلمان پر فرض ہونا اور صاحب نصاب کو ہر سال
مین ۱/۴۰ حصہ مال کا دینا کیسا عمدہ اصول ہے -
۶ - حلال - حرام - کی قید قدرتی ضرورتون سے تمام دنیا کے فائدہ
کے لئے تہی - ایک شراب کو دیکھ لو کہ سب کے لئے مضر ہے -
اور مہذب یورپ اِسکو قبول کرنا چاہتا ہے - اور کہیلون مین جوا
کیسا خراب ہے جسکو مذہب نے حرام قرار دیا ہے -
۷ - اخلاق - بداخلاقی - کی تعریف مضمون نمبر ۱۷ مین ملاحظہ کرو -
۸ - اتباع حکم - خدا - ورسول - حاکم وقت - مین کس خوبی سے
دنیا اور دین کی اصلاح کی ہے - اور یہ قاعدہ عام و دوام کے لئے

کی کیفیت ہو سلے) اور بالطبع انسانی ہمدردی اوسکو ہوتی ہے
اور اسوجہ سے عمدہ اخلاق اور معاشرت کے قواعد کا وہ رہنما
ہوتا ہے۔
مذہب انسان اور انسانی معاشرت کی روح ہے اگر مذہب نہوتا
تو انسان کی کبھی جماعت متحد نہ ہوتی۔
بعض ناانصاف انگریزی وجرمنی فلسفی مذہب پر بہتان دغابازی کا
لگاتے ہین۔ اور اونکا یہ بھی خیال ہے کہ مذہب سے بجز سفاکی اور
ظلم کے اور کسی امر کی ترقی نہین ہوی۔ بالخصوص مذہب وحدانیت
کو سب سے زیادہ ظالم اور جابر کہتے ہین۔
یہ امر صحیح ہے کہ مذہب اہل کتاب خصوصاً اسلام کی اشاعت مین خونریز
جنگین واقع ہوئین۔ مگر نتیجہ دنیاوی اوسکا دیکھنا چاہیے کہ اچھا ہوا یا
برا آغاز اسلام کے وقت۔
یورپ ایشیا۔ افریقیہ۔ کیسے تنزل کی حالت ہین تھا۔ کتاب انگریزی
مسمی بہ افسانہ قوم سے خلاصہ درج کیا جاتا ہے۔
روم کے مشرقی ملک نہایت خراب اور ذلیل حالت مین تھے۔
شام۔ مصر۔ یونان۔ مشرقی ایشیا کو خود ذلیل رومی چھٹی صدی کی
نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور رومیون کا یہ حال تھا کہ اونکے یہان
خواجہ سرا۔ غلام۔ اعلی عہدون پر تھے۔ اور ملکی معاملات مین سراسر
کھلی ہوی دغابازی اور دیدہ ودانستہ جھوٹ جاری تھا۔

الہامی مذہب مین انسانی خیالات جب مخلوط ہوجاتے ہین تو وہ گندہ
ہوجاتا ہے وہ قابل استعمال نہین رہتا - ازسرنو تجدید مذہب کی
ضرورت ہوتی ہے اور وہی عمل کے قابل ہوتا ہے -

نمبر ١٥

مذہب سے انسان کو کیا نفع پہونچا

مذہب انسانی معاشرت کی پشت پناہ ہے - مذہب اگر نہوتا تو
انسان مین بیم رجاکے مادہ کو کبھی تقویت اندرونی نہوتی اور نہ اعتدال
انسانی حالت مین پیدا ہوتا - نہ خواص کو عوام کی تکلیف رسانی سے
کبھی تنبہ ہوتا - نہ عوام کی طبیعتین شورشر سے باز رہتین - نہ مختلف
رنگ اور نہ مختلف مزاج - نہ مختلف ملک کے اقوام مین قوت اجتماعیہ
پیدا ہوتی - اگر مذہب نہوتا تو کبھی اتحاد قومی نہ قائم رہتا - نہ تمدنی حالت
استقلال ہوتا - ملکی سخت قواعد تہدید وغضب کے فی نفسہ انتظام
قائم رکھنے کے لئے کبھی کافی نہوتے - اگر بادشاہ مین محافظ دین یا حامی
دین ہونے کا پرتو نہ داخل ہوتا - اور نہ کبھی ہمدردی رعایا اور بادشاہ
مین ہوتی - تمام دنیا کے علوم کی نہ کبھی ایجاد ہوتی اور نہ ترقی ہوتی اگر
مذہب انسانی دماغ کو روشن نہ کرتا - تصور خدا کا ایسا فلسفانہ طریقہ
ہے کہ جسکو یہ رتبہ ہوا اوسکی فطرت مین ایک جامعیت کی کیفیت
پیدا ہوجاتی ہے اور اسی سے عالم بن جاتا ہے (جیسا کہ آخیر رہنما

جنگون مین دکہایا۔
اسی کتاب کے دیکہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو اوسوقت ابتری
علمی اور اخلاقی ساری دنیا کی تہی۔ اور جو جو دنیاوی کرشمہ اِس قوم نے
اور مذہب نے تینون بڑا اعظم مین دکہائے وہ دنیا کے عجائبات
سے ہین۔ (مضمون نمبر ۱۱ مین یورپین محققین کی رائے لایق ملاحظہ ہے)
دنیا مین سب سے بڑا کام جو مذہب نے کیا وہ اخلاقی حالت کی
اصلاح ہے۔ تاریخ سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ اجتماع مختلف فرقہ
کا بجز مذہب کے اور کسی طریقہ سے ہوا ہے۔ توحد سلطنت سے ہمین
کبہی ایک قوم نہین بن سکتی تہی جب تک مذہب کی روح او
نہ داخل ہوتی اور عام وخاص مین باہم اتفاق پیدا کرنے کے لئے مذہب سے
زیادہ کوئی شے نہ تہی۔ جب تک اجتماعی حالت نہ پیدا ہوئی تہذیب
کی ترقی محال تہی۔ وحشی اقوام مین جس مین مذہب کے اصول متفرق
ہین اونمین دیکہو کہ کوئی بڑی قوم بنی ہے یا آیندہ بن سکتی ہے۔ اونمین
بالعموم چہوٹے چہوٹے فرقہ اور گروہ ہین اور حکومتین ہین۔
ایرانی۔ مصری۔ بابلی۔ یونانی۔ رومی۔ مسلمانی۔ قومون نے
عظیم الشان سلطنتین دنیا مین قائم کین۔ جہانتک مذہب کو توسیع ہوتی
گئی۔ وہانتک وہ قومین متحد ہوتی گئین۔ اور اوسیقدر سلطنتون کو
مضبوطی ہوتی گئی۔
مسٹر میکس میولر کی رائے ہے کہ زبان۔ اور مذہب۔ دو باعث

مشرقی رومیون کے اوصاف بزدلی تعیش ۔ اور دغابازی کے تھے
اور ان افعال نے اونکو خراب کر رکھا تھا ۔
برائی کی بری شکلون سے بڑے شہر کم بچتے ہین ۔ اور قسطنطنیہ چھٹی صدی
کی لندن اونیسوین صدی سے مختلف نہ تھی ۔
یہ اوس مورخ کے اقوال ہین جو برابر آدمیون کے بری افعال کو تادیلون
اور مثالون سے اصلاح کرنا چاہتا ہے ۔
یہی مورخ ایرانی اور رومی سلطنت کا اسطرح پھر ذکر کرتا ہے ۔
صلح ۶۲۸ء کے بعد یونانی ۔ ایرانی ۔ لڑتے لڑتے عاجز ہو گئے تھے اور
کسی مین جان باقی نہ رہی تھی ۔ اسوقت ان دونون کو نئے دشمن کا
مقابلہ تھا ۔ جب خسرو ۔ ہرکیوس ۔ آپس مین لڑ رہے تھے ۔ عرب مین
ایک عظیم الشان انقلاب پیدا ہونے والا تھا ۔ یہ اول اور نیز تاریخ کا
آخری واقعہ ہے جو عرب پیدا کر رہے تھے ۔ جہاں سے ایک شخص ایسا
پیدا ہوا ۔ جو دنیا کی طبقون کو مطیع کرنے والا تھا ۔ اور دنیا کے حالات مین
ایک انقلاب عظیم پیدا کرنے والا تھا ۔ اور بڑے آعظمون کی شکلین بدلنے
والا تھا ۔ آٹھ سات برس پہلے انگریزی مورخ مسلمان قوم کے نعارون
کے جوش کو کم خیال مین لاتے تھے ۔ مگر ملای ۔ الوقیہ ۔ کے لڑائیون نے
وہ خیال دور کر دیا ایسا دہا وا جو انگریزی قلعہ (مربع) کو توڑ ڈالے جسمین
ہنری مارٹین برابر جگمگا رہے تھے اوسکو تحقیر کی نگاہ سے دیکھنا چاہتے ہیں ۔
یہی جوش تھا جو عربون نے حضرت اور خلفاے کے وقت مین شام کے

بناے جاتے تھے اور اپنے ہمسایہ یونان کی بربادی باہمی نفاق سے
دیکھکر اپنی قوم کو زیادہ قوی کیا جاتا تہا۔ یہ اسباب ترقی کے ہوے
یورپ مین بیشک مذہب عیسائی کے سخت تعصب نے ترقی
تہذیب کو روکا۔ اس تعصب کے بڑہنے کی اصل وجہ یہ تہی کہ مذہب
عیسائی مین اول ہی سے مختلف فرقے بہت سے ہوگئے تھے جو ایک
دوسرے کے دشمن تھے۔ اور علاوہ اسکے یورپ کی مذہبی سلطنت
قائم ہوگئی۔ اور اوسنے علوم کو فروغ ہونے دیا۔ اور علوم کو مخالف
مذہب تصور کیا۔ اسلئے تہذیب کی ترقی رکی رہی اور اسکے بعد
ایک رقیب مذہب اسلام پیدا ہوا۔ وہ یورپ کی طرف بڑہتا
آتا تہا۔ اس سے اور بہی عیسائی عقیدون مین سختی ہوی۔ اور جہاد
یورپ نے جو مسلمانون پر کیا سب سے زیادہ مذہب عیسائی
مین تعصب پیدا ہوا۔ یہ وجوہ اتفاقیہ ایسے پیدا ہوگئے کہ مذہب نے
تہذیب کی ترقی کا موقع نہ دیا۔
جب تک مذہب نہ تہا کوئی پشت پناہ یا سہارا مستقل انسان کے لئے
نہ تہا اور تحقیقات اور تجربہ ایسے متغیر آلے تھے کہ ہر شخص اونمین اپنی ایجاد
سے بدل سکتا تہا اونپر مضبوطی سے ہر حالت مین بہروسہ نہین ہوسکتا تہا
تمام حیوانات کو قدرت نے ایک ایسی مضبوط اور مستحکم آلہ یعنی عقل حیوانی
عطا کی تہی کہ اونکو کسی سہارے کی ضرورت نہ تہی وہ پورا اوسپر بہروسہ
کرکے بلا دغدغہ اپنی ضروریات بہم پہونچاتے تھے۔

قوم بننے کے ہوئے ہین - وہ کہتے ہین کہ زبان مین فی نفسہ کوئی بات ایسی نہین ہے کہ جماعت کو متحد کرے - بلکہ مذہب ہی مین ایسی قوت جاذبہ اصلی ہے کہ جو جماعت کو متحد کرتی ہے -
شوپنہار جرمن فلاسفر کی یہ رائے ہے کہ یونان اور روم مین گو مذہب تھا مگر مذہب کی ایک خاص حد تھی وہ معاشرت انسانی کو گھیرے ہوئے نہ تھا تو جیسے ترقی بلا مذہب کے سہارے ان قومون نے کی ہے اسیطرح دنیا بغیر مذہب کے ترقی کر سکتی تھی - یہ دلیل خلاف واقعہ کے ہے یونان تمام دنیا کے مذاہب کا مخزن تھا - زردشتی - بودہ - آریہ مذہب کی بت پرستی - فلسفی مذہب - یہ سب وہان جمع تھے - دنیا مین بغیر مذہب کے کہین ترقی نہین ہوئی - قدیم قوم مصری جسکو تمام یورپ مین مورخ حد سے زیادہ مذہب کا پابند بتلاتے ہین - دیکھو اوسنے کیسی ترقی کی - سب مورخ یہ کہتے ہین کہ یونان مین عمارتین خوشنما ہین مگر شان شوکت مصر کی سی نہ تھی - ریاضی علم ہیئت نے مصر ہی مین ترقی کی - یونان نے اوسکی تقلید کی - اخلاق دنیا مین بہتر مصر سے نہ تھا - فلاحت و زراعت مصر ہی کا حصہ تھا - جہازرانی اہل فنیشیا مصر کے مقلدون سے یونان نے سیکھی - لقمان حکیم سب سے پہلے مصر ہی مین پیدا ہوا جسکے فلسفہ کی تقلید یونانی حکما نے کی - البتہ سب سے بہتر جو ترقی کی وہ اصول قانون مین اہل روم نے کی ہے - اسکی خاص وجہ تھی کہ سلطنت کی وسعت ہوی اور قومی امتیاز کرنے کے لیے ہمیشہ قانون

یا ضرورت اوسکے اجزا مین نہو۔ انہین اسباب سے تمدن قایم ہوا ہے
مذہب مین نہ کوئی ظاہری ضرورت۔ نہ ظاہری معاوضہ نہ ظاہری
باہمی لین دین ہے۔ اسمین ایک نامعلوم برقی قوت اجتماع انسانی
کی ہے کہ جو بظاہر محسوس نہین ہوتی مگر ہر فرد بشر کو باہم متحد کرنے مین
ویسا ہی اثر رکہتی ہے جیسا کہ تمام کائنات کو ایک قدرت قائم
کئے ہوئی ہے اخلاق جو تمدن کی جان ہے۔ وہ مذہب کا ایک رکن
اعظم ہے۔ خواہشات نفسانی کو اعتدال مین لانا یہ مذہب کا
کام ہے اور یہی جز اخلاق کی ہے۔ یہ مذہب کی بدولت پیدا ہوا
اس نامعلوم قدرت (مذہب) نے انسانون مین باہم ایسا
پیوند لگایا کہ جسمون کو متحد کر دیا۔ اور بعد زوال جسم کے روحون
کو یکجا کیا۔ ایسا پیوند تمدن نے باہم انسان کے کوئی نہ لگایا تہا
کہ موت کے بعد بہی قایم رہے۔

نمبر ۱۶

مذہب کی ترقی و تنزل کا اندازہ

مذہبی ترقی و تنزل کے اندازہ کرنے مین یہ پیش نظر رکہنا ضروری ہے
کہ رہنما کے اقوال اپنی اصلی حالت مین بلا آمیزش کمی بیشی کے قایم رہنا
یہ ترقی کا مفہوم ہے۔ اور اوس مین کمی بیشی معلوم ہونا یہ مذہب کے
تنزل کا مفہوم ہے۔ واقعی یہ نہ ہے کہ مذہب کے لئے ترقی اور تنزل

انسان کو اوسکے عیوض مین ایک عمدہ شے عنایت ہوئی جو غایت درجہ
تجربہ سے ترقی کرسکتی تھی۔ مگر کوئی مستقل سہارے کی شے اوسکے پاس
نہ تھی اور وہ مضبوط سہارا اُس مذہب سے ملا۔ یعنی انسان اگر مذہبی
احکام کا پابند رہے تو اوسکا دل ایسا قوی رہتا ہے جیسا کہ حیوان
عقل حیوانی سے ہوتا ہے۔ خصوصاً وقت مرگ مذہب ہی ایک
شے ہے جس سے کچھ سہارا ہوسکتا ہے۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے
کہ انسان باطل اور کاذب کی شناخت کیسے کرے اسکا بڑا ثبوت
مخلوق کی عقل اور تجربہ پر ہے۔ شعبدہ باز۔ ساحر۔ اور اہل تسخیر پیدا
ہوے۔ مگر وہ ہمیشہ اوسی طرحسے مانے گئے۔ اور اگر کبھی اونکی شناخت
مین دہوکا ہوا تو اونکے مرنے کے بعد قلعی کہل گئی۔
یہ کہنا کہ اختلاف مذاہب کیون ہوے اور ایک ہی مذہب دنیا
مین کیون نہوا جبکہ خالق کو انسان کی کمزوری رفع کرنا منظور تہا اسکا
جواب یہ ہے کہ تمام دنیا مین یکے بعد دیگرے تجدید مذہب کی ہوتی
رہی اور مختلف رہنما ایک وقت مین کبھی نہین ہوے۔ اصل مذہب کی
بگڑتے بگڑتے یہ مختلف شاخین ہو گئی ہین۔ اِسی سے ہی انسان کا کچھہ
نہ کچھہ سہارا ہے اور تقویت کا باعث ہے۔ اگر مذہب دنیا مین
نہوتا تو انسان کو کبھی ایسی مضبوطی دلکی نہوتی اور نہ کوئی کام قوت اور
جرات کے ساتہ کرسکتا۔
انسان کے تمدن مین کوئی جزو ایسا نہین ہے کہ باہمی لین دین۔ معاوضہ

ابتر ہو جاتا ہے۔ قومی اتحاد زائل ہو جاتا ہے۔ جسقدر فرقے مذہب مین کثرت سے ہوتے جائینگے تو عام اصول جو مختلف فرقے تسلیم کرین اوسیقدر وہ کم ہوتے جائینگے۔ اور جسقدر زمانہ گذرتا جائیگا بوجہ نزاع فرقہ اصلیت مخفی ہوتی جائیگی۔ اور بالاخر یہ نتیجہ ہوگا کہ جماعتین بڑہتی جائینگی۔ اور مذہب جماعت مین متفرق ہونے ہوتے ہر شخص دعویدار ہونے لگے گا اور بجائے اسکے کہ مذہب باعث اجتماع ہو وہ باعث افتراق ہوگا۔ اور یہی اصلی حالت تنزل کی ہر مذہب کا ایک دوسرا سبب تنزل تغیر معاشرت و تہذیب ہی جب مذہب حالت موجودہ انسان کے موافق نہین ہوتا یا یہ کہ مخالف اوس حالت کے ہوتا ہے تو اوسمین تاویل کرکے تہذیب کے موافق کیا جاتا ہے۔ اور مذہب کو تہذیب کے سانچہ مین ڈہالا جاتا ہے۔ اور اصلیت مذہب مخفی ہوتی جاتی ہے۔ اور جسقدر تہذیب مین تغیر ہوتا جاتا ہے اور مذہب اوسکے ساتہ چلتا رہتا ہے تو اصلیت مذہب بالکل معدوم ہو جاتی ہے۔

غرضکہ مذہب کو دیندار۔ اور دنیادار۔ دونون کے ہاتہ سے نقصان پہونچتا رہتا ہے اور یہ دونون باعث اوسکے تنزل کے ہوتے ہین۔ تیسرا تنزل ضعیف الاعتقادی ہی جو رفتہ رفتہ بت پرستی کے درجہ پر پہونچ جاتی ہے۔

مثل تہذیب کے یہ ممکن نہین ہے کہ مذہب کی اصلاح جماعت سے

کے الفاظ صادق نہین آتے۔ کیونکہ اصل مذہب مین گھٹانا اور
بڑہانا دونون منع ہین۔ اور گھٹانے اور بڑہانے سے تنزل کی مراد
ہوسکتی ہے۔ مگر ترقی کی حالت کسیطرح ظاہر نہین ہوسکتی۔ البتہ
بلحاظ کمی بیشی تعداد معتقدین کے عروج زوال کہا جاسکتا ہے اور
اِس خیال سے ترقی اور تنزلی بہی کہہ سکتے ہین۔ اور اِس مضمون مین
اِس ترقی اور تنزل کی تعداد سے بحث نہین ہے۔ اِس مین مذہبی
نظام سے بحث ہے۔
ایک مذہب مین فرقے کثرت سے ہونا وہ حالت ابتری مذہب
کی ہے۔ اوسے تنزل مذہب کا کہنا چاہئے۔ مختلف فرقِ مذہب
مین قائم ہونے سے اصول مذہب پریشان ہوجاتے ہین اور یہی
سبب بربادی مذہب کا ہوتا ہے۔
مذہب کے پشت و پناہ علمائے دین ہوتے ہین اور جب باہم
اصول مذہب مین متواتر اختلاف ہوے تو عوام خواہ مخواہ کسی
فرقہ کے علمائے کے مقلد ہوجاتے ہین اور رفتہ رفتہ وہی اپنے
سرگروہ کو حق پر سمجہنے لگتے ہین اور جب ایک زمانہ دراز اِس
تقلید کو ہوجاتا ہے تو وہ ایک جداگانہ جماعت ہوجاتی ہے اور
جب مختلف جماعتین ہوئین تو باہم نزاع پیدا ہوجاتی ہے اور اِس
نزاع کی اوسیطرح ترقی ہوتی ہے جیسی اور دنیاوی امور کی ہوتی ہے
اور اصلیت معاملہ کی باہمی نزاع سے مخفی ہوتی جاتی ہے اور مذہب

نمبر ۱۷

مذہب اور تہذیب کی بحث

دنیا کے بڑے بڑے مذاہب کے تین سلسلہ قرار پاے ہین
اور ان تینون سلسلون مین آخر مذہب اسلام ہے اور اس مذہب کی
حالات بہی تفصیل سے ملتے ہین - اسلیئے اسی مذہب کو بحث کے لئے مضمون
ہذا مین منتخب کیا ہے اور دنیا کے آخری تہذیب یورپین تہذیب ہے وہ
مقابلہ کے لئے اختیار کی ہے - اس تہذیب کا آغاز یورپ سے پندرہ صدی
عیسوی مین ہونا کہا جاتا ہے اور یہہ اب تک جاری ہے - یہی دونون مقابلہ
اور موازنہ کے لئے مناسب ہین - مذہب کی تعریف پہلے بہت کچہ ہوچکی ہی
یہان صرف اسقدر توضیح کرنا کافی ہے - کہ مذہب کی بنیاد صانع کائنات کا
تسلیم کرنا اور اوسپر یقین لانا ایک برگزیدہ انسان کی شہادت پر ہے
اور اسکا نقش کالحجر ہونا صنائع بدائع مخلوقات سے ہے اور اس توحید کیساتہ
جو نظام نیک و بد کا رسول نے ظاہر کیا - یہ قانون قدرت انسان کی رہنمائی
کے لئے ہے - اور یہ ناقابل ترمیم و اصلاح انسان کرہے -

اور تہذیب کی تعریف یہ ہے - کہ یہ عقلی نظام انسانی ہے جو ذیشعور
اور مہذب انسانون نے تحقیق اور تنقیح کرکے انسان کے فوائد اور معلومات
اور عمل کے لئے تجویز کیا ہے - اور اس کے حسن اور قبح پر ہمیشہ جرح قدح
ہوتی رہتی ہے - اور وہ رد و بدل ہوتا رہتا ہے -

مذہب اور تہذیب کی عملی تعریف تو اوپر مذکور ہوئی - ان مین کچہ اسرار

مذہب کی اصل وحدانیت پر ہے اور ایک ہی شخص اوسکا مصلح ہوسکتا ہے
اوسی کی ایک نگاہ سب عیوب پر جا سکتی ہے۔ وہی حسن و قبح تبلا سکتا ہے
اور یہی سبب ہے کہ بانی مذہب شخص واحد ہوتا ہے۔
تہذیب مین مختلف فرقے قائم ہونے سے نا معلوم شئے کی تحقیقات
کی راہ کھلتی ہے اور علوم کی باریکیان معلوم ہوتی ہین۔
مذہب منقول شئے ہے اوسمین مختلف فرقے قائم ہونے سے مختلف
منقول قائم ہوتے ہین اور اصلیت جاتی رہتی ہے۔
یہ اسباب اور اندازہ تو تنزل اور بربادی مذہب کا ہوا۔ مگر
ترقی کی حالت دیکھنی چاہیئے۔ مذہب کی ترقی اوسیوقت متصور
ہوگی۔ جب تک اوسکے اصول صاف اور سیدہے ہون اور مذہبی
گروہ مین باہم اتفاق اور اتحاد بڑہتا جائے۔ اور جو فرقے اوس مین
داخل ہوتے جائین وہ ایک ہوتے جائین۔ قدیم اور جدید مین کچھ بھی
امتیاز نہو۔ یہ معلوم ہو کہ سب قوم ایک خیال اور ایک راہ پر چلتی ہے
کثرت اقوام کا قبول کرنا مذہب کا یہ عین دلیل اسکی ہے کہ مذہب
قومون کی حالت کے موافق ہے اور مذہب ترقی پر ہے۔
یہ ممکن ہے کہ نئی قوم کے مذہب مین ہنوز وہ اسباب تنزل نہ پیدا
ہوے ہون جو قدیم مذہب مین تھے۔ غرضکہ مذہب پر بلحاظ تعداد
کے ترقی کا لفظ صادق آتا ہے ورنہ نہین۔

معمہ تہذیب غیر مرئی

(۱) حرکت۔

(۲) طاقت۔

(۳) قدرت یا فطرت۔

(۴) قوت جاذبہ۔

صنعت و حقیقت اشیاء کی توضیح کے لئے یہ نام رکھے گئے ہین۔ یہہ حس و ادراک مین نہین آتی۔ تہذیب کے معمے جو نظر آتے ہین۔ مگر محدود نہین ہو سکتے وہ یہہ ہین۔

معمہ تہذیب مرئی

(۱) جگہہ۔

(۲) وقت۔

(۳) شمار کثرات و احاد۔

یہہ دونون قسم کے [illegible] فلسفہ کائنات مین ہین نہ مذہب کے اسرار کی حقیقت کھلتی ہی ورنہ تہذیب کے معمو [illegible] صحت و ماہیت دریافت ہوتی ہی۔ علاوہ ازین مذہب اور تہذیب کا [illegible] عام فہم ہے۔ ان کا مخرج جدا ہے۔ اور ان کی صداقت کی معیار بہی الگ ہے۔ مذہب کا مخرج رہنما یا رسول ہے۔ اور رسول اپنے علم کا حصول [illegible] فیضان قدرت کاملہ ظاہر کرتا ہے۔ اور اس فیضان کا مذہبی نام الہام ہے۔ رسول کے الہام یا قول کی صحت رسول کے اطوار اور تاثیر کلام پر منحصر ہے۔ تہذیب کا مخرج حس و ادراک انسان ہے اور وہ بغیر

روحانی نظام مذہب کے اور تہذیب کے معمے بھی ہین۔ جن کی کیفیت و ابتدا و انتہا مفصل کچھ نہین معلوم ہوتی۔ صرف نام ہی نام تنبیہہ و ترغیب ا و بنیاد علوم کی لئے ظاہر ہوتی ہین۔

مذہب کی بنیاد ایک قدرت کاملہ پر ہے۔ جس کی ہستی کا ثبوت رہنمایان مذاہب کی شہادت اور صنائع بدائع مخلوقات پر ہے۔ اور اسی قدرت کاملہ کی یہ روحانی اسرار ہین جو یہان درج کئے جاتے ہین۔ ان کی حقیقت انسان کی حس و ادراک مین نہین آتی۔

اسرار مذہب

(۱) مبدا۔ معاد۔

(۲) دوزخ۔ بہشت۔

(۳) ملائکہ۔

(۴) شیطان۔

(۵) صور۔

(۶) پل صراط۔

(۷) روح۔

(۸) روز الست۔ لوح محفوظ۔

تہذیب کے معمے بھی اس قسم کے ہین۔ کہ انسان اُن کی حقیقت کچھ نہین سمجھ سکتا۔ انسان نے معذور ہوکر اُن کی فرضی نام رکھہ لئے ہین۔ اور ان موہوم معمون پر فلسفہ کی بنیاد قائم کی ہے۔

جانچ کے لئے اُس کی سوانح عمری بغور پڑہو - اور یہہ اندازہ کرو کہ ابتدا سے انتہا تک اُسکا مدعا زندگی اشاعت مذہب تہا یا نہین - اور اِسکی اشاعت مین کچہہ تکلیفین اٹہانا پڑین - اور دنیاوی فائدون سے دست کشی کی - اور اُن تکالیف کی وجہہ سے اپنے مدعا مین تزلزل ہوا یا نہین - اور اُس کی اخلاقی حالت کیسی تہی -

نظام پیش کردہ رسول کو دیگر موجودہ نظام مذہبی اُسوقت سے مقابلہ کرو - اور اس کے حسن و قبح کا فیصلہ کرو - نظام عقلی سے اُس نظام کے اخلاق معاشرت کا مقابلہ کرو - اور بعدہ انجام اور نتیجہ پر غور کرو کہ اصلاح ہوئی - اور کیسے ہوئی -

اب اس امر پر لحاظ کرنا چاہیئے - کہ ہر شے جو حس و ادراک کے ذریعہ سے نہ پہونچی - وہ انسان کے عمل کے قابل نہین - باوصف اسکے کہ رسول بہی قابل اعتبار ہو اور نظام بہی مصنوعی ظاہر نہو - اور جانچ مین بہی پورا اُترے اور اسکا نتیجہ بہی اچہا ثابت ہوا ہو - اور تہذیب مین جو معے ہین اور حس ادراک سے باہر ہین - اونکو تسلیم کیا جائے - اور ان پر تحقیقات کی بنیاد قائم کی جائے اس گروہ کے تعصب پر غور کرو - کہ ہر اشیا کی فطرت یا قدرت کو جو محسوس نہین ہوتی - اور نہ ادراک مین آتی ہے - اوسے تو قبول کرین - مگر فطرت مذہب جو انسان کی زبان سے نکلے - اور وہ انسان صاحب حس و ادراک ہو اوسے نہ قبول کرین - حیرت ہے - کہ ساکت فطرت تسلیم ہو - اور بولتی ہوئی فطرت تسلیم نہو - اصل سبب اس ہٹ دہرمی کا یہ ہے - کہ فطرت کی جگہہ اگر خدائی مذہب

متواتر اعانت تجربہ اور تحقیقات اپنے ماتقدم کے کسی امر کی صحت کا فیصلہ نہین کر سکتا اور یہ فیصلہ بہی آیندہ دیگر ذیشعور تجربہ اور تحقیقات کا محتاج رہتا ہے۔ اور اسکا سلسلہ کبہی بند نہین ہوتا۔ اور ہمیشہ انسان کے لئے کہلا رہتا ہے۔ تاکہ انسان ترقی کرتا رہے۔

اہل مذہب کے نزدیک نظام الہامی۔ نظام عقلی۔ دونون عطیہ آلہی ہین اور دونون قابل قدر کے ہین۔ اور انہین دو عطیون کی وجہ سے انسان کو تمام مخلوقات پر شرف حاصل ہے۔

اہل تہذیب کا ایک خاص فرقہ الہامی نظام کا قائل نہین۔ اُن کا اعتراض یہ ہے کہ یہ نظام حس وادراک سے باہر ہے۔ اس لئے عقلاً قبول نہین کر سکتے معے نمبرا حس وادراک سے باہر ہین۔ مگر ضرورتاً اُن کو قائم کر لیا ہے مذہب ایک خاص نظام انسانی ہے۔ اس کے انکشاف کی شرح کیون نہین کیجاتی۔ یہ انسانی نظام جو انسان کے سامنے پیش ہوتا ہے۔ اس کو انسان پیش کرتا ہے۔ اسکے پیش کرنے والے کو حس و ادراک سے جانچئے۔ اور نفس نظام کے عمل اور تاثیر کا بہی حس وادراک سے وزن کیجئے۔ اور نتیجہ پر غور کیجئے۔ کہ کیا ہوا۔

ہر شاہد کی صداقت دو امر پر منحصر ہے۔ ایک یہ کہ شاہد معتبر ہو۔ دوسرے یہ کہ شہادت کے طرز سے صداقت پائی جائے۔ اسی پر اہل تہذیب کا برابر عمل درآمد ہے۔ مگر مذہب کے معاملہ مین اسپر عمل نہین کیا جاتا۔

رسول۔ اور نظام پیش کردہ رسول کو مثل امور عقلی کے جانچنا چاہئے۔ رسول کی

بے قید عیاشی کا یہی علاج تھا۔ کہ تعدد ازدواج جائز کیا جای۔ اور اُسکی حد معین کردی جائے۔ یونائیٹیڈ اسٹیٹ امریکہ مین ایک فرقہ عیسائیون کا ہی جنہون نے مذہباً تعدد ازدواج جائز رکھا۔ اور یہہ ثابت ہوتا ہے کہ اسکے جواز سے اس گروہ سے عیاشی جاتی رہی۔ مہذب یورپ کو دیکھو جہان ایک بیوی ہے۔ وہان کس درجہ عیاشی پہیلی ہوئی ہے۔

طلاق۔ یہ ایک انسانی ضرورت سے گہر کی خرابی رفع کرنے کے لئے مجبوراً جائز رکھی گئی۔ عیسائی اقوام جن مین طلاق جائز نہین۔ وہان علیحدگی شوہر اور زوجہ کی ہوجاتی ہے۔ اور دونون بار ثانی نکاح کرنے سے ممنوع ہوجاتی ہین ظاہر ہے۔ کہ شوہر و زوجہ یا بے انتہا اپنی خواہش نفسانی کا ضبط کرین گے۔ اور گہر کی آسائش کو خیرباد کہین گے۔ یا دونون عیاشی مین مبتلا ہونگے۔

غلامی۔ اِسکا الزام تہذیب یورپ اسلام پر نہین لگا سکتی۔ امریکہ کی غلامی چار سو برس تک اس بیدردی سے جاری رہی۔ کہ باربرداری کا جانور انسان بن گیا تہا۔ بتیس ۳۲ برس ہوئے۔ کہ اُسکی روک ہوئی ہے۔ اُسوقت ایک کروڑ بیس لاکہ حبشی غلام امریکہ مین تہے۔ مسلمانون کے غلام بالعموم جنگ کے قیدی ہوتے تھے۔ اور اس قسم کے قیدی جنگ اب تک تہذیب یورپ نے جائز رکہی ہین بانئے مذہب نے ذاتی حقوق غلامون کو دئے۔ اور ہمیشہ غلامون کو آزاد کیا کرتے تھے۔ اور مسلمان غلام کے ساتہ مساوات کا برتاؤ ہوتا تہا۔

امر دوم۔ الہام یا وحی ایک وجدانی کیفیت ہے۔ جسکو انسان خود پیدا نہین کرسکتا۔ بلکہ از خود پیدا ہوتی ہے۔ جس طرح خواب مین انسان سمجھتا ہے

داخل ہوگیا - تو وہ سب پر محیط ہوجائے گا - اور تہذیب کی راہ بند ہوجائیگی

اب خاص اعتراضات اس گروہ کے جو مذہبی نظام پر ہین - وہ سنئے - پہلا

اعتراض آخر مذہب وحدانیت کے نظام پر ہے اور باقی عام ہین -

(۱) تعدد ازواج - طلاق - غلامی - نے نوع انسان کے مساوات مثلاً

اور اخلاق کو خراب کیا -

(۲) الہام - اور الہامی تذکرے محض واہمہ اور تخیل ہین - عقلاً انکی صحت

ثابت نہین - علاوہ اس کے علمی تحقیقات سے اکثر الہامی تذکرے غلط ثابت

(۳) چونکہ مذہبی نظام عقل اور تجربہ سے اصلاح اور ترمیم کے قابل نہ

اور ابتداً مذہبی تعلیم ہونے سے وہ اقوال نوعمرون کے ذہن مین جاگزین

ہوجاتے ہین - اسلئے ان کی جانچ کرنے کی آیندہ سعی نہین ہوتی - اور ترقی

کی راہ مسدود ہوجاتی ہے -

(۴) مذہب اپنے منقول قانون سے انسان کو قیدی بنا دیتا ہے - اور

عقل کو کند کردیتا ہے -

(۵) مذہب خدا پرستی خونریزی -

مذہب کے غازی قیمتی جانین بلا وجہہ ضائع کرتے ہین -

امر اول - عرب مین فحش اور زنا کا ایسا رواج ہوگیا تہا - کہ جلسون مین

بیٹھکر فخریہ اسکا ذکر کرتے تھے - روم مین زوجہ کی پابندی بالکل نرہی تہی اور

اپنے آشناؤن کو عام جلسون مین لئے پہرتے تھے - ایران مین نکاح کیلئے

کوئی حد رشتہ کی معین نہ تہی - اور نہ تعداد معین تہی جسقدر چاہتے عورتین رکہتے

وارد شدہ ہشتم - انچہ با وے گفتہ بے واسطہ و بے حجاب در شب معراج
اس وحی کی حالت کو بعض اہل تہذیب دماغی عارضہ بتلاتے ہین مگر دیگر ہمشکل
روحانی اسرارون کو مرض نہین بتلاتے - اونکی صحت کے قائل ہین -
روحانی کیفیتون کا ثبوت مسمریزم کے عمل سے ظاہر ہے کہ معمول کی روح
عامل کی روح کے تابع ہوجاتی ہے - اور معمول کا حس و ادراک معطل ہوجاتا ہے
معمول کی روح مثل کل کے عامل کے ہاتھ مین کام کرتی ہے - یہہ ایک بدیہی
ثبوت روح کے کرشمون کا ہے - مسمریزم اور وحی مین یہ فرق ہے کہ اول الذکر
انسانی روحون کا باہمی اتصال ہے -
اور وحی روح کائنات کا فیضان ہے - اور اُسوقت انسانی روح کائنات
کی روح سے خاصکر واصل ہوتی ہے - اور جو کچہ تذکرہ اس حالت کا ہے
وہ قدرتی ہے - انسان کی قوت واہمہ اور تخیل کو اسمین دخل نہین - وہ
اسوقت بیکار محض ہوتے ہین - یہہ اعتراض کہ الہامی واقعے علمی تحقیقات سے
غلط ثابت ہوستے جاتے ہین - یہہ اُسوقت قابل لحاظ ہو کہ جب حس و ادراک
کی تحقیقات کامل متصور ہو - اور مثل مذہب کے ناقابل ترمیم و اصلاح جرح
قدح کے ہوجائے - اور یہ امر علم کی حقیقت کے خلاف ہے - علم مین جہانتک
تجربہ اور انکشافات مزید ہوتے جاوینگے - اور ترمیم اور اصلاح ہوتی
رہیگی - وہ ترقی کرتا رہے گا -
ایسی بڑہنے اور گھٹنے والی شئے الہامی واقعہ کو غلط ثابت نہین کرسکتی
جبکہ یورپین علوم کی تحقیقات کی رفتار ایسی تیز ہے کہ ہر دس برس مین

کہ مین باتین سنتا ہون - ویسے اسوقت بھی مخاطب شکل سی سنتا ہی اور اوسکو یاد رکھتا ہے -

مصنف روضۃ الاحباب وحی کی صورت اس طرح بیان کرتا ہے بدانکہ نزول وحی بران حضرت بر چہار نو بود یکے از خوابہا راست - چنانچہ گذشت و در حدیث از عایشہ رضی اللہ عنہا - کہ اول ما بدی بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من الوحی الرویا الصالحۃ وفی الرویۃ الصادقۃ - دوم آنکہ جبرئیل در دل آنحضرت القامیکرد - بے آنکہ ویرا بہ بیند - چنانچہ آیۃ کریمہ نزل بہ الروح الامین علی قلبک لتکون من المنذرین - دلالت بر آن میکند و حدیث صحیح ان روح القدس نفث فی روح ان من تموت نفس حتی تستکمل رزقہا فالقوا اللہ واجملوا فی الطلب مقتضی آنست - سیوم آنکہ جبریل بران حضرت بصورت مردی متمثل میشد و وحی بروے میخواند و گویند - بیشتر بصورت وحیہ کلبی بود - وگاہ گاہ بعضے از صحابہ وے را میدیدہ اند - چہارم آنکہ وحی بران سرور فرو دمے آمد - در مثل آواز درائی و ان صورت اشد صور وحی بود بروے - چنانچہ اگر درین حالت بر شتر سوار بودی ہر دو دست شتر خم گشتی واگر تکیہ بر ران یارے داشتے خوف شکستن ران وے بودی و در روز سرمای عرق از جبین مبین روان شدے - پنجم آنکہ جبریل را بر صورت اصل خود بے آنکہ متمثل بصورتے دیگر شود - بدیدے و وحی بروے خواندی ششم آنکہ انچہ بروے نازل شدہ بالائے آسمان در شب معراج - ہفتم انچہ حضرت حق تعالی بے واسطہ ملک باوے تکلم فرمود از ورائے حجاب چنانچہ در احادیث معراج

باقی نظام مذہب ایک قانون معاشرت انسانی ہے۔ اس مین نیک کام
کی ہدایت اور بد کی ممانعت ہے۔ جن کے مذہبی نام اوامر نواہی ہین اور
جن سے عادت کی اصلاح ہوتی ہے اور باہمی میل جول مین فائدہ پہونچتا ہی
علم اور فلسفہ سے کلام الٓہی مین بحث نہین کی گئی۔ صنعت اور حکمت ظاہری
کائنات کی جا بجا مذکور ہے۔ علم۔ فلسفہ انسان کی عقل۔ تجربہ۔ اور غور
فکر کا کام تہا۔ وہ قدرت نے اُسی پر چہوڑ دیا۔ معاشرت کی بالفعل ضرورت
تہی۔ اس لئے اسکے نیک و بد کی ضروری صورتین ظاہر کر دی گئین اور
نوعمرون کو اُسکی تعلیم دینا نیک عادات سکہلانا ہے۔ اِس سے آیندہ زندگی
مین انکو مدد ملتی ہے۔

معاشرت کا قانون الہامی غیر متبدل ہونا اسوجہ سے ضرور ہے۔ کہ
اُس سے حیوان انسان کا امتیاز رہے۔ اور انسان پہلے سے ٹہوکرین
کہائے اور تجربہ کی تکلیف سے بچ جائے۔

علم۔ فن۔ صنعت۔ حرفت۔ تجارت۔ زراعت۔ ملازمت کی بےروک
ٹوک راہ کہلی ہوئی ہے۔ اُسمین مذہب کی صرف اسقدر ہدایت ہے۔
کہ کسبِ حلال کرو۔ یعنی خلاف اخلاق کوئی فعل نہ کرو۔

یہ بہی کہا جاتا ہے۔ کہ ملک اور موسم کی وجہ سے معاشرت مین اختلاف
ہو جاتا ہے۔ تمام دنیا کے لئے ایک قانون بنانا قدرتی اسباب کا درہم برہم
کرنا اور انسان کو ایک شکنجہ مین کہنچکر بیکار کر دینا ہے۔ وحشی۔ نیم وحشی مہذب
کے لئے کبہی ایک قانون معاشرت کار آمد نہین ہو سکتا۔ اسپر غور کرنا چاہئے

ایسا انقلاب ہو جاتا ہے - کہ اگر ایک طالبعلم دس برس کا وقفہ دیکر پھر
اس علم کو شروع کرے - تو اُسکو پُرانے اور نئے مین عظیم فرق معلوم ہوگا
تو ایسے علوم کی بنیاد پر مذہب کو باطل قرار دینا نازیبا ہے. جب تک مذہب
مین ایسے محقق پیدا ہون جیسے کہ علوم مین ہین اُسوقت تک مذہب کی اصلی حالت نہ ظاہر ہوگی
انگریزی ترجمہ مذاہب سے بہت کم نفع پہونچتا ہے محققون کو چاہئے کہ جسطرح اپنے مذاق کے
علم و فن مین جانفشانی کرتے ہین اسیطرح مذہب کے اجزا تقسیم کر کے ہر جزو کا ایک محقق بنے
اسوقت محقق مذہب کی رائے قابل لحاظ ہوگی - پچھلی صدی مین ایک
نامور محقق مسٹر میکس میولر ہوئے ہین - مگر وہ عام مذہب کے محقق تھے -
کسی خاص حصہ مذہب کے محقق نہ تھے - ہنوز مذہب کی تجزی نہین ہوئی اور ایک فنے
(یعنی اسپیلسٹ) نظر نہین آتی - اس لئے مذہبی تحقیقات ہنوز ناتمام ہے -
تاہم تہذیب یورپ کا خیال ادہر رجوع ہوا ہے - اور امید ہے کہ آیندہ
سنجیدگی سے مذہب کی جانچ ہوگی -

تہذیب یورپ کے محققین کا ایک خاص احسان مذہب پر ہے کہ انیسوین ۱۹
صدی سے قبل اکثر عیسای مورخ دوسرے رہنماؤن کو بُری نام سے خطاب
کیا کرتے تھے وہ اب اس گروہ نے متروک کر دیا - اور جرح قدح بھی مگر وہ
طریقہ سے نہین ہوتی - اور جب ایک گروہ مذہب کے محققین کا پیدا ہو جائیگا
تو مذہب کی اصلی حالت اُنپر روشن ہو جائیگی - اسوقت تہذیب اور
مذہب کا ٹھیک موازنہ ہو سکیگا -

امر سوم - سوائے اسرار حقیقت اور عبادات کے جو محض روحانی ہین

(۴) انتقام-

(۵) غیبت

(۶) - استہزا-

(۷) - طمع -

(۸) - اصراف

(۹) - عیاشی

(۱۰) بے اعتباری-

(۱۱) - بدگمانی -

(۱۲) - بخل-

یہہ نہایت قابل ملامت ہین-

(۱) نیک نیتی-

(۲) فیاضی -

(۳) حیا-

(۴) تحمل-

(۵) صبر-

(۶) بردباری-

(۷) کفایت شعاری-

(۸) سچائی -

(۹) راست بازی-

کہ مذہب وحدانیت ہر قسم کے ملک گرم و سرد اور ہر قسم کے اقوام مین
پہیلا - اور اس تغیر معاشرت کو بخوشی سب قومون نے قبول کیا تو یہ علانیہ
ثبوت اس امر کا ہے - کہ یہ مذہب مناسب حال اقوام تہا - اس تغیر معاشرت
نے وہ زہریلا اثر پیدا نہین کیا - جو تہذیب یورپ نے امریکہ کی وحشی اقوام
مین تباہی پہیلائی - عیسائی تہذیب اشاعت اولے اسلام پر تو یہ الزام
لگاتی ہے - کہ بزور شمشیر اشاعت ہوئی - مگر اب چین - اور افریقہ مین جو
اسلام پہیلتا جاتا ہے - اور نئے عیسائی اُن ممالک کے اسلام قبول کرتے
جاتے ہین - تو اس سے کیا نفس اسلام کی خوبی ظاہر نہین ہوتی اور کیا
اس سے یہ ظاہر نہین ہوتا - کہ اسلام سب قسم کی معاشرت کی مناسب حال ہے
انیسوین صدی کی اشاعت اسلام انگلینڈ - اور امریکہ سے یہ ثابت ہوتا ہے
کہ اسلام سب درجہ کے اقوام کے مناسب حال ہے - اور یہی رای غیر متعصب
تہذیب یافتہ لوگون کی ہے -

سب سے زیادہ یہ اعتراض ہے - کہ اسلام نے معاشرت کے قاعدہ
غیر متبدل کیون بنائے - اب ان غیر متبدل قانون کے اثر اور عملدرآمد کی کیفیت
ایک تہذیب یافتہ کی زبان سے سنئے - چیمبرس انسائکلوپیڈیا مین ایک مضمون نگار
نے قرآن کے علم اخلاق کی بابتہ یہ لکہا ہے -

(۱) - ناانصافی -

(۲) - کذب -

(۳) - غرور -

ترقی تہذیب کے مذہب کی وجہہ سے ہوئی۔ اس سے صاف عیان ہی
کہ مذہب وحدانیت ترقی کے لئے موزون ہے۔ مذہب واحدنیت عقل
کو اگر کند کرتا تو عباسیہ بغداد۔ بنی امیہ اندلس فاطمیہ مصر مغلیہ ہند کے
زمانہ مین ترقی علوم کیسے ہوتی۔ چنگیز خانی نسل نے اسلامی شہر وسط ایشیا
ایسے تباہ اور برباد کردیئے تھے۔ کہ کسی وبائی مرض یا خونخوار جنگ سے بہی نہوتی
یہہ سیلاب بلا کا تہا۔ کہ جو سامنے پڑا اوسکو بہالے گیا۔ اسی خونخوار قوم مین
جب اسلام آیا۔ تو کیسی شان وشوکت کی سلطنتین ہند وایران مین قائم
کین۔ اور اسی قوم کی ایک گروہ نے جاکر اپنا دار السلطنت یورپ مین بنایا
اور یہ ترکی سلطنت کئی صدی تک ایسی باجاہ وجلال رہی۔ کہ تمام یورپ اس سے
سر بر نہو سکتا تہا۔ اگر اسلام ترقی کا مانع ہوتا تو عربی۔ تاتاری۔ ترکی مغلیہ
سلطنتین دنیا کی حکمران کیسی ہوتین۔ یورپ۔ افریقہ۔ ایشیا مین جب
مذہب اسلام اور اسلامی تہذیب پھیل گئی۔ تو عیسائی یورپ نے متحد ہوکر
اسلام پر جہاد شروع کیا۔ اس جہاد مین پس پا ہونے سے یورپ کی آنکھین
کہلین۔ اور اسلامی تہذیب کی افضلیت قبول کی۔ اور اسی زمانہ سے تہذیب
یورپ کا آغاز ہوا۔ اور غیر آباد اور نئے ممالک دریافت کئے۔

اسلام کسی طرح ترقی تہذیب کا مانع نہین ہے۔ اب زوال مذہب سے
اسلام ضعیف ہوا۔ اور تہذیب کی ترقی بہی رکی۔ اسوقت ہر نئی بات کے
آغاز کرنے سے جہجکتا ہے۔ کیونکہ پہلی سی اوالعزمی اور ہمت باقی نہین رہی
اور برقی تار مذہب کا سرد ہو گیا۔

(۱۰) - ادب

(۱۱) صلح -

(۱۲) - سچی محبت -

اور ان سب سے پہلے خدا پر ایمان لانا - اور اوسکی مرضی پر توکل کرنا
سچی ایمانداری کا رکن ہے - (یہہ مضمون خطبات احمدیہ مین درج ہی) -
اس قسم کے امور مین اگر غیر متبدل قانون نہ قائم کیا جاتا اور کثرت رای پر
فیصلہ رکھا جاتا تو ظریف - اور عیاش - اور مصرف اخلاق رزیلہ کو اپنی حق مین
ووٹ حاصل کرکے داخل اخلاق حسنہ کرا لیتے - اور صبر تحمل کو بزدلی کا
شعار قرار دیکر اور کفایت شعاری کو بخل تصور کرکے داخل اخلاق رزیلہ
کرا دیتے - اور اسیطرح روز تبدیلیان اخلاق حسنہ اخلاق رزیلہ کی
ہوتی رہتین - کیونکہ ذراسی تبدیلی سے ایک قسم کا اخلاق تبدیل ہوجاتا ہے
اور اصلی وصف زائل ہوجاتا ہے - مشاغل مین قماربازی - شراب مین شراب خواری
اور عام مسکرات - افتخار جاہلیت مین - دختر کشی کا امتناع کیا تو کیا ان
افعال قبیحہ کی اسوقت یا آیندہ کسی وقت مین جواز کی صورت نکل سکتی ہی
البتہ کثرت رائے پر فیصلہ رکھا جاتا - تو قماربازون شراب خوارون کی لئے
ضرور کثرت رائے ہوتی - اور یہہ سب امور جائز قرار پاتے - جیسا کہ اب
تہذیب نے جائز کر رکھا ہے - مذہب کی ہدایتین اصول موضوعہ قدرت کی
ہین - اُن کی دوسری صورت ممکن نہین -

امر چہارم - ہندوستان - بخارا - ایران - مصر - اندلس - عراق مین جو

اصل سبب اس مخالفت کا یہ ہے۔کہ مذہب نے ابتدا سے تہذیب کو اپنے سایہ مین قید رکھا۔ اور جداگانہ نشو و نما ہونے سے روکا۔ اور مذہبی فروغ مین تہذیب ہمیشہ دبی رہی۔کبھی یہہ ثابت ہونے نہ دیا۔کہ سواے مذہب کے کوی دوسری شے انسانی نظام مین ہے۔جو قابل التفات ہو۔اب مذہب کی قید سے جو تہذیب چھوٹی تو اس نے اپنا نظام جداگانہ قائم کرکے دنیا کو یہہ ثابت کردیا کہ بغیر مذہب کے دنیا مین بسر کر سکتے ہین۔

اس قسم کی بحثون سے تمام مذاہب دنیا مین ہلچل پیدا ہوگئی اور بجاے اسکے کہ مذہب اور تہذیب کی حقیقت کی جانچ کی جاتی۔ اور باہمی فرق دریافت کیا جاتا۔ مذاہب کی ترمیم اور اصلاح شروع کردی گئی۔ اس اصلاح کا یورپ سے آغاز ہوا۔ اور پروٹسٹنٹ مذہب قطع برید کرکے تہذیب کو پیش نظر رکھکر بنایا گیا۔ جہان جہان یورپین تہذیب پھیلتی گئی۔ مذاہب زیر مشق ہوتی گئی ہندوستان مین بھی صدی گذشتہ سے ہندو مذہب کی اصلاح شروع ہوگئی اور ریفارمر بننے لگے۔

کیشب چندر سین نے بنگال مین برہم سماج مذہب قائم کیا اور دیانند سرستی نے شمالی ممالک مین آریہ سماج کی بنیاد ڈالی۔

مسلمانون مین بھی دیکھا دیکھی تحریک پیدا ہوئی۔ مذہب کی کمزوریون پر نظر ڈالی گئی۔ اس خیال کے لوگون کو پرانے تعلیم یافتہ نیچری کہنے لگے اور سرسید کو پیشرو سمجھنے لگے۔

واقعی سرسید کسی نئے خیال کے موجد نہ تھے۔ وہ اس جستجو مین تھے کہ بلحاظ

امر پنجم - الزام خونریزی جو مذہب وحدانیت پر لگایا جاتا ہے - یہ اعتراض بغیر کسی حجت اور دلیل کے ہے - محض جنگ ہونے کا تذکرہ سنکر یہ رائے قائم کر لی گئی ہے - کہ خونریزی ہوئی - کوئی ایسی خونریزی ثابت نہین کیجاتی ہے کہ غیر معمولی ہو - جبکہ یہ ثابت ہے - کہ بانئے اسلام نے تیرہ برس حالت قیام مکہ مین مذہب کا اظہار کیا - اسوقت کیسے کیسے آزار بانی اسلام کو پہونچائے اور مسلمان جہان سے تنگ آکر غیر ملکون کو چلے گئے - اور وہان بہی ان کا پیچہا نہ چہوڑا - لاچار ہوکر اور سازشون سے عاجز آکر ہتیار اٹہائے - اُسکو ناحق پسند خونریزی سے منسوب کرتے ہین - اس خونریزی کا زمانہ گیارہ برس قیام مدینہ اور تیس برس زمانہ خلافت کی طرف منسوب کیا جاسکتا ہے اسکی بابت نمبر ۱۰ شیوع اسلام - اور شیوع تہذیب یورپ مین پوری بحث کیجائیگی

مذہب اور تہذیب کے بارہ مین سوائے رفع ان اعتراضات کے اور باتین بہی ہین - جو قابل غور ہین -

۱ - مذہب اور تہذیب کے باہمی تعلقات کیسے رہے -

۲ - آیا موجودہ حالت تطبیق مذہب اور تہذیب سے فائدہ پہونچ سکتا ہے

۳ - آیا یہ کہ مذہب - تہذیب جداگانہ نظام کی حیثیت سے چلسکتے ہین مذہب اور تہذیب کے باہم اسوقت رقابت کرنے کا درجہ باقی نہین رہا - بلکہ مذہب اب بالکل مغلوب ہوگیا - اور کہین پناہ کی جگہہ نہین رہی - مذہب نے نئے نئے بہیس بدلے کہ کسی طرح تہذیب مین مل جلکر جان بچ جائے - مگر کسی صورت سے تہذیب کا رنگ نہ چڑہا اور تہذیب نے اپنی جماعت سے الگ نکالکر پہینکدیا

ہو سکتی ہے - ان پانچون مین خالص مذہب صاف طور سے الگ ہے
اور عقلی جزو مذہب بالکل علیحدہ ہے -
اوّل قرآن - یہہ خالص مذہب ہے - اسمین کمی بیشی اصلاح ممتنع ہے باقی
علم القرآن وہ عقلی منصوبہ اور اقوال ہین - جو بحث مین آ سکتے ہین -
دویم حدیث - وہ حکم رسول ہے - اور اسکی پابندی واجب ہے - باقی
علوم حدیث انکی ترمیم اور اصلاح ہو سکتی ہے -
سویم فقہ - اس کی پابندی اول اور دوم درجہ کی نہین ہے - مگر جب تک
علما اس کی اصلاح نہ کرین - یہہ اسلامی قاعدہ ٹوٹ نہین سکتا - تاہم اسکو
ناقابل اصلاح اور ترمیم نہین کہہ سکتے -
چہارم علوم فنون علم کلام - یہہ ہمیشہ تحقیقات اور تجربہ سے گھٹتے بڑھتے
رہتے ہین - جسقدر عقلی حصہ اسلامی تہذیب مین ہے - وہ صاف کھلا ہوا ہے
عالم ماہر فن اسمین بحث کر سکتا ہے - باقی نمبر ۱ - ۲ کا پہلا جزو یہہ ناقابل
ترمیم ہے - اسپر بحث ممتنع ہے -
پنجم - تصوف - یہہ عوام کے لئے نہین ہے - یہہ خواص کے مسلمہ اصول
ہین - یہہ بحث طلب نہین ہین - مگر یہہ بھی ناقابل ترمیم قرار نہین دئے
جا سکتے - یوروپین تہذیب اب سو برس سی اسلامی ممالک مین پھیلتی
جاتی ہے - اِسنے رفتہ رفتہ اپنا اثر یہہ پیدا کیا کہ بہت سے مذہبی مسئلہ
جو محض اسرار تھے - اونپر بحث مباحثہ شروع ہوگیا اور انکی تاویلین
ہونے لگین - اور ما بین مذہب اور علوم کی تطبیق ہونے لگی یہہ طریقہ

ترقی تعلیم کے کوئی نیا فلسفہ بنایا جائے۔ جس سے مذہب اسلام کی عقلی مضبوطی
ہو جائے۔ اور اہل اسلام لامذہب اور ملحد ہونے سے بچ جائین۔ اور انکا
خیال تھا۔ کہ جسطرح دوسری صدی ہجری مین یونانی تہذیب کے ترجمون نے
مذہب اسلام مین لغزش پیدا کر دی تہی اور علم کلام نے اسکو سنبھالا تھا اسیطرح
یورپین تہذیب کے مقابلہ کے لئے کوئی علمی ہتیار تیار کیا جائے مگر کوئی کامیابی
نہوئی دنیا کے جملہ پرانے مذاہب کی اصلی حالت بوجہہ امتداد زمانہ کے تاریکی مین
ہے۔ اور ہر مذہب مین فرقے اور شاخین کثرت سے ہوگئی ہین۔ اس لئے
اور بہی مشکلات اصلیت دریافت کرنے مین ہوگئی ہین۔ اسلام گو اس نقص سے
مبرا نہین ہے۔ مگر اسلام مین ابتدا سے مذہب اور تہذیب کی حدبندی
ہوتی رہی۔ اور ایک کو دوسرے مین خلط ملط نہونے دیا۔ اسلئے اسکی کیا ضرورت ہے
کہ تہذیب سے مذہب کو جانچا جائے۔ اور اصلاح کے لئے قلم اوٹھایا جائے۔

اسلامی تہذیب کے اجزا یہ ہین۔

۱۔ قرآن۔ اور علوم القرآن۔

۲۔ حدیث۔ اور علوم حدیث۔

۳۔ فقہ۔ اور علوم فقہ۔

۴۔ فلسفہ علوم فنون۔ علم کلام۔

۵۔ تصوف۔ اور اُسکے قواعد۔

ہر جزو کے دو حصہ ہین۔ ایک اصل دوسرے تاریخی حالات اور دیگر مباحث
جسکو مین نے علوم کے نام سے بیان کیا ہے۔ اور جس کی ترمیم اور اصلاح

دوری مٹادی۔ قطب شمالی کی قدرتی مزاحمتون کو انسان نے فروکرکے
وہان اپنا جھنڈا نصب کردیا بجلی سے ادنے خدمتگار اور پیام رسانی کا کام لیا جاتا ہے
آواز کو قیدی بنایا۔ اور اپنی خوشی کا جلیس کیا۔ ہوائی جہاز۔ غبارہ تارون تک
پہونچنے کا قصد کر رہے ہین۔ اور قریب ہے کہ چاند کی نہرین اور پہاڑون کا
علم طبیعات نیا قائم ہو۔ اور وہان کے باشندون سے سلسلہ مراسلت اور
ملاقات کا نکل آئے۔ یہ سب کرشمہ حس اور ادراک کے ہین۔ دنیا کے مظاہر کو
خوب روشن کیا۔ مگر حقیقت ہنوز سربستہ راز ہے۔

یہہ کچھہ نہین کہلتا۔ کہ اس انسانی ترقی تمدن کا حقیقت پر کیا اثر پڑتا ہے
جنگلون کے معدوم ہونے سے بارش کی کمی ہوئی۔ اور زراعت کی کثرت سے
قوت نامیہ اراضی مین فرق آیا۔ نہین معلوم کہ لوہے۔ کوئلہ کے کھودنے اور
سطح زمین پر پھیلانے کا کیا اثر طبقات الارض پر ہو۔ بجلی۔ بھاپ کے سبب سے
نہین معلوم کہ کیا انقلاب نظام عالم مین ہو۔ ان قدرتی اشیاء کا اپنے مرکز سے
ہٹا دینا ضرور کوئی تغیر عظیم پیدا کریگا۔

تہذیب حال مین معاشرت کی ضرورتین بے انتہا ہوگئین۔ صرف دولتمند
اس سے منتفع ہو سکتے ہین۔ غربا کو سادہ زندگی بسر کرنا مشکل ہی۔ تجار آسودہ
سلطنتین مقروض۔ جنگی سامان ایسا بیش قیمت ہوگیا ہی۔ کہ سلطنتون سے بار
نہین اوٹھہ سکتا۔

تہذیب پیچہین آگے بڑہنے والی شے ہے۔ مذہب مین ایک استقلال اور
مضبوطی ہے۔ یہہ اہل یورپ کی غلطی تہی۔ کہ مذہب۔ تہذیب کو آپس مین لڑایا

مذہب کے لئے نہایت خطرناک ہے - مذہب کے بہت تھوڑے حصہ مین
تہذیب سے مطابقت ہوسکتی ہے - اور اس قلیل مطابقت سے تمام نظام
مذہب کی تصدیق مسلم نہین ہوسکتی - اور غیر مصدق حصہ مشکوک ہوجائیگا -
اور معتقدات مین خلل پیدا ہوجائیگا - اور مذہب مین زوال کے آثار نمایان ہوجائینگے
مذہب - تہذیب مین یہہ فرق ہے - کہ مذہب کی اعلے درجہ کی ترقی محض سادگی
اور قناعت ہے - اور نفس کائنات کا فیضان ہے جیسا کہ بانیان مذہب کی
سوانح عمری سے ظاہر ہے - اور تہذیب یا تمدن کی ترقی پیچ در پیچ حالت انسانی
اور ہوس اور حظ نفسانی ہے - انسان ہر مجہول شے کو معروف کرنا چاہتا ہے
اور اس سے منتفع ہونے کا قصد کرتا ہے - اور اسکا حاکم بنتا ہے مذہب کی
ایک حد ہے - اور قناعت اور فیضان روح کائنات اسکی تسلی بخش ہے تہذیب
یا تمدن کی کوئی حد ہوس کے سبب سے نہین اور ذاتی ناموری اسکا منتہا ہی
خیال ہے - بوجہ نہ معلوم ہونے انتہا اور حقیقت کے انسان کائنات مین تغیر
پیدا کرتا چلا جاتا ہے - اور اس تغیر کا عجیب و غریب اثر کائنات مین کسی
دوسرے رنگ مین ظاہر ہوتا ہے -

انیسوین صدی تہذیب کی معراج ہے - قریب ہے کہ سبع سیارہ مین انسان
علمی تحقیقات کی بنیاد ڈالے - اربعہ عناصر مہذب انسان کے مطیع فرمان ہوگئے ہین
آگ - پانی کے اجتماع ضدین سے کلین - ریلین - جہاز متفرق حصہ دنیا کو یکجا
کرتے جاتے ہین - وقت - اور جگہہ - جسکا خیال غیر محدود تھا - بھاپ اور بجلی کے
تار کے ذریعہ سے انسان قابو مین لاتا جاتا ہے - دوربینون نے افلاک کی

۴ - ہیرڈٹی - توریث

اور صحرای - خانگی جانوروں کے اسی قسم کے اسباب اور تشریحات عادات

دریافت کرکے اور مقابلہ کرکے اصول ارتقا معلوم کیا -

مدت ذی روح کے جو فرض کی گئی ہے - اوسکی تقسیم یہہ ہے -

۱ - تغیر دماغ - ۵۳

۲ - مچھلی - ۳۲

۳ - حشرت الارض - ۱۱

۴ - چوپایہ - ۳

۵ - انسان - ۱/۱۰۰

کروروں برس کے بعد انسان بنا ہے - انسان کے تین درجہ ہین دو درجہ ایک برفستان - دوسرا بعد برفستان - تیسرا التعلیم کا زمانہ ہے - یہہ نظام کسیطرح مکمل نہین ہے - کیونکہ تحقیقات سطح آراضی ہنوز نامکمل ہے - قطب شمالی کے سرے تک مہذب انسان پہونچ گیا ہے - جنوبی قطب پر ابہی انسان کا سایہ بہی نہین پڑا - صحرائی افریقہ کے پار کچھ نکل گئے ہون - مگر پورے طور سے اُس مین دخل نہین ہوا - نہ اُسکی تحقیقات ہوئی - ہنوز سمندر مین جزائر نکلتے آتے ہین - پہاڑ بہی پورے انسان کے قدم سے نہین نکلے -

زمین کے وار پار ابہی چھید نہین ہوا جس سے طبقات آراضی کی پوری تکمیل ہوئی ہو نئے نئے جانور - آبی - خشکی اور ہوا کے نکلتے آتے ہین - ہنوز ارتقار کے مسئلہ کی ابجد ہے - سو برس سے کم کی تحقیقات ہے - اور کروروں برس کے سلسلہ

ایک کو دوسرے سے مقابلہ کیا - یہہ دونون باہم مقابلہ کے لایق نہ تھے -

ایک طرف محض روحانی سلسلہ سے انسانی نظام قائم کیا گیا جس کی ترمیم اصلاح روحانی تبدیلی سے ہوتی رہی ہے -

دوسری طرف ظاہری - تجربہ اور مشاہدہ سے نظام قائم کیا گیا - جو ہمیشہ ترقی کرتا رہے گا -

جو صورت کہ اب پیدا ہوئی ہے - کہ مذہب اور تہذیب کی تطبیق کرکے اسکو متحد کردیا جائے - یہ مذہب کے خاتمہ کا ڈھنگ ہے - مذہب متواتر منجھتے منجھتے چھلنی ہو جائیگا - اور تہذیب کے زیر مشق آکر بیکار ہو جائیگا - مثالاً ایک مسئلہ علمی ارتقا کا ذکر کیا جاتا ہے - اس کی رو سے محض ارتقا بنیاد پیدایش انواع ذی روح کی قرار دی گئی ہے - اور مذہب کی رو سے جو انسان کا خاص خلق کیا جانا کہا جاتا تھا - وہ مرتفع ہو گیا - مذہب کو کوئی تردد اس مسئلہ سے نہین - یہہ ہنوز مکمل نہین ہوا - قبل از مرگ واویلا ہے - اور یہہ جو کہا جاتا ہے کہ ارتقا سے خدا کی ضرورت نہین رہی - یہہ بالکل بیجا ہے - اس مسئلہ ارتقا کی بنیاد علم تشریح وطبقات الارض کی تحقیقات اور انکشافات پر ہے - اور سلسلہ یہہ قائم کیا جاتا ہے - کہ پہلے بیدماغ کے گھونگے ذی روح تھے - اسکے بعد مچھلی (دماغ دار) اور پھر حشرات الارض پھر چوپایہ - پھر انسان - وجود مین آیا -

اور اقسام کی بنیاد - (۱) نیچرل سلیکشن - اقتضاء قدرت

(۲) اسٹرگل فار اگزسٹنس - بقاء حیات کی تلاش

(۳) سروائول آف فٹسٹ - قوی باقی رہتا ہے -

یہہ اصول بہی بغیر ثبوت کے ہے - کیونکہ کائنات کی حکمت دیکہکر فرض کرلیا
گیا ہے - علاوہ ازین یہہ ہدس کا پیدا کیا ہوا اصول نہین ہے - یہہ اہل مذہب کا
اصول بہ تبدیل الفاظ ہے - روح کا پیدا کرنا اہل مذہب کہتے ہین - اور
جان - جسم کا اتصال حکم خدا سے ہوا -

مگر ایک اور گروہ محققین کا ہے - جنکا یہہ خیال ہے - کہ شکل سے مختلف اقوام
کی یہہ ظاہر ہوتا ہے - کہ سب انسان ایک جوڑہ سے پیدا ہوئے - اور بعضون
کی یہہ رائے ہے - کہ اگرچہ تشریح مین انسان اور بندر ایکسے معلوم ہوتے ہین
مگر روحانی نظام انسانی وحیوانی دونون مین بین فرق ظاہر کرتا ہے - اسلئے
ڈارون کے اصول کی صحت ہنوز متنازعہ ہے - (ریزل کی تاریخ انسان)
غرضکہ طبعی تحقیقات مسئلہ ارتقاء کی ناقص اور ناتمام ہے - اور روحانی سلسلہ
کو چہیڑا بہی نہین - ایسی بے بنیاد تحقیقات پر خدا کو نہین چہوڑا جاتا -

اسی مسئلہ کو اگر اہل مذہب کامل سمجہکر مذہب سے تطبیق کرتے تو یہی ہوتا
کہ مذہب مین بہی کوئی ایسی صورت تلاش کرتے - اور اسکو کہینچ تان کر ثابت
پیدا کرتے - اور آیندہ تحقیقات سے دوسرا قاعدہ دریافت ہوتا تو مذہب مین
کیسا بدنما داغ باقی رہتا - اور جب علم کی اصلاح ہوتی تو مذہب کی اصلاح
ساتہہ ساتہہ ہوتی رہتی - اور اسکی اصلی حالت بالکل منقلب ہوجاتی -

ہر قوم مین بعض مراسم شادی اور غمی ایسے ہوتے ہین - کہ وہ بظاہر سمجہہ مین
نہین آتے - مگر اُن کی پابندی ہوتی ہے - کیا مذہب کا ایسا رتبہ بہی نہین ہے
کہ اگر کوئی واقعہ مصدقہ مذہب ایسا ہو - کہ تہذیب کے پلہ مین نہ آتا ہو تو

انکشافات ہین۔ اور ہنوز سلسلہ ہی ناتمام ہے۔ گھونگہ سے اوپر کا سلسلہ نہین ہے اور روحانی سلسلہ انسان کی کوئی تحقیقات نہین ہوئی۔ اور نہ چوپایہ اور انسان کا روحانی طریقہ ہنوز دریافت ہوا۔

اسی تحقیقات ناقص پر جو سو برس سے ہو رہی ہے۔ چھ سات ہزار برس کے نوع انسان کے مقبولہ خدا کو چھوڑنا انصاف کے خلاف ہے۔ یہہ اختیار ہی کہ اشرف المخلوقات سے گھونگہ بنجاؤ۔

مسئلہ ارتقار کو دیکھکر انسان نے گھونگہ کو اپنا مورث بنایا۔ اور چھ ہزار برس کے مقبولہ خدا کو چھوڑ دینا پسند کیا۔ یہہ دہریون کی انسانیت ہے ابھی تو انقلابات عالم سے اسفل کا درجہ طے کرنا باقی ہے۔ نہین معلوم اسکی انتہا کہان پہونچے۔ اور کیا معلوم ہے۔ کہ جہان انسان نہین پہونچا وہان نیا ذی روح ملجائے۔ اور پھر از سر نو سلسلہ بنانا پڑے۔

مسٹر ہٹرس نے ایک کتاب انسان خدا کا پرتوہ ہے۔ لکھی ہی۔ اسمین ارتقا کے منصوبہ کو تسلیم کرکے اوسکی تاویل اسطرح کی ہے۔ کہ مادہ پرست حکیم اس واقعہ کی نسبت ایک مثال بھی پیش نہین کرسکتے۔ کہ بیجان چیز سی جان۔ عقل پیدا ہوئی۔ اور چونکہ نظام عالم سے یہہ ثابت ہے۔ کہ عالم پُر از حکمت ہے اسلئے پہلے کیڑہ سے قبل جان۔ اور عقل۔ خالق کائنات کی تھی۔ اس نے ترقی کا نظام قائم کیا۔ اور اس سے مذہب یعنی خدا کی صحت ثابت ہوتی ہی حکما کے مقابلہ مین یہہ جواب شافی نہین ہے۔ اول اس فرض کرنے سے آیندہ تحقیقات کا راستہ رکھتا ہے۔ جیسا کہ قدیم سے رُکا ہوا تھا علاوہ اسکی

نمبر ۱۸

اشاعت اسلام اور اشاعت تہذیب یورپ کا موازنہ

اشاعت اسلام اور اشاعت تہذیب کے ضرر و فوائد کے موازنہ کا مسئلہ کسقدر پیچیدہ ہے - اگرچہ دونون کا اصلی مدعا انسانی بہبودی ہی مگر ایک طرف غیر متبدل فطرت مذہب ہے اور دوسری طرف ترقی کرنیوالا حس و ادراک و تجربہ انسانی ہے - علاوہ اس کے ایک طرف بہبودی دنیا و آخرت مقصود ہے - دوسری طرف محض دنیاوی فوائد زندگی کی مطلوب ہین سب سے زیادہ مشکل مقابلہ اور موازنہ کے لئے یہہ پیش آتی ہے کہ مذہبی نظام مستقل اور غیر متبدل عام مخلوق کے لئے ہے - اور بوقت شیوع تمام بذریعہ رہنما واحد پیش ہو گیا -

تہذیب یورپ بذریعہ جماعت ہر ملک کے جدا جدا وقت مین پیدا ہوتی رہی اور آہستہ آہستہ ترقی کرتی رہی اور بدلتی رہی - اور اُسکی بابتہ رائیون مین اختلاف ہوتا رہا - کسی قوم نے نئے ملک اور جزیرہ دریافت کئے - کسی نے آباد کئے - کہین علوم و فنون مین ترقی ہوئی - کہین عمدہ قواعد سلطنت نافذ کئے گئے - کہین تجارت و معاشرت کو فروغ دیا - یہہ سب مل جالکر تہذیب یورپ بنی ہی اب دونون کا موازنہ اُسی وقت ہو سکتا ہے - جب ہر ایک کو محدود کرکی ان کے دور قائم کئے جائین - اور پھر اون کے ضرر و فوائد پر نظر ڈالی جائے اور دیکھا جائے - کہ ترجیح کدھر ہے -

اس سے گریز کیا جائے۔
تطبیق مذہب اور علوم کی باہم جائز رکھنا کسی ایک کو پہلے سے ترجیح دینا ہے
دوسری شکل یہہ پیش آئیگی - کہ جس امر مین تہذیب اور مذہب مین اختلاف
ہے - اسمین کس کی بنیاد پر فیصلہ کیا جائیگا - تطبیق ایک مبہم اصول واسطی ملانی
منقول - اور معقول کو ہے - گویا پہلے سے یہ فرض کرلیا گیا ہے - کہ دونون
ایک ہین اور کوئی زا ئد امر تطبیق کا معارض ہے -
مذہب جو محض منقول ہے وہ بہمہ جہت موجود ہے - اور تہذیب کچھ تو موجود
ہے - اور کچھہ دانشمندون کے ذہنون مین ہی - اور کچھہ مجہول ہے جسکی تلاش
محققون کو ہے اور کچھ ایسی ہے کہ جس مین دو گروہ ہوگئے ہین اور باہم اختلاف ہے
ایسی دو شے مین تطبیق دینا آیا عقلاً کار آمد ہو سکتا ہے -
علاوہ اسکے معمہ تہذیب جسکی ایک مختصر تفصیل شروع مین لکھہ چکے ہین اوس سی
یہہ ثابت ہوتا ہی کہ انسان کی تجربہ اور امتحان مین ایسی چیزین آتی ہین کہ انکی حقیقت
مطلق سمجھہ مین نہین آتی - مگر صرف لفظون مین انکی نام لکھدی ہین اور ان معمونکے
علاوہ کل اشیاء کائنات جنکو ہم محسوس کر سکتے ہین انکا علم جزوی ہمکو حاصل ہوتا ہی
اور علم کلی یعنی حقیقت ہماری سمجھہ سی باہر ہی - تو جو شئے ہمکو علم جزوی سی حاصل نہین ہوتی بلکہ
ہمارا ادعا یہ ہی کہ ہمکو علم کلی سی حاصل ہوئی ہی تو اسکی صحت کی جانچ علم جزوی کی تحقیقات سی کیسے
کر سکتی ہین ہمارا مدعا یہ ہی کہ انسان کی عقل بالانفراد یعنی اجزا کر کی اپنا عمل کرتی ہی اور تمام
علوم اور فنون اسیطرح ایجاد ہوتی ہین اور مذہب اس عقل سی حاصل نہین ہوا ایک دوسرے
کی صحت باہمی مقابلہ سے ثابت نہین ہو سکتی -

نقشہ غزوہ و سرایا آنحضرت زمانہ گیارہ سال بہ قیام مدینہ

نمبر	نام غزوات	سن	تعداد لشکر اسلام	تعداد لشکر عرب	مقتولین اہل اسلام	مقتولین عرب	کیفیت
۱	بدر	سنہ ۲ھ	۳۱۴	۱۰۰۰	۱۴	۷۰	
۲	اُحد	سنہ ۳ھ	۱۰۰۰	۳۰۰۰	۷۰	۳۰	
۳	المریسیع	سنہ ۵ھ	۳۰	۰	۱	۱۰	
۴	خندق	سنہ ۵ھ	۳۰۰۰	۱۰۰۰۰	۰	۴۰۰	مسلمانون کی تعداد مورخون نے نہین لکہی
۵	بنی قریظہ	سنہ ۵ھ	۰	۰	۰	۲۵۰	اسمین بہی مسلمان ضائع نہین ہوے
۶	غابہ	سنہ ۶ھ	۵۰۰	۷۰۰	۱	۲	
۷	خیبر	سنہ ۷ھ	۱۴۰۰	۰	۱۵	۳۹	
۸	مکہ	سنہ ۸ھ	۱۰۰۰۰	۰	۰	۲۴	اسدفعہ لڑائی نہین ہوئی اسلئے مسلمان نہین مارے گئے بعض مشہور مفسد اور مجرم فریق ثانی کے قتل ہوئے
۹	حُنین	سنہ ۸ھ	۱۲۰۰۰	۰	۴	۷۰	
۱۰	طائف	سنہ ۸ھ	۱۰۰۰	۰	۱۲	۰	مسلمانون نے کچہہ روزون محاصرہ کرکے چہوڑدیا اسلئے فریق ثانی کو نقصان جان کا نہین ہوا۔
	میزان		۲۹۴۴۴	۱۴۷۰۰	۱۱۷	۸۹۵	
	۱۸ سرایا	۰	۰	۰	۹۰	۵۸	میزان غزوات ۱۰۱۲ میزان سرایا ۱۴۸ ۱۱۶۰

اس نقشہ سے گیارہ برس کی جنگون کی گو بالکل ٹہیک تعداد مقتولین کی نہین معلوم ہوئی۔ مگر جسقدر کتابون سے معلوم ہوا۔ وہ تعداد ایکہزار ایکسو ساٹھہ (۱۱۶۰) ہے

ابتداً میرا یہہ ارادہ تہا - کہ پیغمبر اسلام کے گیارہ برس ہجرت کی جنگین اور خلفاء اربعہ کی مدت خلافت تیس برس کے فتوحات جملہ اکتالیس برس کی جنگون کا نقشہ بنایا جاوے تہذیب یورپ کے چار مشہور جنگ مندرجہ حاشیہ سے مقابلہ اور موازنہ کیا جاوے - اسمین مشکل یہہ پیدا ہوئی - کہ پیغمبر اسلام کے گیارہ برس کے اعداد کشتگان قریب بہ صحت معلوم ہوگئے - مگر خلفاء ر کے حالات دریافت کرنے کے لئے زیادہ مدت درکار تہی اس لئے یہہ طریقہ متروک کیا -

اب مین نے صرف حضرت کے زمانہ کا یہ نقشہ بنایا ہے -

۱ - سول جنگ امریکہ سنہ ۶۵-۱۸۶۱ء

۲ - جنگ فرانس و جرمنی سنہ ۱۸۷۰ء

۳ - جنگ روس و ترک سنہ ۱۸۷۷ء

۴ - جنگ روس و جاپان سنہ ۵-۱۹۰۴ء

جو اسلامی جنگون کا مقدمہ تھے"

اس لئے ضرور ہوا۔ کہ بانی اسلام اور مسلمانون کی طبیعت کا رنگ انہین قریشیون کے برتاؤ سے دکھلایا جاوے۔ مہم مکہ آٹھ برس بعد ہجرت مدینہ کی پیش آئی۔ اس مہم کی بابت تمام مورخین متفق ہین۔ کہ بدعہدی قریش مکہ کی طرف سے ہوئی۔ علاوہ ازین یہ وہی قریش تھے جنہون نے تیرہ برس متواتر قیام مکہ کے زمانہ مین بانی اسلام اور مسلمانون کو سخت سے سخت آزار پہونچاے تھے اور کوئی دقیقہ ان کی نیست و نابود کرنے کا اوٹھا نرکھا تھا۔ یہان تک تنگ کیا کہ تین برس تک ایک تنگ گھاٹی پہاڑ مین وہ نظربند رہے اور ان کی رسد بھی بند کردی گئی۔ اور جب بانی اسلام کے قتل کا منصوبہ کیا۔ تو اپنی جان بچانے کے لئے مدینہ کو ہجرت کی۔ جسوقت مکہ پر چڑہائی ہوئی اسوقت یہہ سب واقعے یاد تھے۔ اور مسلمانون کی قوت اسوقت ایسی بڑہی ہوئی تھی۔ کہ اہل مکہ کسی طرح مقابلہ نہین کرسکتے تھے۔ دس ہزار فوج انکے رہنما کے ساتھہ تھی۔ اور اس فوج مین اکثر وہ مہاجر شامل تھے۔ جو اہل مکہ سے آزار اوٹھائے ہوئے تھے۔

کیا ایسے زخم رسیدہ سردار اور ایسے آزار رسیدہ فوج سے یہہ اُمید ہوسکتی تھی۔ کہ ایک قریش ابوسفیان کی سفارش اہل مکہ کے لئے سننا گوارا کرتے۔ اگر رہنما کے دل مین بغض اور کینہ کا میل ہوتا۔ تو اس کا عمل بھی ہوتا کہ جب ابوسفیان کے داخلہ سے ہی سب فوج برانگیختہ ہوگئی تھی ان کے غصہ کو فرو کیا جاتا۔ اور اس اعلان کے ساتھہ داخلا مکہ کا تجویز کیا جا

دوسو تخمینہ سے بہول چوک کے بڑہا دئے جملہ ایکہزار تین سو ساٹہہ ہوئے
یہہ کل جنگین یا قریش یا یہود کی چڑہائیون کے تحفظ مین ہوئین - یا انکی بدعہدی
اور دست درازی کی سبب سے ہوئین - ان مین سے ایک لڑائی بہی شیوع
مذہب کی غرض سے نہین ہوئی - اگر یہ سمجہا جاوے - کہ اسلام کی اشاعت
سے دیگر مذہب معرض خطر مین تھے - اس سبب سے مخالفون کو مناقشہ
کی وجہہ پیدا ہوئی -
بنظر انصاف غور کرو - کہ تیرہ برس قیام مکہ مین کسقدر خاموشی اور صبر اور
تحمل سے مذہب کا وعظ کیا گیا - اُسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ دو دفعہ مسلمانون کو وطن
چہوڑنا پڑا - اور جب غیر ملکون مین سکونت اختیار کی - تو وہان سے بہی بیخ کنی
کی سعی کی گئی - اب مجبوراً تحفظ مین ہتیار اوٹہانے پڑے - بعض نکتہ چین
اور عیب جو طبیعتین مدینہ کی جنگون کو بغض اور کینہ کی طرف تاویل کرتی ہین
اسی قسم کے لوگون مین مصنف تمدن اسلام ہے جو حضرت کے زمانہ کی خوبی
دکہلانا نہین چاہتا - اس لئے مسلمانون پر مدینہ کی جنگون کا الزام لگاتا ہی
اور سردار لشکر کا نام شریک نہین کرتا تاکہ مصنف پر تعصب کا احتمال نہ ہو
وہ اس طرح ذکر کرتا ہے -
"عہد و پیمان دوستی سے جب فراغت ہو گئی - اور پُر امن جگہہ مین رہنے سے
اطمینان ہو گیا - تو مسلمانون کو اہل مکہ کی ایذا دہی اور ان کے مظالم کا خیال
آیا - اونہون نے انتقام لینے کی غرض سے قریشون پر چہاپہ مارنے اور
جنگ کرنے کا قصد مصمم کیا - اور بہت سے مشہور غزوات وجود مین آئے

۲- شراب خواری- قماربازی جو قومی وتیرہ تہا وہ معدوم ہی نہین ہوا بلکہ اُس سے تنفر ہوگیا-

۳- غلامی جس نے انسان کو جانور بنا رکہا تہا وہ پہر انسانی جماعت مین برابر کے حصہ دار ہوگئے-

۴- بیرحم دختر کشی کی جگہہ لڑکیون کی محبت مثل لڑکون کے ہوگئی اور وہ شرعی حصہ دار قرار پائین-

۵- فحش اور زنا جس نے عورتون کو شرمناک حالت مین مبتلا کر رکہا تہا- اوسکے عوض نکاح کی حد معین کرنے سے وہی محترم بیبیان بن گئین

۶- بت پرستی جس مین انسانی قربانی بتون کے سامنے ہوتی تہی اوسکی جگہہ انکسار اور ایثار کے خیال سے نمازون مین خدا کے سامنی سر جہکنے لگا

۷- اتحاد مذہبی کی وجہہ سے خونخوار جنگین بند ہوگئین- اور ملک مین امن امان پیدا ہوگیا- یہہ وہ نتائج ہین- جنکو غیر متعصب عیسائی مصنفون نے اخذ کیا ہے- اور متعصب عیسائی مصنف جرجی زیدان بہی ان واقعات مین رنگ آمیزی نہ کرسکا- جو ان نتائج کی تعین ہین- وہ اسطرح آغاز اتحاد باہمی مسلمانان قائم ہونا تحریر کرتا ہے" مدینہ پہونچکر پہلا کام حضرت نے یہہ کیا کہ اہل مکہ اور اہل مدینہ (انصار) مین عہد دوستی اور بہائی چارہ کا کرادیا اور دونون فریقون کے درمیان مین ایک عہد نامہ لکہا گیا جسمین انہون نے ایک ہی قوم کے افراد ہونے کا اقرار کیا تہا- عہد اسلام کا پہلا بنیادی پتہر بہی عہد مواخاۃ ہے- نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان اشراف مکہ کا

۱- جو ابوسفیان کے گھر مین پناہ لے وہ امان مین ہے -
۲- جو شخص خانہ کعبہ مین پناہ لے - وہ امان مین ہے -
۳- جو ہتیار ڈالدے - وہ امان مین ہے -
۴- جو شخص مکان بند کرکے خاموش رہے - وہ امان مین ہے -
باوصف اس اشتہار کے اہل مکہ سے کچہ لوگ بمقابلہ پیش آئے - اور خفیف لڑائی ہوئی - یہہ لڑائی بہی حضرت نے ناپسند کی -
بعد فتح مکہ کے حضرت نے کہانے کی خواہش ظاہر کی - تونان خشک اور سرکہ پیش ہوا - وہ رغبت سے کہایا - کیا ایسے صبر وتحمل کی کوئی مثال دنیا مین ملسکتی ہے - اور ایسے بے نفس کی نسبت یہہ گمان ہوسکتا ہی - کہ مدینہ پہونچکر جب اطمینان ہوگیا - اور فوت ہوگئے تو بغیر سخت سازش کی جنگین شروع کین اور لوٹ مار پہیلائی -
یہہ جنگین فوجی لڑائیون کا درجہ نہین رکھتین اگر اُن کی نسبت قیاس ہوسکتا ہے - تو یہی ہوسکتا ہے - کہ یہہ خانہ جنگیان تہین جنکا فی سال اوسط کچھ اوپر شو کے ہوتا ہے - اور اسقدر واردا تین ایک چہوٹے سے حصہ ملک مین ہوجاتی ہین - مگر بنظر انصاف خیال کرو کہ ان خانہ جنگیون کا نتیجہ کیا ہوا - پہلے عرب کیا تہا - اور اس مذہب نے کیا بنادیا -
۱- کل جزیرہ نما عرب جسمین بیشمار چہوٹے چہوٹے فرقہ اور حکومتین تہین چوبیس سال کے وعظ سے جس مین گیارہ برس جنگ وجدل مین گذری - کل عرب کا متحد ایک مذہب ہوگیا - اور ایک قوم بلحاظ مذہب کے ہوگئی

کذب خیانت - تم مین کا زور والا میرے نزدیک اُسوقت تک کمزور ہے
جب تک کہ مین اُس سے حق کو حاصل نکرلون - اور تمہارے گروہ کا
کمزور شخص اُسوقت تک میری نظرون مین زوردار ہے - جب تک کہ مین
انشاء اللہ تعالے اُسکا حق اسے نہ دیدون - تم مین سے کوئی شخص (جہاد)
کو نہ ترک کرے - کیونکہ جو قوم اسکو چھوڑ دیتی ہے - خداوند کریم اسکو ذلت
مین مبتلا فرماتا ہے - جنگ مین خدا اور رسول کی اطاعت کرتا رہون تم بھی
میرے مطیع رہو - اور جسوقت مین اس امر سے باہر ہو کر نافرمانی کرون
تو تمپر بھی میری اطاعت واجب نہین - بنظر انصاف اگر اس خطبہ کے
مضمون پر لحاظ کیا جائے - تو ہر لفظ سے اظہار انکسار اور مستعدی عدل
اور اتباع حکم خدا اور رسول کا پایا جاتا ہے - دوسرا خطبہ اسی غلیفہ کا
مہم کی روانگی کی وقت کا یہان درج کیا جاتا ہے - جس سے عملی کاروائی
کا طریقہ ظاہر ہوگا -
مہم کی روانگی کے وقت حضرت ابو بکرؓ نے اُسامہ سردار لشکر کو جن مراعات
کی ہدایت کی اُسکا ذکر کتاب تمدن اسلام مین اسطرح سے ہی - بد دیانتی
بیوفائی - ظلم زیادتی نہ کرنا - لوگون کے اعضا کاٹنے بچون - سن رسیدہ
بڈہون اور عورتون کے قتل کرنے - پھلدار درخت کاٹنے اور جلانے
اور درختون کو بے ثمر بنانے سے پرہیز کرنا - بکری - گائے - اونٹ
قربانی کرنے کے - علاوہ اور کسی وجہہ سے ذبح نہ کرنا - اور عنقریب
تم ایسے لوگون کے پاس سے گذروگے - جنہون نے خدا کی عبادت کیلئے

جو اسلامی فتح کے بعد ایمان لائے مولفۃ القلوب نام رکھا۔ اسلام کے بعد عرب وہ عرب ہی نہ رہے تھے جو قبل از اسلام تھے اُنکی حالت بالکل کایا پلٹ ہوگئی تھی - پہلے تو وہ جدا جدا اور منتشر قبیلے تھے۔ اور ایک دوسرے سے بیگانہ تھا اور اسلام کے بعد ایک قوم اور ایک دل ہوگئے۔ البتہ جو امر اسقدر جرات پیدا کرنے کا موجب ہوا۔ وہ یہ اعتقاد تھا کہ جس چیز کی طرف اُن کو بلایا گیا ہے یعنی دین اسلام - وہ واقعی حق اور راست ہے - ان کا عقیدہ تھا کہ وہ دنیا کو دین کے لئے فتح کرتے ہین - اور خداوند پاک انکو روئے زمین پر اسلام پھیلانے کے لئے حکم دیتا ہے - اسلامی اتحاد کا جلوہ تمام کاروبار مین نظر آتا ہے - ہمارے اس دعوے کی یون بھی تائید ہوتی ہے کہ اسلام توحید کا عنوان ہے - یہہ اجمالی تذکرہ رسالت کے دَور کا ہے - اس سے ہر شخص اندازہ کرسکتا ہے - کہ اسلام کا شیوع کس طریقہ سے ہوا۔ دوسرا دور خلافت راشدہ کا ہے - اُس کے آغاز کا خطبہ اسی کتاب تمدن اسلام سے نقل کیا جاتا ہے -

ابو بکرؓ کا پہلا خطبہ جو انہوں نے بعیت خلافت لینے کے بعد پڑھا ہے اسلام کی حقیقت اصلی کی تصویر کھینچ رہا ہے - اور اس راز کو عیان کرتا ہے جسکے سبب سے اسلام نے اس تیزی کے ساتھہ محیط زمین پر اپنا سایہ پھیلا دیا وہ خطبہ یہہ ہے - اے لوگون مین تمہارا والی مقرر کیا گیا ہون اور اسمین کوئی شک نہین کہ مین تمسے بہتر نہین - اگر مین اچھا کام کرون تو میری مدد کرو اور اگر بدی کا مرتکب ہون - تو مجھے ٹھیک بناؤ - صدق امانت ہے - اور

اسی قناعت اور صبر کی روش پر کرتے رہتے تھے - ابوبکر۔ عمر۔ علی ابن العاص۔ معاویہ وخالد جیسے لوگ اگر آج کے دن ظاہر ہوتے تو اسمین کلام نہین۔ کہ ان کا شمار اُن بڑے بڑے لوگون مین ہوتا جنکی عظمت تہذیب دنیا بطور ضرب المثل پیش کرتی - جیسا کہ یورپ کے لوگ ان دنون بوناپارٹ کرام ویل۔ بسمارک اور گلیڈاسٹن وغیرہ کو ضرب المثل بناتے ہین۔

مذکورۂ بالا اشخاص ان نامور لوگون کے علاوہ ہین جو اموی اور عباسی حکمرانون کے عہد مین پیدا ہوئے۔ اور شہرت اور عظمت کی آسمان پر نیر اعظم بنکر چمکے خداوند عالم نے عرب والون کی قسمت مین فتحمندی لکھدی تھی۔ کہ اُن کو ایسے سردارون اور سپہ سالارون کے ساتھ مختص کیا جو فنون جنگ و حسن تدبیر اور حکمت عملی مین دنیا کے چیدہ چیدہ لوگون مین شمار ہوتے ہین مثلاً خالدؓ بن ولیدؓ۔ خالد بن سعیدؓ۔ ابی عبیدہ ابن الجراحؓ سعد بن ابی وقاصؓ یزید بن ابی سفیانؓ۔ حمزہ بن عبد المطلبؓ اور حضرت علی بن ابی طالبؓ جیسے لوگ جن مین دلیری اور سپہ سالاری کا مادہ غالب تھا اور عمر بن العاصؓ معاویہ بن ابوسفیان۔ مغیرہ بن سعبہ اور زیاد کی مانند مدبر اور ہوشیار لوگ اور ابوبکر صدیق وعمر بن الخطاب کے مثل دانا اور متقی اور صاحب ہمت لوگ اُن مین پیدا ہوئے۔

عربون کا قاعدہ تھا۔ کہ جب کسی شہر یا ملک کو فتح کرتے وہان کے رہنے والونکو بدستور سابق انہین کے طور طریق پر رہنے دیتے اُن کے مذہب مین اونکے معاملات مین۔ ان کی تمدنی اور انتظامی حالتون مین کوئی تغیر نہ کرتے تھے

عبادتگاہ ہون۔ اور خانقاہ ہون ہین سکونت اور گوشہ نشینی اختیار کی ہو
اُن کو اُن کی حالت پر چھوڑنا۔ اور ان کی عبادت گاہ اور خانقاہ سے
معترض ہونا۔ یہی مصنف خلفار کے عہد کی بابت یہہ رائے ظاہر کرتا ہے
خلفار راشدین کی حکومت خدا ترسی پر قائم ہوئی۔ اور انصاف وعدل
کے ساتھہ مستحکم تھی۔ خلفا بہت سادہ زندگی بسر کرتے تھے انکے وقتونمین
خلافت کا طرز ایک دینی رتبہ سے ملتا جلتا تھا۔ حکومت دنیاوی سے اسکو
کوئی مناسبت نہ تھی۔ ان خلفائے راشدین مین سے ہر شخص موٹے کپڑے
کا لباس پہنتا تھا۔ ان کے پیرون مین وہ کہجور کی چھالونکی نعلین بنی ہوتی تھین
ان کی تلوار کا پرتلہ بہی کہجور کی چھال کی رسیون سے بنا ہوا ہوتا تھا۔ وہ
بازارون مین اسطرح چلا پہرا کرتے تھے۔ جیسے کوئی عام رعایا مین کوئی
شخص گھومتا پہرتا ہو۔ اور جسوقت کسی چھوٹے سے چھوٹے آدمی سے کچھ کہنی تہی
تو جواب مین اپنی بات سے کہین زیادہ سخت گفتگو سنتے تھے۔ وہ پاک طینت
لوگ ان تمام باتون کو دینداری کی قسم سے خیال کرتے تھے۔ اور لوگون پر
خدا ترسی اور انصاف اور عمدہ برتاؤ کے ساتھہ حکمرانی کرتے تھے خلفار راشدین
کی غذا اُن کے یہان کے فقیرون کی غذا سے بہی کم درجہ ہوتی تھی۔ وہ لوگ
محتاجی یا تنگدستی کی وجہہ سے اس قسم کی کمی نہین کرتے تھے۔ بلکہ ایسا کرنیسے
انہین اپنی غریب رعایا کے ساتھہ ہمسری اور ہمدردی کا خیال رہتا تھا
حضرت علی بن ابو طالب کو ان کی املاک سے بہت بیش قرار آمدنی ہوتی
تھی جو وہ سب کے سب فقیرون کو دے ڈالا کرتے تھے اور اپنا گذارا

دور سویم

۱- خلافت بنی امیہ دمشق - قریب سو برس -
۲- خلافت بنی عباس بغداد | پانچسو برس مدت قیام
سو برس بعد خلافت اول کی قایم ہوئی | بر اعظم ایشیا

۳- خلافت بنی امیہ اندلس - | آٹھہ سو برس تک رہا | بر اعظم یورپ
آخر زمانہ خلافت اول کی قائم ہوئی -

۴- خلافت بنی فاطمہ مصر | دو سو برس | بر اعظم افریقیہ
خلافت دویم کی آخر زمانہ مین قایم ہوئی

ان سب کی مدت نو سو برس ہوئی - خاتمہ عربی قوم کی سلطنت کا اندلس مین ۱۵۰۱ء مین ہوا -

علاوہ اس کے ترک - مغل - افغان (غیر عرب) اسلامی قومون کی سلطنتیں دور دویم کے زمانہ مین پیدا ہوئین - اور اب تک باقی ہین - اُن کی تمدن سی مقابلہ کرنے مین بہت کچھ قطع برید کرنی پڑے گی - اور یہہ امر بحث طلب ہوگا کہ تا زمان قیام سلطنت عرب کے غیر عرب اقوام عرب کی برتری قبول کرتی تہے یا نہین - اور کس وقت سے غیر عرب اقوام مین خلافت کی شان مسلم ہوئی -

غرضکہ مین اس تیسرے زندہ دور سے اس جگہہ قطع نظر کرتا ہون -

انتخاب از تمدن اسلام

قرآن - اول اہل عرب جیسا کہ ہمنے بیان کیا اپنی شاعری - خلاقت بلاغت اور فصاحت پر فریفتہ تہے - لیکن جب قرآن اُترا - تو اُسکی فصاحت و بلاغت نے

جبکہ عمر ابن العاص نے مصر کو فتح کیا - تو انہون نے وہان بہی ویساہی
برتاؤ کیا یعنی قبطیون کی حکومت اور انتظامی حالت خود اُنہین کے ہاتہہ
مین رہنے دی - حتیٰ کہ قبطی اپنے ہی گروہ مین سے اپنا قاضی مقرر کرتے تہے
جو ان کے معاملات کا فیصلہ کیا کرتا تہا - خلفائے راشدین کے وقت مین
خلافت شورے کے ذریعہ سے ہوتی تہی -
یہہ انتخاب زمانہ خلفاء راشدین کار روائی لشکر اُسامہ سے شورے کے ذکر تک
کتاب تمدن اسلام مصنفہ عیسائی مصنف جرجی زیدان سے کیا گیا ہے -
یہہ مصنف بظاہر دشمن اسلام نہین - مگر بانی اسلام پر جو در پردہ حملہ کئی ہین
اس سے اُسکی نیت ظاہر ہوتی ہین - اسکی کتاب جامع اضداد ہی - تاہم
ایسا مصنف خلفاء اربعہ کی خوبیون کے ظاہر کرنے پر اس سبب سے مجبور ہوا
تاکہ بانی اسلام کے حالات پر شک نہو اور وہ مسلمہ سمجہے جائین -
خلافت کے زمانہ کا ذکر محض اس غرض سے کیا ہے تاکہ دنیا کو معلوم ہو
کہ ان بزرگون کے عادات کیسے تہے - اور انپر لوٹ مار اور خونریزی کا
الزام لگانا جائز تہا - یا محض تعصب اور ظلم کے راہ سے لگایا -
اسی خیال سے اسلام کے تمدنی دور کا تذکرہ بہی یہان درج کیا جاتا ہے
یہہ انتخاب بہی تمدن اسلام جرجی زیدان سے کیا ہے -

کوئی لڑائی سے فتح کیا جاتا ہے۔ کوئی صلح سے کوئی امن دیکر۔ اس لئے
اُن کے خراج کی مقدار اور کیفیت جداگانہ ہوتی ہے۔ اس غرض کیلئے
انکو مغازی اور فتوح کے حالات مدون کرنے کی ضرورت پیش آئی۔

سیر

سیر۔ خلفاء بنی امیہ کے زمانہ مین امور سلطنت وغیرہ مین بہت کچھہ خرابیان
واقع ہوگئین۔ اس لئے علماء نے مواعظ اور سلف کے حالات بیان کرکے
لوگون کو نصیحت کرنا اور عبرت دلانا شروع کیا۔ اس غرض کیلئے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم اور اُن کے صحابہ اور خلفاء راشدین کے تاریخی حالات جمع کیئے گئے
چونکہ سنت (حدیث) اور قرآن کے معانی اور احکام سمجھنے کیلئے فہم عبارت

تفسیر

اور استخراج معانی کی بہی ضرورت پیش آئی۔ اسلئے علم تفسیر معہ راویون
اور ناقلون کی سند اور اختلاف قرأت کے مرتب کیا گیا۔ اور اسی طرح
طبقات حدیث اور محدثین کے درجے مقرر کیئے۔ اور انکے لئے یہہ بہی
ضروری ہوا کہ اصول مقرر کیئے جائین۔ جن سے معانی سمجھنے مین غلطی نہو
چنانچہ اصول فقہ مقرر کیئے گئے۔ اور فقہ اور علم کلام کی طرف بہی توجہ کیگئی

لغت

جب غیر اہل عرب تلاوت قرآن کی طرف متوجہ ہوئے۔ تو انکو
اسکے اعراب مین بہت دشواری پیش آئی۔ اس لئے انکو علم لغت کی ضرورت
ہوئی انہون نے اسکو مدون کیا۔ اور الفاظ کے معانی متعین کیئے اور اسکے قواعد مقرر کیئے
اس لئے علوم لغت مین جو لوگ مشغول ہوئے۔ اُن مین عجمیون کی تعداد زیادہ
علم لغت مین انکو خاص طور پر قریش کی زبان کی کیفیت تلاش کرنی پڑی۔ کیونکہ قرآن
انہین کی زبان مین اُترا تہا۔ اس لئے انہون نے عربون کے اشعار اور امثال

اُن کو مبہوت کر دیا۔ اسکا اسلوب بیان اور اسکی بلاغت اُن کو
بالکل اعجوبہ معلوم ہوئی۔ کیونکہ یہہ کاہنون کی مسجع عبارت کی طرح نہین تہا
اور نہ شعر کی طرح مقفیٰ اور موزون۔ بلکہ دونون سے جداگانہ تہا جسکی
کوئی نظیر اُن کی زبان مین نہین تہی۔ اُس کی خوبیان دیکھکر انکو حیرت ہوئی
اور جادو کی طرح اسنے ان کے دلون کو مسخر کر دیا۔ جب اہل عرب اسلام
لائے۔ تو اسکی تلاوت مین محو ہو گئے۔ اور چونکہ اُس کے احکام دین کی اصل
اور دنیا کی جڑ ہین۔ اور انہین کی پابندی کی وجہہ سے اسلامی دولت اور
سلطنت کو ترقی ہوئی۔ اس لئے وہ اسکے معانی مین بہی بہت غور کیا کرتے تہے
جب بعض بعض مقامات پر اُنکو دشواری پیش آتی۔ تو حدیث تلاش کرتے
جس سے اُن اشکال کی توضیح ہو جاتی۔

حدیث

اس لئے اُن کو احادیث جمع کرنے اور اُسکے مسلسل بالروایت
کرنے کا شوق پیدا ہوا۔ چونکہ بہت سی روایتون مین تباین اور تغایر معلوم ہوا
اس لئے صحیح اور فاسد روایتون مین تمیز کرنے کے لئے درس اسانید اور
اور راویون کے اخبار اور حالات دریافت کرنے کی طرف متوجہہ ہوئے
اور انہون نے محدثین کے طبقات مقرر کئے اور اُنکے حالات چہان مارے

مغازی

جب اسلامی دولت قائم ہوئی اور مختلف ممالک مفتوح ہوئے تو
انکے اوپر خراج اور لگان مقرر کرنے کے لئے اُنکو ابتدائے اسلام کی تواریخ
پر نظر ڈالنی پڑی۔ کہ اُسوقت جب ملک فتح کئے گئے تہے۔ تو کس طرح خراج
مقرر کیا گیا۔ کیونکہ ممالک کے فتح کرنے کی مختلف صورتین ہوتی ہین۔

لیکن وہ واضع خیال کئے جاتے ہین - اس حیثیت سے وہ اہل روما اور عرب سے افضلیت رکھتے ہین - لیکن بحیثیت دولت اور سلطنت کی اُنکا درجہ دونون سے گرا ہوا ہے - کیونکہ انتظام اور حکومت کا مادہ نہین تھا اسلیئے اُن کی حکومت زیادہ عرصہ تک نہین رہی - اور نہ وہ اپنی ایک مستقل قوت قائم کرسکے - بلکہ مختلف چھوٹی چھوٹی سی سلطنتین تھین جو آپس مین ایک دوسرے سے لڑتی جھگڑتی رہتی تھین -

اہل رومانی یونانیون سے فلسفہ اور علوم لئے - لیکن اسمین کوئی معتدبہ زیادتی نہ کرسکے - البتہ انہون نے شرائع اور قوانین حکومت وضع کئے اور ایک عظیم الشان سلطنت قائم کی - جو یونانیون کو نہین نصیب ہوئی گویا اہل روما فتح اور سلطنت کے لئے بنائے گئے تھے - اور اہل یونان تصور اور خیال کے لئے - اور اہل عرب مین یہ دونون باتین تھین - اسلئے انہون نے اعلےٰ درجہ کا نظام حکومت اور قوانین مقرر کئے - اور ایک وسیع اور پرشان سلطنت قائم کرلی - اور یونانیون سے جسقدر علوم نقل کئے ان کو اسی حال پر باقی نہین رکھا - بلکہ اونکی درس تدریس شروع کردی - اور اپنی عقل کی تیزی اور ذہن کی صفائی سے اسمین بہت کچھ اضافہ کیا - اسکے علاوہ اہل فارس ہند - اور کلدانیون کی بھی انہون نے علوم نقل کئے - مزید بران خود بہت سے علوم بنائے - جو اسلامی علوم کہلاتے ہین - علم فصاحت و بلاغت بھی انہین کی لطافت طبع کا نمونہ ہے -

یہہ بات پہلے ہم نے بیان کردی - کہ اسلامی تمدن مین جن علمون کو ترقی

کی تحقیق شروع کی۔ اُسکے ضمن مین عربون کے حالات ان کی شاعری کی
کیفیت اُن کے آداب اور انساب کے حالات معلوم کرنے کی ضرورت بہی
پیش آئی۔ اسی کا نام علم ادب رکہا گیا۔
اشعار مین مختلف روایت اور نقل کی وجہہ سے تفاوت واقع ہوتا تھا۔
اسلئے شعرا کے حالات اور اُن کے طبقات چہانے گئے۔ اُن کی قبیلے
اور مقامات دریافت کئے گئے۔
الغرض جسقدر علوم اہل اسلام نے مرتب کئے۔ اُن سب کا مرجع قران شریف
ہے۔ اور یہہ تمام کام اُسکے معانی سمجہنے کے لئے کئے گئے گویا وہ مسلمانونکی
علمی دائرہ کا مرکز ہے۔

مقابلہ اہل اسلام و رومیون کا۔

اہل عرب نے دولت اسلام کی بنیاد ڈالی۔ اور بہت سی قومین دین اسلام
مین داخل ہو کر اہل عرب کے ساتہہ خلط ملط ہو گئین اور متفقہ طور پر سب کا
نام اہل اسلام رکہا گیا۔ اسیطرح اہل روما نے اٹلی کی دولت کی بنیاد ڈالی
اور مختلف ممالک کو فتح کر کے وہان کی قومون سے ربط ضبط کر لیا جس سے
وہ سب ایک قوم شمار کئے جانے لگے۔ اور اونکا نام اہل روما رکہا گیا
جب ان دونون قومون کو ایک دوسرے سے مقابلہ کر کے دیکہا جاتا ہے
تو اہل اسلام علمی مشغلہ مین بہ نسبت اہل روما کے زیادہ دیکہے جاتے ہین
کیونکہ ان دونون قومون نے علوم کو اہل یونان سے لیا۔ لیکن یونانی
قومونکا اُن سے مقابلہ کرنا فضول ہے۔ کیونکہ وہ علم اور فلسفہ کے
موجد ہین۔ اگرچہ اُنہون نے اُسکا زیادہ تر حصہ قدماء مصر اور کلدانیون سے لیا

پیشون سے جو اُن کو خانہ نشین کردین ممانعت کر دی - اسی سبب سے عربونکا
کہر گھوڑے کی پیٹھہ تہی - اور پیشہ تلوار بازی - جب وہ مختلف ممالک مین پہیلگیے
اور ان کے فتوحات کے آگے سمندر آگیا - تو حضرت عمر نے اُن کے پاس
یہہ حکم بہیجا - تم اپنی اولادون کو تیر نا سکھلاؤ - اور اچھی اچھی ضرب المثلون
اور اشعار سے اُن کی ہمت بڑہاؤ -

تحصیل علم بنی اُمیہ عباسیہ - فاطمیہ

خلفاء عباسی مین سب سے زیادہ عالم مامون تہا - یہہ شریعت - لغت
نجوم فلسفہ اور منطق خوب جانتا تہا - اسی کے مقابل خلفاء اندلس مین حکم
بن ناصر تہا جسکی وفات ۳۶۶ سنہ ہجری مین ہوئی - اور دوسرا حاکم بامر اللہ
فاطمی مصر مین تہا - جسکی وفات ۴۱۱ سنہ ہجری مین ہوئی - حکم بن ناصر عالم اور
فاضل ہونے کے ساتہہ ہی کتابون کے جمع کرنے کا بے حد شوق رکھتا تہا -
اسنے بہت مال و دولت اس شوق کے پورا کرنے مین صرف کیا - اور
حاکم بامر اللہ بہت بڑا نجوم کا عالم تہا - اُس نے ایک رصدگاہ قاہرہ مین
بنوائی اور ایک کتب خانہ جمع کیا - عبد الرحمن اوسط حکمران اندلس بہی ایسا
ہی تہا - اس کی وفات ۲۳۸ سنہ ہجر مین ہوئی - یہہ پہلا بادشاہ تہا - جسکو اندلس مین
پہلے پہل بغداد سے فلسفہ کی کتابین ملین اسکے پیشتر اندلس مین فلسفہ کا
کوئی نام بہی نہین جانتا تہا -

ادب اور شعر مین خلفاء کو خالص دلچسپی ہوتی تہی - سفاح کو عرب کے
مفاخرات اور اُن کی شاعری کے پُرانے قصے بہت پسند آتے تھے -
منصور - اخبار اور آداب عرب سے بہت واقف تہا اُسنے ایک کتاب بہی

ہوئی۔ وہ دو قسم کے ہین۔ ایک تو اسلامی علوم۔ دوسرے علوم دخیلہ یعنی جو دوسری زبانون سے لئے گئے۔ علوم اسلامیہ زیادہ تر اُن لوگون مین رائج ہوئے۔ جو عرب نہین تھے۔ اِسکا سبب یہ ہے۔ کہ اہل عرب اسلام کو سنبھالنے اور فتوحات ملکی کی طرف متوجہ ہو گئے۔ وہ جنکے اصلی باشندے امی لوگ تھے۔ اس لئے دعوت اسلام دین کے پھیلانے اور دولت کے بڑھانے مین مصروف ہوگئے۔ جنمین علم کی چندان ضرورت نہ تھی وہ صرف قرآن جانتے تھے۔ اور اسی سے لوگون کو اسلام کی طرف بلاتی تھی اور اسی کی تلقین کرتے تھے۔ ابہی اسلام کو پچیس برس بہی نہ ہوئے تھے کہ شام و عراق۔ مصر۔ فارس۔ افریقہ وغیرہ ممالک مفتوح ہو گئے۔ مسلمانون کی تعداد زیادہ تر وہی فاتح لشکر تہا۔ اور اس وسیع ملک کی حیثیت سے اُن کی تعداد بہت کم تہی۔ علاوہ برین ان مین سے بہت سی لڑائیون مین مارے گئے مگر اُس کے ساتھہ ہی اُس پریشان سلطنت اور اُسکے باشندون کی حمایت اور اُسکے انتظام کی کافی تدبیرین کرتے تھے۔ ان کی ہمتین سلطنت اور لشکر کشی کی طرف زیادہ متوجہ ہوگئین۔ اور اپنے فطرتی مادے کی وجہہ سے شاعری اور خطابت مین وہ مشغول ہوئے۔ یہی ان کی جاہلیت کے علوم تھے اپنی اولاد کو بہی بدنی ریاضت۔ سواری اور سپہگری کی تعلیم دیتے تھے تاکہ وہ فتح ممالک اور دین کے پھیلانے مین کام آسکین۔ انکا پریشان بادشاہ عمر بن خطاب اپنی دوربین آنکھون سے اُن کی آیندہ حالت سنبھالنے کے لئے طرح طرح کی تدبیرین کیا کرتا تہا۔ اُس نے انکو زراعت اور الیسی

رواج علوم اسلامیہ مابین مسلمانان غیر عرب

ترقی سپہ گری شاعری خطابت فتوحات عرب

معاتیح العلوم مین ذکر کیا ہے۔ بعض ایسے علم بہی انہون نے ایجاد کئے جنکا وجود اسلام کے قبل نہ تھا۔ جیسے اقتصاد سیاسی اور فلسفہ تاریخ۔

شفاخانہ۔

سب سے پہلے اسلام مین ولید بن عبد الملک نے ۸۸ھ ہجری مین دمشق مین ایک شفاخانہ جذامیون کے لئے تعمیر کیا۔ جب عباسیونکی سلطنت قائم ہوئی۔ اور منصور نے فارس سے طبیبون کو بلایا۔ تو ایک پاگل خانہ مجنونون کے علاج کے لئے تعمیر کرایا۔ اچھا شفاخانہ جو اسلام مین قائم ہوا وہ رشید کے زمانہ مین تعمیر کرایا گیا۔ یہہ فارس کے جندیسا پور کے مارستان (بیمارستان) کے ڈہنگ پر بنوایا گیا برامکہ نے بہی اپنے نام سے ایک بہت بڑا شفاخانہ تعمیر کیا۔ چونکہ انکو ہندوستان کی طبابت سے بہت زیادہ الفت تہی۔ اسلئے اُسکا افسر ایک ہندو کو مقرر کیا۔ جسکا نام ابن دہن تہا اسنے برامکہ کے لئے سنسکرت سے طبی کتابونکا عربی مین ترجمہ کیا۔

جب بغداد کا شفاخانہ مشہور ہوا۔ تو دوسرے بڑے بڑے شہرونمین بہی اس کی تقلید کی جانے لگی۔ متوکل کے وزیر فتح ابن خاقان نے مصر مین ایک شفاخانہ تعمیر کیا۔ جو المتاخر کے نام سے مشہور ہوا ۲۵۹ھ ہجری مین جب ابن طولون وہان کا حاکم ہوا۔ تو اُس نے اپنے نام سے ایک شفاخانہ تعمیر کیا۔ جسمین ساٹہہ ہزار دینار صرف کیا۔ اور یہہ حکم دیدیا کہ کسی سپاہی اور سلطنت کے ملازم کا علاج یہان نہو۔ عام مرضا اور مجانین کو مفت دوائیان دیجائین۔ ہر جمعہ کو خود بہی اُسکا معائنہ کرنے کے لئے جاتا تہا لیکن ایکدن کسی پاگل نے وار کر دیا۔ جس سے اُسکو تکلیف پہونچی اور یہہ

اسمین تصنیف کی ہے - ہادی کی مجلس مین ادبار اور شعرار کا مجمع رہا کرتا تہا
ابن المعتز پہلا حکمران ہے - جس نے علم بدیع مین کتاب لکہی - ابراہیم ابن مہدی
بہت بڑا ادیب اور شاعر تہا - ایسا ہی امرا رہمدان - حلب اور اندلس کا
کا حال تہا - یہہ خلفا رچونکہ خود عالم ہوتے تھے - اسلئے تلاش کرکے اہل علم کو
بلاتے تہے - اور انکو بڑے عہدے اور وزارت دیتے تہے ایسی صورتمین
کوئی وجہہ نہ تہی - کہ علم کی ترقی معراج کمال پر نہ پہونچ جاتی - اُسامہ بن معقل
لکہتا ہے - کہ سفاح خطبون اور رسائل کا بہت شائق تہا - اور ایسے لوگون پر
بہت کچھ احسان کرتا تہا - چنانچہ اسنے ایک ہزار رسالے اور ایکہزار خطبے
جمع کرائے تھے - منصور اخبار اور قصون کا بڑا شائق تہا - اسکے زمانہ مین
تمام قدیمی قصے اور پرانے واقعات لوگ جمع کرتے تہے - موسیٰ ہادی اشعار کا
شیدائی تہا - اُسکے لئے لوگون نے اچہے اچہے اور لطیف اشعار جسقدر ہسکے جمع کئے

تصنیفات اسلامیہ

ایسی علمی دلچسپی کی حالت مین کوئی تعجب نہین ہے - اگر مصنفان اور تصنیفات
کی تعداد زیادہ ہوجائے - کیونکہ بادشاہ - امرار - وزرار - اغنیار - فقرار
جسمین عرب - فارس - روم - یہود - سریان - ہنود - ترک - دیلم اور قبط
وغیرہ شامل تہے - تمام اُسکے طرف مائل ہوگئے - اور شام - مصر - عراق فارس
خراسان - ہند اور اندلس کے علمار اسمین مصروف ہوگئے - ان کی
تصنیفون مین ہر قسم کے علوم طبیعات - الہیات - ادب - ریاضی -
تاریخ اشعار وغیرہ وغیرہ بہرے پڑے ہین - انھون نے علم کی اسقدر
شاخین نکالین - جنکی تعداد پانچسو سے زیادہ ہوگئی جنکو طاش کبری زادہ نے

علوالت سے خالی نہین ہے ابن جبیر مشہور سیاح نے اپنے سفرنامہ مین چھٹی صدی
ہجری کے بلاد اسلام کے مشہور شفاخانون کے چشم دید حالات بیان کئے ہین
ان تمام شفاخانون مین باقاعدہ نہایت عمدگی کے ساتہہ علاج کیا جاتا تہا
ادمدووا اور غذائین مختلف مذاہب کے لوگون کا خیال رکھا جاتا تہا خدام
تیمار دار - اور نرسین مریضون کی خدمت کے لئے ملازم رکہی جاتی تہین
جو مریض مرجاتا تہا - وہ سرکاری طور پر دفن کردیا جاتا تہا - انہین شفاخانون مین
طب بہی پڑہائی جاتی تہی - بعض شفاخانے ایسے بہی تہے - جو فوجونکے ساتہہ
رہا کرتے تہے - سلطان محمود سلجوقی کے لشکر مین چالیس اونٹونپر شفاخانہ رہا
کرتا تہا - یہہ بات پہلے معلوم ہوچکی ہے - کہ قرآن اسلامی علوم کی بنیاد ہے

قرآن اسلامی علوم کی بنیاد ہے -

اور پہلی تعلیم اسلام کی یہی ہے - گویا مسلمانون کا معلم اول جو شخص ہے
وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہین - کیونکہ انہون نے صحابہ کو اُس کی تعلیم دی
اُسی کے اقتضار سے دوسرے علوم مثلاً فقہ - تفسیر - حدیث - تاریخ - اور
ادب وغیرہ کی تعلیم شروع ہوئی - یہی وجہہ تہی کہ اسلام کے پہلے مدارس
اکثر مسجدون مین ہوا کرتے تہے - اور ہر جامع مسجد مین ایک مدرسہ ضروری
خیال کیا جاتا تہا - وہان کتابون کا بہی ایک ذخیرہ مطالعہ کے لئے رکھا جاتا تہا
امرار اور خلفار البتہ اپنی اولاد کی تعلیم معلم کو ملازم رکہکر اپنے مکانپر دلاتے تہے
جیسا کہ اب بہی بعض بعض جگہ طریقہ ہے - ان جوامع مین سب سے مشہور
قاہرہ کا جامع ازہر ہے - یہہ ۳۶۱ھ ہجری مین قائم کیا گیا تہا - اسمین بہی قرآن وغیرہ
کی تعلیم ہوتی تہی - یہان ترکستان - ہند - فارس - یمن - شام اور اندلس وغیرہ

جانا بند کر دیا- تیسری صدی ہجری ابھی پوری نہ گذرنے پائی تھی- کہ مکہ اور
مدینہ میں بھی شفاخانے تعمیر کیئے گئے- چوتھی صدی ہجری میں خلیفہ مقتدر اور اسکے
وزرا نے بغداد اور اسکے اطراف میں شفاخانے بنانے شروع کیے عیسے
وزیر نے حربیہ میں ۳۰۲ھ ہجری میں ایک بڑا شفاخانہ قائم کیا اسمین ابوعثمان
دمشقی مشہور طبیب ملازم تھا-
سیدہ کا شفاخانہ بھی بہت مشہور تھا- اسکو سنان ابن ثابت نے ۳۰۶ھ ہجری
میں کھولا تھا- اسکا ماہوار صرفہ چھ سو دینار تھا- مقتدر نے بھی اپنے نام سے
بغداد کے باب الشام پر ایک شفاخانہ بنایا تھا جسمین دو ہزار دینار ماہوار خرچ
ہوتے تھے- وزیر ابن الفرات نے بھی اپنے نام سے شفاخانہ تعمیر کیا تھا انکے
علاوہ رے- اور نیشاپور وغیرہ مین بھی لوگون نے مارستان بنائے تھے
مصر مین مارستان کافوری بہت مشہور تھا- عضد الدولہ نے ۳۶۸ھ ہجری مین
بغداد مین پل کے پاس ایک بہت بڑا شفاخانہ تعمیر کیا جسمین چوبیس طبیب
ملازم تھے- ان سب کا افسر جو شخص تھا- اُسکا نام ساعور تھا- یہہ مارستان
اس زمانہ مین تمام شفاخانون سے بڑا خیال کیا جاتا تھا- لیکن جب نورالدین
زنگی نے چھٹی صدی ہجری مین دمشق مین اور سلطان صلاح الدین نے قاہرہ مین
شفاخانے تعمیر کرائے- تو اُسکی وقعت گھٹ گئی- ملک منصور نے ۶۸۳ھ ہجری
مین دمشق کے شفاخانہ کیطرح مصر مین بھی شفاخانہ تعمیر کیا جسکے آثار اب تک
باقی ہین- انکے علاوہ تمام بلاد اسلام فارس- خراسان- موصل- شام اور
اندلس وغیرہ مین بھی بہت سے شفاخانے تعمیر ہوئے تھے جنکا بیان کرنا

صرفہ چھہ لاکھہ دینار تھا۔ بعض لوگون نے بادشاہ سے اس بات کی شکایت
کی۔ کہ اگر اسقدر صرفہ آپ ایک جرار لشکر پر کرین۔ تو آپ کا جھنڈا قسطنطنیہ کی
فصیلون پر پھرانے لگے۔ ملک شاہ نے نظام الملک کو بلوا کر عتاب کیا اسنے
کہا کہ تم نوجوان شہزادہ ہو۔ لذات دنیوی اور شہوات مین منہمک ہو تمہاری
نیکیان کم اور گناہ بہت زیادہ آسمان پر جاتے ہین تم جرار فوج جو ممالک
فتح کرنے کے لئے تیار کرنا چاہتے ہو۔ ان کی تلوارین ڈیڑہ ہاتھہ کی ہونگی اور
ان کے تیر زیادہ سے زیادہ تین سو قدم جائین گے۔ لیکن مین جو اس لشکر کو
مدرسہ مین تیار کر رہا ہون۔ ان کی دعاؤن کے تیر سیدھے زمین سے عرش تک
جائین گے۔ ان کی دستِ دعا تمہاری فوج اور سلطنت کے لئے آسمان سے
وہ برکتین اتارین گی۔ جنکو تم کسی لشکر سے حاصل نہین کر سکتے ملک شاہ نے
اُس کی بات بہت پسند کی۔ نظام الملک ۴۸۵ھ ہجری مین مقتول ہوا اس مدرسہ کی
تقلید مین بہت سے مدرسے مصر۔ شام۔ فارس۔ دیلم۔ اندلس وغیرہ مین
بنائے گئے۔ جنکا بیان کرنا طوالت سے خالی نہین۔ بہت سے اوستاد خود
اپنے مکان پر طلبا کو تعلیم دیا کرتے تھے۔ ابوبکر رازی کے حلقہ درس مین
صف درصف اسقدر طلبا بیٹھتے تھے۔ کہ ان کی آواز سب نہین سن سکتی تھی
پہلے جو شخص کوئی بات پوچھتا۔ اسکو اول صف کے طلبا بیان کرتے اگر وہ
عاجز آتے تو دوسری صف کے طلبا بتلاتے۔ اگر درجہ بدرجہ کسی کو نہ آتا تو
خود رازی تقریر کرتا۔ جسقدر شاگرد زیادہ ہوتے اُسی قدر اوستاد کی شہرت
ہوتی۔ طلبا کبھی اپنے اُستاد کا ساتھہ نہین چھوڑتے تھے۔ امام فخر الدین رازی

ممالک اسلامی کے طلبا ر آکر پڑہتے - نوین صدی ہجری کے اوائل مین یہان
سات سو پچاس طالبعلم تہے - جن کی تعداد اب دس ہزار سے بہی زائد ہے
اور کوشش کی جا رہی ہے - کہ جدید علم بہی اسمین داخل کئے جائین - یہہ دنیا
مین سب سے پرانی اور بحیثیت طلبا ر کے سب سے بڑی درسگاہ ہے
اسلام مین سب سے پہلا مدرسہ جو قائم کیا گیا - وہ خراسان مین مامون نے
بنایا تہا - جبکہ وہ وہان کا والی تہا - نیشاپور مین ابن فورک نے جس کی وفات
سنہ ۴۰۶ ہجری مین ہوئی ایک مدرسہ قائم کیا تہا - مدرسہ سعیدیہ سلطان محمود کی
بہائی نصر نے قائم کیا تہا - اسمٰعیل صوفی اور پروفیسر ابو اسحق نے بہی مدرسے
قائم کئے تہے - یہہ تمام مدرسے بغداد کے مشہور مدرسہ نظامیہ کے پیشتر قائم کئے
گئے تہے - نہین معلوم مورخین اسلام مدرسہ نظامیہ کو اسلام مین سب سے پہلا مدرسہ کیون
لکہتے ہین - نظام الملک نے خود ہی مدرسہ بغداد کے پیشتر نیشاپور مین الپ ارسلان
کے زمانہ مین ایک مدرسہ قائم کیا تہا - غالباً اسکا سبب یہ ہے - کہ مدرسہ نظامیہ
اس نوعیت کا پہلا مدرسہ تہا - جسمین طلبا کو مفت تعلیم دینی شروع کیگئی اور
وہان کی تعلیم یافتون کے لئے سلطنت مین حقوق قائم کئے گئے اُس مدرسہ کی
اسلام مین بہت بڑی وقعت ہے - اسمین سے بہت سے لوگ تعلیم پاکر نکلے
جو دنیا مین آفتاب بنکر چمک اُٹہے - سب سے پہلے جو شخص اسکا پرنسپل مقرر کیا گیا
وہ ابو اسحق شیرازی تہا - پہر امام - ابو نصر - پہر ابو القاسم - پہر ابو حامد غزالی
پہر شاشی - پہر سہروردی اور کمال الدین اقہاری وغیرہ ہوئے جو علم کے
قطب تہے - یہی وجہہ تہی - کہ یہان کی تعلیم بہت اچہی ہوئی تہی اس مدرسہ کا لا[illegible]

تمدن قائم ہوا۔ اور اب ان ممالک کی آبادی نوال کی حالتمین سات کروڑ ستائیس لاکہہ ہے تو اُسوقت سہ گنہ ہونا خلاف قیاس نہین ہی یہہ مردم شماری عربی خلافتون کی ہے۔ ترکی۔ مغلی۔ افغانی اس سے جدا ہین۔ اس مصنف نے اسلامی تمدن کا مخرج قرآن قرار دیا ہے۔ اور جن اسباب سے یہہ رائے قائم کی ہے۔ وہ سب صحیح ہین۔ قرآن مین خود یہہ ادعا موجود ہے

۱۔ یہہ جامع ہے۔
۲۔ اس کی مثل انسان نہین بنا سکتا
۳۔ قدرت اُسکی محافظ ہے۔

ایسا عالیشان تمدن ایک چہوٹی سی کتاب سے پیدا ہونا ایک بڑی حجت اسکے جامع ہونے کی ہے۔ اُسکا بے نظیر ہونا اِس سے ثابت ہے۔ کہ وحشی نیم وحشی۔ مہذب۔ تینون درجہ کے انسانون پر سحر اور جادو کا اثر کیا اور اب تک وہی تاثیر باقی ہے۔ ۲۳ سال مین تہوڑا تہوڑا نازل ہونا اور ہر وقت نزول حفظ کرنا۔ اور تیرہ سو برس تک حفظ کا طریقہ قائم رہنا اور اسوقت تک اسی حالت اصلی مین باقی رہنا۔ یہہ فطرتی دلیل اُسکے محفوظ رہنے کی ہے۔ جسقدر تمدن کہ اب تک دنیا مین پیدا ہوئے ہین۔ سوائے اسلام کے کوئی تمدن نہ ملیگا۔ جس کی نسبت دعوی سے یہہ کہا جا سکے کہ اسکی بنیاد ایک چہوٹی سی کتاب پر ہے۔ ہر تمدن کے بہت سے اسباب ملینگے جو ایک زمانہ کے بعد اس تمدن کی بنیاد بعد کو قرار پائی ہین۔ اسلام ہی دنیا مین ایک نرالا تمدن ہے۔ جسکی بنیاد مسلمہ قرآن ہے۔ اُسی سے مسلسل سب کچہہ استخراج

جب گھوڑے پر سوار ہو کر چلتے تھے۔ تو تین سو فقیہ پیدل دوڑتے تھے
ہندوستان کے مشہور مورخ سید امیر علی جسٹس نے اندلس کی تاریخ لکھتے ہوئے
بیان کیا ہے۔ کہ مسلمانون نے قرطبہ۔ اشبیلیہ۔ غرناطہ وغیرہ مین بہت سے مدرسے
قائم کئے تھے۔ صرف غرناطہ مین سترہ بڑے اور ایکسو بیس چھوٹے مدرسے تھے۔
تعلیم اس زمانہ مین ہر طبقہ اور فرقہ مین عام تھی غلام لونڈیون اور عورتون کو
بھی تعلیم دی جاتی تھی۔

تعداد کتب	نام کتب خانہ
۱۰۰۰۰۰	بیت الحکما (بغداد)
۱۰۰۰۰	سابور
۴۰۰۰۰۰	الحکم (قرطبہ)
۱۰۰۰۰۰	خزائن القصور (قاہرہ)
۱۰۰۰۰	دار الحکمت
۳۰۰۰۰۰	کتب خانہ طرابلس شام
۴۰۰۰۰	کتب خانہ مراغہ

اسی مصنف نے اس اسلامی تمدن کی مردم شماری ۳۰ تیس ۲۵ پچیس کروڑ ظاہر کی ہے
میرے نزدیک جو اسباب اس تخمینہ کی قائم کر چکے ہین۔ وہ سب قرین قیاس ہین
بعد ابتری و بربادی رومی و ایرانی سلطنتون کے اسلام کے زمانہ مین نئے نئے شہر
عظیم الشان گنجان آباد ہوئے۔ ملک مین امن و امان قائم ہوا اور اعلیٰ درجہ

پہلا دور مذہب عیسوی کا ہے - اُس کی مدت ایکہزار سال یورپ مین ہے
دوسرا دور تمدن یورپ کا ہے - اسکی مدت قریب چار سو سال کے ہے -
اول دور مذہب عیسوی کا ہے - یہہ مذہب ایشیا مین پیدا ہوا اور دوسری
صدی مین یورپ مین ہجرت کرکے آیا - اس زمانہ کی بابتہ مسٹر ڈریپر اپنی کتاب
معرکہ مذہب اور سائنس مین اسطرح آغاز کرتا ہے -

اس زمانہ مین جب اس دین کا چشمہ گدلا نہوا تہا - اسکی کیا حالت تہی وہ
حالت ٹرلیس کی تحریر مرقومہ سنہ ۲۰۰ع موسومہ قیصر سویرس سے ظاہر ہوتی ہی
وہ تحریر یہہ ہے -

ٹرلیس اپنا بیان صفائی نہایت قابلیت سے شروع کرتا ہے وہ حکام عدالت
سے مخاطب ہوکر کہتا ہے - کہ مسیحیت دنیا مین نئی نئی آئی ہے - اور اس
ملک مین جو اسکا اصلی وطن نہین ہے - اگر اوسی دشمنون سے سابقہ پڑے
تو اسمین کوئی اچنبے کی بات نہین - اس کی استدعا صرف اسیقدر ہے کہ
روما کے مجسٹریٹ اسی برارت کا موقع دین - اور اسکا بیان سماعت کئی
بغیر اُسکے خلاف تجویز صادر نہ کرین - اگر اسے ایسا موقع دیا گیا تو سلطنت
کے قوانین آفتاب و ماہتاب بن کر چمکین گے - لیکن اگر اسے اپنی برارت
مین زبان ہلانے کی اجازت نہ دی گئی - تو اس انصاف کے اغراض پورے
نہونگے - جس کے لحاظ سے روما الکبری شہرۂ آفاق ہے - کسی شے سے خواہ
وہ فی الحقیقت نفرت ہی کے قابل کیون نہو - ایسی حالت مین نفرت کرنا
جبکہ ہمکو اسکے متعلق کچھ علم نہو - خلاف شیوۂ معدلت ہے - روما کی قوانین

ہوتا رہا۔ گویا یہہ خزانہ تمدن کا ہے۔ جس سے سب ضرورت کی چیزین نکلتی آئی ہین۔

اسلامی تمدن مین ایک بے نظیر ہمدردی نوع انسان کا ثبوت ہے کہ ملک عرب جہان سے یہہ تمدن پیدا ہوا۔ وہان سوائے مکہ۔ مدینہ (ایک خانہ خدا۔ دوسرا خانہ رسول ہے۔) کے کوئی نشانی تمدن کی نہین ہے باقی تمام اسلامی دنیا مین بیشمار یادگارین موجود ہین۔ جن سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ تمام دنیا کو فائدہ پہونچانا اس مذہب کا اصول تہا۔ بنی اُمیہ نے دمشق دار السلطنت بنایا۔ بنی عباس نے بغداد بنایا۔ بنی فاطمہ نے قاہرہ بنایا۔ اندلس مین غرناطہ وغیرہ بنائے۔ اور بیشمار شہر بیرون عرب بنائے مکہ۔ مدینہ جیسے تہے۔ ویسے ہی رہے۔ ان چارون دار السلطنت کے موافق۔ مکہ۔ مدینہ کی نہ آبادی بڑہی۔ نہ وہان عمارتون کو ترقی ہوئی حالانکہ ان دونون شہرون مین تیرہ سو برس سے سالانہ مجمع ہوتا رہا ہے اُمیہ۔ عباسیہ کے زمانہ مین عرب ماتحت رہا تاہم کوئی مادی ترقی عرب کی نہوئی وجہہ اسکی یہہ ہے۔ کہ مکہ۔ مدینہ۔ مرکز مذہب کے ہین۔ اسلام نے دنیاوی جاہ وجلال کی شان ان مین پیدا نہین کی۔ اپنی قدرتی حالت پر چہوڑ دیا اور دین پہیلانے کے لئے دنیا مین پہیل گئے۔ اور جہان سکونت اختیار کی اسکو جنت بنایا۔

اب یورپین مذہب۔ یورپین تمدن (یعنی تہذیب حال) کے دو دو قائم کر کے ان کا اندازہ کیا جاتا ہے۔

سب سے بڑا انحصار اُن کی غیر معمولی قدامت پر ہے - سلسلہ بطلیموسیہ کے سب سے زیادہ فاضل فرمانروا فلیڈ لفس نے جس کی عملیت مسلم الثبوت ہے - ڈلمیٹریئس فلیریئس کے مشورہ سے ایک نسخہ ان کتب سماوی کا بہم پہونچایا تہا - جو اب تک اُسکے کتب خانہ مین موجود ہے - اِن کتب کے سماوی الاصل ہونے کا ثبوت یہہ ہے - کہ جو کچھہ ہمارے زمانہ مین ہو رہا ہے وہ پہلے سے ان مین مذکور ہے - اور جو واقعات انسان کو ان کے نازل ہونے کے بعد سے پیش آئے ہین وہ سب ان مین مندرج ہین -

کیا کسی پیشین گوئی کا پورا ہونا اُس کی سچائی کی دلیل نہین ہے ؟ اُن واقعات نے جو پیش آچکے ہین - جب اُن پیشین گوئیون کی سچائی پر مہر لگا دی ہے جو اِن کے متعلق قبل از قبل کی گئی تہین - تو کیا اُن واقعات کو صحیح تسلیم کرنے کے لئے جنکی وقوع کے متعلق دوسری پیشین گوئیان اسی قبیل کی موجود ہین ہم مورد الزام قرار دئے جا سکتے ہین ؟ پس چونکہ ہم اُن باتونپر ایمان لائے ہین - جن کے متعلق اناجیل مین پیشین گوئی کی جا چکی ہے - اور جو پیشین گوئی کے مطابق ظہور مین آئین - لہذا ضرور ہے - کہ ہم دوسری باتونپر بہی ایمان لائین - جو ابہی ظہور مین نہین آئین - لیکن اُن کے متعلق انہین اناجیل مین دوسری پیشین گوئیان موجود ہین - اناجیل مقدسہ کی تعلیم یہہ ہے - کہ خدا ایک ہے - جس نے کائنات کو عدم سے پیدا کیا - اور جو اگرچہ ہر روز نظر آتا ہے - لیکن پہر بہی آنکھون سے نہان ہے - اُسکی غیر محدودیت کا حال بجز اسکے اور کسیکو معلوم نہین - اوسکی بے انتہا بڑائی نے اوسے

کا تعلق اُن افعال سے ہے - جو اشخاص سے سرزد ہون نہ کہ اشخاص کے اسمار سے - لیکن افسوس ہے - کہ با این ہمہ بعض اشخاص روما کی عدالتون مین سزایاب ہوئے ہین - نہ اس لئے کہ اُن سے کوئی جرم سرزد ہوا تہا - بلکہ اسلئے کہ وہ مسیحی کہلاتے تہے -

اس کے بعد وہ مسیحیت کی ابتدا - اس کی ماہیت اور اسکے اثرات کا ذکر کرتے ہوئے بتاتا ہے - کہ اس کی بنا عبری اناجیل پر ہے - جو سب کتب سے زیادہ متبرک اور قدیم ہین - اور اس مسئلہ کے متعلق مجسٹریٹون سے اسطرح خطاب کرتا ہے - صحف موسیٰ جنہین خدا نے یہودی - اور اس لحاظ سی عیسائی مذہب کو ایک بیش بہا خزانہ کی طرح محفوظ کیا ہے - آپ لوگون کی قدیم ترین کتب بلکہ آپ کی سرکاری عمارات آپ کی قائم کی ہوئی حکومت آپ کی بڑی بڑے شہرون آپ کے تاریخی کارنامون آپ کے زمانے کی یادگارون اور آپ کے اُس ابجد کے حروف کی ایجاد سے بہی زیادہ قدیم ہین - جو علوم و فنون کی موڈل اور عجائبات قدرت کی محافظ ہے - بلکہ مین اس سے بہی ایک قدم آگے بڑہ کر یہہ کہہ سکتا ہون - کہ وہ صحائف آپ کے دیوتاؤن آپکی مندرون آپ کے غیب گو کاہنون - اور آپ کی رب النوعی قربانیون سی بہی عمر مین زیادہ ہین - اِن صحائف کی تنزیل کا زمانہ محاصرہ ٹرائی سے ایکہزار سال اور ہومر سے پندرہ سو سال پہلے کا ہے - زمانہ راستی کا حلیف ہی - اور ارباب فہم و تمیز بجز اُن باتون کے جو متحقق اور مسلم ہون اور جنکی تصدیق زمانہ کر چکا ہو - اور کسی بات کو نہین مانتے - اِن صحف مقدسہ کی صحت کا

ترجیح دینے لگی - اِسپر خدانے اُنہین متنبہہ کیا - کہ اگر تم باز نہ آوگے - تو
مین تمسے زیادہ وفادار اور اطاعت شعار بندونکو اپنی رحمتون کا شرف
بخشونگا - لیکن جب اُن کے تمرد نے اِس انتباہ کو بہی نظر انداز کیا تو
خدانے اُن کو اُن کے وطن سے خارج کر دیا - اور وہ دشت غربت
مین سرگشتہ و سراسیمہ بہٹکنے لگے - آج وہ تتر بتر ہوکر تمام عالم مین پہیلے
ہوئے ہین - اُن کے نصیبون مین ذلت و خواری ہے - وہ دربدر مارے
مارے پہرتے ہین - اُس ہوا سے اُن کے مشام ناآشنا ہین - جس کے
جہونکون نے ان کے گہوارون کو جہلایا تہا - اُس زمین کو اُن کی آنکہین
ترس گئی ہین - جہان اُنہون نے اول اول عالم ہستی کا تماشا دیکہا تہا -
اب اُن کا سرپرست نہ خدا ہے نہ انسان - خدانے جس بات کی اُنہین
دہمکی دی تہی - وہ پوری کر کے دکہادی - اُسنے دنیا کے دوسری ممالک
اور دوسری اقوام سے ایسے بندون کا انتخاب کیا - جو اُن کے مقابلہ مین
زیادہ وفادار تہے - اپنے پیغمبرون کے ذریعہ سے اُسنے یہہ بشارت دی
تہی - کہ اِن نئے بندون پر اُسکی خاص رحمتون کا ظہور ہوگا - اور اُن مین
ایک مسیحا پیدا ہوگا - جو اُن مین ایک نئی شریعت کی اشاعت کریگا - یہہ
مسیحا جناب عیسیٰ تہے - جو خدا بہی ہین اسلئے کہ جسطرح ایک شمع سے دوسری
شمع جلتی ہے - اسی طرح ایک خدا سے دوسرا خدا پیدا ہوسکتا ہی - خدا
اور اُسکا بیٹا متحد الوجود ہین - روشنی دونون شمعون کی ایک ہی ہے -
کتب مقدسہ مین مذکور ہے - کہ ابن اللہ کا ظہور دنیا مین دو مرتبہ ہوگا

چھپا رکھا ہے۔ لیکن ساتھ ہی ظاہر بھی کر رکھا ہے۔ اُس نے انسان کی
اعمال حسنہ وسیئہ کے لحاظ سے جزا و سزا مقرر کی ہے۔ یوم نشور کے دن
تمام وہ انسان جو آفرینش کائنات سے اُسکے خاتمہ تک پیدا ہو کر مر چکے ہین
اُسکے حکم سے دوبارہ زندہ ہون گے۔ اور اپنے دنیوی قالب اختیار کرینگے
اسکے بعد وہ اُن کے اعمال کی جانچ کریگا۔ اور جو نیک ہونگے اُنہین تو
لذت جاودانی عطا فرمائے گا۔ اور جو بد ہونگے اونہین ابدی شعلون مین
جھونک دیگا۔ دوزخ کی آگ سے مراد وہ چھپے ہوئے شعلے ہین۔ جو قعر
زمین مین بھڑک رہے ہین۔ زمانہ گذشتہ مین وہ منادون یا پیغمبرون کو
اخلاق و روحانیت کی تعلیم کے لئے مامور کر چکا ہے۔ اس قدیم زمانہ کے
پیغمبر یہودیون کی قوم مین پیدا ہوئے۔ اور اُنھون نے غیب کی آواز
بنی اسرائیل تک پہونچائی۔ جنھون نے اِس آواز کو بشکل اناجیل قلمبند
کر لیا۔ ہم پر یہہ الزام لگایا جاتا ہے۔ کہ ہم ایک انسان کی پرستش کرتے ہین
بنی اسرائیل کے خدا کی عبادت نہین کرتے۔ لیکن حقیقت مین ایسا نہین ہے
ہمارے دلون مین جناب مسیح کی طرف سے جو ارادت و عقیدت جاگزین
ہے۔ اُس سے خدا کی اُس عظمت مین جسکا ہمین اعتراف ہے کوئی فرق
نہین آتا۔ اِن بزرگان دین کی برگزیدگی کی وجہ سے یہودیون پر خدا نے
اپنے خاص احسانات اور برکتین نازل کین۔ اور اُنکو شرف ہمکلامی عطا کیا۔
تائید ایزدی سے وہ مراتب جلیلہ پر فائز ہوئے۔ لیکن خبث نفس کے
باعث یہہ سرکش قوم خدا کو بھول گئی۔ اور اُسکے قوانین پر حسب پرستی کو

لهذا اُن کو عرش کے حالات بہی معلوم ہوتے رہتے ہین۔ یہی وجہہ ہے
کہ وہ انسان کو دہوکا دیکر غلط باتین باور کرا دیتے ہین۔ اور غیب گوئی بہی
کرتے ہین۔ جو انسان کو گمراہ کرتی ہے۔
مثلاً روما مین شیاطین نے اس واقعہ کا اعلان کیا۔ کہ شاہ پرسیوس پر
رومی فوجون کو فتح حاصل ہوگی۔ لیکن حقیقت حال یہہ ہے۔ کہ پیشین گوئی
اسوقت کی گئی۔ جبکہ فتح کی خبر اُن کو ملچکی تہی۔ وہ بیمارون کو جہوٹ موٹ اچہا
بہی کر دیتے ہین۔ اور وہ اسطرح کہ اول تو کسی شخص کے جسم مین حلول کرتے ہین
جس کی وجہہ سے وہ بیمار ہو جاتا ہی۔ اور اُسکے بعد کوئی نسخہ تجویز کرکے اُسکو
ستانا چہوڑ دیتے ہین۔ اور آسیب زدہ کو یہہ خیال ہوتا ہے۔ کہ اُسے
واقعی شفا ہوگئی۔
اگرچہ عیسائی شہنشاہ کو خدا نہین مانتے۔ مگر پہر بہی وہ اسکی ترقی دولت و
اقبال کے لئے ہمیشہ دست بدعا رہتے ہین۔ اسلئے کہ وہ عظیم نہلکہ جو دنیا
مین پڑنے والا ہے۔ اور وہ بلائے مبرم جس سے نظام عالم کا شیرازہ بکہرنیکا
خوف ہے۔ اُسی وقت تک رُکی ہوئی ہے۔ جب تک کہ یہہ سلطنت قومی
شوکت قائم ہے۔ عیسائیون کی یہہ دعا ہے۔ کہ خدا ان کو دنیا کا یہہ لنا
خاتمہ نہ دکہائے۔ وہ فقط ایک جمہوری سلسلہ کے قائل ہین۔ لیکن یہ سلسل
تمام عالم کو محیط ہے۔ اُن کی ایک برادری ہے۔ وہ ایک خدا کی پرستش کرتے ہین
اور نجات اُخروی کے امیدوار ہین۔ وہ صرف شہنشاہ اور حکام ہی کے لئے
نہین۔ بلکہ قیام امن کے لئے بہی دعا کرتے ہین۔ وہ اپنی کتب مقدسہ کو اِس

پہلی مرتبہ بحالت عجز و انکسار - دوسری مرتبہ محشر کے روز جاہ و جلال کیساتھ
یہودیون کو یہہ کل باتین اُن کے پیغمبر پیشتر سے جتلا چکے ہین - لیکن اُن کے
گناہون کی تاریکی اُن کی آنکھون پر کچھ ایسی چھا گئی تھی - کہ جب وہ پہلی مرتبہ
آیا - تو اونہون نے اُسے بالکل نہ پہچانا - اور اسوقت تک اس کی آمد آمد کا
فضول انتظار کر رہے ہین - وہ یہی کہتے رہے - کہ مسیح کے معجزے آسمانی
نشان نہ تھے - بلکہ جادو کے کرشمے تھے - علمائے مذہب اور پیشوایان دین
اسکو حسد کی نظر سے دیکھنے لگے - اور حاکم وقت پایلیٹ کے دربار مین جاکر
اُسپر طرح طرح کے بہتان باندہے - اسکو صلیب پر چڑہایا گیا - اور جب اُسکا دم
نکل گیا - اور وہ زمین مین دفن کر دیا گیا - تو تین دن کے بعد وہ قبر سے اٹھا
اور چالیس دن تک اپنی حواریون مین رہا - اِسکے بعد وہ بادل مین لپٹا ہوا
سیدہا آسمان کو چلا گیا - اور یہہ وہ واقعہ ہے - جس کی شہادت رومیولس یا کسی
اور رومی بادشاہ کی معراج کی انسانی شہادت سے بدرجہا زیادہ معتبر ہے
اس کے بعد ٹرٹیلین نے شیطان اور اس کے گروہ کثیر الانفار کی تکوین او
ماہیت بیان کی ہے - اور کہا ہے - کہ شیاطین اپنے فرمانروا ابلیس کے حکم سے
طرح طرح کی بیماریان - تغیرات ہوا - امراض وبائی اور پیداوار ارضی کی تباہی
کے بانی ہوتے ہین - اِنہین کے ورغلانے سے انسان بتون کو بھینٹ دیتا ہی
تاکہ اِنہین قربانیون کا خون جو اِن کی غذا ہے چوسنے کو ملے - شیاطین پرندون
کی طرح سبک سیر ہوتے ہین - اسلئے ربع مسکون مین جو واقعات گذرتے ہین
سب اُن کو معلوم ہو جاتے ہین - اور چونکہ اُن کی بود و باش ہوا مین ہے

ایک بہت بڑا اثر پڑا - اُسکا دعوے یہ ہے - کہ کتب مقدسہ کو وہ گنج شائیگان سمجھنا چاہیئے - جس سے دنیا نے علوم و فنون اور دانش و حکمت کے موتی اور جواہر ریزے حاصل کیئے ہین - اگر کسی حکیم نے فلسفہ کا کوئی نکتہ بیان کیا ہے - تو انہین صحف کے اسرار حکمیہ سے فیض پاکر اور اگر کسی شاعر کو کوئی اچھوتا مضمون ہاتھہ آیا ہے - تو انہین مقدس کتابون کے تخیل آفرینی کی بدولت غرض اُسنے یہہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے - کہ عہود جدید و عتیق صدق و حقیقت کا معیار مطلق ہین - اور جو مسئلہ انکے اصول کے مطابق نہو وہ لامحالہ غلط ہے ٹرٹین کی تحریر جو اوپر ختم ہوئی - اُسمین سے بعض امور کا انتخاب ٹرٹین کی عبارت مین کرکے یہان درج کیا جاتا ہے -

۱ - یہہ مسیحا جناب عیسیٰ تھے - جو خدا ابھی ہین - اس لئے کہ جسطرح سے ایک شمع دوسری شمع سے جلتی ہے - اسی طرح ایک خدا سے دوسرا خدا پیدا ہوتا ہے - خدا اور اسکا بیٹا متحد الوجود ہین روشنی دونون شمعونکی ایک ہے

۲ - اُن کی (یعنی عیسائیون کی) مجلسین افہام و تفہیم کی غرض سے منعقد ہوتی ہین - وہ بدکردارون کو اپنی جماعت سے خارج کردیتے ہین ان کے پیشوایان دین اُن کے افراد کی رائے سے منتخب ہوتے ہین - جنہین اُنکا اقتدا کرنا پڑتا ہے -

۳ - عیسائیون مین بجز اُن کی بیبیون کی اور کل مال متاع مشترک الاستعمال ہے

۴ - کتب مقدسہ کو گنج شائیگان سمجھنا چاہیئے - جس سے دنیا کے علوم و فنون اور دانش و حکمت کے موتی و جواہر حاصل کیئے ہین - جو مسئلہ اُن اصول کی موافق

غرض سے پڑہتے ہین۔ کہ اُن کے ایمان مین استواری اُن کی امیدون مین وسعت اور اُس بھروسہ مین استحکام پیدا ہو۔ جو اونہین خدا کی ذات پر ہے اُن کی مجلسین افہام اور تفہیم کی غرض سے منعقد ہوتی ہین وہ بدکردارون کو اپنی جماعت سے خارج کر دیتے ہین۔ اور اُن کے پیشوایان دین اونکی افراد کی رائے سے منتخب ہوتے ہین۔ جنہین اِن کا اقتدا کرنا ہوتا ہے۔ ہر مہینہ کے ختم پر ہر جماعت کے ہر شخص کو اختیار ہے۔ کہ اپنی مقدرت کی موافق کچھ رقم بطور چندہ دے۔ لیکن چندہ دینے پر کسی کو مجبور نہین کیا جاتا جو رقم اس طور پر جمع ہوتی ہے۔ وہ گویا چندہ دینے والونکی زہد واتقا کی امانت ہے یعنی اپنے نفس کی آسائش پر صرف نہین کیجاتی۔ بلکہ مساکین کی پرورش اور تجہیز و تکفین بیکس اور نادار یتیم بچون کی خبر گیری۔ ضعیف العمر خادمان دین کی امداد اور اُن لوگون کی اعانت مین اٹھائی جاتی ہے۔ جنکی جہاز تباہی مین آگئے ہون۔ یا جن کو دین حقہ پر ثابت قدم رہنے کی وجہ سے جلاوطنی یا قید یا کانون پر مزدوری کرنے کی سزا دی گئی ہو۔ عیسائیون مین بجز اُن کی بیبیون کے اور کل مال و متاع مشترک الاستعمال ہے۔ نہ تو وہ اِس حرص سے پیٹ بھرتے ہین۔ کہ گویا کل ہی مر جائین گے۔ اور نہ عمارتین ایسی عالیشان بناتے ہین۔ جس سے یہ معلوم ہو۔ کہ قیامت کے بورے لپیٹین گے اُنکی زندگی کا مقصد پاکبازی انصاف صبر اعتدال اور عصمت ہے۔

اپنا بیان صفائی ختم کرنے سے پیشتر ٹرٹین نے اس دعوے کا از سر نو ذکر کیا ہے۔ جسپر ازمنہ مابعد مین عملدرآمد ہونے سے یورپ کی علمی ترقیون پر

قسطنطین کی زمانہ مین مسئلہ تثلیث کا جائز قرار پانا

سب سے زیادہ اہم بحث اس مسئلہ مین یہہ تہی - کہ ابن اللہ ہونیکی حیثیت سے مسیح کا کیا درجہ قرار دیا جائے - اسکندریہ مین ان دنون ایک پادری ایریس نامی رہتا تہا - جو ایک دفعہ بشپ (اسقف) کا اُمیدوار تہا - مگر محروم رہا اُسنے یہہ بحث پیش کی - کہ بلحاظ رشتہٗ فرزندی و پدری ضرور ہے کہ ایک وقت ایسا ہوا ہو - جبکہ بیٹے کا وجود نہ تہا - اِس لئے کہ باپ کی عمر بیٹے سے زیادہ ہونی چاہیئے - پس حضرت مسیح قدیم نہین بلکہ حادث ہین - لیکن صاف ظاہر ہے - کہ اِس بحث کا منشا یہہ تہا - کہ ہر سہ افراد تثلیث ازلی نہین ہین - تینون کے تینون ہم مرتبہ و مساوی الحیثیت نہین ہو سکتے ایک کو باقی دونون پر ضرور فوقیت ہونی چاہیئے - اور جب صورت یہہ ہے تو ضرور ہے - کہ ایک وہ وقت تہا - جب تثلیث کا وجود نہ تہا - اُسپر اُس بشپ نے جسکو ایریس کے مقابلہ مین کامیابی حاصل ہوئی تہی مجالس عامہ مین اِس مسئلہ پر اپنی روانی تقریر کے جوہر دکہلانے شروع کئے اور جب مناظرہ نے طول کہینچا - تو یہودیون اور بت پرستون نے جو اسکندریہ کی آبادی کا جزو غالب تہے - اِس بحث کے متعلق ناٹکون مین مضحکہ انگیز نقلین کرنی شروع کین - اِن نقلون مین دل لگی کی سب سے بڑی بات یہہ ہوتی تہی - کہ باپ اور بیٹے کو مساوی السن ظاہر کیا جاتا تہا -

اِس بحث کا جوش و خروش جب حد سے بڑہ گیا اور فتنہ و فساد کا اندیشہ

نہو وہ غلط ہے - یہی چار اصول آیندہ تغیر مذہب کے ذمہ دار ہین تثلیث
پوپ کا اقتدار - اخذ وجر کی بنیاد - کتب مقدسہ سے غلطی اور صحت کا مقابلہ
کرنا باعث خرابی کا ہوا - ٹرٹین کی تحریر ۲۰۰ء کی ہے اُسوقت تک مذہب
عیسوی ادنئے درجہ مین پہیلتا جاتا تہا - شاہی حمایت مین نہ آیا تہا - اور
اِسوجہ سے عیسائیون کو تکلیفین پہونچتی تہین -

۳۲۵ء عیسوی مین شاہ قسطنطین نے مذہب عیسائی اختیار کیا اوسوقت
سے شاہی مذہب ہو گیا - اور بت پرست قوم کے عقائد مذہبی کی آمیزش
شروع ہو گئی - اِن سب اعتقادیونکا افسانہ ڈریپر کی زبان سی یہان درج
کیا جاتا ہے -

فتح حاصل ہوئی۔ اور اُسکے تمام منصوبے بار آور ہو گئے۔ پہلے میکسمن
اور اُسکے بعد لائیسنس کی موت نے اُن تمام رکاوٹون کو جو اُسکی راہ مین
حائل تہین دور کر دیا۔ اور اولین مسیحی فرمانروا ہونے کی حیثیت سے
اُسنے قیاصرہ کے تخت پر قدم رکہا۔ فاتح اور کامیاب جماعت کیسا تہہ
اب جو کوئی شریک ہوا۔ اوسے بڑے بڑے عہدے اور مرتبے ملنے لگے
اِسکا نتیجہ یہہ ہوا۔ کہ دنیا دار لوگ جنہین مذہب کی خس برابر بہی پروا
نہ تہی مسیحیت کے سبب سے زیادہ جوشیلے حامی ہو گئے۔ چونکہ وہ بظاہر
عیسائی لیکن بہ باطن مشرک وبت پرست تہے۔ لہذا اُن کے اثر کی وجہ سے
عیسائیت مین بت پرستی و شرک کے عناصر کی آمیزش شروع ہو گئی۔
قسطنطین نے کہ وہ بہی انہین کا ہم مشرب تہا۔ کوئی ایسا طریقہ اختیار نکیا
جس سے اُن کے اس منافقانہ طرز عمل کا سد باب ہو۔ قسطنطین کی ساری
عمر سیاہ کاریون مین گذری۔ اور کہین آخری وقت (۳۳۷ء) مین جا کر اُسنے
اُن مذہبی مراسم کی پابندی کی۔ جنپر عمل کرنیکی کلیسا ہدایت کرتا ہے۔

سلطنت کا بت پرست اور عیسائی مذاہب کا معاون ہونا

تبرکات کا غلو۔ اوہام پرستی۔ تیوہارونکی ترقی ہونا

قسطنطین کا طرز عمل ہمیشہ اُس کے اِس عندیہ کی شہادت دیتا رہا کہ وہ
اپنی رعایا کے کل طبقون کو ایک آنکہہ سے دیکہنا چاہتا ہے۔ فریق کامیاب
کی وکالت کو اپنی فرمانروائی کا اصول نہین قرار دینا چاہتا۔ پس جہان
اُسنے گرجا تعمیر کئے۔ بت پرستون کے لئے مندر بہی بنوائے اگر یا دریون

پیدا ہو چلا - تو معاملہ شہنشاہ کے پاس تصفیہ کی غرض سے بھیجا گیا - پہلے تو
مزخرفات سمجھکر اسنے توجہ نہ کی - اور شاید دل مین ایریس کے دعوے کو
حق بجانب خیال کیا - کہ باپ کی عمر حقیقت مین بیٹے کی عمر سے زیادہ ہونی
چاہیئے - لیکن اسپر اسقدر دباو چارون طرف سے ڈالا گیا - کہ آخر مجبور
ہوکر اسنے نالیسیا کی کونسل کے انعقاد کا حکم دیا - اِس کونسل نے جھگڑا مٹانے
کے لئے ایک فیصلہ صادر کیا - جس کے ذیل مین تکفیر و لعنت کا یہ فتویٰ
درج تھا " جو شخص یہ دعوے کرے - کہ کسی وقت مین خدا کے فرزند کا
وجود نہ تھا - یا پیدا ہونے سے قبل وہ موجود نہ تھا - یا وہ نیست سے
ہست کیا گیا - یا کسی ایسے مادہ یا جوہر سے اُس کی تخلیق ہوئی جو ربانی
نہین ہے - یا وہ مخلوق یا متغیر ہے - ایسے شخص کو کلیسائے مقدس ملعون
قرار دیتا ہے " - اس فتوے کے صادر ہوتے ہی قسطنطین نے اِس کو
بزور حکومت نافذ کرایا -

قیصران روم کے عہد مین بت پرستی کی آمیزش شروع ہونا
قسطنطین نے ازراہ غایت مال اندیشی کھلم کھلا مسیحیت کی حمایت کا
اعلان کیا - اِسکا نتیجہ یہہ ہوا - کہ ہر حصہ مین مرد عورت بچے بوڑھے
اسکی جان نثاری اور ہوا خواہی کا دم بھرنے لگے اور اسکی خاطر لڑنے
مرنے کے لئے مستعد ہو گئے - اِس کے علاوہ شاہی افواج مین جو مسیحی
بہ تعداد کثیر موجود تھے - وہ اُس کی جانبازانہ متابعت کے لئے تیار ہو گئے
سِلویا کے پل کے قریب ایک بہت بڑی جنگ ہوئی - جسمین اُسنے کامل

اور تمام راسخ الاعتقاد عیسائیون تک کو اِس حکمت عملی سے چندان اختلاف نہ تہا۔ اس لئے کہ شاید وہ یہہ سمجہتے تہے۔ کہ نئی تعلیم کی شاخ مین اگر پرانے عقائد کا پیوند لگا دیا گیا تو مذہب جدید کو بہت جلد ترقی ہو جائیگی اور آخر کار نجاستون کی آمیزش سے پاک ہو کر سچا مذہب باقی رہ جائیگا۔ اِس انضمام و اختلاط کی بزم آرائی مین شہنشاہ کی مان ہلینا نے شاہی دربار کی بیگمات کے ساتہہ ملکر شمع انجمن کا کام دیا۔ مصلحت شناس اور مزاج دان کو ملکہ کی خوشنودی حاصل کرنے کی ایک نئی تدبیر ہاتہہ آگئی۔ بیت المقدس کے ایک غار سے حضرت عیسے کی صلیب دونون چورون کی صلیبین واقعہ تصلیب کا کتبہ اور وہ میخین جو اِس موقع پر استعمال مین لائی گئی تہین تین صدیون تک امانت رہنے کے بعد برآمد کی گئین۔ اور ایک مناسب حال معجزے سے جس کی تصنیف کرنے مین ان بزرگوارون کو ذرا بہی دقت پیش نہ آئی۔ ان متبرک آثار کی تصدیق بہی ہو گئی غرض اچہی خاصی آثار پرستی شروع ہو گئی۔ یونانیون کے اوہام باطلہ از سر نو نمودار ہو گئے اور اُس زمانہ کی تصویر آنکہون مین پہرنے لگی۔ جبکہ وہ آلات جن سے محاصرہ ٹرائی کا مشہور ریخی گہوڑا تیار کیا گیا تہا۔ مٹیاپانٹم مین رکہے ہوئے نظر آتے تہے۔ جبکہ پیلاپس کا عصای شاہی کرونیا مین اکیلیز کا نیزہ فیسلیس مین اور میمنن کی تلوار نکومیڈیا مین کاہنا موجود تہی۔ جب کہ اہل ٹیجیا کلیڈونیا کے جنگلی سور کی کہال دکہا سکتے تہے۔ اور بہت سے شہرون کو یہہ دعوے تہا۔ کہ اُن کے پاس شہر ٹرائی کے محافظ دیوتا کی

کی سرگوشیون پر کان دہرا- تو بت پرست کاہنون سے بہی مشورہ کیا
ناپسیا کی مسیحی کونسل منعقد کی تو دولت کے بت پر بہی چڑہاوی چڑہائے
اصطباغ کی رسم کو قبول کیا- تو ایک تمغہ بہی مسکوک کرایا- جسپر اُسکا ربانی
لقب ثبت تہا- قسطنطنیہ مین سنگ سماق کے ایک مینار کی چوٹی پر اُسکا
جو مجسمہ نصب کیا گیا- وہ اصل مین اپالو دیوتا کی ایک قدیم مورت تہی
جس کے خط وخال بدل کر قسطنطین کی صورت سے مشابہ بنا دئے گئے
اور سر کے گرداگرد وہ میخین جن کی نسبت بیان کیا جاتا تہا- کہ حضرت عیسیٰ
کو مصلوب کرتے وقت کام مین لائی گئی تہین- اس صنعت گری کیساتہ
جمائی گئین- کہ عظمت وجلال کے تاج کی شکل پیدا ہو گئی-
اس خیال سے کہ بت پرستون کے دل مین شکست نے جو ناسور ڈالدیا ہے
اسکا اندمال مراعات خاص اور نوازشہائے پنہان کے مرہم سے ضروری
ہے- قسطنطین نے اپنے دربار مین بت پرستی کی رسمون کی تجدید و ترویج
سے نہ صرف اغماض کیا- بلکہ اِن کوششون کو استحسان کی نظر سے دیکہا
اور حقیقت یہ ہے- کہ اِن کوششون مین سب سے زیادہ حصہ لینے والے
اُسی خاندان کے اراکین تہے-
اِس شہنشاہ کو جو محض دنیا کا بندہ تہا- اور جس کے مذہبی اعتقادات
کی خس سے بہی کم وقعت تہی اپنا ذاتی فائدہ سلطنت کی بہبودی اور
دونون مخالف جماعتون یعنی عیسائیون اور بت پرستون کی بہلائی اسی مین
نظر آئی- کہ جہان تک ہو سکے- اِن مین یگانگت وارتباط پیدا کیا جائے

کہ وہان کی مسیحی مجلس نے بصدارت بطریق سائرل یہ فیصلہ کیا ہے
کہ مریم عذرا کو "خدا کی مان" کے لقب سے یاد کیا جائے۔ تو اُن لوگون نے
خوشی کے آنسوؤن سے اپنے بطریق کے قدم دہوئے۔ یہہ اشک ریزی
اُسی قدیم ناسور کی تراوش تہی جسپر اگرچہ مسیحیت کے اثر کی وجہہ سے انگور
آچلا تہا۔ مگر مادہ فاسد ہنوز اندر باقی تہا۔ اگر اُن کے آبا و اجداد کی زمانہ مین
ڈائیانا دیبی کے لئیے یہی بات کی جاتی۔ جو جناب مریم کے لئیے کی گئی۔ تو
اُن کے دلون پر بہی یہی اثر ہوتا۔ دنیا دار لوگ مسیحیون کی تالیف قلوب کا
یہہ طریقہ جس پر اُن کے رسوم و عقائد کے اختیار کر لینے سے عمل کیا گیا
اُن لوگون کے اعتراض سے نہ بچا۔ جن کی بصیرت اِسکی علت غائی
کی تہ کو پہونچگئی تہی۔ چنانچہ فاسٹس نے قیصر اگسٹائین سے برملا ان ملامت
آمیز الفاظ مین خطاب کیا۔ "تم مین اور بت پرستون مین کیا فرق باقی رہا
اگر کوئی فرق ہی تو یہہ ہے کہ تمہاری جماعت علیحدہ اُنکی جماعت علیحدہ ورنہ افعال دونو
ایک ہی سے ہین۔ اُن کے ہان قربانیان ہوتی ہین۔ جن مین بد مستون کا
زور ہوتا ہے۔ تمہارے ہان بزم محبت ترتیب دیجاتی ہے۔ جو مذہبی
شکل مین ہوسناکی اور عیش پرستی کا دوسرا نام ہے۔ اُن کے ہان بت
پجتے ہین۔ تمہارے شہدا اولیا کی پرستش ہوتی ہے۔ تم اُن کی طرح
مردون کی روحون کی تواضع شراب وکباب اور چنگ ورباب سے
کرتے ہو۔ بت پرستون کے تمام مذہبی تیوہار تمہارے ہان اُسی ذوق و
شوق سے منائے جاتے ہین۔ غرہ ماہ اور راس الجدی و راس السرطان مین

اصلی بت موجود تہا۔ جبکہ مزدا دیی کے ایسے ایسے مجسمے پیش کئے جاسکتے تہے
جو برچہی ہلا سکتے تہے۔ ایسی ایسی تصویرین دکہائی جاسکتی تہین جو ہنس
سکتی تہین۔ ایسی ایسی مورتین موجود تہین جنہین پسینہ آسکتا تہا اور
ایسے ایسے ہزارہا معبد اور ہیکل اطراف ملک مین پہیلے ہوتے تہے
جہان معجزون سے مریض اچہے کئے جاسکتے تہے۔
جون جون زمانہ گذرتا گیا۔ وہ مذہبی عقائد جن کی تفصیل شرئین سے لئے
بیان کی ہے۔ متغیر ہوکر ایک عام پسند مگر پایۂ اخلاق سے گرے ہوئے
مذہب کی شکل اختیار کرتے گئے۔ ان عقائد مین قدیم یونانی اصنام پرستی
کا عنصر مخلوط ہوگیا۔ اولمپس تو وہی پہلا سا موجود ہوگیا مگر دیوتاؤن
کے نام بدل دئے گئے۔ سلطنت کے جن صوبون کی قوت بڑہی ہوئی تہی
وہان کے باشندون نے علی رغم مذہب شاہی اپنے قدیم عقائد اختیار
کرلئے۔ عقیدۂ تثلیث قدیم مصری روایات کے سانچہ مین ڈہال لیا گیا۔
نہ صرف ائیسس کی پرستش بہ تبدیل نام از سر نو ہونے لگی۔ بلکہ اُسکا
بت بہی جو کسی زمانہ مین ایک ہلال کی قوس پر رکہا ہوا نظر آیا کرتا تہا از سر نو
نمودار ہوگیا۔ اس دیبی کا مجسمہ جو گود مین اپنے بچے ہورس کو لئے ہوئے ہی
بت تراشی اور نقاشی کی صنعتون کے ذریعہ سے ہمارے زمانہ تک
حضرت مریم اور ان کے معصوم فرزند کی دلربا تصویر کی شکل مین پہونچا
نئے لباس مین قدیم تصورات کی اس تجدید کا ہر جگہہ بہ اشتیاق تمام
خیر مقدم کیا گیا۔ جب اہل افیشریا کے سامنے اس امر کا اعلان کیا گیا

بیت المقدس اور شہدا کے مزارون کی زیارت وطواف کے لئے لوگ ہزارہا کوس چلکر جاتے تھے۔ بیت المقدس سے منون خاک دھول لاکر لوگ موتیون کے مول بیچتے تھے۔ اور اُس مٹی کو شیطان کے دفعیہ کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا۔ دم کئے ہوئے پانی کے اوصاف وخواص مین تو کسی کو کلام ہی نہ تھا مورتین اور تبرکات گرجاؤن کے ضروری لوازم تے۔ اور خوش عقیدہ لوگ بتون کی طرح اُن کو بھی پوجتے تھے۔ جسطرح زمانہ سابق مین بت پرستون نے بعض مقامات کو خوارق عادات اور معجزات کے لئے مخصوص کر رکھا تھا اِسی طرح خاص خاص مقامات عیسائی دنیا مین بھی اعجاز وکرامات کے مرکز قرار دئے گئے۔ عیسائیون کی نجات یافتہ روحون کو حاضرات کے طریقہ پر طلب کیا جاتا تھا۔ اور یہہ خیال کیا جاتا تھا۔ کہ یہہ روحین اطراف عالم مین بھٹکتی پھرتی ہین۔ یا اپنے مقابر کے اوپر منڈلا رہی ہین۔ مندرون اور قربان گاہون کی تعداد خارج از حد شمار تھی۔ توبہ اور ازالہ معصیت کیلئے خاطی کو جو تکلیف دہ اور ایذا رسان لباس پہنا پڑتا تھا۔ اُس کی بہت سی قسمین تھین۔ حضرت مریم کی عید تطہیر کا تیوہار اِس غرض سے قائم کیا گیا۔ کہ جو بت پرست نئے نئے عیسائی ہوئے تھے۔ اُن کے دلون سے اپنے دیوتا کے یوم جشن کے منسوخ ہونے کی کھٹک جاتی رہے۔ مورتون صلیب کی ٹکڑون۔ ہڈیون کیلون اور دوسرے تبرکات کی پرستش عام رواج پاگئی۔ گویا اچھی خاصی جماد پرستی رائج ہوگئی۔ اُن آثار متبرکہ کی تصدیق کا انحصار دو براہین پر تھا۔ یعنی پادریون کے حلم یا معجزات سے اظہار

آفتاب کی تحویل کے وقت تم وہی رسمین ادا کرتے ہو۔ جو بت پرستونکے
ہان رائج ہین۔ اور طرز ماند و بود اور عادات و اطوار کے لحاظ سے
تو تم مین اُن مین مطلق فرق نہین" غرضکہ بت پرستی کے تمام رسم و رواج
جاری ہوے چلے جاتے تھے۔ یہان تک کہ شادیون مین عشق و محبت
کے دیبی وینس (زہرہ) کے بھجن گائے جاتے تھے۔

اس مقام پر تھوڑی دیر کے لئے ستا کر ہمین یہہ دیکھنا چاہیئے کہ عیسائیت
کے ساتہہ بت پرستی کے شامل کر دینے کی اس چال نے بالاخر لوگونکو
انحطاط عقلی کے کس طبقہ سافل تک پہنچا دیا۔ بت پرستی کی رسمین اختیار
کرلی گئین۔ پرستش کے نمایشی اور بھڑک دار طریقے جاری ہوگئے پادریون
نے پرتکلف لباس اور ٹوپیان اور تاج پہنے شروع کردئے کافوری شمعین
سونے چاندی کے گلدان مراسم مذہبی کے لوازم مین داخل ہوگئے۔
عبادت مین براتون کے جلوس کی سی دہوم دہام نظر آنے لگی۔ قربانی کے
ذریعہ سے طہارت ہونے لگی۔ رومی بت پرست کاہنون کی جادو کی چہڑی
عیسائی اسقف کی حکومت ملی کا عصا بن گئے۔ گرجا۔ شہدا کے مزار
بنائے جانے لگے۔ اور اِن کی تطہیر اور تقدیس اُن رسمون کو ذریعہ سے
ہونے لگی۔ جو سلف مین بت پرست پجاریون کے ہان رائج تہین۔
جہوٹ سچ جہان کہین کسی شہید کے کچھ آثار بہم پہونچ گئے فوراً اُن کی
یادگار مین میلے اور عرس قائم کر دے گئے۔ خدا کے غضب کو فرو
کرنے اور آسیب اُتارنے کا سب سے بڑا ذریعہ فاقہ کشی قرار دیا گیا

مستزاد تہی۔ اُن مین سے بعض تبرکات ایسے تہے۔ جن کی نوعیت عقل کو
محو حیرت کر دیتی تہی۔ متعدد ویر۔ اور خانقاہین ایسی تہین جنہین جناب مسیح
کا کانٹون کا تاج موجود تہا۔ گیارہ ڈیرون مین وہ برچہا رکہا ہوا تہا جس سے
آپ کا پہلو چہید اگیا تہا۔ اگر کوئی شخص ازراہ جسارت یہہ سوال کر بیٹہتا
کہ اُن سب کا اصلی ہونا کیونکر ممکن ہے۔ تو وہ دہریہ اور مرتد قرار دیا جاتا
حروب صلیبیہ کے دوران مین طبقہ ہیکلین کے سورماؤن نے یورشلم سے
مقدس دوشیزہ کی دودہ کی بوتلین لا لاکر صلیبی افواج کے سپاہیونکی ہاتہہ مین من مانے
اور منہ مانگے دامون بیچین۔ اور خوب ہی نفع کمایا۔ یہہ بوتلین ازراہ غایت ارادت
وعقیدت بعض بڑی بڑی مذہبی اماکن مین مدتون نہایت احتیاط کیساتہ محفوظ رکہی ہین لیکن
دیدہ دلیری اور ڈہٹائی مین بیت المقدس کی اُس خانقاہ کا درجہ شاید سب سے بڑہا ہوا تہا جسکے تبرکات مین
روح القدس کی ایک انگلی بہی داخل تہی۔ اِس شرمناک بطلان پرستی کو زمانہ
موجودہ نے حقارت آمیز خموشی کیساتہہ رد کر دیا ہے۔ ایک وہ زمانہ تہا کہ یہی
تبرکات ہزارہا خوش عقیدہ لوگونکی کشت ارادت کو اپنی روحانی چہینٹونسے سیراب
کرتی تہی۔ لیکن آج وہ اِسدرجہ ناپاک اور ذلیل خیال کئی جاتی ہین۔ کہ کسی عجائب خانے
مین بہی انہین جگہہ نہین ملتی۔ آخر اُس حرمان کی کیا وجہہ ہے جو یورپ کی امانت سے
عہدہ برانہ ہونیکی شکل مین کلیسا کو نصیب ہوا اگر رومانی یورپ کے روحانی و مادی
ترقی کو حقیقت مین اپنا نصب العین قرار دیا ہوتا۔ اگر جانشین پطرس یعنی ساری دنیا کی
گذریا فی الحقیقت دلسے احد الغرض ہو کر اپنی گلہ کی بہیڑونکی رکہوالی کی ہوتی اور اُنکی دنیاوی آسائش
اور دینی نجات کو اپنی غایت الغایات سمجہا ہوتا تو ممکن نہ تہا کہ کلیسا کو اس ناکامی کا منہ دیکہنا پڑتا

اولیا کے پہٹے پڑانے کپڑون اور اُن کی قبرون کی خاک تک متبرک سمجہی جاتی تہی
چنانچہ فلسطین سے کچہ بوسیدہ ہڈیان لائی گئین - اور اُن کی نسبت بہ وثوق
تمام یہہ مشہور کیا گیا - کہ یہہ حضرت مرقس اور حضرت جمیس اور دوسرے اولیای
عہد سابق کے آثار جسمانی ہین - بت پرستی کے زمانہ مین انسان کو دیوتا بنا دیا
جاتا تہا - عیسائیون نے اُسے ولی کر دکہایا - کہ اِسکا تصرف بہی معاملات
انسانی مین ربانی مداخلت سے کسی طرح کم نہ سمجہا جاتا تہا - مقامی دیوتاون
کی جگہہ مقامی پیر اور اولیا قائم ہو گئے - اُس کے بعد عشاے ربانی کی
پُراسرار رسم کا ظہور ہوا - جسکا مطلب یہہ ہے - کہ پادری کے عمل سے روٹی
اور شراب مسیح کے گوشت اور خون کی صورت مین منتقل ہو جاتی ہے - مرور
قرون نے عیسائیت اور بت پرستی کے اِس الحاق کو اور زیادہ کامل و
تکمل کر دیا - نئے نئے تیوہار منائے جانے لگے - جنمین سے ایک تو اُس
برچہے کی یادگار مین قائم کیا گیا تہا - جس سے حضرت عیسیٰ کے پہلو مین چہید
دیا گیا تہا - ایک اُن میخون کی یادگار کو تازہ رکہنے کیلئے قائم کیا گیا تہا جنسے آپ کا
جسم صلیب مین جڑ دیا گیا تہا - اور ایک سے کانٹون کے اُس تاج کی
یادکو تازہ رکہنا مقصود تہا - جو مصلوب کرتے وقت آپکو پہنا دیا گیا تہا
اگرچہ بیسیون خانقاہون مین کانٹون کا یہہ بے بہا تاج موجود تہا - لیکن
زمانہ کا یہہ رنگ تہا - کہ کوئی شخص یہہ کہنے کی جرات نہ کر سکتا تہا کہ یہہ
کیونکر ممکن ہے - کہ سب کے سب تاج اصلی ہون
خانقاہون کے طبی کرشمون پر خاص خاص تبرکات کے معجز نما شفا گستری

بیدردی سے پامال کئے گئے گدائی پیشہ راہبون کے طبقون سی پاپائیت
کو اِس مقصد کی تکمیل مین بہت بڑی مدد ملی - گویا پاپا اور یہہ طبقے ایک
طرف تھے - اور اساقف اور اُن کے ماتحت پادری دوسری طرف پاپائی
روما کے دربار نے تمام وہ حقوق غصب کر لیئے - جو مجالس عامہ - مجالس
مطرانیہ (کونسل متعلق بہ دار السلطنت) اساقف اور قومی کلیساؤن کو
حاصل تھے - چونکہ پاپا کے نائب بات بات پر دست اندازی کرتی تھے
لہذا اساقف نے اپنے ماتحتین کو ان کی بے عنوانیون پر روک ٹوک
کرنا ہی چھوڑ دیا - اور چونکہ گدائی پیشہ راہبون کی مداخلت حد سے زیادہ
بڑھ گئی تھی - اِس لئے دیہاتی پادریون کے اختیار بالکل سلب ہو گئے -
اور جو رہا سہا اثر تہا - آسے اُن راہبون نے پاپائی تذکرات الغفران اور
پروانجات نقض قانون بیچ بیچ کر زائل کر دیا - اُن حرام کو حلال اور ناجائز
جائز کر دینے والی سندون کی فروخت سے جو روپیہ وصول ہوتا تھا وہ سیدہا
روما پہنچ جاتا تھا - مالی ضرورتون سے مجبور ہو کر بہت سے پاپا اِس ذلیل
حیلہ جوئی پر اُتر آئے - کہ جب کسی فرمانروا یا اسقف یا رئیس ہیکلین کا
مقدمہ پاپای عدالت مین پیش ہوتا تھا - تو اُس سے کہا جاتا تھا - کہ
ایک جام طلائی جس مین دوکات بہرے ہوئے ہون بطور نذرانہ پیش
کرے - اِسی قسم کی ضرورتین جشن جوبلی کے انعقاد کی محرک ہوئین -
پاپائی سکسٹس رابع نے بہت سے جدید عہدے قائم کئے اور ہر عہدہ
بعوض تین یا چار سو دوکات کے فروخت کر ڈالا - پاپائی انوسنٹ سابع نے

پادریونکا اقتدار بڑہنا اور قابو پانا اور ملک مین جہل و افلاس پہیلنا

اعلی طبقہ کے پادریون نے تو ہر ملکی خدمت پر جو کچھ بہی باعث منفعت
تہی۔ قبضہ کرہی رکھا تہا۔ اور ہر ڈیر کا صدر راہب کثیر التعداد غلامونکی
مالک ہونے کے لحاظ سے بڑے بڑے امیرون اور جاگیر دارونکا مقابلہ کرتا
تہا۔ چنانچہ بعض صدر راہبون کے پاس بیس بیس ہزار غلام موجود تہے
لیکن گدائی پیشہ راہبون کے لئے بہی معاش کے وسیع ذرائع موجود تہے
ملک کا کوئی حصہ ایسا نہ تہا۔ جہان یہہ نظر نہ آتے ہون۔ اور غربا کی قوت
لا یموت مین اپنا حصہ نہ بٹا لیتے ہون۔ نکمے اور نکہٹو پادریون کا ایک
انبوہ کثیر جس کی ارادت مین ممالک غیر منسلک تہے ایسا تہا۔ جس کی
زندگی کاہلی اور بیکاری مین کٹتی تہی۔ اور جو اپنا پیٹ محنت مزدوری
کرنے والون کے پسینے سے پالتا تہا۔ ایسی حالت مین کیونکر ممکن تہا۔ کہ
چہوٹے چہوٹے کہیت بڑی بڑی جاگیرون مین ضم نہ ہوتے چلے جائین۔
غربا کا افلاس روز بروز نہ بڑہتا جائے۔ اور جماعت انسانی کی حالت
رو بہ اصلاح ہونے کے بجائے پایۂ اخلاق سے ساقط نہ ہوتی چلی جائے
ڈیرون۔ صومعون اور خانقاہون سے باہر تحصیل علم کی کوئی کوشش
نہ کی جاتی تہی۔ اور کیون کرکیجاتی۔ کلیسا کی مصلحت اسی مین تہی۔ کہ
لوگ جاہل رہین۔ چنانچہ یہہ اصول عام طور سے تسلیم کرلیا گیا۔ کہ جہالت
زہد و اتقا کی مان ہے۔

پاپائی قوت کے اس اکتناز و اجتماع کے لئے ہر قسم کے حقوق نہایت

پاپائی عدالت العالیہ کو یہہ بات معلوم ہوگئی تھی - کہ یورپ بھر کے پادری
اگر اُسکے مقروض ہون گے - تو پاپائیت کی اغراض کو بہت کچھ نفع ہوگا
اِس لئے کہ عدالت اُن پر من مانا دباؤ ڈال سکیگی - اور اگر وہ باو نمانینگے
تو عدم ادائے سود کی علت مین اُنھین کلیسا کے حلقے سے خارج کر سکیگی
سنہ ۱۳۲۷ء مین جب حساب لگایا گیا - تو معلوم ہوا کہ نصف مسیحی دنیا حلقہ
کلیسا سے خارج ہو چکی ہے - اساقف کا اخراج اسلئے عمل مین آیا
کہ وہ پاپا کے نائبون کے مطالبات سے عہدہ برآ نہ ہو سکتے تھے اور عام
اشخاص اِسلئے خارج کئے گئے کہ وہ مجبور ہوکر تذکرات الغفران یا اجازت
نامجات نقض قانون خریدین - اور پاپائی کارندون کو اُن کی منہ مانگی
قیمت ادا کرین - تمام یورپ کے قسیسی مداخل روما کی طرف کھنچے ہوئے
چلے جاتے تھے - جو ارتشا یہ سیمونیت - سود خواری - بد دیانتی اور استحصال
بالجبر کا مرکز بنا ہوا تھا - سنہ ۱۰۶۶ء سے جو تحریک اجتماع واکتناز کی تاریخ آغاز
ہے - پاپاؤن نے اپنے خاص گلے کی بھیڑون کی دیکھہ بھال بالکل چھوڑ دی
تھی - یعنی روما کی آبادی کی روحانی غور و پرداخت اور کلیسائی روما کے
اندرونی انتظامات کی طرف توجہ کرنے کی اُنھین مطلق فرصت نہ تھی -
ممالک غیر کے ہزارون معاملات جنھین سے ہر ایک بجاے خود بہت بڑا ذریعہ
آمدنی تھا - اُنھین ہر وقت مصروف رکھتے تھے - اسقف الوبرو پلایو کا بیان
ہے - کہ مین جب کبھی ایوان عدالت العالیہ پاپایہ مین داخل ہوتا تھا تو ارکان
عدالت یعنی پاپا کے گماشتون کو اشرفیان گنتے ہوئے پاتا تھا جنکے ڈھیر کے ڈھیر

اکلیل پاپائی رہن رکھا۔ پاپائی لیو دہم کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ
اُسنے تین پاپاؤن کی آمدنی اڑاڈالی یعنی جو رقم اُسکا پیشرو خزانہ مین
چھوڑ مرا تھا۔ اول تو اُسپر ہاتھہ صاف کیا۔ اس کے بعد اپنی دولت
پر دست تبذیر دراز کیا۔ اور جب یہہ بہی کافی نہوئی۔ تو اپنے جانشین
کے مترقبہ مداخل کو پہلے سے وصول کر کے لیکہا جو کہا برابر کر دیا اُس نے
دو ہزار ایکسو پچاس جدید خدمتین قائم کر کے فروخت کین۔ مشتریون کے
لئے روپیہ لگانے کی اس سے بہتر ترکیب نہ تہی اس لئے کہ اصل سرمایہ
پر بارہ فیصدی سود کہین گیا ہی نہ تہا۔ اُس سود کے استحصال کے لئے
وہ ممالک موجود تہے۔ جہان کیتہولک مذہب رائج تہا۔ یورپ بہر مین
کوئی شہر ایسا نہ تہا جہان سرمایہ اِسقدر بامنفعت طور پر لگایا جاسکتا ہو
جیسے روما مین۔ اخلاق الرہن کے ذریعہ سے اور نیز عہدون کو نہ صرف
ایک دفعہ بلکہ مکرر فروخت کر کے بڑی بڑی رقمین وصول کر لی جاتی تہین
عہدہ دارون کا اضافہ اِس غرض سے کیا جاتا تہا۔ کہ وہ اپنے عہدہ کو
دوبار بیچ ڈالین۔

اگرچہ سود خواری پاپائی اجتہاد کی رو سے ممنوع تہی لیکن پہر بہی پاپائی
عدالت العالیہ کے متعلق ایک بہت بڑا بنک قائم ہو گیا تہا جو پادریوں
مُلازمت کے امیدوارون اور اہل مقدمہ کو نہایت سخت شرح سود پر
روپیہ قرض دیتا تہا۔ پاپائی مہاجنون کے لئے تو گویا سود لینا مباح تہا
اور باقی سود خوار مطرود و مردود تہے۔

توغّل۔ بہلا اجتماع ضدین کیونکر ممکن تہا۔ سائرل نے سمجہ لیا کہ اگر
یہی لیل و نہار رہا۔ تو ہائے پیشیا کے آگے اُسکی مشیخت کا چراغ گل ہوجائیگا
اور یہ سمجہ کر اُسنے فیصلہ کرلیا۔ کہ جسطرح بن پڑے اپنے حریف کا خاتمہ
کروے۔ ایک دن ہائے پیشیا مدرسہ کو جارہی تہی۔ کہ سائرل کی امت کے
ایک گروہ کثیر الانفار یعنی بہت سے پادریون نے اُسے آگہیرا ان سب نے
ملکر بیچ بازار مین اس کے کپڑے نوچ کہسوٹ ڈالے اُسے بالکل برہنہ
کردیا۔ اور پہر کہینچتے گہسیٹتے ہوئے ایک گرجا مین لے گئے۔ جہان عصائے
پترس کی متواتر ضربون سے اسکا سر توڑا گیا۔ اسکی لاش کے ٹکڑے ٹکڑے
کئے گئے۔ گوشت و پوست کو سیپیون سے چیلا گیا اور ہڈیان آگ مین
جہونکدی گئین۔ اس خوفناک جرم کے متعلق سائرل سے جواب تک نہ لیا گیا
گویا یہ تسلیم کرلیا گیا۔ کہ چونکہ مقصد محمود تہا۔ اسلئے اس کی تکمیل کا جو
ذریعہ اختیار کیا گیا۔ وہ بہی محمود ہوگیا۔

محکمۂ احتساب عقائد نے پاپائی قوت کو ایسا زبردست بنا دیا۔ کہ اُسکی
مزاحمت و مدافعت محال ہوگئی۔ جو شخص مخالفت کرتا تہا آگ مین زندہ
جلا دیا جاتا تہا۔ کسی شخص کے دل مین مخالفانہ خیال کا ناشی ہونا عام
اس سے کہ اُس خیال کا اظہار کسی خارجی علامت سے ہوا ہو یا نہوا ہو
جرم سمجہا جاتا تہا۔ جون جون زمانہ گذرتا گیا۔ محکمۂ احتساب عقائد کا طرز عمل
زیادہ وحشیانہ ہوتا گیا۔ محض شبہہ کی بنا پر ملزم کو شکنجہ کی سزا دیجاتی تہی۔
ملزم کو الزام لگانے والے کا نام تک نہ بتایا جاتا تہا۔ اُسے کسی قانون دان

ہر طرف لگے رہتے تھے"۔ پاپائی عدالت کی حدود ارضی کی توسیع کا
کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیا جاتا تھا۔ قانون سے مستثنیٰ کرنیکا ڈہنگ
ایسا ڈالا گیا تھا۔ کہ جو شخص مستثنیٰ ہوتا تھا۔ اُسے ہر وقت ایک نیا استثنا
حاصل کرنے کی ضرورت ہوتی تھی۔ اساقف کو مجمع الاکلیروس کی مقابلہ مین
خاص خاص رعائیتین حاصل تھین تو مجمع الاکلیروس بھی بمقابلہ اساقف
خاص رعایات سے مستفیض تھا۔ علی ہذا القیاس اساقف خانقاہین اور
عام اشخاص نائبان پاپا کے استحصال سے مستثنیٰ تھے۔ غرض استثنا کا
یہ سلسلہ پاپاے مقدس کی خواہش جلب منفعت کیطرح کہین ختم ہوتا ہی نہ تھا۔

پادریون کی مظالم

ہائے پیشیا جس کا باپ تہیان بڑے پایہ کا مہندس تھا نہ صرف فلاطون
و ارسطو کے فلسفہ کی شارح تہی۔ بلکہ اپالونیس اور دوسرے مہندسونکی
تصانیف پر بہی اُسنے عالمانہ شرحین لکھی تہین ہر روز اُسکے مدرسہ کے
سامنے امرا و اعیان کے رتہون کا ایک ہجوم رہتا تھا اور اسکندریہ کے
تمام وضع و شریف اُس کی شاگردی کا دم بہرتے تھے۔ جن مسائل پر اسکی
تقریرین ہوتی تہین وہ وہی معمے ہین۔ جن پر ہمیشہ سے بحث ہوتی چلی
آئی ہے۔ لیکن آج تک حل نہین ہو سکے۔ یعنی "مین کیا ہون کون ہون
کہان ہون۔ اور میرے علم کی کیا حد ہے"۔

ہائے پیشیا اور سائرل ایک کو علم حکمت مین تبحر دوسرے کو جہل و تعصب مین

مکانات لکڑی کے تھے۔

گھرون مین دودکش بھی نہ ہوتے تھے۔

بدررویں بالکل موجود نہ تھین۔ اور صفائی کا مطلق انتظام نہ تھا۔ گارے سے لسے ہوئے سرکنڈون کی کوٹھریان۔ بھدے اور بے ڈھنگے ٹٹرون کے گھر۔ بے دودکش کے بے رونق دھوان دہار انگیٹھیان جوؤن۔ کھٹملون۔ اور پسوؤن سے بھرے ہوے جسمانی اور اخلاقی غلاظتون کے بھٹ۔ سردی سے بچنے کے لئے اعضا کے گرد پرال کی لپٹے ہوئے مٹھے۔ بخار سے سکتے ہوے کسان کے لئے عاملون و سیانون کی چارہ گری کے سوا اور کسی تدبیر کا نہونا۔ ان سب باتون کے ہوتے ہوئے کیونکر ممکن تھا۔ کہ آبادی مین ترقی ہوسکے۔ اقوام کی مادی حالت کی اصلاح و ترقی کے لئے کوئی نتیجہ خیز و مستقل بالذات تدبیر یا پاؤن کی طرف سے اختیار نہین کی گئی۔ اُن کے نشو ونما عقلی کے لئیے کوئی طریقہ عمل مین نہین لایا گیا۔ اور اُلٹا انھین ان پڑھ بلکہ جاہل مطلق رکھنے کی کوشش کی گئی۔ صدیون پر صدیان گذرتی چلی گئین۔ لیکن کسانون کی حالت کھیت کے چوپایون سے بہتر نہونے پائی۔ وسائل نقل وحرکت اور ذرائع رسل ورسائل کو جو توسیع خیالات کے ممد و معین ہوا کرتی ہین جامد وغیر متحرک رہنے دیا گیا۔ آبادی کا اکثر حصہ ایسا تھا جیسے ساری عمر اپنے گھر سے قدم نکالنے کا اتفاق نہ ہوا۔ اس بدنصیب طبقہ کو نہ اصلاح حالت کی اُمید تھی نہ کسی ترقی کی توقع۔ افلاس کے سد باب اور قحط کے

شخص سے مشورہ لینے کی اجازت تک نہ دیجاتی تہی اس محکمہ کی فیصلہ کی
نہ داد تہی نہ فریاد - افسران محکمہ یعنی ارکان احتساب کو حکم تھا - کہ
رحم و لینت کو دل مین مطلق نہ آنے دین - ملزم کا عقائد منسوبہ سے توبہ
کرنا بہی بے سود وا حاصل تھا - ملزم کے ناکردہ گناہ خاندان کا مال و اسباب
ضبط کر لیا جاتا تھا - جسمین سے آدہا پاپا کے خزانہ مین چلا جاتا تہا اور
آدہے سے ارکان احتساب اپنی دوزخ کی تواضع کرتے تھے - پاپای
انوسینٹ ثالث کا قول تھا - کہ ملاحدہ کی اولاد کی صرف جان بخشی کرنی
چاہیئے - اور وہ بہی محض بہ تقاضاے ترحم - نتیجہ یہہ ہوا کہ نکولس ثالث
کے سے ڈاکو پاپاؤن نے اس مقدس عدالت کے لوٹ کے مال سے
اپنے خاندانون کو نہال اور مالامال کر دیا - اور ارکان احتساب کو تو
ہر روز اس کی بدولت ترقیے ملتے رہتے تھے -

ہزار برس تک آبادی یورپ کی نہ بڑہنے کے اسباب

اب کسیقدر زیادہ تفصیل و وضاحت کے ساتہہ اُن مدافعانہ قوتونکی
نوعیت پر نظر ڈالتے ہین - جنہون نے یورپ کی آبادی کو ایکہزار سال
تک حالت جمود و سکون مین رکھا - بر اعظم یورپ کی سطح کا بہت بڑا
حصہ لق و دق اور بے راہ جنگلون سے گھرا ہوا تھا - کہین کہین راہبونکی
خانقاہین اور بستیان آباد تہین - نشیبی مقامات اور دریاؤن کی دونون
جانب سینکڑون میل لمبی دلدلین پہیلی ہوئی تہین - جن مین سے عفونت انگیز
بخارات نکل نکلکر دور دور تک وبا پہیلاتے تھے - پیرس اور لندن مین

نکالی۔ اور افریقہ سے دوزخ ملک کو بہشت بنایا۔ اور تحقیقات صحرا مین جانین تلف کین۔ امریکہ۔ اور اسٹریلیا۔ دو بر اعظمون کا پیدا کرنا بڑی جان جوکہون کے کام تھے۔ اور سب سے آخر مصیبت ناک سفر قطب شمالی کے دریافت کرنے کا تہا۔

اور علمی تحقیقاتون کی بابت جانفشانیون کی کوئی انتہا نہین مہذب انسان تسخیر کائنات کے پیچہے پڑا ہوا ہے۔ پہلے وحشیون کی مزدوری سے نفع اٹہایا اب قدرتی اشیار سے کام لیا جاتا ہے۔ ہر قسم کے علم اور فن اور صنعت کی ترقی روز افزون ہے۔ اس تہذیب کا آغاز غلامی کی ترقی اور وحشی اقوام کی بربادی سے ہوا اور نتیجہ یہہ پیدا ہوا جس کا انتخاب ذیل مین کیا جاتا ہے۔

۱۔ انسان کی ضرورتین بڑہتی جاتی ہین۔ معاشرت نہایت قیمتی ہوگئی ہے۔

۲۔ نئی نئی ایجادون نے انسان کو ہوسناک بنا دیا۔

۳۔ جنگین زیادہ خونریز معمولی ہین پہلے انسان جرأت سے بمقابلہ انسان لڑتا تہا۔ اب جرات کی ضرورت نہین۔ علم اور قواعد کا مقابلہ ہے۔

۴۔ انسانی قوار دماغی بار سے کمزور ہوتے جاتے ہین اور جرات مین کمی ہوتی جاتی ہے۔

۵۔ تاجر اور اخبار دنیا مین سب سے زیادہ مالدار ہوتے جاتے ہین امرا کم ہوتے جاتے ہین۔

۶۔ سلطنتین باہمی مقابلہ سے زیر بار ہوتی ہین۔

اندفاع کے لئے بڑے پیمانہ پر کوئی تجویز نہ سوچی گئی وباکو اجازت تہی
کہ کہلے بندون جہان چاہے۔ پہرے اور جس شہر پر چاہے چہاپہ مارے
بہت ہی روک ٹوک ہوئی۔ تو کسی پادری نے دو چار لاطینی دعائین پڑہ دین
بُری خوراک۔ ناقص لباس اور ناکافی مکان۔ برابر اپنا اثر کئے چلے گئے
جس کا نتیجہ یہہ ہوا۔ کہ ایکہزار سال کے بعد یورپ کی آبادی دُگنی بہی
نہ ہونے پائی۔

انتخاب مندرجہ بالا ہزار سالہ فروغ مذہب عیسوی کا ہے اور اُسی
قسم کا ایک اجمالی انتخاب اس سے پہلے اسلامی خلافتون کی نوسو سالہ
زمانہ کا درج ہو چکا ہے۔ اِن دونون کا مقابلہ اور موازنہ کرنے سے
عام نتیجہ ظاہر ہوگا۔

ہمنے اسلام کے عہد رسالت۔ اور خلافت راشدہ کے حالات کا
تذکرہ اسلام کے تمدنی دور سے پہلے لکہا ہے۔ ان کے لکہنے کا مدعا یہ ہے
کہ رسالت اور خلافت راشدہ کا زمانہ شیوع اسلام کا ہے۔ انکو پڑہکر
بجائے خود ہر شخص یہ اندازہ کر سکتا ہے۔ کہ اسلام بزور شمشیر خونریزی
اور جبر سے پہیلا۔ یا اُس مین فی نفسہ کوئی خوبی تہی اور ایسے اشخاص
جو باوصف استطاعت محض درویشانہ زندگی بسر کرتے تہے۔ وہ جبر
اور ظلم روا رکہہ سکتے تہے۔

یہان سے تہذیب یورپ کا ذکر شروع کیا جاتا ہے۔ یہہ وہ تہذیب ہے
جس نے چار سو برس تک نئے بر اعظم اور نئے نئے جزیرہ ڈہونڈ ڈہونڈ کر

کہ تہذیب یورپ مین سخت عیب الحاد اور اخلاق کے معدوم ہونیکا ہے
اور دنیا مین مطلق العنان آزادی اور انتہا درجہ کی مساوات پھیلانیکا ہے
بغیر مذہب کی شرکت کے یہہ تہذیب کبھی نوع انسان کے لئے فائدہ مند
نہین ہوسکتی۔

تہذیب پر واجب ہے۔ کہ مذہب کو اُس کی حقیقت دریافت کرنیکے
بعد علیحدہ رکھے علمی سانچہ سے نہ مذہب بنا ہے اور نہ اُس سانچہ مین
ڈہل سکتا ہے۔ اس عملدرآمد سے مذہب خراب ہوجائیگا۔ جسطرح انسان
کے لئے غذا۔ لباس۔ مکان۔ طبعی ضرورت سے واجب ہے اسیطرح
مذہب جسمانی و روحانی اصلاح کے لئے لازم ہے۔

مذہب مین عام پسند ہونے کی قابلیت ہے۔ کیونکہ وحشی نیم وحشی
مہذب۔ سب مین مذہب کا عالمگیر اثر ہے۔ تہذیب ایک خاص گروہ
تعلیم یافتہ کا تجربہ اور تحقیقات ہے۔ وحشی۔ نیم وحشی نہ اُسکو سمجھہ سکتے ہین
اور نہ اس سے منتفع ہونے کا قصد کرتے ہین۔ بلکہ بیشتر تہذیب کے
انتفاع سے گریز کرتے ہین۔ اسلئے ایک عام پسند چیز کو تہذیب کے دایرہ سے
نکالدینا زیبا نہین ہے۔ قوم مین متحد کرنے کی کوئی شے باقی نہ رہے گی
ہر شخص مذہبی ہوسکتا ہے۔ مگر فلسفی۔ حکیم۔ محقق نہین ہوسکتا۔ قدرت کی
عام عطیہ سے محروم کرنا نہ چاہیئے۔

تمام شد

۷ - وحشی اور غربا تہذیب کے ساتہہ نہین چل سکتے وہ معدوم ہوتی جاتی ہین
۸ - آبادی بڑہتی جاتی ہے - اور رزق گران ہوتا جاتا ہے -
۹ - مساوات اور آزادی اعتدال سے گذر کر خطرناک ہوتی جاتی ہے -
۱۰ - نہلسٹ - انارکسٹ - سوشلسٹ اسی تہذیب کی تعلیم سے پیدا ہوئین
ہین وہ حکومتون کے مٹانے کے درپے ہین -
۱۱ - جمہوریت کی صدا ہر طرف سے آرہی ہے - اور باہم کشت و خون ہو رہا ہی
۱۲ - تہذیب یورپ سے الحاد دنیا مین پہیلتا جاتا ہے - اور اخلاق مذہبی
معدوم ہوتا جاتا ہے - افسوس ہے کہ تہذیب نے تحقیقات علمی مین کیسی
جانفشانیان کین اور مذہب کو نادانستہ چہوڑا اور اُسپر توہمات کا الزام
لگا کر مردود خلایق کیا اور نوع انسان کو اوس نعمت عظمےٰ سے محروم کیا -
تہذیب نے اپنے نفس کے لئے آرام اور راحت اور سامان عیش
سب کچھ مہیا کیا - اور مذہب کا خون کرتے وقت یہہ رحم نہ آیا کہ یہ کیسے
بے نفسون نے اپنی جان پر کہیل کر یہہ کارخانہ دوسری دنیا کی انجام بینی
کے خیال سے بنایا تہا - اور اخلاق کی کیسی عمدہ مثالین چہوڑین - تہذیب نے
دنیا کی قدیم نشانیان ڈہونڈہ ڈہونڈہ کر نکالین - اور تاریخ کی تاریکی پر روشنی
ڈالی - مگر مذہب جو سب سے قدیم ہے اُسکو خاک مین ملا دیا -
میرا مدعا صرف مذہب کی حقیقت اور اسکے انتفاع ثابت کرنے کا
اور آیندہ تحفظ کا ہے - اُسی کے ضمن مین یہہ اور تذکرہ ہے مقابلہ او
موازنہ کی غرض سے درج کردئے گئے ہین - میری رائے یہ ہے